ریاض لطائف
مسمی بہ اسم تاریخی مجالس عجیب
سنہ ۱۲۹۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد باری تعالےٰ عز اسمہٗ

تاج ہی سارے کلامون مین کلام اللہ کا
کیون سرِ دیوان پہ مصرع ہو نہ بسم اللہ کا

عجز سی لکھا سرِ دیوان کلام اللہ کا
شاعرون سے ہو سکا مصرع نہ بسم اللہ کا

فرد ہونا کلک نے ثابت کیا اللہ کا
لکھدیا مصرع سرِ دیوان جو بسم اللہ کا

ابتدا مین دل جو طالب ہو خدا کی راہ کا
جادۂ سُلکِ طریقت مد ہو بسم اللہ کا

اُنپہ سِکہ ہے جو اسمِ انورِ اللہ کا
کیا چلن ہے درہم و دینار مہر و ماہ کا

یاد مین تیری کرے تکیہ توکل پر اگر
پائے اکدم مین گدا بھی تخت شاہنشاہ کا

دے کے چھینٹا قلزمِ رحمت بجھاتا ہے ترا
یادِ عصیان مین اگر اوٹھتا ہے شعلہ آہ کا

ہی عجب باریک یہ نکتہ کہ جو نقطہ نہین
ہی مبرا اور منزہ شک سے نام اللہ کا

ہاتھ اوٹھاتے ہی ملا فی الفور مطلب با صواب
پھر گیا محروم کب سائل تری درگاہ کا

انبیا عاجز ہون جب خالق کی کُنہِ ذات مین
ذکر کیا ہم سبکی عقلِ ناقص و کوتاہ کا

ہوگیا ثابت خدا کے بعد ہین بس پنجتن
ہی ہے آخر سب گئے اور اوّل الف اللہ کا

کردیا سرسبز پیدا کر کے مجکو خاک سے
ہی یہ کلمہ ہر زبانِ تیز برگِ کاہ کا

انبیا بھیجے ہدایت کو کہ ہر دل ہو خنک
عذر بار و تانہ کا نام آئے کسی گمراہ کا

نور عرفان ہی چمکتا مومنون کے دل مین گیا
طور کے مانند جلوہ ہے تجلی گاہ کا

مذہب باطل مین ہر جس بدچلن کا اوٹھ گیا
ہو گیا پامال فوراً جیسے سبزہ راہ کا

کُن ترانی سن چکے ہین دید کی طالب ہون کیا
ہے کلیم اللہ سے کافی کلام اللہ کا

یاد عصیان مین دل صد پارہ جو ہے بیقرار
میرے سینے پر گمان سیماب کی ہے چادر کا

پائی ہین پانچ اونگلیان اسمین نہین ابہام راست
پنجتن سے ہاتھ آیا ہمکو نام اللہ کا

طے کرون مین زار دشت عشق رحمان و رحیم
ہاتھ آجانے عصا گر مد بسم اللہ کا

کر کے غالب عقل کو دی نفس کی پہلو مین جا
ایک ہی مسکن بنایا ضیغم و روباہ کا

پاؤن کو لغزش ہوئی تھی پاکے لفظ لا الٰہ
مل گیا لیکن سہارا ہمکو الا اللہ کا

کر دیا آراستہ ہر ایک زلف شعر کو
شانہ لیکر طبع نے تشدید بسم اللہ کا

قبر مین کہنا فرشتون سے لطافت بخط
چاردہ معصوم کا شیعہ ہون عبد اللہ کا

نعت حضرت سرور کائنات

خدا کا شکر ہے پیرو ہوا ہوں اوس محمد کا
ہمیشہ انبیا مین غل تھا جسکی آمد آمد کا

بہار گلشن کونین ہے جلوہ محمد کا
بہشت اعلیٰ جو ہی ادنےٰ ہی بوٹا انکی مسند کا

دہن سے لین نہ کیونکر کام انسان مدح احمد کا
نشان صانع نے یہ گویا دیا میم محمد کا

نظر کرتے ہی چھد جاتا ہی دل ہر ایک مرتد کا
مثال تیر کا فر کو الف ہے اسم احمد کا

خیال اسمین رہا کرتا ہے رخسار محمد کا
دل شفاف میرا گھر بنا آئینہ خد کا

پیمبر کی ولادت کا جو مضمون فکر مین آیا
ہوا بیساختہ پیدا زبان پر شعر آمد کا

بنی سرتاج حمد کبریا اللہ رے رتبہ
شرف انصاف سے دیکھے کوئی میم محمد کا

کیا تھا شہرہ علم اللہ نے پہلے ہی سے انکو
محمد فخر اسمٰعیل و ابراہیم و آدم تھے
ہوا ثابت کہ تھے یکتا پیمبر حمد کرنے مین
شہنشاہی ملی مُلکِ قناعت کی جو احمد کو
مرادعوی ہی دال اسپر دلیلِ راہ جنت ہین
ائمہ سے کہا احمد نے جو مطلب حقیقی تھا
طویل القامت انکے سامنے ہوتے نتھے بالا
نبی پیدا نہوتے گر نہوتا جز خدا کوئی
بنا ہر مصرعِ تر رشکِ سروِ گلشن جنت
نظر جب لڑ گئی کافر کی فوراً کٹ گیا دل مین
پیمبر کے جو سنگِ آستان کا آگے بوسہ لئے
نہ کوئی روشنی تھی انکے نورِ جسم پر غالب
سہارا حبِّ احمد کا اگر ہوتا نہ گردون کو
شرف پایا پیمبر کے لب اسنے حج مین چومنے ہین
فرشتے باغِ جنت مین جسے طوبےٰ سمجھتے ہین
نگاہِ غیض سے اسکو جو ختم المرسلین دیکھین
مدینہ کی زیارت ہو گئی حجاج پر لازم
جمال اسطرح کا پاتے نہ ہرگز حضرتِ یوسف
مطیع احمد کا ناجی ہی عدوِ احمد کا ناری ہے
عوض آدم کے احمد نے کبھی گندم نہین کھایا
چرندون کی درندون نے اطاعت انکی مانی ہے

نہین احسان دلِ احمد یہ درسِ حرف ابجد کا
شرف اجداد تک پہونچا تھا اس فرزند ارشد کا
خبر دیتا ہر اِک کو ہی الف یہ اسمِ احمد کا
توکل کو فقط تکیہ بنایا اپنی مسند کا
خبر دیتا ہی سبکو رتبہ دالِ اسمِ احمد کا
کلیدِ عقل سے کھولا قُفل معنیِ ابجد کا
یہ ادنےٰ معجزہ تھا مصطفےٰ کی خوشنما قد کا
احد رہتا اگر جلوہ نہوتا میم احمد کا
ہوا موزون جو مضمون شاہ کی موزونیِ قد کا
کشیدہ صورتِ شمشیر سر ہے حاسدِ احمد کا
شرف پائے ابھی ہو رنگ ابیض سنگِ اسود کا
یہی سر تھا نظر آیا نہ جو سایہ کبھی قد کا
ٹھہر تا بےستون دم بھر نہ یہ گنبد زبرجد کا
یہی ہی وجہ جو لیتے ہین بوسہ سنگ اسود کا
زمین سے آسمان پر چڑھ گیا سایہ اسی قد کا
سمٹ کر آسمان ڈر سے نگینہ ہو زبرجد کا
ہزارون حج اکبر طوف ہے احمد کے مرقد کا
چھلکتا گر نہ مملو ہو کے ساغر حسنِ احمد کا
خدا نے خوب رکھا امتحان یہ نیک اور بد کا
سُنا تھا ترک اولےٰ جب سے اپنی جدِّ امجد کا
جُھکا ہی سجدے سے سر قدم پر دام اور دد کا

مسلمان ہون کہین بہر مدد تشریف لاتی ہین
سدا یکسان ہی پاس احمد کو اقرب اور ابعد کا

بہت مشہور ہی عالم مین حسن چہرۂ یوسف
وہ پرتو تھا اسی محبوب کے آئینۂ خد کا

ہاتہی قالب ہوئی خم ہو کے سقف کہنۂ گردون
ترفع اللہ اللہ گنبد پر نور مرقد کا

زمین سی جب گئی افلاک پر معراج مین احمدؐ
فرشتے کہہ رہے تھے مرحبا کلمہ خوشامد کا

میان قبر و منبر ہے یقینی روضۂ رضوان
عجب رتبہ ہے تا پیغمبر کی مسجد اور مشہد کا

ازل سے مصطفٰی و مرتضٰی اسطرح باہم ہینؐ
محمد مین ہے جلوہ جس طرح میم مشدد کا

نبی نے کھینچ دی حد شریعت کفر و ایمان مین
ہوا دنیا مین ذو القرنین بانی جسطرح سد کا

خدا کا شکر و احسان مصطفٰی کا مین مقلد ہون
قلادہ میری گردن مین پڑا ہے میم محمد کا

کیا مجکو مسلمان شیعہ سید اور اصولی بھیؐ
لطافت کیا ہو شکر اللہ کے احسان بیحد کا

پیرو نہ کیون ہون شرع رسالت پناہ کا
گم کردہ راہ کیونہ نہین شاہ راہ کا

ایما یہ تھا رسول کی ریش سیاہ کا
دیکھو ہجوم حور کی تار نگاہ کاؐ

آدم ہوئے جو خلق فرشتون نے یہ کہا
خاکا بنا شبیہ رسالت پناہ کا

کیا نور نقش پائے نبی سے مثال دون
ڈہلکا ہوا ہے ساغر بلور ماہ کاؐ

خالق ہی وہ رقیب سا ہو گا مہربانؐ
جتنا بڑھے گا عشق حبیب آلہ کاؐ

نور محمد اسلیئے آیا زمین پرؐ
لنگر ہو آسمان کے جہاز تباہ کا

احمد سا آفتاب ہے موجود زیر خاک
کیا کام میری قبر مین خورشید و ماہ کا

کیونکر زمین کو فخر نہو اوسکے دفن سے
نعلین جسکی تاج ہو عرش الہ کاؐ

پیوستہ ابروون سے محمد کی کیا مثالؐ
ہی دو ہلال چرخ مین فرق ایک ماہ کا

عصیان کا سم ہوا جو مضر پڑھ لیا درود
تریاق مل گیا مجھے زہر گناہ کا

جو شرع مصطفٰی پہ چلا مل گیا بہشتؐ
ہوتا غنی ہے جلد گدا شاہ راہ کا

شاگرد فیض عصمت احمد ہوے ملک ؑ
لیکر سبق عبادت و ترکِ گناہ کا

ہر ذرہ ہر نبی کو ملا بنکے حسن رخ ؑ
اوڑکر غبار روے رسالت پناہ کا

آخر سب انبیا کے محمد جہان مین آئے
آگے تھی فوج بعد حشم بادشاہ کا

ہونگے نبیؑ کے پاس ہی محشر مین کلمہ گو ؑ
جس جا ہو مدعی وہین مجمع گواہ کا

تقسیم قطرہ قطرہ ہوا ہر رسول پر
دریا بڑہا جو حسن رسالت پناہ کا

نعتِ نبی کو سُنکے پڑہین مومنین درود
نعرہ ہی کیون سخن پہ لطافت کی واہ کا

مدح حضرت اسد اللہ الغالب ؑ

دل مین بھرا ہے عشق جنابِ امیر کا
شیشہ بغل مین ہے مئے خمِ غدیر کا

کہدونگا ہون فقیر جنابِ امیر کا
ہوگا گذر جو قبر مین منکر نکیر کا

دل پر ہے نقش نام جنابِ امیر کا
سو جان سے فقیر ہون مین اس لکیر کا

بلبل ہون بے عدیل گلِ بے نظیر کا
عنقا ہوا ہے نام مرے ہمصفیر کا

مین حیدری مرید علی سے ہون پیر کا
بستر درِ نجف پہ لگا ہے فقیر کا

موسیٰ عصا کے سبکو دکھاتے تھے معجزے
ہاتھ آگیا تھا نام مرے دستگیر کا

ہی ذرۂ نجف سے فلک سائلِ ضیا
کاسہ لیے ہے ہاتھ مین مہرِ منیر کا

اولیٰ کو بھی نہ ترک علی نے کبھی کیا
کیا ذکر ہے گناہِ صغیر و کبیر کا

خیبر کا در اوکھاڑ کے خندق کا پُل کیا
کیا زور تھا جناب مین نانِ شعیر کا

بچھ بچھ گیا ادب سے جو مین لاغر و فقیر
دہوکا ہوا رواقِ علی مین حصیر کا

مارا علی نے مرۂ قیسِ لعین کو کیا
تھا اونگلیون مین معجزہ شمشیر و تیر کا

روشن ہوا ہمین کلفِ ماہتاب سے
داغی غلام ہے شہِ روشن ضمیر کا

لغزش قدم کو ہو گی نہ ہرگز صراط پر | کافی فقط ہے نام مرے دستگیر کا

قاتل کو زخم کھا کے کھلایا طعام روز | تا مرگ تھا خیال یہ اپنے اسیر کا

وہ چند انبیا سے جو یوسف کا تھا جمال | شمہ تھا شہ کے حسن کے عشر عشیر کا

غدار لوگ غدر کریں لاکھ ہو گا کیا | قرآن مین تا بہ حشر ہے قصہ غدیر کا

کیونکر نہ ہم پئین کہ خدا نے رسول کو | ساقی بنا دیا مے خم غدیر کا

حیدر نے بوریے پہ بسر کی تمام عمر | سچ ہے انھین پہ حصر ہی فرش حصیر کا

شیعون کو ذکر آیۂ بلّغ سے ہے سرور | مستون مین دور ہے مے خم غدیر کا

اللہ رے رجوع کہ نکلا نماز مین | مشکل ہوا تھا پاؤن سے کھنچنا جو تیر کا

تصویر مرتضےٰ کا بنا حکم حق سے تخت | دیکھے تو کوئی بخت جوان چرخ پیر کا

ہفتاد و ستی و دہ ہین علی کے عدو تمام | حامی ہی یعنے پیر و جوان و صغیر کا

شیر خدا و صاحب شمشیر ہو گئے | کیا زور واہ بنت اسد کے ہے شیر کا

آتے ہین نزع مومن و کافر مین مرتضےٰ | عہدہ دیا خدا نے بشیر و نذیر کا

سیراب ہونگے حشر کو کوثر کے آب سے | جاری جو ہو گا فیض جناب امیر کا

سائل ہوا گدا تو شہنشاہ کر دیا | دستور تھا سدا یہ نبی کے وزیر کا

دنیا ہوئی ہی ترک بھروسا علی کا ہے | [illegible] ہے

[illegible] ستا ہی آفتاب درخشان جیسے [illegible] | [illegible] ہے خاک پائے جناب امیر کا

[illegible] وڑ کر نجف کی خاک نے | رتبہ گھٹا دیا وہین ابر مطیر کا

[illegible] رش علی تھا تخت سلیمان کی طرح ابر | اللہ رے مرتبہ شہ گردون سریر کا

باخوب دوستی کی بنا کی خلیل نے | سولدر بنا رکھا تھا جناب امیر کا

قوسین کے مقام پہ پہنچا نبی کے پاس | ذہن علی مین زور ہے قدرت کے تیر کا

تعویذ مل گیا ہی حفاظت کا خاک کو | نبکر زمین پہ نقش علی کے حصیر کا

کرنا مدد ضرور لطافت کی یا علیؑ
آئیگا وقت حشر مین جب دار و گیر کا

مدح حضرت صاحب العصر و الزمانؑ

جلد آئے وقت عیش و نشاط و سرور کا
مشتاق ہون امامِ زمان کے ظہور کا

ظلمت کدے مین دہر کے عالم ہو نور کا
مشتاق ہون امامِ زمان کے ظہور کا

عیسیٰ ہین کہہ رہے کہ ارادہ ہی دور کا
مشتاق ہون امام زمان کے ظہور کا

دیکھون گا نور روے امامِ غیور کا
کا جل لگا کے دو دو سرِ شمع طور کا

ہی حسن ان سطور سے بین السطور کا
یہ شامِ زلف حور وہ تڑکا ہے نور کا

ہم سب ہُما ہون وقت جو آئے ظہور کا
نالہ یہ ہر سحر ہے چمن مین طیور کا

جلتے ہین دل جو سُنتے ہین شہرہ ظہور کا
سینون پہ منکرون کے گمان ہی تنور کا

غارِ مغیب شاہ پہ عالم ہے نور کا
ہر ایک سنگریزے مین جلوہ ہی طور کا

تشریف جلد لائیے یا صاحب الزمان
کیجے علاج میرے دلِ ناصبور کا

نرگس کی چشم وا ہی تو استادہ سرو باغ
اللہ رے اشتیاق تمھارے ظہور کا

آپ آئین تو ہو ظلمتِ کفر و نفاق دور
یہ صاف ہو زمین کہ ہو تختہ بلور کا

ایمان یا کہ کفر مین کامل ہین جو مرے
اون سبکو انتظار ہے شوق قبور کا

پر نور باغ دہر ہو آپ آئیے اگر
عالم ہر اک درخت مین ہو نخل طور کا

سینہ مین دل ہے دل مین محبت امام کی
یہ شیشہ طاق مین ہی شراب طہور کا

اُمڈین جو اشک دیدۂ سوزان سی شوق مین
ہو نوح کی قسم ابھی طوفان تنور کا

جس طرح آفتاب تہ ابر سے ہو نفع
غیبت مین یون ہی فیض ہر اک جا حضور کا

سُنتی ہین زندہ آپ کو مُردہ ہوے ہین دل
سینون پہ دشمنون کے ہے عالم قبور کا

آپ آئیے جہان مین تو جھکجائین سبکے سر
آفاق مین رواج ہے کبر و غرور کا

یا صاحب الزمان مرے مُنہ سے نکل گیا
دریاے غم سے قصد ہوا جب عبور کا

چمکین نصیب شیعون کے تیجے کہین ظہور
نکلے جو مہر ذرّون مین عالم ہو نور کا

پڑہتا ہون روز جھک کے دعاے جہل صباح
چلہ مری کمان کو دیا حق نے نور کا

مولد امام عصر کا ہونے کو تھا وہ شہر
کیون سُرّ من رائی نہ محل ہو سرور کا

آپ آئیے تو زہد پہ باندہے ہر اک کمر
عنقا جہان مین نام ہو فسق و فجور کا

مشتاق لحنِ حضرتِ داؤد کے ہین کان
آکر سنائیے ہمین پڑھنا زبور کا

پیشِ خدا ہی ہر شب قدر آپ کی یہ قدر
کرتے ہین حال عرض ملک سب امور کا

پیدا ہوے کیا مہِ شعبان کو نصف نصف
اللہ رے عدل بادشہِ ذی شعور کا

شیعہ کہین ہون بہر مدد آتے ہین امام
یکسان ہی پاس آپ کو نزدیک و دور کا

حق نے مہِ چہار دہم آپ کو کیا
تا صبح حشر نور نہ کیون ہو حضور کا

لکھتا ہون جشن دیدہ حق بین شاہِ دین
عالم مری دوات پہ ہے چشم حور کا

دم مین ملین ثواب شہیدانِ بدر کی
مرجاؤن انتظار جو کر کے ظہور کا

پہنچین گے پاس امام کے مومن دمِ ظہور
طے ایک دم مین ہوگا سفر دور دور کا

طفلی مین بدلے کھیل کے دکھلائے معجزے
چاہا جو امتحان کسی نے شعور کا

آنکھین حباب کی ہین کھلی بیقرار موج
اللہ رے شوق امام زمان کے ظہور کا

شوقِ امامِ عصر مین ہون خاک اوڑ رہا
اوٹھے بگولا کیون نہ تتق بنکے نور کا

پڑھ کر دعاے ندبہ میانِ چہار عید
کرتا ہون انتظار خوشی سے ظہور کا

ملجائین مجکو خضر تو معلوم ہو پتا
ہی کس طرف جزیرہ خضرا حضور کا

مومن جھکین گے شکر کے سجدے کو قبلہ رو
کعبے مین غلغلہ جو اوٹھے گا ظہور کا

گھٹنے لگا ہی آج سے شرمندہ ہوکے چاند
پندرہوین شب جو نور ہے چمکا حضور کا

موجود جسم مین ہی یہ غائب ہی سبکی روح — جلوہ اسی طرح ہی جہان مین حضور کا

زندہ ہو یہ بھی عالمِ رجعت مین یا امام
مداح و منتظر ہے لطافت حضور کا

مدح حضرت علی ابن ابی طالب

دلِ شیدا پہ اپنی نقش ہے اوسکی محبّت کا — قدم جسکا نگینہ بنگیا مُہرِ نبوّت کا

رہیگی تا قیامت اب نشان ہی پای حضرت کا — زمین نے خاک ہو کر نقش پایا ہی حفاظت کا

نہایت شوق دل کو زندگی مین ہی زیارت کا — زمانہ یا خدا دکھلا مجھے حیدر کی رجعت کا

نجف مین دفن جب ہونگا یہ عالم ہوگا رفعت کا — بنیگا آسمانِ سبز سبزہ میری ترُبت کا

دلِ نازک مین اپنی جوش ہی حیدر کی الفت کا — بغل مین روز و شب شیشہ ہی صہبای ولایت کا

نجف مین قبر ہو کس سے کہین حال اپنی حسرت کا — نشان کھینچ آئے ہین ہم روضہ حیدر مین تربت کا

مبارک ہو وسیلہ ہو گیا پیدا شفاعت کا — صبا دیتی ہی مژدہ سبکو حیدر کی ولادت کا

نہ سمجھا جزوِ ایمان جو علی کے اسمِ اعلے کو — ہوا مومن نہ وہ ناقص رہا کلمہ شہادت کا

طریقِ مرتضے کی پیروون سی کہتی ہین حورین — چلے آؤ چلے آؤ یہی رستہ ہے جنّت کا

لحد مین دفن ہوتے ہی علی تشریف لاتے ہین — زیارت گاہ ہونا ہے بجا مومن کی تربت کا

بنایا بعدِ احمد جب یداللہ کو صدا آئی — رہی عزّ و شرف ہی نقش ثانی دستِ قدرت کا

بڑہائی پنجہ مژگان ہین مردمِ مردمِ دیدہ — اشارہ ہی کرو دستِ خدا سے عزمِ بیعت کا

بُرا ہون یا بھلا ہون پر نہ ہرگز ساتھہ چھوڑونگا — قیامت کو مرا ہاتھہ اور دامن ہوگا حضرت کا

علی کو نزع مین دیکھا تو دل کی آرزو نکلی — نہ پایا عمر بھر محبوب کوئی اچھی صورت کا

نبی ہین چاردہ معصوم اک نورِ الٰہی سے — نظر آتا ہی جلوہ ہمکو اس کثرت مین وحدت کا

وہ دیوانہ ہون اے دشتِ نجف مین دل ابھی بیچون — اگر درِ نجف پر فیصلہ ہو جاے قیمت کا

ارادہ ہے علی کی شکل کھینچون صفحۂ دل پر
شفق کی مانگ لون سرخی سفید صبح جنت کا

کبھی بار آئی بن بن کے دولھن گو سامنے دنیا
چلا پر کچھ نہ حیدر سے فریب اس ہم‌رِ دوت کا

زمین مین خود علی سا آفتاب ذرہ پرور ہے
لحد مین بوترابی کی بھلا کیا کام ظلمت کا

بنی تصویر حیدر عرش اعلے پر زیارت کو
ملائک کو بھی پایا ہے نے عاشق اچھی صورت کا

پھرین شوق نجف مین ہمنی ٹھنڈی ٹھنڈی جب سانسین
کہا حورون نے جھونکا ہے نسیم باغِ جنت کا

نجف کی رہنے والون سے کوئی اسکا مزا پوچھے
بیان کیا ہو ضریح پاک کے بوسونکی لذت کا

علی جب قبر سے تشریف لیجا ئینگے پوچھونگا
بتا تی جائیے درمان تو کوئی دردِ فرقت کا

نجف کی خاک کا فیض علی سے نور تو دیکھو
غبار اوٹھ اوٹھ کے بنتا ہے سفید ہ صبح جنت کا

دیا صورت گر قدرت نے کچھ ہر پیمبر کو
بچا تھوڑا جو آب و رنگ بنکر حسن حضرت کا

مجھے تو ہند مین چھوڑا نجف مین آپ جا پہنچا
ارے او بیوفا دل کیون یہی حق ہے رفاقت کا

لطافت مدح حیدر مین قصیدہ تو کہا تو نے
غلو کی بو نہ آئی ہان تکلف ہے یہ مدحت کا

ایضاً

رنج اوٹھا کر عشق حیدر مین ہون خواہان حور کا
کیا کھری مزدوری ہے جو کھا کام ہے مزدور کا

ایکدم پر تو جو پڑ جائے علیؑ کے نور کا
صاف انگارون مین پیدا ہو اثر کافور کا

وصف ہو کس سے علی کے روضۂ پر نور کا
رات کو ہر شمع مین عالم ہے شمع طور کا

ہو گیا فیض رخ حیدر سے جلوہ نور کا
عالم اس ظلمت کدے مین تھا شب دیجور کا

وصف لکھون گا علیؑ کے چہرۂ پر نور کا
روشنائی مین پڑے دود چراغ طور کا

کہتے ہین درِ نجف بے آبرو سے بحث کیا
عیب ہے ہر ایک مروارید مین ناسور کا

ہو جو دل زخمی کسی زائر کا ہو جائے خنک
ہے اثر صبح نجف مین خلد کی کافور کا

غم ہی چرخِ نیلگون کو قبرِ حیدر سے ہے دور
ہر ستارہ پر گمان کیونکر نہو ناسور کا

جسکو جائین روضۂ حیدر مین گر ہم دل جلے
شمع کافوری ہر اک مرہم بنے کافور کا

ساقیِ کوثر کے غم مین آبلے جب پڑ گئے
دل مرا خوشہ بنا فردوس کے انگور کا

ہی نجف کے زائرون سے کہہ رہا دار السلام
ہر بگولا میرے صحرا مین ہے یکہ نور کا

نیت خالص تھی جب نکلا زبان سے یا علی
درد سب جاتا رہا اپنے دلِ رنجور کا

ساقیِ کوثر کا فیض انصاف سے دیکھے جو جم
جم کے حیرت کے سبب تختہ بنے بلّور کا

الفتِ حیدر مین ہون مستِ مئے خُمِّ غدیر
جام کی حاجت نہ مین محتاج ہون انگور کا

پائے کیا نامِ خدا اسمِ علی نے مرتبے
تذرستون کی سپر یہ ہے عصا رنجور کا

دم جو حیدر کا صفائی سے بھرے ثابت رہے
ہر حبابِ آب اک ساغر بنے بلّور کا

رحم اسکا نام ہے دیکھو یتیمون کے لیے
نورِ حق صدمہ اوٹھائے گرمیِ تنّور کا

رجعتِ حیدر رہو یارب کفر سے دنیا ہو پاک
صاف ہو ایسی زمین تختہ بنے بلّور کا

ساقیِ کوثر جب آئے باغ مین تو بہرِ دید
دیدۂ بینا بنا دانہ ہر اک انگور کا

واہ کیا کہنا علی نے ترک دنیا کو کیا
نوش تھا گر شہد کا تو نیش تھا زنبور کا

حضرتِ موسیٰ سے کوئی پوچھہ لے حالِ نجف
گنبدِ پُر نور مین جلوہ ہے برقِ طور کا

کیون تردد ہی زیارت کر علی کی جلد چل
جب کمر باندھی تو کیا دہڑ کا قریب و دور کا

یا علی مین بے سر و سامان ہون آؤن کسطرح
دور ہی سے عذر ہو مقبول مجھہ معذور کا

مدحِ حیدر مین ہی قابل دید کے کلک و دوات
اوسمین ہے عالم نگہ کا اسمین چشمِ حور کا

پائے انور پشت احمد پر جو حیدر نے رکھا
جڑ گیا مہرِ نبوّت پر نگینہ نور کا

لافتیٰ اِلّا علی لاسیف اِلّا ذوالفقار
جنگ مین یہ وصف تھا کِس ناصر و منصور کا

آیۂ الیوم اکملت لکم بہرِ علی
کام کرتا ہے خلافت کے لیے منشور کا

پاؤن رکھتے ہی نجف مین اوڑ گئے سارے گناہ
خاصہ زہرِ ہلاہل کو ملا کافور کا

روضۂ حیدر کو اکثر ہمنے دیکھا خواب مین
بند کی جب آنکھ رستہ ہو گیا طے دور کا

صفحۂ کاغذ جو ہی جنت کا تختہ مدح مین
شبہہ ہر شعرِ مسلسل پر ہے زلفِ حور کا

لحمک لحمی نبی نے حقِ حیدر مین کہا
تھے جدا ظاہر مین جلوہ تھا مگر اک نور کا

ہند مین ہم ہین نجف مین قبرِ حیدر غم نہین
دل سے تو نزدیک ہے گو راستہ ہے دور کا

عشقِ صادق الفتِ حیدر سی ہی دونو طرف
حور ہے مشتاق میری مین ہون طالب حور کا

جبکہ صحنِ روضۂ حیدر مین چھٹکی چاندنی
مین یہ سمجھا فرش ہی فردوس مین کافور کا

الفتِ حیدر حسین بنکر جو آئی قبر مین
آنکھ کھلتے ہی ہوا حاصل نظارہ حور کا

سوذیون کا مال ہوگا رجعتِ شہ مین حلال
چاندنی مین شہد لوٹا جاے گا زنبور کا

گر درِ حیدر پہ آجائے تو اتنا مال پاے
ہر گدا ہو کر غنی محتاج ہو فغفور کا

شاعری مین مدح مین بعدِ امانت ہی جو نام
ای لطافت فیض یہ سب ہے انھین مغفور کا

ہوا ہی جب سی سودا یار کی زلفِ پریشان کا
سراسر مانگ کی صورت ہے چاک اپنی گریبان کا

قریبِ لب ہی جلوہ حسن سے بینیِ جانان کا
عجب شعلہ اوٹھا ہی آتشِ لعلِ بدخشان کا

غضب مژگان کی تیرو نمین ہے عالم چشمِ جانان کا
یہ ہو شکل ضیغم رہنی والا ہے نیستان کا

پہنایا خلعتِ زرین مجھے ریگِ بیابان کا
جنون کو نذر دینا چاہیے کنٹھا گریبان کا

جو دیکھا جلوہ اوس زلفِ سیہ مین ہمنی افشان کا
نظر آیا شبِ تاریک مین عالم چراغان کا

بیان ہی بلبلو نمین چہرۂ رنگین جانان کا
سحر کو بوستان مین درس ہوتا ہی گلستان کا

مزی لوٹے زبان خواہان لذت دل ہو انسان کا
عجب نامنصفی ہے باندھنا پیری مین دندان کا

ہوئی وحشت جو تیری چاند سی صورت کی الفت مین
بنا تارِ شعاعِ ماہ تار اپنے گریبان کا

وفورِ اشک ہے بیکار ٹھنڈی سانسین بھر ہمین
زمستان مین برسنا شاق ہو جاتا ہے باران کا

مرا آئینہ رو او ترا جو بہرِ غسل دریا مین
ہوا دھوکا حبابون پر ہر اک کو چشمِ حیران کا

بام کر بھی روشن نام مجھہ وحشی کا صحرا مین ہے
ہوا اتربت پہ چشم غول سے عالم چراغان کا

جنون مین بھی مجھے آرائش و تزئین سی مطلب ہے
لگا یا گو کھر و چاکِ گریبان پر بیابان کا

گیا ہی گھائل اوس مہ رو نے شمشیرِ ہلالی سے
جگر کے زخم پر لازم ہے پھاہا ماہِ تابان کا

پیا زہرِ ہلاہل عشق خطِ سبز مین ہمنے
تصور مین ترے دندان کے ہیرا کوٹ کر پھانکا

خطِ سبزِ صنم سی کر کے الفت دیکھیئے لب کو
خضر سی چلکے رستہ پوچہ لیجے آبِ حیوان کا

تمھاری مصحفِ عارض کو پھر دن یاد کرتا ہے
ہوا ہی شوق میرے طفلِ دل کو حفظِ قرآن کا

مثالِ خار مین لاغر ہون ناحق اسکو کاوش ہے
پھپھولا پھوٹ جائیگا کسی دن چرخِ گردان کا

نہین خالِ سیہ کا گورے گورے گال پر جوبن
لگا کر سرمہ یہ ٹپکا ہی آنسو چشمِ جانان کا

دیا ہی قیس کو خلعت جنون نے دشت مین اکثر
گریبان لے کے مجھہ دیوانے کا دامن بیابان کا

غضب آغازِ پستان ہے تمھارے صاف سینے پر
گمان ہوتا ہے مجکو عکس ہے سیبِ زنخدان کا

خدایا آرزو ہی طوس مین پہنچا لطافت کو
بہت مشتاق ہے یہ روضہ شاہِ خراسان کا

بھرا ہی عشق ہر رشکِ چمن کی زلفِ پیچان کا
ہوا ہی صاف کشتِ دل مین عالم سنبلستان کا

نظر آتا ہی جوبن جبکہ خط و خالِ جانان کا
سمجھتا ہون اسے ریحان تو اوسکو تخم ریحان کا

لکھا ہی وصف پیشانی پہ اول روئے جانان کا
بنا ہی بیت ابرو صاف مطلع میرے دیوان کا

ہوا ہر یوسف ہر بے مہر دم نکلا جو انسان کا
گلہ غیرون سے کیا سب اقربا نے پہلے منہ ڈھانکا

ہوا ایسا ضعیف و ناتوان قاتل کی فرقت مین
گریبان پر مجھے دھوکا ہوا شمشیرِ عریان کا

جنون کی آمد آمد سنکے استقبال کو نکلا
جو پہنچا تا بہ دامن بڑھ کے چاک اپنے گریبان کا

نکلتے ہین شرر ایسے دلِ سوزان سی فرقت مین
گمان ہوتا ہی مجکو آہ پر سروِ چراغان کا

حقیقت میری سودے کی نہو پوشیدہ جانان سے
عوض خط کے اوسے بھیجون گا مین پرزہ گریبان کا

لبِ جانان کی شہرت سی اوڑا ہے رنگ دنیا مین
عقیقِ سرخ کا یاقوت کا لعلِ بدخشان کا

ہوا ہی زاہدون کو بھی جنون فصل بہاری مین
عوض تسبیح کے ہے ہاتھہ مین کنٹھا گریبان کا

سوال اوس سے ہے افراطِ جراحت کا ہمین اتنا
کشادہ ہونا ہی باعث نہین زخمونکے دامان کا

نظر آیا جو اوسکے کان مین یاقوت کا بُندا
کہی یہ بات دل نے مین ہے مارِ زلف پیچان کا

کہین کا بھی نرکھا ہمکو ضعف و ناتوانی نے
بنا زنجیر آہن تار وحشت مین گریبان کا

جنون کے جوش مین فرحت ہوئی کچھہ بلبل دلکو
قفس کا چاک گویا چاک ہے میرے گریبان کا

لطافت شاعری کے فن مین ہی بیکار سب محنت
نہین اب قدردان کوئی زمانے مین سخندان کا

ہی جوش مرکے بھی مری چشمِ پُر آب کا
پُنبہ کی جا کفن مین ہو ٹکلہ سحاب کا

پیرِ فلک پہ جلوہ نہین آفتاب کا
ہی دست رعشہ دار مین ساغر شراب کا

اوس دست پُرضیا مین ہے ساغر شراب کا
توام طلوع دیکھہ لو دو آفتاب کا

جاری بہار مین ہے جو دریا شراب کا
ہی ساغرِ بلور پہ عالم حباب کا

شیشے مین حسن اور ہی کچھہ ہی شراب کا
محتاج روے دخترِ رز ہی نقاب کا

جلوہ شفق مین صبح کو ہے آفتاب کا
کہتے ہین مست جام ہے چھلکا شراب کا

طغرا قلم سے کھینچدے موجِ شراب کا
مشتاق خطِ جام ہے ساقی جواب کا

دن کو مہِ صیام مین ہے بند میکشی
سرپوش جام پر ہے ڈھکنا آفتاب کا

ساحل پہ میکشی کو ہی آیا وہ نازنین
گرداب کا ہو جام تو شیشہ حباب کا

آتے ہین یاد ہاے وہ مستون کے جھگھٹے
وہ میکدے پہ جھوم کے آنا سحاب کا

دیکھو سحاب و برق کو عبرت سے غافلو
پیری کا وقت یہ ہے وہ عالم شباب کا

پیری مین بھی سفید نہین میرے سر کے بال
لیتا ہون کام بختِ سیہ سے خضاب کا

کی بدمزاجیون کی شکایت تو بولے وہ
ہی عیب تلخ و تند نہونا گلاب کا

عاشق جو بلبلین ہین گل روے یار کی
صیاد نے ہے دام بنایا نقاب کا

جائی دواتِ و خامہ منگاتے ہین آئنہ
برہم ہین قصد ہے خطِ رخ کے جواب کا

مثلِ فقیر جمع ہین اوس در پہ نامہ بر
کہتے ہین سب سوال ہے خط کے جواب کا

اوشہسوار کیا تری نعلین کا ہے نور
دھوکا ہی سبکو مردمِ چشمِ رکاب کا

وہ صید ہون کہ تھارے دم تک ترا شکار
بنتا ہی دام توڑ کے ڈورا کباب کا

جاتی ہی موجِ نکہت الگ ہے ورق ورق
شیرازہ کھل گیا گلِ تر کی کتاب کا

اصحابِ کہف کا جو پتا پوچھتا ہون مین
منظور مانگنا شبِ فرقت ہی خواب کا

یان لاغری ہی اور وہان رخپہ خط نمود
دیکھو محاق مین ہے گہن آفتاب کا

وہ بی ثبات ہون جو بہے گا مرا غبار
سرمہ بنے گا بحر مین چشمِ حباب کا

لاغر جو یون ہوے ہو لطافت فراق مین
ہی قصد کس حسین کی کمر کی جواب کا

یہ قول آسمان سے ہے ہر حباب کا
مدت سے منتظر ہون ترے انقلاب کا

اوس رخ کے آگے گنجفہ مین بھی ذلیل ہے
پھنکتا ہی پہلے دن کو ورق آفتاب کا

تلوون سے دشت مین ہی جو دریائے خون بہا
ہر ایک آبلہ پہ گمان ہے حباب کا

تڑپون گا جب کفن مین تجھے یاد کرکے مین
ہوگا گمان فرشتون کو برق و سحاب کا

گر ہو گیا خفا تو نہ پھر آئیگا وہ یار
جیسے محال پھر کے ہے آنا شباب کا

گیسون مین ہین سیاہیِ زر دیکھتے بخیل
بس ہو اگر تو نسخہ بنائین خضاب کا

محفل چمن ہے اوس رخِ گلگون کی عکس سے
ہر شعلہ شمع کا ہے کہ غنچہ گلاب کا

شبنم سحر کو دیکھ کے اوس شوخ نے کہا
رکھتا ہی شوق شاہدِ گل بھی نقاب کا

قاصد کی ہاتھ کانپتے ہین دے خط اونکو کیا
کچھ رعب کچھ اثر ہے مری اضطراب کا

آیا خط اونکے رخپہ حقیقت کھلی تمام
تھا منتظر مرا خطِ قسمت جواب کا

ہنس ہنسکے میری طرح جلے گر تو ہو مزہ
رو رو کے ناپسند ہے جلنا کباب کا

اکسیر ہے سیم بدن کی ہے خاکِ پا
چاندی بنا ہی دہوپ مین لوہار کاب کا

جو تیرے ساتھ سونے کی حسرت ہی غیر کو
کیونکر کہے کہ حال ہی گونجگے کے خواب کا

منظور ہی حفاظتِ تصویرِ روئے یار
آئینہ آسمان سے لون آفتاب کا

دریا مین یار سے مین لپٹتا ہون وقتِ غسل
نظارہ ناگوار ہے چشمِ حباب کا

وہ پاس تو بلا ہی مین روؤنگا اسطرح ؎
پردہ بنیگا بیچ مین لکہ سحاب کا

ہر قدرتی حسین ہی خزان مین بھی رنگ پر
محتاج کب ہی گیسوئے سنبل خضاب کا

اوس گل نے فاتحہ جو پڑہا بنگئے نشان
عاشق کی قبر ہوگئی تختہ گلاب کا

عاشق کو آئنہ مین دکھاتا ہی روئے صاف
ایجاد اوسنے طرفہ کیا ہے نقاب کا

نافہم کو سواد ہی سیرِ کتب سے کیا
عالم کبھی ہوا نہین کیڑا کتاب کا

دل کو شروع عشق مین ہی وصل کا خیال ؎
کیا اعتبار عالمِ طفلی کے خواب کا

کیا گورے گورے پاؤن ہین اُس شہسوار کے
فانوس مین ہی شمع کہ حلقہ رکاب کا

ان بی ثباتیون پہ **لطافت** ہی یہ غرور
دیکھے تو پھولنا کوئی ہر اک حباب کا

جلوہ ہی اونکے مصحفِ رُخ پر نقاب کا
جُزدان جانتے ہین خُدا کی کتاب کا

ہم مَے کو پی کے پاک ہوے شیخ جی نجس ؎
کیا مختلف مزاج ہی اِس آفتاب کا

ساحل پہ بہرِ غسل جو آئے وہ بحرِ حسن ؎
نقارہ چوبِ موج بجائے حباب کا

مستو بہار آئی مبارک ہو میکشی ؎
کہتا ہے دوڑ دوڑ کے لکہ سحاب کا

دل پر شباب مین ہے سیاہی گناہ کی
پیری مین کام لینگے اسی سے خضاب کا

تارِ نگاہ دیکھنے والون کے جمع ہین ؎
جلوہ نہین ہے یار کے رُخ پر نقاب کا

بجلی زمین سی ابر مین جاکر نہان ہوئی ؎
تڑپے جو نام لے کے مرے اضطراب کا

لاتے ہین میری قبر پہ اوس شہسوار کو ؎
سب کر کے التجا کہ ہو باعث ثواب کا

ع

تسمے لگام اسپ کے ہین ہاتھہ جوڑتے
بڑھ بڑھ کے پاؤن پڑتا ہی حلقہ رکاب کا

پاس اونکے مثل برق تڑپ کر پہنچ گئی
احسان ہم پہ ضعف مین ہے اضطراب کا

استاد ہی بہار تو گلشن ہے مدرسہ
بلبل سبق پڑھے ہے گل تر کی کتاب کا

غفلت کہانکی چھا گئی آتی ہے دہر مین
آنکھین کھلی ہوئی ہین پہ عالم ہی خواب کا

کسکا سمند گھاٹ پہ کرتا ہے تیزیان
چھپتی ہوا ہے قلعہ بنا کر حباب کا

پرزہ جنون مین میرے گریبان کا جب اڑا
صحرا مین بنگیا وہی لکہ سحاب کا

قطرے مرے لہو کے جمے ہوگئی بہار
تلوار یار کی ہے کہ تختہ گلاب کا

طفلی ہی سی بغل مین کفن کو دبائے ہین
مطلب فقط ہی موت ہماری کتاب کا

جاگا شب فراق کا تھا موت آگئی
مدت کے بعد شکر ہی وقت آیا خواب کا

برسات مین وہ آنہین سکتے ہمارے گھر
کس کسکے آگے روئیے رونا سحاب کا

شرمندہ کردیا مرے بخت سیاہ نے
اوڑ جائے جلد رنگ نہ کیونکر خضاب کا

اہل صفا جہان مین غفلت سے ہین برے
ممنون کب ہی دیدۂ آئینہ خواب کا

تصویرین بلبلون کی جو کھینچی ہین آپنے
شیرازہ باندہیے رگ گل سے کتاب کا

ہی دیکھنے کی صحبت سیماب و آئینہ
سکتہ اسے تو اسکو مرض اضطراب کا

پھیکین جو مست پنبۂ مینا نکال کے
اوڑکر بنے بہار مین لکہ سحاب کا

روئے کا حال جبکہ **لطافت** اوسے لکھا
نامہ ہمارا بنگیا لکہ سحاب کا

لالہ ہی شعلہ اوسکے رخ بے عدیل کا
یہ ایک پھول فخر ہے باغ خلیل کا

بہنا تو دیکھو نزع مین آنکھون کے نیل کا
دریائے اشک پر ہے گمان رود نیل کا

دنیا مین آکے کیون نہ مصیبت سے ہو بسر
کھوئے جو آنکھہ سامنا تھا اس بخیل کا

کہتے ہین آبلے مرے سیراب کرکے خار
مجنون کی روح کو ہو ثواب اس سبیل کا

لوہے کے ظرف پر جو ملمع ہوا تو کیا
دولت سے مرتبہ نہین بڑہتا رذیل کا

کیسون کے رنگ کا یہ اشارہ ہے غافلو
یون ہین ہے جمع زر سے سیہ دل بخیل کا

قطرے جمے ہین دامنِ خنجر پہ خون کے
محضر یہ ہوگا حشر کو تیرے قتیل کا

دھبا یہ زر لگاتا ہے اچھا ہو یا برا
دیکھو سخی کا ہاتھ سیہ دل بخیل کا

ہوشیار ہو کہ گذرے چہل سال عمر کے
آتا ہے آسمان سے پیام الرحیل کا

کرتا ہے تیز سنگ فسان تیغ کو تو کیا
کب عیب ہے شریف پہ احسان رذیل کا

بوسہ کبھی کسی کو جو ملتا نہین صنم
گویا دہانِ تنگ بھی دل ہے بخیل کا

تو وہ ہے بے نیاز کہ شاہد ہے نار پر
جلنا تری کلیم کا بچنا خلیل کا

تسکین ہو چشم یار سے عاشق کے دل کو کیا
بیمار سے علاج ہو کیونکر علیل کا

غنچے جو مٹھیون مین دبائے ہوئے ہین زر
کیا نکلے مال لے کے زمین سے بخیل کا

آنکھین جھپک جھپک کے ہوئی زندگی تمام
اک پل تھا اک برس مری عمرِ قلیل کا

چشمِ سیاہِ یار کو ہے سرمہ دان سے بحث
تیرِ نگہ ادہر ہے ادہر تیر میل کا

وہ بے ثبات وزار ہون ٹپکا جو ایک اشک
ساغر چھلک گیا مری عمرِ قلیل کا

کامل کہا جو ماہ کو اس رخ کے روبرو
محتاج شاعرو ہے یہ دعوی دلیل کا

قاصد کو کیا کہ عاشق و معشوق مین ہو ربط
یہ کام ہے رسول کا یا جبرئیل کا

کہتا ہے جام دیکھ کے شیشہ کو تنگ چشم
مین ہاتھ ہون سخی کا یہ دل ہے بخیل کا

رخ سے تمھارے کعبہ کو نسبت بھلا ہے کیا
یہ صنعتِ خدا وہ بنایا خلیل کا

پیری مین اسلیئے ہین فلک کی طرف سے خم
دیکھین گے صبح صبح نہ منہ اس بخیل کا

سرمہ بھی چشم یار پہ کیا ہے پسا ہوا
کرتا ہے پل مین فاصلہ طے ایک میل کا

اس بادۂ نجس سے **لطافت** کو کام کیا
مشتاق ہے جنان کی مئے سلسبیل کا

کیا قمری کو قیدی سرو گلشن کی محبت کا ‏ بڑھا کر طوق الفت مین جنون نے میری منت کا

فلک سے سخت ہو ہے شوخ دیکھین کون رنگت کا ‏ سدا ہے زہر کھائے اسپہ سبزہ میری تربت کا

کبھی فرقت کے صدمے ہین کبھی خواہان ہے وصلت کا ‏ مرا اچھا بھلا دل تھا برا ہو اس محبت کا

نہین محتاج تیرا عاشق نادار زینت کا ‏ بنا دستار سر پر مفلسی مین پیچ قسمت کا

غضب ڈھایا ہے ان آنکھون نے مارا ہون محبت کا ‏ مرا دل لگ گیا دیکھا جو معشوق اچھی صورت کا

زبان کھولین جو نادان ہون باعث ہو شہرت کا ‏ ارادہ اندنون ہے اور کچھ اپنی طبیعت کا

یگانے تو گئے بیگانہ مین باقی رہا لیکن ‏ زبان حال سے کہتا ہے سبزہ میری تربت کا

مرے محبوب نے جب خواب مین دیکھا کہا ہنسکر ‏ یہی یوسف مین شہرہ ہے اسی جوبن کا صورت کا

گواہی حشر کو دینگے لہو کی بوندین مہرین ہین ‏ تری تلوار ہی محضر ہے عاشق کی شہادت کا

مرے محبوب کا نقشہ بنایا جبکہ صانع نے ‏ لیا خود حسن نے بڑھ بڑھ کے بوسہ دست قدرت کا

وہ آئینہ سے اکثر پوچھتے ہین بعد آرائش ‏ کوئی معشوق دیکھا ہے ایسی اچھی صورت کا

گنہگارو روان ہوتی ہے آنسو دھو گئے عصیان ‏ نمونہ دیکھ لو اللہ کے دریاے رحمت کا

بہ نسبت منعمون کے ہم گرسنہ چین کرتے ہین ‏ مزا نان جوین مین شکر ہی پاتے ہین نعمت کا

پڑھا کرتے ہین واعظ دل لگا کر سورۂ یوسف ‏ بیان ہے وعظ مین بھی منبرونپر اچھی صورت کا

ازل سے آب و گل مین ہے شریک الفت حسینونکی ‏ بنایا کالبد کی جا مجھے پتلا محبت کا

مدار زندگی اے چشم تر ہے اشکو رونے پر ‏ ہوا اشکونپہ موقوف آب و دانہ اپنی قسمت کا

ملی جب دولت دیدار آنکھین پھر گئین میری ‏ نظر آیا جو وقت نزع محبوب اچھی صورت کا

برہمن ہین خدا کہتے بتون کو ہم حسین کہتے ‏ فقط ہے کفر و دین مین فرق اپنی اپنی نیت کا

جو آنکھین ہمنے پھیرین نزع مین وہ بدگمان بولا ‏ ارے بے دید کرتا ہے نظارہ حور جنت کا

غنیمت اے حسینو چاہنے والون کو تم سمجھو ‏ نہو عاشق تو ہے بیکار معشوق اچھی صورت کا

صدا ہے آسیا کی یون قناعت سیکھو بے صبرو ‏ نوالہ مجکو گھر بیٹھے ملا غیرون کی قسمت کا

شب وصلت کہا پچھلے پہر یہ شمع سے اسنے
چلی باد سحر وقت آیا معشوقوں کی رخصت کا

اس ابرو کی طرح چین جبین بھی قتل کرتی ہے
اگر ہو وضع یکسان جلد اثر ہوتا ہی صحبت کا

عوض معشوق کے پیری مین ہم عاشق ترے ہوتے
اگر اسے موت پردہ بیچ مین ہوتا نہ غفلت کا

جوانی ہی وہ موسم کچھہ نہ کچھہ ہی روپ ہوتا جاتا
بُری صورت کا ہوا انسان یا ہوا اچھی صورت کا

چراغ و شمع و مشعل کوئی ہو پروانہ عاشق ہی
حسین ہو کوئی یکسان حال ہی اپنی محبت کا

ہوا ہی یون فشار اپنے تن خاکی کو تربت مین
گلے جیسے ملے چھوٹا کوئی ہمجنس مدت کا

تمھاری ہاتھہ مین آئینہ کہتا ہی تماشا ہے
ہوا اشتاق دیکھو خوبصورت خوبصورت کا

نہ کیونکر ذبح مین ہم ہاتھہ پاؤن مارین اے قاتل
نہایت پیر نا مشکل ہے دریائے شہادت کا

کبھی رکھتے تھے دل یا دسن بخیر انسان ہم بھی تھے
خدا بخشے جوانی کو کہ لپکا تھا محبت کا

ہلال و بدر بنتا ہی فلک پر مہ تماشا ہے
کبھی ہے میری صورت کا کبھی ہے تیری صورت کا

سر محفل جو ہین سر شمع کا گلگیر نے کاٹا
پر پروانہ پر لکھا گیا محضر شہادت کا

ہمیشہ دل لگانے کا نتیجہ وصل ہوتا ہے
ملے آپس مین لب سے لب جو نام آیا محبت کا

نئی ہی بحث آئینہ سے روئے یار کہتا ہے
بتا مین تیری صورت ہون کہ تو ہی میری صورت کا

جوانی کے گئی ہمراہ طاقت بھی بصارت بھی
سدا ہین ساتھہ دیتے بیمروت بیمروت کا

حسینون مین نہایت فخر سے وہ شوخ کہتا ہے
نیا ہی لطف دیکھو ہمپہ دل آیا **لطافت** کا

وہی تو بڑھ کے بنا زلف رائگان نہوا
ستم اوسکی کان کی لو کا کبھی دھوان نہوا

پتنگ ہجر سے تھا مین کہین نہان نہوا
زمین نہ نرم ہوئی پاس آسمان نہوا

تمھاری چشم سخنگو کا یہ اشارہ ہے
ہر ایک موئے مژہ کیا مری زبان نہوا

پڑی جو دھوپ گڑی میرے دشت وحشت مین
روان ہوا ہر اسایہ یہ مین روان نہوا

نبی ہین آپ اسے منہ پہ خلق مین جلاد
کہ ذبح آپ سے مین ایک نیمجان نہوا

زمین پہ قیس کو ہی نجد کی بتائی راہ
یہ بے سبب مری زنجیر کا نشان نہوا

ہمارا سوز و گداز اوس سے بزم مین کہتے
یہ کام تجھسے بھی اے شمع کی زبان نہوا

ہماری آنکھہ کو کس طرح بار ہو آنسو
صدف کی چشم کو اپنا گہر گران نہوا

سمٹ کے بنگیا کاجل کسی کی آنکھو نمین
ہماری آہ کا ضایع کبھی دھوان نہوا

لگے ہین کوچہ جانان مین سر کے بھل عشاق
یہ وجہ ہی جو عیان پاؤن کا نشان نہوا

وہ ناتوان ہون کہ بارِ گران ہے تار نفس
تمھارا ناز اوٹھانا مگر گران نہوا

بتنگ تھے دلِ مضطر سے گر کے مرتے ہم
قریب کیا کہین سیماب کا کنوان نہوا

جو بہرِ غسل تم آئے یہ محو دید ہوا
کہ بہتی چینر تھا دریا مگر روان نہوا

وہ پوچھنے کے لیے دل کا حال آئے تھے
یہ کیا ہوا کہ بیان تجھسے اے زبان نہوا

یہ بوسے یار کے پاتے سوال وہ کرتا
زبان دہن نہوئی اور دہن زبان نہوا

کدورتین مرے دل کی یہ بڑھ کے کہتی ہین
یہ وہ زمین ہے جہان دورِ آسمان نہوا

ہماری پاس تو آنا کجا اوٹھین ہے یہ شرم
کہ عکس آینہ کے گھر مین مہمان نہوا

کیا اشارہ فنا ہونے کا حبابون نے
پھر اسپہ بھی متنبہ کچھہ آسمان نہوا

تمھارے پنجہ رنگین طلسم تازہ ہین
کہ بھڑکی آتشِ رنگِ حنا دہوان نہوا

نظر لگی جو سمندر کو کر دیا ہے خجل
یہ طفلِ اشک اسی وجہ سے جوان نہوا

نہار تیز کیا اوسنے تیغ کو لیکن
سبق شہادتِ عاشق کا بر زبان نہوا

کھلی وہ زلف تو کیا آئنہ کو قید کیا
بند ہار رہا جو یہ پانی کبھی روان نہوا

ہلال دیکھہ کے دیوانے اونگلیان ہین اوٹھاتے
کہ اے جنون یہ گریبان و بجیان نہوا

جوان کا وصل ہے ایسا کشیدہ تو بھی رہے
جو تیر زینتِ آغوش اے کمان نہوا

عزیز مر گئے پر داغ دے گئے دل پر
گئے وہ لوگ روان پر یہ کاروان نہوا

ہم اون سے حال کہین کچھہ ذرا ٹھہرے درد
جگر مین دل مین رہا پر مزاج دان نہوا

خیال خوابِ گران دل مین آگیا تو پسا
جہان مین مثل مرے کوئی ناتوان نہوا

قدِ خمیدہ سے میرے نہ ہمسری ہوگی
کہ ایک چِلّہ ترا پورا اے کمان نہوا

نظر کی طرح ہوا عرش تک نبی کا گذر
کہین سے شق شبِ معراج آسمان نہوا

نہ اپنی تیر سے قد پر ہوا اے جوان مغرور
سلام جُھک کے کرونگا اگر کمان نہوا

مثالِ بدر لطافت کے دل مین داغ پڑے
کمال گھٹ گیا جب کوئی قدردان نہوا

غیر کی سمت سے مُڑ مُڑ کے ادہر دیکھ لیا
کہیے ابتو مری آہون کا اثر دیکھ لیا

حسن پر کرتی ہے دُزدیدہ نظر دیکھ لیا
نہ نگہ کی اُودہر اوسنے جو اِدہر دیکھ لیا

قصد شاید ہی ترا غیر کے گھر دیکھ لیا
چھپ کی اے شوخ چلا مجھسے کدہر دیکھ لیا

کیا تصوّر مین جمال اے گُلِ تر دیکھ لیا
جھپکی جب آنکھ تجھے ایک نظر دیکھ لیا

لیتے پھرتے ہین جو وہ بزم مین عشاق کی دل
میرے پہلو کی صدا ہے کہ ادہر دیکھ لیا

دم ہی دم مین مجھے ٹالا نہوا وصل نصیب
لو ہوئی باتون ہی باتون مین سحر دیکھ لیا

ہم نہ کہتے تھے کہ زلفین نہ بڑہا کر چھوڑو
بل نزاکت سے لگی کھانے کمر دیکھ لیا

دانۂ اشک کی تسبیح پہ رونے کے لیے
استخارہ کہوا اے دیدۂ تر دیکھ لیا

قبر مین شانہ ہلا کر مرا وہ کہتے ہین ؎
اپنے وعدے پہ ہم آئے ترے گھر دیکھ لیا

داغ اور زخم کے ہونیکا ہوا تمکو یقین ؎
چاک کرکے مرا دل اور جگر دیکھ لیا

کردیا مست صفین بادہ کشونکی الٹین
چشمِ مستانہ سے ساقی نے جدہر دیکھ لیا

طاقت اڑنیکی نشیمن سے نہین قید نکر
تو نے صیّاد ٹٹولے مرے پر دیکھ لیا

جشن اوڑتے ہین مزے رہتی ہین ہے عید وصال
آنکھ کھولی ترا مُنہ وقتِ سحر دیکھ لیا

کہتے ہین وہ مرے دانتون سے ہوئے سر مندہ
آبرو کھو گئی بیدھے تھے گہر دیکھ لیا

اب دوپٹے سے چھپاؤ بھی تو کیا ہوتا ہے
سرو مین آئے ہین وہ تازے ثمر دیکھ لیا

آنکھ ڈالی جو مرے دل پہ تو اُس بت نے کہا
عرش تک میری نظر کا ہی گذر دیکھ لیا

اپنی در پر مرے مرنیکا اُنھین رنج نہین
ہان یہ غم ہی ملک الموت نے گھر دیکھ لیا

کہدی اُنسی کوئی کم سن ہین نہ آئین میری پاس
سہم جائینگے اگر زخم جگر دیکھ لیا

چشم جانان کا اشارہ ہی یہی گردش مین
ہمنے گھر بیٹھے عجب لطفِ سفر دیکھ لیا

جب وہ پوشاک بدلتے ہین تو فرماتے ہین
آنکھ پھوٹین گی اگر تونے ادہر دیکھ لیا

اشک انمول ہوا نوکِ مژہ پر آکر
تول کر کانٹے مین ہمنے یہ گہر دیکھ لیا

ڈوب جاؤنگا ابھی جان کے دریا مین زار
قہر ہو جائیگا آئینہ اگر دیکھ لیا

درسے تیرے جو اُٹھائے گئے ہم قبر مین آئے
ایک گھر چھوڑ دیا دوسرا گھر دیکھ لیا

کہتے تھے سامنے اُسکے نہ لگانا سُرمہ
آئینے کی ہوئی آنکھو نپہ نظر دیکھ لیا

ابتو ہوگا نہ گمان تیر چھپا رکھنے کا
دل مرا ڈھونڈہ لیا کیسے جگر دیکھ لیا

ای لطافت عوضِ مدح ہوئی اُسکے عدو
بے کمالون نے جسے اہل ہنر دیکھ لیا

غیر منقوط

طُرّہ کا کُل اگر وا ہوگا
گھر معطر مرا سارا ہوگا

گردِ دلِ مُردہ کو سودا ہوگا
اور آوارہ و رسوا ہوگا

درد دل کا اگر اور کہا
مُسکر اگر کہا ہوگا ہوگا

گر رکھا سوگ ہمارا اور
اور اک روح کو صدما ہوگا

دور ہوگا وہ دل آرام اگر
کسطرح دل کو گوارا ہوگا

ہوکر آگاہ سدہارا وہ ماہ
دل سحر کو مرا دہڑکا ہوگا

صدر اُس گل کو دکھا گل کھا کر
دُمِ طاؤس کا دھوکا ہوگا

سرد سرد آہ دلا کر ہر دم
عالمِ موسمِ سرما ہوگا

گر وہ دلدار سدا یار اگھر کو | آہ کا دل کو سہارا ہوگا
ہوگا مسرور دلِ اہلِ سکر | دور اگر کاسۂ مل ہوگا
او لحد رکھہ کہ دلِ مردہ مرا | سنگِ دلدار کا حصا ہوگا
رکھہ مسلسل گلِ مدح دلدار | کہ سرِ کلک کا سہرا ہوگا
سادہ رو ہمکو ملا اک دلدار | وصل اوس حور ادا کا ہوگا
گردِ دلدار رہا گر مرا دل | ہالۂ ماہ کا دھوکا ہوگا
دل کو سلگاؤ کہ اور آگ لگاؤ | راکھہ ہوکر کہو سرما ہوگا

لطفِ پرواز قفس مین نہ مجھے یاد آیا | پر نکلنے بھی نپائے تھے کہ صیاد آیا
نزع مین پھر عیادت ستم ایجاد آیا | ملک الموت کے بدلے وہ پریزاد آیا
جس گھڑی دام مین مین بلبلِ ناشاد آیا | اوڑ گئے ہوش پھڑکتا ہوا صیاد آیا
صدمۂ ہجر سے مشتاقِ اجل ہون ایسا | تن مین جان آئی جو سر پر مرے جلاد آیا
یہ جہان دارِ محن ہے جو ولادت کیوقت | ہر بشر کرتا ہوا نالہ و فریاد آیا
بنگئی اوس بت کافر کی گلی مین تربت | آج قبضہ مین مرے گلشنِ شداد آیا
قمریان صدقے ہوئین دیکھہ کے پس پس گئی دل | باغ مین تنکے جو وہ غیرتِ شمشاد آیا
قابلِ رحم جو ہے حال نہایت میرا | بند آنکھو نکو کیے ہی مرا جلاد آیا
تھی جنون مین مجھے زنجیر نپہانا مشکل | سچ تو یہ ہے کہ کڑی جھیل کے حداد آیا
کیا ترقی ہی مجازی سے حقیقی ہوا عشق | حسن دیکھا جو بتون کا تو خدا یاد آیا
یاد دلوائی وہ ابرو شب عید اے مہِ نو | تو بھی آیا تو مری جان کو جلاد آیا
ہچکیان آتی ہین شیشہ کو نہین یہ قلقل | کوئی میخوار ہے شاید کہ اسے یاد آیا
چھپے باغ مین اس رشکِ چمن کے جو سنے | بلبلین پھر تصدق لیے صیاد آیا

مین وہ مجنون ہون اگر دشت مین رکھتا ہون قدم
غل مچاتا ہی جنون قیس کا اوستاد آیا

جشن رہتے ہین شب و روز مزے اوڑتے ہین
جب سی پاس اپنے وہ معشوق پریزاد آیا

کٹ سکا حلق نہ عاشق کا ہوا یہ عاری
تیز ہو ہو کے بہت خنجرِ فولاد آیا

یادِ مژگان مین ہوا جوشِ جنون کیون مجکو
اسلیے تشنۂ خون نشترِ فصّاد آیا

ہچکیان نزع مین ہو جہ نہین آتی ہین
شاید اسدم ملک الموت کو مین یاد آیا

جز معاصی نہ صد افسوس ہوی نیک اعمال
ہاے کیون مین طرفِ عالمِ ایجاد آیا

یا علی دل سے لطافت نے جو مشکل مین کہا
قدمِ حیدرِ صفدر پئے امداد آیا

مرغ دل پھنستا ہی خود ہر عاشق دلگیر کا
جال پھیلا ہے جو اونکی جوہرِ شمشیر کا

اسقدر سودے نے دکھلایا اثر تسخیر کا
لوگ سننے آتے ہین نالہ مری زنجیر کا

دل نشانہ ہو گیا کس عاشقِ دلگیر کا
ہر کمان کی چشم سے آنسو روان ہی تیر کا

عشق دونا ہو گیا مقتل مین مجھہ دلگیر کا
دل بنا سینہ مین پیکان آکے اونکے تیر کا

کیا گوارا اوس جوان کو وصل ہو مجھہ پیر کا
ہی ٹھہرنا مشکل آغوشِ کمان مین تیر کا

بڑھ گیا یہ ضعف مجھہ دیوانۂ دلگیر کا
کام ہر تارِ گریبان نے لیا زنجیر کا

حال ہی ہنسنے کے قابل جو تری نخچیر کا
خندہ لب اسوجہ سے سوفار ہے ہر تیر کا

اے مصوّر کھینچتا ہے تو جو مجھہ گریانکی شکل
ہی یہ بہتر کا غذ ابری ہو مری تصویر کا

وصف زلفِ یار مین نکلا مسلسل جبکہ شعر
جوشِ سودا مین مجھے دھوکا ہوا زنجیر کا

یہ کمانِ لب سے جاتا ہی طرف افلاک کے
نالہ عاشق کرے کیونکر نہ پلہ تیر کا

عاشقون کی بلبلِ جان کا ہے ایقاتل ہجوم
کیا چمن پھولا ہوا ہے جوہرِ شمشیر کا

گر سیان اوس شعلہ رو کی مین بیان کرتیکو ہون
شمع کی دم بھر زبان مانگون دہن گلگیر کا

مین وہ گریان ہون کبھی کھینچی مصور نے جو شکل
بنتے بنتے مٹ گیا نقشہ مری تصویر کا

ضعف نے قیدی بنا رکھا ہے مجھ مجنون کو
طوق کا ممنون نہ شرمندہ ہون زنجیر کا

زخم میرے تن کے ہو جاتے ہین اے قاتل ہرے
لہلہاتا ہے جو سبزہ جوہر شمشیر کا

تیرہ بختی کے سبب ہون خال کا عاشق سدا
کیا زحل یا رب ستارا ہے مری تقدیر کا

رزق ہی رزاق کے ذمے ہراسان ہو نہ تو
دیکھا ہی نادان قبل طفل ہونا شیر کا

کسر نفس و خاکساری ہوگئی دل سے پسند
ہاتھ آیا ہے عجب نسخہ ہمین اکسیر کا

مین عجب دیوانہ خاموش ہون آفاق مین
قید ہے زندان مین نالہ بھی مری زنجیر کا

دل سمجھتے ہین جسے دھوکے سی عالم مین بشر
ہی ہر اک سینے مین آئینہ تری تصویر کا

چل سکے دیوانہ کیا لڑکون کی آنکھین ہین لڑی
کام کرتے حلقہ ہائے چشم ہین زنجیر کا

کہکشان مین جھلملاتے ہین جو تارے رات کو
چشمکین کرتا ہے ہر جوہر تری شمشیر کا

جسکو کہتے ہین منجم ماہ کامل کا گہن
یہ دھوان پہنچا ہی میرے نالۂ شبگیر کا

خواہش نعمات دنیا امر خلقی ہے دلا
طفل آتے ہی یہان ہوتا ہی طالب شیر کا

جب سیم و زر ہی انسان کو ملاتے خاک مین
دیکھ لو حال زبون ہر صاحب اکسیر کا

جب موذن سو گیا صبح شب وصل صنم
بتکدے سے غل کیا ناقوس نے تکبیر کا

شوق ہی اس ترک کو لینے ہلانے کا وہان
ہی پلٹ آٹھون پہر نالہ یہان زنجیر کا

ہی جو حسن چہرہ یوسف کی دہوم آفاق مین
ہی وہ اک خاکا مرے محبوب کی تصویر کا

ملتے ہین آ آکے آنکھین قبر سے عاشق تمام
نقش پائے یار گویا نقش ہے تسخیر کا

خون کس مجرم کا دنیا مین اے قاتل ہوا
سر ندامت سے ہے خم اب تک ہر اک شمشیر کا

گر مصور کھینچتا ہے شکل مجھ پامال کی
خاک پائے یار سے گردہ بنے تصویر کا

ای لطافت اسم اعظم ہی یہ ہر مشکل کے وقت
ہی مقرر اک علی کے نام کی تاثیر کا

اٹھ گیا وہ یار محفل سے تو ایسا غم ہوا
حلقۂ احباب مجھکو حلقۂ ماتم ہوا

رنج سہتے سہتے میرے دل کا یہ عالم ہوا
گر کہین سیماب بھی کشتہ ہوا تو غم ہوا

مر گیا گیسو کا سودائی تو ہر جا غم ہوا
خانۂ زنجیر مین بھی غل رہا ماتم ہوا

لاغری کا تیرے دیوانے کے یہ عالم ہوا
طوق اے رشکِ سلیمان حلقۂ خاتم ہوا

ایک ہی دل پاس میرے تھا سو اُنکو دیدیا
منصفی سے سچ اگر پوچھو تو مین حاتم ہوا

رات کی یاد آگئین باتین جو اونکو صبحِ وصل
شرم سے مُنہ کو چھپایا سر حیا سے خم ہوا

زندگی ہی تک ہے اخوانِ جہان کی دوستی
دفن کی عجلت ہوئی جب آدمی بیدم ہوا

آجتک اونکی کمر کا کچھ ہوا ظاہر نہ بھید
لی عدم کی راہ جو اِس راز سے محرم ہوا

ساغرِ مَے پی کے کیا حاصل ہوئی سیرِ جہان
ٹھیکرا اپنی نظر مین آج جامِ جم ہوا

جب کہا مشکِ ختن مینے خطا سرزد ہوئی
کیا مزاجِ زلفِ جانان درہم و برہم ہوا

اوسنے جب مسّی ملی لب پر ہوئی پہچان رقیب
نامبارک روسیہ غیرون پہ یہ نیلم ہوا

صانعِ قدرت نے جب پیدا کیا عاشق کا دل
گھر ملا رہنے کی خاطر شاد و خرّم غم ہوا

ایکدن وہ تھا کہ گل کھاتا تھا چھلّے کے ترے
ایکدن یہ ہے کہ جھکتے جھکتے مین خاتم ہوا

آمد آمد میکدے مین جب ہوئی محتسب کی
جامِ استقبال کو آیا تو شیشہ خم ہوا

بعدِ مُردن اسقدر چمکے ہمارے دلکے داغ
گورِ تیرہ مین شبِ مہتاب کا عالم ہوا

جب نہ دی آرام سے اُسکو کسی نے دلمین جا
آکے گریان قبرِ عاشق پر نہایت غم ہوا

پیشِ خالق رتبہ ہوجاتا ہے جھکنے سے بلند
آسمان نے پائی رفعت اسقدر جب خم ہوا

خوف کھاکر بھاگے صحبت سے جوان مانندِ تیر
جب کمان کی طرح پیری سے قد اپنا خم ہوا

وقتِ زینت دی سزا اوس شوخ نے کس ڈھنگ سے
ہتکڑی دُزدِ حنا کو حلقۂ خاتم ہوا

جھکتے ہین مفلس سے اہلِ ظرف ہین جو مایہ دار
جامِ خالی جب قریب آیا تو شیشہ خم ہوا

چشم کو بیمار عاشق نے کہا تقصیر کی
نشترِ مژگانِ جانان کسقدر برہم ہوا

رفتہ رفتہ ماہِ کامل کردیا اللہ نے
انکسار و عاجزی سے جب مہِ نو خم ہوا

ناک مین اونکے ہمین یاد آئی اک موتی کی نتھ
شب کو زمین پر جو پیدا قطرۂ شبنم ہوا

خط سبز اوس گل کے گورے گالو نپر نہین
زلف کی ناگن سے ہے پیدا یہ سارا سم ہوا

ای لطافت پنجتن کا نور ہی مسجود تھا
سب فرشتون کو جو حکم سجدۂ آدم ہوا

سر ہی فروتنی سے خمیدہ ہلال کا
کیون چند دن مین پائے نہ رتبہ کمال کا

جلوہ ہی طاق ابروی جانان مین خال کا
کعبے مین جسطرح کہ گذر ہو بلال کا

بازار عشق مین دل عاشق ہے بک رہا
گاہک کوئی حسین ہو مردے کے مال کا

چشم سیاہ یار جو اک پل نظر پڑی
کھلجا ہین آنکھین نشۂ ہرن ہو غزال کا

چشم حباب و نرگس و شمس و قمر ہے وا
مشتاق کون کون ہے اونکے جمال کا

مانع ہو شرم جاؤن بھی گر پیش اغنیا
مشکل ہو میرے منہ سے نکلنا سوال کا

مین راتدن فراق مین روتا ہون ہمدمو
پڑھ پڑھ کے مرثیہ دل مردہ کے حال کا

روشن مثال بدر ہین سارے جہان مین
اقرار ہی ہر اک کو ہمارے کمال کا

گل ہین خجل جو باغ مین اس رخ کی سامنے
شبنم پہ ہے گمان عرق انفعال کا

لکھی تمھاری آنکھونکی تعریف مینے جب
ہر دائرے پہ شک ہوا چشم غزال کا

حیرت مین ہی کبھی کبھی سکتے مین آئنہ
ہی محو کسکے حسن عدیم المثال کا

چشم سیاہ یار ہے مژگان مین دیکھنا
مشکن بنا میان نیستان غزال کا

مانگا جو مینے بوسۂ عارض لگائی تیغ
اچھا دیا جواب ہمارے سوال کا

پھنسنا نہ جاکے دام مین ہوشیار مرغ دل
ہر حلقۂ زلف یار مین پھندا ہے بال کا

معدوم کر دیا ہی جو صانع نے وہ دہن
نقطہ دیا ہی شک کے لیے اوسپہ خال کا

ہوتا ہے سرخ رو جو لطافت میان حشر
رکھے اپنے دل مین عشق پیمبر کی آل کا

آزردہ سجدہ کرنے پہ دیندار ہوگیا
کافر ثواب پر مین گنہ گار ہوگیا

عاشق فراقِ یار مین یہ زار ہوگیا
آنا لبون تک آہ کا دشوار ہوگیا

بے تیغ قتل دم مین گنہگار ہوگیا
ابرو کا کشیدہ رہنا بھی تلوار ہوگیا

مین عشق زلف مین جو گرفتار ہوگیا
مشہور عاشقون مین سیہ کار ہوگیا

نکلا ہلالِ عید جو قاتل کی ہجر مین
عاشق کے قتل کرنے کو تلوار ہوگیا

سرمہ لگا یا چشمِ خمارین مین یار نے
سوتا یہ فتنہ قہر ہے بیدار ہوگیا

سر کٹ کی جب گرا مرا قاتل کے پاؤن پر
دی جسم نے صدا مین سبکبار ہوگیا

ڈالے گلے مین عاشق لاغر نے جبکہ ہاتھ
اوس برہمن کو شبہہ زنّار ہوگیا

صبحِ شبِ وصال جب آئی جہان مین
سوئے مرے نصیب وہ بیدار ہوگیا

ترچھی نگہ سے وار جو اوس ترک نے کیا
اک تیر تھا کہ دل سے مرے پار ہوگیا

رو یا جو یادِ زلف مین مین زار و ناتوان
پھانسی گلے مین آنسوون کا تار ہوگیا

پیمانے بھی بنا نہ سکے رند ساقیا
ٹوٹا خم اسطرح سے کہ بیکار ہوگیا

برگشتگی بخت سے اقرار وصل کا
منہ سے ترے نکلتے ہی انکار ہوگیا

وہ آئے خواب مین یہ نہ ممکن ہوا وصال
مین بد نصیب پہلے ہی ہشیار ہوگیا

مین دیکھنے لگا دمِ تزئین جو انکا حسن
آئینہ آکے بیچ مین دیوار ہوگیا

مختارِ حور و قصر لطافت وہی ہوا
جسکو کہ عشقِ احمدِ مختار ہوگیا

رنگ دیکھے جو مری بادیہ پیمائی کا
نقشہ ہو جاے ہرن آہوی صحرائی کا

قتل منظور ہے ہر ایک تماشائی کا
اوسنے مژگان کو دیا حکم صف آرائی کا

آئنہ آٹھ پہر پاس رہا کرتا ہے
میرے خود بین کو ہوا شوق خود آرائی کا

رشک مین ہوتے ہین اخوان جہان قاتل جان
کچھ کیا پاس نہ یوسف سے حسین بھائی کا

بولتا خوب قفس مین ہے اکیلا بلبل
شعر گوئی مین نہ کیون شوق ہو تنہائی کا

چشمیون کا جو دکھاتی ہین تماشا خوش چشم
پل مین دل لیتے ہین ہر ایک تماشائی کا

خونچکان آبلہ پا جو مرے ہون ای دشت
ہو بیابان مین گمان لالہ صحرائی کا

تاج سر داغ جنون ریگ ہی تن پر خلعت
دشت مین ہے یہ حشم آپکے سودائی کا

حشر کو خلد مین بھی حسن ترا ڈھونڈھے گا
دل لگیگا نہ کہین تیرے تماشائی کا

کعبہ و دیر و کلیسا مین ہین عاشق مشتاق
کسجگہہ ذکر نہین ہے مرے ہر جائی کا

پرورش کے نہین محتاج جہان مین وحشی
دیکھو بڑھنا شجر و میوہ صحرائی کا

راز الفت کو کیا فاش لڑکپن کے سبب
کم سنی اُسکی ہے باعث مری رسوائی کا

صورت آئنہ کی آنکھہ نہ پھر کھولکے بند
سکتہ ہے قابل دیدار اونکے تماشائی کا

در جانانہ پہ رسائی ہوئی اللہ رے نصیب
حوصلہ آج نکالون گا جبین سائی کا

اسکی دو آنکھین ہین اور حسن ہین تجہین لاکھون
کسطرح سیر ہو دل تیرے تماشائی کا

اسلیے کر دیا اللہ نے سایہ پیدا
ان بتون کو کہین دعوی ہو نہ یکتائی کا

کہتی ہی طالب دیدار سے تیری نرگس
حال ہو جائیگا دیکھو یہی بینائی کا

گرم تقریر ہوا تھا کبھی وہ شعلہ عذار
آجتک شمع کو یارا نہین گویائی کا

عاشقون کو ہی جلاتا خط سبز جانان
آجکل خضر کو دعوی ہے مسیحائی کا

کیا پسند آئے مجھے رقص حسینان جہان
حسن دیکھا کسی بیساختہ انگڑائی کا

یہ لب و لہجہ بھلا پائیگی کیونکر بلبل
رنگ اوڑائیگی ہزار آپ کی گویائی کا

جان بلب سیکڑون عاشق ہین جلاتے نہین کیون
تمکو دعوی ہے اسی منہ پہ مسیحائی کا

بادہ کش کوئی کوئی خون جگر پیتا ہے
طرفہ نیرنگ ہے اس گنبد مینائی کا

در شبیر دکھائے جو مجھے بخت رسا
ای لطافت ہو عجب لطف جبین سائی کا

بُت حسینون کو نہ کہہ کام ہے سودائی کا
اُنہین کب حسن ہے تقریرِ خود آرائی کا

دوڑ کر چھوڑے جو ساتھ آپکے سودائی کا
اپنے سائے پہ ہو شک آہوے صحرائی کا

شکر ہی دوسرے عالم مین تو بدنام نہین ہے
ایک عالم مین ہی شہرہ مری رسوائی کا

کبھی آنکھون مین تصور ہے کبھی دل مین خیال
جلوہ کیسا نہین میری بُتِ ہرجائی کا

صنم اورون کے اسی مُنہ پہ خُدا بنتے ہین
بُت بنے بیٹھے ہین یارا نہین گویائی کا

نالہ ماہ مجھے یاد دلا دیتا ہے
ہاتھ اوٹھا کر وہ سمان آپکی انگڑائی کا

مرنے والونپہ جو اے جانِ جہان رحم کرو
ملک الموت کو عہدہ ہو مسیحائی کا

آفتابِ رُخِ جانان نے کیا اندھا
دیدۂ آئنہ محتاج ہے بینائی کا

صاف کہتی ہے یہ تصویر تری یک چشمی
ابتو دعوے مجھے زیبندہ ہے یکتائی کا

شوخیان آپ ہی کر کے مجھے بیتاب کیا
آپ ہی اونسے دیا حکم شکیبائی کا

شعر بن بنکے طبیعت سے جو نکلے تو کہا
ہے یہ معشوق سبق پڑھ لین خود آرائی کا

چشمِ یعقوب جو روشن ہوئی یوسف سے حسین
عود کر آنا تعجب نہین بینائی کا

دستِ ساقی سے ملی ہمکو صراحی مملو
بولنا چاہیے ایمان سے بھر پائی کا

عارضہ جب سے ہوا شمع کو خاموشی کا
غم سے پروانے کو یارا نہین گویائی کا

ہی نئی بحث وہ رُخ زلف سے کہتا ہے یہی
تو دوتا اور ہے دعوے مجھے یکتائی کا

رشک سے کہتے ہین وہ دیکھ کے گھر مین مرے چاند
یہ طریقہ ہمین بھاتا نہین ہرجائی کا

شمع و پروانہ جو محفل مین ہین دونون خاموش
عشق صادق ہے تو یارا نہین گویائی کا

پُتلیان آپ کے توسن کی اوڑاتی ہین جو گرد
کہتے ہین سرمہ ہے یہ قوتِ بینائی کا

آپ دھوکے سے سمجھتے ہین جسے خالِ سیاہ
دل ہی رخسار پہ آیا کسی سودائی کا

قتل کرنیکا تری چشم کو ہے کام سپرد
لب کو سرکار سے عہدہ ہے مسیحائی کا

جو مجھے شوقِ شہادت ہی بیان تمسے کرے
تیغ رکھتی ہے زبان حکم ہو گویائی کا

جانتی جسکو منجم ہین کہین دھوکے سے
دود آہِ جگری ہے ترے سودائی کا

نرم سمجھے ہین جو دشمن ہین زبان کی دندان
حال کھلجائیگا پیری مین صف آرائی کا

میرے حق نے ملک وجن وبشر خلق کیے
بُت خدا کیسی ہین جو شوق ہے تنہائی کا

دوست اسواسطے نہلا کے پنہاتے ہین کفن
مرنے والونکو نہین شوق خود آرائی کا

شعرگوئی کا رہے شوق لطافت تا مرگ
سلسلہ جانے نپائے فن آبائی کا

وقت پیری جبکہ وصلِ نوجوان ہوجائیگا
تیر آکر زیب آغوشِ کمان ہوجائیگا

جبکہ دل مثلِ جرس گرمِ فغان ہوجائیگا
کاروان فرقت مین اشکون کاروان ہوجائیگا

بحرِ غم مین تن جو زار و ناتوان ہوجائیگا
کشتیِ عمرِ روان کا بادبان ہوجائیگا

آتشِ گل کو اگر بھڑکائیگی بادِ بہار
سنبلِ گلزار اوڑ کر دھوان ہوجائیگا

آمد آمد جب مری خوش قد کی ہوگی باغ مین
سرو استقبال کرنے کو روان ہوجائیگا

جب خزان آئیگی گل اوڑ جائینگی گلزار سے
بلبلو تمکو قفس ہر آشیان ہوجائیگا

وقت آخر شعرگوئی کا زیادہ ہوگا حسن
پیر جب ہونگے کمال اپنا جوان ہوجائیگا

عشقبازی کا بھرا کرتے ہین دم اکثر رقیب
تیغِ قاتل جب کھنچے گی امتحان ہوجائیگا

کبر و نخوت سے نہ تن تن کر چلو اے خوش قدو
ایک دن یہ تیر مانندِ کمان ہوجائیگا

ربط معشوقون کی زلفون سے رہیگا بعد مرگ
صرف شانون مین مرا ہر استخوان ہوجائیگا

بامِ جانان پر پہنچ جائینگے ہین زار و نحیف
ہمکو دودِ آہ مثلِ نردبان ہوجائیگا

کسقدر عاشق صفائی قلب سے حیران ہین
راز بھی جو کچھ چھپائینگے عیان ہوجائیگا

عندلیب زار و لاغر ہین بہار آنے تو دو
مثلِ بو گل مین ہمارا آشیان ہوجائیگا

غیظ سے دیکھیگا جب وہ کہہ سکونگا کچھ نہ مین
حلقہ چشمِ حسین قفلِ دہان ہوجائیگا

جان کر دلسوز ہم باتین کرینگے شمع سے
کوئی تو محفل مین اپنا ہمزبان ہوجائیگا

مین پڑا رہجاؤنگا سر پر لیے بارِ گناہ
ہاے محشر مین روان سب کاروان ہوجاےگا

گُل چٹک کر باغ مین ہر بار دیتا ہی صدا
جیسے آئیگی بہار اِک دن خزان ہوجائیگا

تیر جب قاتل لگائیگا دہانِ زخم مین
شکر احسان کے لیے گویا زبان ہوجائیگا

آدمی پیدا جو ہوتا ہے تو کہتی ہے اجل
ایکدن رخصت یہ تازہ میہمان ہوجائیگا

تن سے عاشق کے نکلکر روح دیتی ہے صدا
ہاے میرے بعد ویران یہ مکان ہوجائیگا

بیت کے بدلے جنان مین بیت دینگے اہلبیت
تو جو اونکا اے **لطافت** مدح خوان ہوجائیگا

رحم کرتا یار فوراً ہم پہ بدخو کچھ نتھا
پُر اثر اے نالۂ دل عشق مین تو کچھ نتھا

اب ہی بھر رزق کیون بے صبر کر وہ عہد یاد
وقتِ طفلی جبکہ ہوش وزور بازو کچھ نتھا

شل تیری تجھسے ہزارون اونکے دامِ زلف مین
اے دلِ شیدا اکیلا مبتلا تو کچھ نتھا

نجل کیا بدبات ہی اہل طمع نے جان لی
پھینک دیتا مشک نافے کو جو آہو کچھ نتھا

ہوکے خلوت مین مکدر توڑتے آئینہ کیون
مُنہ دکھا دیتا جو اونکا صاف زانو کچھ نتھا

جیسے ہم عاشق ہوے معشوق تو مشہور ہے
ورنہ اے بت حسن تیرا کچھ نتھا تو کچھ نتھا

تیری بی فیضی کا یون ہوتا نہ شور اے اشکِ چشم
کونپلین پیدا جو کرتی شاخِ آہو کچھ نتھا

جذبِ دل سے کھینچتا لیلا کو اے قیس اپنی سمت
میری شاگردی نہ کی کیون آپ اگر تو کچھ نتھا

وصل کی شب دل سے دھو جاتا مرے فرقت کا غم
ہنستے ہنستے گر نکلتے اونکے آنسو کچھ نتھا

اوس ستمگر نے کہا تڑپانا کیا آتا نتھا
قتل کرتا تھا جو اِک دم مین بلا کو کچھ نتھا

گو مین اونکے سامنے روتا تھا پر آتی ہنسی
پونچھ لیتے وہ اگر آنچل سے آنسو کچھ نتھا

پھر نہ رہتا شکوہ رونے کی خبر ہوتی اگر انھین
تار اشکون کا لگا دیتے جو آنسو کچھ نتھا

تھمنے آنچل مین جو باندہا اور عزت ہوگئی
میری آہِ پُر شرر کے آگے جگنو کچھ نتھا

سخت جانی تھی ہوا اسوجہ سے عاشق نہ ذبح
کیون ہو شرمندہ قصورِ دست و بازو کچھ نتھا

کیا عجب گر بزم ہین وہ آپ ہی دیتا تبرا
خود نجود ہوتا اگر عاشق کو اچھو کچھہ نتھا

ہنسکے وہ کہتے ہین کیا کرتا مرے دندان سے تحت
تھا گہر چشم صدف کا ایک آنسو کچھہ نتھا

جب وہ اپلی عاشق بیمار نے مانع تھے سب
زہر پیتے وقت پھندا اور اچھو کچھہ نتھا

طعن سے کہتے ہین وہ مہر فلک کو دیکھہ کر
پشت جو پھیری ادہر ثابت ہوا رو کچھہ نتھا

ہو گیا بیتاب ہر معشوق سنتے ہی غزل
تھی لطافت عاشقانہ شعر جادو کچھہ نتھا

عشق اسمین بھر گیا ہے کربلا کی خاک کا
ہی دل وابستہ یا حصرہ ہی خاک پاک کا

پھوٹ نکلا رنگ کندن سا جو اس بیباک کا
کامدانی بنگیا کپڑا ہر اک پوشاک کا

ایکدن مٹی مین ملجائیگا بیجا ہے غرور
خاکساری چاہیے انسان ہی پتلا خاک کا

درد سر ہوتا ہی عطر مشک و عنبر سے سدا
سونگھنے والا ہون اونکی ملگجی پوشاک کا

شانہ بنکر زلف مین سر حسینون کے چڑھا
مرتبہ دیکھے کوئی میرے دل صد چاک کا

ہجر مین اوسکے ہماری چشم تر دریا بنے
مردم دیدہ پہ کیون دہوکا ہو پیراک کا

خوب نہلایا تجھے حمام مین اے سیمتن
زر سے بھرنا چاہیے کیسہ تری دلاک کا

بنکے دریا مین بگڑ جاتا ہے ہر جام حباب
سر پھرا گرداب کیون ہمسر ہوا ہے چاک کا

کسقدر مضمون ہین وصف بام جانان کے بلند
ہوش اڑتا ہی یہان ہر طائر ادراک کا

دیکھتا کوئی نہین تاریخ و روز وسعد و نحس
قطع کرنا ہے جو منظور آخری پوشاک کا

آئینہ مجمر بنا اللہ ری گرمی حسن کی
عکس جسدم پڑ گیا اس روئے آتشناک کا

دل پہ ہی جو کچھہ گذرتی جلد دیتا ہے خبر
ہجر مین ہر اشک ہرکارہ بنا ہی ڈاک کا

یار کی ذرہ نوازی سے یہ ہوتی ہے امید
ہو جو کوچے مین ٹھکانا میری مشت خاک کا

یاد ابرو مین غش آیا مجکو چونکائے کوئی
دیجے کے چھینٹا منہ پہ آب خنجر سفاک کا

ناتوانی ہی بڑھی جبسے گڑ اجاتا ہون مین
دب گیا تن پر پڑا گر ایک ذرہ خاک کا

خاک سے افلاک تک جو ساتھہ ہوا ہی شہسوار
رکھہ فرشتہ چاک اپنے توسنِ چالاک کا

بلبلِ دل اسقدر سینہ مین گھبراتا ہی کیون
پسلیون مین اپنے عالم ہی قفس کی چاک کا

صبح اوٹھہ کر یار نے مانجھے جو دندانِ صبیح
شاخِ خوشبو سے سوا عالم ہوا مسواک کا

ماہِ نو کھہ کر چڑہایا جسکو سر پر چرخ نے
ہی گریبان کہنہ اور اوترے تری پوشاک کا

پھوٹ نکلا رنگِ تن پہنا جو ملبوسِ سفید
درد سر کیون ہو حسین کو صندلی پوشاک کا

میکشونکی سردی و گرمی گذرتی ہے یونہین
دھوپ میخانے کی کوٹھی کی ہی سایہ تاک کا

عشق مین پرکار کے صورت ہی چکر پاؤن کو
سر مرا دوران مین ہمسر ہوا ہے چاک کا

اشک کی دریا مین ہمنے جبکہ ماری ہاتھہ پاؤن
آشناؤن کو گمان ہونے لگا پیراک کا

ہجر ہی آنکھونمین رہتی ہین عقیقِ لختِ دل
منہ نہ دیکھا ان نگینون نے کبھی حکاک کا

حشر کے دن ای لطافت ہی خدا سے التجا
ہاتھہ مین ہو میرے دامن سیدِ لولاک کا

مہربان ہاے فلک تو کبھی ہمسر نہوا
وصل اوس ماہ کا اک رات میسر نہوا

لاکھہ چاہا مگر اپنا وہ ستمگر نہوا
نہوا پر نہوا پر نہوا پر نہوا

غل کیا مینے سدا یاد مین اون زلفون کے
کب بپا خانہء زنجیر مین محشر نہوا

اوسکی افشان کے ستارے جو گرے وقتِ خرام
آسمانون کا گمان کسکو زمین پر نہوا

خوفِ بدنامیِ جلاد سے سوکھا یہ لہو
ترمرے خون سے کہین نام کو خنجر نہوا

خود پسندون کو نہین غیر کی خوبی سے غرض
عطر سے جامہ کسی گل کا معطر نہوا

دولتِ عشق سے باطن مین تو ہون صاحبِ زر
غم نہین گو کہ مین ظاہر مین تونگر نہوا

کب نہ یادِ رخِ جانان مین لہو مین رویا
غیرتِ تختہء گل کب مرا بستر نہوا

دولتِ فقر سے ہی دولتِ عقبے حاصل
جو کہ افلاس سمجھا وہ تونگر نہوا

شب کو اس شوخ نے کی لوٹ کے کانٹونپہ بسر
کبھی شبنم کی روشِ گل کا جو بستر نہوا

کہتے آئے ہین رخ یار کو سب آئینہ
کون کون اپنے زمانے کا سکندر نہوا

جاکے دیتا مرا یاران عدم کو نامہ
ہاے ایسا کوئی دنیا مین کبوتر نہوا

صفت موے کمر مین جو لکھا تھا نامہ
اوڑتے ہی بس مجھے معلوم کبوتر نہوا

خاکساری سے غرض رکھتے ہین اہل جوہر
دیکھہ لو صاحب اکسیر تونگر نہوا

مہ نو کا ہی گمان قد خمیدہ پہ مرے
عشق ابرو مین تو ایسا کوئی لاغر نہوا

دیکھ کر قد کو ترے سرو نے یہ چھانی خاک
پاؤن تک گڑ گئے مٹی مین پہ ہمسر نہوا

کچھ نہ کچھ داد وہ دیتا مری حیرانی کی
مین کب آئینہ بنا جبکہ سکندر نہوا

پردہ رکھہ لیتی مرا عالم عریانی مین
تجھسے کام اتنا بھی ای ابتناب کی چادر نہوا

بوسہ ابرو کا لیا مینے تو بولا قاتل
ہاے اسوقت مرے ہاتھہ مین خنجر نہوا

سنگدل بت کی نہین یاد دل وحشی کو
شکر ہے ہاتھہ مین دیوانے کے پتھر نہوا

کچھ اداؤن نے سدا ٹیڑھی سنائین باتین
ای لطافت کبھی سیدھا یہ مقدر نہوا

سوال نور تھا اوس رخ سے جب کمال نتھا
لیے تھا کاسہ خالی فلک ہلال نتھا

کبھی وہ دن تھے کوئی کام جز وصال نتھا
مزے تھے خواب مین بھی ہجر کا خیال نتھا

ہلال عید سکل کر خجل ہوا ایسا
ہزارون انگلیان اٹھتین نکیون کمال نتھا

وہ اپنی بام پہ ابرو دکھانے آئے تھے
اکمال خیر سے ہوئی شام کو ہلال نتھا

فلک پہ مہر کا منہ پھیر کر وہ رخ بولا
کیا جو بدر کو شرمندہ کچھ کمال نتھا

جو ہجر مین شب عید آئی دل کیا ٹکڑے
ہمارے قلب کو تھا نیشتر ہلال نتھا

چمک گیا تھا ترش کر کسی کا ناخن پا
فلک پہ شام کو ثابت ہوا ہلال نتھا

غضب ہی سامنے میرے وہ غیر سے لڑکر
پھر اسطرح سے ملے جیسے کچھ ملال نتھا

کل آپ نے مجھے غیرون مین گالیان دی تھین
مگر حضور کو اس بات کا خیال نتھا

خدا بچائے تمھین چشمِ بد سے اے صاحب
جو ابکی سال ہے جوبن یہ اگلے سال نتھا

کنارہ جام کا کہتا ہے ٹوٹ کر ساقی
یہ میکدہ تو فلک تھا مگر ہلال نتھا

جو ابھرا داغِ جنون سر پہ تھا گریبان چاک
جب آفتاب نمایان ہوا ہلال نتھا

وہ یاد آئی پھر آیا مرا دلِ مجروح
بہت تھے زخم سوا اسکے اندمال نتھا

جو ذکر حضرتِ یوسف کیا تو وہ بولے
ارے ہماری طرح سے وہ خوش جمال نتھا

کبھی وہ دن بھی زمانے مین اے لطافت تھے
خوشی وصال کی تھی ہجر کا ملال نتھا

کیا حاکم مجھے اللہ نے ملکِ تحمل کا
ملی مسند شکیبائی کی اور تکیہ توکل کا

پڑے ہین دانے شبنم کے پھنسے دل کیون نہ بلبل کا
بہارِ باغ نے ہے جال پھیلایا رگِ گل کا

گلستان مین ہے دم نکلا یہ کس ناشاد بلبل کا
کہ سنبل بال کھولے ہے گریبان چاک ہے گل کا

غزل مین آج یارب وصف لکھتا ہون نہین کس گل کا
صریرِ کلک ہے کاغذ پہ یا نالہ ہے بلبل کا

فراسب زمزمو ہین تھا صدائے خندۂ گل کا
بہار آتی ہی غنچہ کھل گیا منقار بلبل کا

بنا گنجِ قفس مین اشکِ خونین چشمِ بلبل کا
اڑا فصلِ خزان مین رنگ جتنا چہرۂ گل کا

ہوا در اصل پروانہ رقیب الفت مین بلبل کا
چمن مین شمع مین جلوہ ہے دیکھو ایک ہی گل کا

کیا عالم دگرگون ہائے ناداری نے بلبل کا
خزان کی فصل آتے ہی ہوا توڑا زرِ گل کا

قفس بنتا ہے تابوتی جو موسم آگیا گل کا
جنازہ خانۂ صیاد سے اوٹھے گا بلبل کا

قرین زلفِ مسلسل کی ہین انکے کان مین بالے
تماشا فلسفی دیکھین نئی دور و تسلسل کا

کیا شبنم کو گریان گل کو خندان زمزمے کرکے
شگوفہ چھوڑنا دیکھے کوئی گلشن مین بلبل کا

تہ و بالا ہوا جو دل تمھاری زلف مین الجھا
اشارہ ہے یہ شانے کی ترقی کا تنزل کا

جنون مین نالۂ دل کی صدا سینہ سے آتی ہے
مرا چاکِ گریبان چاک ہے منقار بلبل کا

چڑھا جب چار کے کاندھے پہ مُردہ گور مین اترا
دکھایا حالِ دنیا کی ترقی کا تنزل کا

خطِ گلزار کی وہ تُرکِ ظالم مشق کرتا ہے | سیاہی کی جگہہ پر صرف ہوگا خون بلبل کا

قوافی اور ہینے ای لطافت کم کہی اس سے
پسند طبع تھا بس قافیہ گل اور بلبل کا

میرے نشانہ بننے کا انداز دیکھنا | تم جبکہ اپنے تیر کی پرواز دیکھنا
مشکل ہین اسپ یار کی انداز دیکھنا | طاؤس ہے بہشت کا طناز دیکھنا
خود کھینچ کے آؤ بیٹھو تو اِک دن بگڑ کے تم | منظور ہے جو عشق کا اعجاز دیکھنا
صیّاد کا یہ ظلم ہی بلبل کے حق مین قہر | ہر دم ٹٹول کر پر پرواز دیکھنا
مشکل ہے کوئی حضرتِ موسیٰ سے پوچھ لے | میرا نیاز اور ترا ناز دیکھنا
وہ بن سنور کے نکلے ہین کہتا ہی مجھسے حُسن | پہلے ادائین دیکھ لو پھر ناز دیکھنا
حسرت ہی اپنے مرنے کی اسواسطے مجھے | منظور تیرے لب کا ہے اعجاز دیکھنا
ای زائرِ بنائی خلیل اپنے دل کو دیکھ | منظور ہے جو کعبہ خدا ساز دیکھنا
اُن گورے گورے کالونپہ خطِ سیاہ ہے | شہباز حُسن کے پر پرواز دیکھنا
دنیا مین زندہ ہوتے سکندر تو دیکھتے | آئینہ اوس پری کا بصد ناز دیکھنا
سبزہ ہی پُشتِ لب پہ قریبِ دہانِ یار | عنقا نے کھولے ہین پر پرواز دیکھنا
آتی ہی یاد شرم تمھاری شبِ وصال | نیچی نگہ سے مجھکو بصد ناز دیکھنا
مُنہ پر رکھا جو مُنہ تو کہا اُسنے ناز سے | سُن لے نہ کوئی بوسونکی آواز دیکھنا
مژگان چشم یار پہ آیا ہے دل مرا | بلبل میان پنجۂ شہباز دیکھنا
ابرو پہ بل ہے ہاتھ مین ہے تیغ عاشقو | گھر سے وہ آج نکلے ہین انداز دیکھنا

کیونکر کہون کہ قبر لطافت پہ آؤگے
دو گام چلنے دیگا نہ یہ ناز دیکھنا

یار ہو گلشن ہو چرچا ہو شرابِ ناب کا | لطف اوسدم ہی دلا سیرِ شبِ مہتاب کا

ای مہوس یہی مقام آسمین دل بیتاب کا
سینۂ عاشق بھی گویا چاہ ہے سیماب کا

خندۂ دندان نما جب وہ کرینگے وقت سیر
باغ مین چھڑکاؤ ہوگا موتیون کی آب کا

داغ دل نے بعد مُردن اپنا دکھلایا فروغ
گور تیرہ مین ہوا عالم شب مہتاب کا

عشق زلف یار مین وحشت ہوئی جب وقت غسل
طوق دریا مین بنا حلقہ ہر اک گرداب کا

اپنا مرغ نامہ بر لوٹن کبوتر ہوگیا
حال نامہ مین اگر لکھا دل بیتاب کا

بہر سجدہ سر جھکایا جان کر ہنگام قتل
تیغ قاتل پر مجھے دھوکا ہوا محراب کا

سیمتن کے عشق مین مارا دل بیتاب کو
ہاتھ آیا خوب نسخہ کشتۂ سیماب کا

ہای صد افسوس جب آتا ہے ہنگام اجل
اقربا کا زور چلتا ہے نہ کچھ احباب کا

حال لکھون ہجر کی شب کا بیاض چشم پر
ہاتھ آئے گر قلم کوئی پر سرخاب کا

ناف کس نے بحر کرم کی آگئی اسکو نظر
دل مین دریا کے پڑا ناسور کیون گرداب کا

لکھ دیا نامے مین لفظ بیوفا اے نامہ بر
ہی یہی کافی خلاصہ یار کے القاب کا

میری چشم تر کے آگے خلق مین رتبہ گھٹا
ابر تر کا چاہ کا تالاب کا سیلاب کا

بیقرارون کے سبب اہل صفا کا حسن ہے
قلعی آئینہ پہ کرنا کام ہے سیماب کا

قلقل مینا ہے آواز بکا ساقی بغیر
ساغر مے پر ہے عالم دیدۂ پر آب کا

دشمن دانا سی بیخوف و خطر ہین اہل سوز
آگ کو کچھ ڈر نہین ہے موتیون کی آب کا

رنگ کندن سا جو دیکھا اسکے رخ کا باغ مین
زر کیا بلبل نے صدقے ہر گل شاداب کا

ہوگیا ثابت مجھے عنقا ہی پھندے مین پھنسا
حلقہ جب آیا نظر اسکی کمر مین ڈاب کا

اس دل مضطر کو کیونکر شعلہ رویونکا ہے عشق
سخت مشکل ہے ٹھہرنا آگ پر سیماب کا

چاندنی مین اوج پر آیا جو میرا اجتناب
ہالہ مہتاب پر دھوکا ہوا گرداب کا

ہجر کی شب ایک کا جلوہ نظر آتا نہین
شمع کا تارون کا مہ کا کرمک شب تاب کا

میرے نالون سی لگی پانی مین یہ دریا پہ آگ
شعلہ جوالہ حلقہ بن گیا گرداب کا

اوسکے جگنو کو جو دیکھا روی روشن کے قریب
ہو گیا دن کو نظارا کرمکِ شب تاب کا

وصل کی شب ہی جو پہلو سے کنارا یار کو
میری بالش مین ہے شاید پر کوئی سرخاب کا

ہی یہ بحرِ اشک مین اپنے تنِ لاغر کی شکل
آشناؤن کو گمان ہوتا ہے موجِ آب کا

عاشقون کو روسیاہون کے سبب تکلیف ہے
وصلِ شب کو کب ہوا سرخاب سے سرخاب کا

کیا زوال آیا دلِ شگفتہ خاطرون کے مال کو
دُزد نے کسدن چرایا زرِ گلِ شاداب کا

شعلہ خوئی سے حسین کے ڈر ہو مجھہ مضطر کو کیا
آتشِ گل سے ضرر ہوتا نہین سیماب کا

ای لطافت دل لگا کر اس زمین مین کہہ غزل
امتحان مدِ نظر ہے طبعِ مضمون یاب کا

لیکے جان ہمرہ دل اور کلیجا نکلا
بیچنے عشق کی بازار مین سودا نکلا

نشتر ہے دل سے مرے عشقِ مژہ کا نکلا
آ گیا چین جو ہے زخم سے کانٹا نکلا

سر پہ دستار مرے آبلۂ پا کے رکھی
لینے مجنون کے قدم جب کوئی کانٹا نکلا

کہکے ہان منہ سے کیا وصل کا وعدہ نہ وفا
سچ تو ہے قفلِ دہن یار کا جھوٹا نکلا

سر پہ ہے موتیون کا اوسنے لگایا چھپکا
فلکِ حسن پہ لو عقدِ ثریا نکلا

سرخیِ مہر سے سرما مین سمجھتے ہین مست
صبح کو لے کے فلک ساغرِ صہبا نکلا

سنکے پیغامِ وصال اوسنے بصد ناز کہا
پھر وہی ذکر چھڑا پھر وہی قصا نکلا

تیغ قاتل نے کیا غیظ سے تیغا آکر
زخم کے در سے جو ہے خون ہمارا نکلا

نقشہ مین دیکھ کے خورشید کو مین کہتا ہون
سیر سے محبوب کا لو نقشِ کفِ پا نکلا

مکر سے غیر نے آنسو ترے آگے جو بہائے
گہرِ اشک جو نکلا بھی تو جھوٹا نکلا

ہمسری کرنے چلا دیدۂ تر سے جو بھرے
پاٹ سے اپنی کمر باندھ کے دریا نکلا

راست بازی مین جو کی آہ تو لی جان رقیب
کیا نشانی پہ گیا تیر جو سیدھا نکلا

داغِ حسرت نے جوانی سے یہ پیری مین کہا
رات آخر ہوئی لو صبح کا تارا نکلا

ہنسکے بولا کہ چُرایا ہو نہ دم اسنے کہین
کوے جانان سے جو عاشق کا جنازا نکلا

بعد وصل اوسنے پست کر یہ کہا عاشق سے
سچ بتا حوصلہ اب تو ترے دل کا نکلا

گرم بازاری دنیا نے کیا کیا مشغول
اک کفن لینے کو عریان جو ترا آ نکلا

مانگ سیدھی جو وہ دیکھے تو سکندر یہ کہے
لو نیا پردہ ظلمات کا رستا نکلا

زال دُنیا مجھے بیفائدہ بھکاتی ہے
ڈھونڈھتا یار کو اپنے ہون ادہر آ نکلا

ہجر مین تیرے لطافت کا ہوا یہ عالم
جان آئی جو دمِ ای رشک مسیحا نکلا

عشق سی سینے مین دل تھا تہ و بالا نکلا
آج گہوارے سے یہ نازون کا پالا نکلا

بہر نظارہ ہر اک چاہنے والا نکلا
اُنکا جوبن جو نیا حسن نرالا نکلا

امتحان عشق کا تھا غیر بنے ہرجائی
اک فقط مین ہی ترا چاہنے والا نکلا

جھک گئی شیشے جو میخانے مین آیا مین مست
بڑھ کے لینے کے لیے مے کا پیالا نکلا

ریگ صحرا کی ردا پر جو پڑی چادر ماہ
اوڑھ کر قیس بیابان مین دوشالا نکلا

ہجر دلدار مین کس چین سے غصہ کھایا
کو وہ سمجھا تھا جسے مُنہ کا نوالا نکلا

عارض سُرخ نے اُس گل کے جلایا ایسا
داغ سینے پہ لیے خاک سے لالا نکلا

صف مژگان کو دکھاتے ہین اولٹکر وہ نقاب
قتل عشاق کو تُرکی یہ رسالا نکلا

سونگھ لی زلف تری مار سیہ نے شاید
حلق مین زہر کا اس وجہ سے چھالا نکلا

الفت زلف سیہ کا ہی یہ رگ رگ مین اثر
فصد سودے مین جو لی خون بھی کالا نکلا

دھوپ ہی وادی محشر مین ہون پھرتا برباد
تو نے اے قبر مجھے گھر سے نکالا نکلا

خطِ پُر نور ہی اوس چاند سے چہرے پہ عیان
حسن ہے گرد جو مہتاب کے ہالا نکلا

آبرو خاک دہن کی رہی دندان جو گئے
دُرج بیقدر ہے موتی کا جو مالا نکلا

جگر و جان و دل و ہوش و خرد کو کھویا
کی جو سوداگری عشق دِوالا نکلا

آسیا سان رہی ہم نالہ کنان سرگردان
لقمۂ غیر بنا مُنہ سے نوا لا نکلا

بیستون پر ہے یہ تفریح کا شیرین کے خیال
سرِ فرہاد کا خون بنکے ہے لا لا نکلا

ہندو خال نے اوس رخ پہ کیا تھا قبضہ
خانۂ حسن کا خط لے کے قبالا نکلا

اے لطافت جسے سمجھا ہے زمانہ بجلی
کسی بیتاب کے دل سے ہے یہ نالا نکلا

اسباب دنیوی کا کرون مین خیال کیا
دو دن کی زندگی مین خوشی کیا ملال کیا

اُس ماہِ چاردہ کے مقابل ہلال کیا
ناقص ہوا جو ہمسرِ کامل کمال کیا

مہندی لگا کے خون مرا اپنے سر لیا
صاحب پسے ہوون کو کیا پائمال کیا

چشم صنم سے ہو کے خجل راہِ دشت لی
آنکھین دکھائین شہر مین آکر غزال کیا

ابروے یار کی جو ثنا شعر مین لکھی
تابندہ دائرے ہوے تشکلِ ہلال کیا

اک دل تھا میرے پاس تو وہ آپ لیچلے
جانِ حزین کا کیجیے گا اب سوال کیا

تعریف چشم یار ختن مین جو مین کرون
آنکھین چُرا چُرا کے ہرن ہون غزال کیا

دولت سی عشق پاک کی دل ہے غنی مدام
آگے مرے خزانۂ قارون ہے مال کیا

وہ ماہرو فرس جو اوڑاتا ہے شام کو
بنتے ہین نقشِ نعل سے ہر جا ہلال کیا

جاؤن جو مین فریفتہ چشم مستِ یار
آنکھین بچھائین دشتِ ختن مین غزال کیا

کسطرح دل سے جائیگا اوسکی کمر کا عشق
ہوگا جدا بھلا مری شیشی سے بال کیا

زلفِ صنم کی پائی ہے خوشبو جو مشک مین
نافے کلیجے سے ہین لگائے غزال کیا

مثل کلیم دیکھنے والون کو آئے غش
نامِ خدا ہے آپ کا حسن و جمال کیا

تزئین سے وحشیون کو جہان مین نہین غرض
حاجت ہی سُرمے کی ہے چشمِ غزال کیا

رندون سی کہتے ہین مے احمر حرام ہے
تیغِ زبان کرتے ہین واعظ حلال کیا

نزدیک روے یار گریبان کو دیکھنا
خورشید کے قریب ہے نکلا ہلال کیا

سنکے پیام وصل کہا مجھسے یار نے ؎
کچھہ خواب دیکھتا ہے اری ہے خیال کیا

شانے سے بل نکلتے ہین بالون کے سربسر
ہی عاشقون کا زلف صنم پر وبال کیا

کیون ہون نہ چشم یار کو ہین زار ناگوار
پڑتا ہے آنکھہ مین تو کھٹکتا ہے بال کیا

مقدور کیا جو خال کو دانے سے دون مثال
زلف صنم کو جال کہون ہین مجال کیا

ہوتا ہی ماہ نو کا زمانے کو اشتیاق
ناقص کو بھی خدا نے دیا ہے کمال کیا

تھا عشق رخ پھنسا دل پر داغ زلف مین
طاؤس پر پڑا ہے گلستان مین جال کیا

کرتے ہین یاد ہجر مین لطف وصال یار
نعمت کی قدر ہوتی ہے بعد زوال کیا

روشن ضمیر کوئی کرتا نہین ستم ؎
تعزیر دزد شمع کو دے کو توال کیا

بجلی ہے اسکے کان مین سونے کی جلوہ گر
حلقہ بگوش آکے ہوا ہے ہلال کیا

آقا ترا ہے ساقی کوثر سا ذی کرم ؎
اب حشر کی عطش کا لطافت خیال کیا

خیال زلف مین جام شراب ناب دیا
اندھیری رات مین ساقی نے آفتاب دیا

کسے کسے نہ غم ہجر نے عذاب دیا
جگر کو درد دیا دل کو اضطراب دیا

پھرا کے منہ ہمین جام شراب ناب دیا
سکھا کے نخل تمنا کو اوسنے آب دیا

ہزار باغ مین بلبل تمھین پکارا کی ؎
نہ پھوٹے منہ سے کبھی اے گل جواب دیا

شب وصال مجھے تھا یہ صبح کا دھڑکا
نہ گنجفہ مین بھی اوس مہ کو آفتاب دیا

جلایا بادہ کشی مین بھی اوسنے درپردہ
شراب غیر کو دی اور مجھے کباب دیا

ترے مریض محبت کی غیر حالت ہے
آکہ دیکھہ کر ہی طبیبون نے بھی جواب دیا

مجھے پسینے کی خوشبو سے یہ ہوا ثابت
کسی نے نخل قد یار مین گلاب دیا

کمر ہے نادر و نایاب بیمثال آنکھین ؎
دہن خدا نے صنم تجھکو لاجواب دیا

شب فراق عجب گفتگو رہی تا صبح
سوال مین نے کیا شمع نے جواب دیا

کسی کے ہجر مین آنسو بہے جو آنکھون سے
فلک نے جھک کے مجھے دامنِ سحاب دیا

شبِ فراق مرا دل جلا کیا افسوس
نہ چشم تر نے بجھانے کی خاطر آب دیا

بری ہین دہر مین روشن ضمیر غفلت سے
خدا نے دیدۂ انجم کو کب ہی خواب دیا

کیا سوال جنون جبکہ سری رگ رگ نے
زبان نشترِ فصاد نے جواب دیا

سدا فراق مین تڑپایا اُس ستمگر نے
نہ جان لی نہ ہمارا دلِ خراب دیا

کیا جو حسن نے ہر دل عزیز عالم مین
ہر اک نے چاہ سے یوسف اسی خطاب دیا

تصور آپ کی نامے کا چشم تر مین ہی یون
عریضہ جیسے کسی نے میان آب دیا

نہین جہان مین دانا کو ثبات سے ربط
خدا نے آب گہر کو کہان حباب دیا

نہین ہے آتشِ دوزخ کا اے لطافت خوف
کہ ہے خدا نے مجھے دیدۂ پُر آب دیا

مست مے کی ایک ہی پیکر گلابی ہو گیا
آنکھڑیون کا رنگ اے دلبر گلابی ہو گیا

ساتھ سویا فصل گرما مین جو میرا گلبدن
جب پسینا آگیا بستر گلابی ہو گیا

پھول پہنے باغ مین آیا جو میرا نازنین
غنچۂ تر شاخ پر کھل کر گلابی ہو گیا

وقت زینت عکس جب گلبرگ سے لب کا پڑا
یار کی تحفہ کا ہر اک گوہر گلابی ہو گیا

عشق گل مین جبکہ میری فصد لی فصاد نے
رنگ آکر خون کا نشتر گلابی ہو گیا

ہاتھ بھر فاتحہ رکھا حنائی اسنے جب
عکس پڑ کر قبر کا پتھر گلابی ہو گیا

رنگ ہی برسات مین کیون خوش نہون عاشق مزاج
ساون آیا ہر پری پیکر گلابی ہو گیا

سامنا گلشن مین جب اس شوخ کے رخ سے ہوا
رنگ اوڑ کر لالۂ احمر گلابی ہو گیا

میری قاتل کی زمین پر جبکہ خونریزی سُنی
رنگ مریخ فلک ڈر کر گلابی ہو گیا

وقت مے نوشی جب اسنے دست رنگین مین لیا
دفعتہً بلور کا ساغر گلابی ہو گیا

اوس لبِ رنگین کے آگے اسقدر خجلت ہوئی
سرخ تھا یاقوت رنگ اوڑ کر گلابی ہو گیا

گل کھلائے تو مگر بدلا نہ یہ رنگ اے بہار
بلبلون کا کیون نہ ہر اک پر گلابی ہوگیا

نشہ مین عشاق سمجھے شام کو پھولی شفق
جب دوپٹہ انکے زیب سر گلابی ہوگیا

اللہ اللہ عارض گلگون کی تیری شوخیان
آئنہ پرتو سے اک چادر گلابی ہوگیا

نازکی مین اے لطافت بوسہ کیون تمنے لیا
گورا گورا عارض دلبر گلابی ہوگیا

مائل گریہ جب اپنا دیدۂ تر ہوگیا
دشت دریا ہوگئی دریا سمندر ہوگیا

دیکھتے ہی ذبح مین محزون و مضطر ہوگیا
یاد ابرو مین ہلال عید خنجر ہوگیا

میکشی پر باغ مین مائل جو دلبر ہوگیا
غنچے پیمانے بنے ہر پھول ساغر ہوگیا

قامت موزون جانان کی اگر لکھی ثنا
ہاتھہ مین میرے قلم شاخ صنوبر ہوگیا

عکس حسد م رہ گیا اس بادشاہ حسن کا
آئنہ رتبے مین مانند سکندر ہوگیا

جبکہ بھیجا خط شوق اوس بادشاہ حسن کو
اوڑتے ہی رشک ہما اپنا کبوتر ہوگیا

جب لکھی اس مہروش کی روے روشن کی ثنا
ماہ نو ہر دائرہ ہر نقطہ اختر ہوگیا

ہاتھہ بہر فاتحہ رکھا حنائی اوسنے جب
لعل سے رنگین مرے مرقد کا پتھر ہوگیا

خاک مین مجکو ملاتا ہے جو وہ رشک قمر
ہاے کیا ذرہ مرے طالع کا اختر ہوگیا

پان کھا کر مجکو دکھلائے جو دانت اس شوخ نے
درج مرجان مین گمان سلک گوہر ہوگیا

کہتے آئے ہین سب آئینہ رخ دلدار کو
کون کون اپنے زمانے کا سکندر ہوگیا

آتے ہی ساقی کے نکلی آج شیشہ سی شراب
مست کیسی بادہ بھی جامے سے باہر ہوگیا

ہوگئی معراج پہنچا بام جانان پر جو مین
جب دیا پیغام تو قاصد پیمبر ہوگیا

عاشق افتادہ کو جب خواہش گلشن ہوئی
داغ سینے کے گل تر دل صنوبر ہوگیا

غیرت نکہت نفس ہی رشک غنچہ وہ دہن
منہ سے منہ ملکر دماغ اپنا معطر ہوگیا

سخت جانی سی مجھے حاصل ہوئی شرمندگی
ہاتھہ قاتل کے تھکے اور کند خنجر ہوگیا

عکسِ روے یار آئینہ مین آئینہ بنا — ہم سمجھتے تھے عرض جسکو وہ جوہر ہو گیا
شیخ کو کعبہ برہمن کو مبارک بتکدہ — ہم فقیرون کا درِ جانان پہ بستر ہو گیا

اے لطافت جو ہوا دل سے گدائے پنجتن
چار دن مین رشکِ شاہِ ہفت کشور ہو گیا

قتل پل مین عاشقِ محزون و مضطر ہو گیا — جب صف آرا یار کی مژگان کا لشکر ہو گیا
رنگ خونِ عاشق اس خنجر پہ جوہر ہو گیا — یہ عرض تقدیر کی تیزی سے جوہر ہو گیا
قتل وحشت مین کیا مجھ زار کو پوشاک نے — حلق پر میرے گریبان مثلِ خنجر ہو گیا
ناتوانی ختم مجھپر اور اونپر نازکی — فرطِ عشق و حسن سے رتبہ برابر ہو گیا
خطّ روے یار کے عاشق ہین بوسے لے رہے — یہ صحیفہ ابتو قرآن کے برابر ہو گیا
خاک پر مردہ پڑا تھا ملتے ہی جان آگئی — آفتابِ حشر مجکو می کا ساغر ہو گیا
نشۂ دولت کا چڑھا ایسا کہ منعم مست ہین — بادۂ نخوت سے مملو کاسۂ سر ہو گیا
قد جو بوٹا سا ترا گلزار مین آیا نظر — دار کے مانند قمری کو صنوبر ہو گیا
چشمِ بینا سے جو دیکھی صنعتِ حق کی بہار — ہر ورق گل کا نظر مین ایک دفتر ہو گیا
خط بنا کر غیرتِ آئینہ رخ کو کر دیا — آپ کا حجّام بھی رشکِ سکندر ہو گیا
جب خزان آئی چھری بلبل پہ گلشن مین چلی — خشک ہر برگِ شجر ہو ہو کے خنجر ہو گیا
سیر کی ظلماتِ گیسوے صنم کے لطف سے — صاف اگر پوچھو تو میرا دل سکندر ہو گیا
ہجر مین اب بیقراری نے دکھایا ہے یہ رنگ — طائرِ دل اپنا سیمابی کبوتر ہو گیا
قدِّ جانان کی محبّت مین جو سیکھی راستی — اوٹھ کے نالہ میرے سینے سے صنوبر ہو گیا
نکہتِ کوے صنم ہے غیرتِ بوے بہشت — جب ہوا آئی دماغِ جان معطّر ہو گیا
ناز اوٹھا کر یار کے ملتا ہے بوسہ ہمکو روز — اچھّی فردوری ہے روزینہ مقرر ہو گیا
محوِ خود بینی ہے وہ آٹھون پہر اللہ رے حسن — عکسِ روے یار کا آئینے مین گھر ہو گیا

دل جلایا میکشی نے رات کو ساقی بغیر
شعلۂ جوالہ مجکو دورِ ساغر ہو گیا

بخل قارون سیکھ کر نکلا ہے غنچہ خاک سے
بند مٹھی ہو گئی جب صاحبِ زر ہو گیا

دل ہوائے زلف سے برباد و آوارہ ہوا
کالی آندھی مین تباہ اپنا کبوتر ہو گیا

ای لطافت اوس لبِ جان بخش کا بوسہ ملا
آبِ حیوان مجکو گھر بیٹھے میسر ہو گیا

یاقوت لب کا وصف جو خط مین رقم ہوا
نامے کی ایسی شان بڑھی اک رقم ہوا

بیرحم یارسا کوئی دنیا مین کم ہوا
قاصد کے خون سے مجھے نامہ رقم ہوا

نقشہ بیاضِ چشم پہ اونکا کھنچے نہ کیون
آنسو جو رنگ ہوے قطرہ مو قلم ہوا

بینی کا حسن لوحِ رخِ یار پر ہے فرد
یہ ہندسہ ہی ایک کا یکتا رقم ہوا

معشوق شعلہ رو ہین تو آتش پرست خلق
اب لکھنؤ بھی غیرتِ ملکِ عجم ہوا

لاغر وہ ہون ہلاک جو رفتار نے کیا
گھر سے گور یار کا نقشِ قدم ہوا

طنبور سان نہ پیٹ کا ہلکا خدا کرے
در پردہ کہدیا جو ہین خالی شکم ہوا

منعم کو جب دیا گیا لکھا ہوا کفن
دزدِ کفن کو بردہ ہوا اک رقم ہوا

جھک جھک کے حسن یار کی ہی دید ہو رہی
سر اسلیے ہر اک صفِ مژگان کا خم ہوا

پابند وضع صورتِ پرکار ہم رہے
گردش مین دائرہ سے نہ باہر قدم ہوا

گلچین ٹپک پڑا دلِ بلبل سے کیون لہو
شاید کسی چمن مین کوئی پھول کم ہوا

شہرت مری بڑھی مرے مضمون جب کٹے
پھولا گلاب اور سوا جب قلم ہوا

چھوٹی سلائی آنکھون نے دی سرمہ دیکے جب
تسلیم کو ہر ابروے دلدار خم ہوا

فاقہ کشی مین رہتے ہین خاموش اہل ظرف
قلقل گئی جو شیشہ کا خالی شکم ہوا

زندہ جو ہوگا حشر کو عاشق کہے گا یہ
پھر یار پر مرون گا کہ مین تازہ دم ہوا

تشریف لائے قبر لطافت مین جب علی

پروانہ مغفرت کا نشان قدم ہوا

شیرین لبون کا وصف جو خط مین رقم ہوا ‌ ‌ شاخ نبات پا کے حلاوت قلم ہوا
پھرنا ہمارا کوہ و بیابان مین کم ہوا ‌ ‌ وحشت مین پاؤن پڑ گئے جو مانع ورم ہوا
پہلے تو دل کے جانیکا رنج اور غم ہوا ‌ ‌ انجام سوچے جب تو کہا قصہ کم ہوا
لیلی وشون کے عشق مین یہ ہمکو غم ہوا ‌ ‌ مجنون سے بڑھ گئے جو جنون کم سے کم ہوا
اشکون سے چشم تر کے جو رومال نم ہوا ‌ ‌ سمجھا فلک جو ابر تو لینے کو خم ہوا
عرش الٰہ پہ کلمہ جب رقم ہوا ‌ ‌ آئینۂ جمال حدوث و قدم ہوا
مین مرگیا بلا سے مگر اسکا غم ہوا ‌ ‌ ظالم ہوا ستم سے پشیمان ستم ہوا
چاہیے اگر عروج تو اضع کرے پسند ‌ ‌ حاصل ہوا کمال مہِ نو جو خم ہوا
نرگس کی بھر بھرائی ہین آنکھین جو بلبلو ‌ ‌ بیمار تھے ہوا سے چمن مین ورم ہوا
ہی صاد چشم نون ہی ابرو دہن ہے میم ‌ ‌ اسوجہ سے حسین ہمارا صنم ہوا
اچھی کسی کی بات ہو سبکو پسند ہے ‌ ‌ شداد سے چھٹا جو گلستان ارم ہوا
جھکتے ہین مایہ دار تو مفلس کا ہے بھلا ‌ ‌ حلوہ پیالی ہو گئی شیشہ جو خم ہوا
لکھا جو اس مسیح کو حالِ دلِ مریض ‌ ‌ سنکر ضعیف ہاتھ مین میرے قلم ہوا
دیوانہ کر کے قیس کو برباد کر چکے ‌ ‌ اب ہی جنابِ عشق کا مجھپر کرم ہوا
طرفہ سمان ہی قرب دہن اونکا خط سبز ‌ ‌ پیدا اثر سے آبِ بقا کے یہ ستم ہوا
پہلو سے آپ اوٹھنے کا لیتے ہین نام پھر ‌ ‌ میرے جگر کا درد ابھی تو ہے کم ہوا
روشن ہمارا نام ہوا بعد قتل اور ‌ ‌ توقیر شمع بڑھ گئی جب سر قلم ہوا
دیکھا نہ حسن ہائے وہ آئے چلے گئے ‌ ‌ ایسا ادب سے مین پئے تعظیم خم ہوا
دنیا مین موت کا ہی اسی وجہ سے رواج ‌ ‌ رنگ آسمان کا سبز جو مانند سم ہوا
دزدِ حنا جو بنکے لیا رنگِ دستِ یار ‌ ‌ چورون کی طرح پنجہ مرجان قلم ہوا

پیری سی مین جھکا ہون فنا ہونیکے لیے / ہی نیستی کا نون الف جبکہ خم ہوا

لاغر ہی سر کو چھوڑ چلین کام عشق مین / پہلے ہوا انگاف روان پھر قلم ہوا

صانع کا قصد تھا کہ وہ ابرو بناؤن راست / جب ہاتھ رعب حسن سے کانپا تو خم ہوا

کھا کھاکے زہر مرگئے عاشق جو آپ کے / آب بقا کی طرح سے نایاب سم ہوا

ہر دل عزیز تھے جو لطافت جہان مین / مرنا ہمارا جسنے سنا اوسکو غم ہوا

سب بولے مین جو محفل جانان مین رہگیا / انسان دیکھو جاکے پرستان مین رہگیا

ملک عدم کو قافلے والے روان ہوے / مین دب کے بار دفتر عصیان مین رہگیا

پہلو ہمارا گرم رہا گھر مین رات بھر / وہ شعلہ رو جو فصل زمستان مین رہگیا

زلف اپنی چل کے باغ مین ای غنچہ لب سنوار / تھوڑا سا بل ہے سنبل پیچان مین رہگیا

فرہاد و قیس نے نہ دیا ہای میرا ساتھ / وہ کوہ پر یہ آکے بیابان مین رہگیا

ای ترک تیرے تیر کا پیکان ٹوٹ کر / حسرت کی طرح قلب پر ارمان مین رہگیا

شبکو ہمین نکال دیا پاسبان نے / دل چھٹ کے ہای کوچہ جانان مین رہگیا

رشک اسقدر ہوا لب رنگین یار سے / ہر لعل خون ہوکے بدخشان مین رہگیا

آغوش پر گمان دبستان ہوا مجھے / ہر طفل اشک آکے جو دامان مین رہگیا

دیکھی جو نازکی لب و رخسار یار کی / ہر پھول خار کھاکے گلستان مین رہگیا

ہم وحشیون کے ساتھ اٹھایا گیا نہ پاؤن / آہو ہر ایک تھک کے بیابان مین رہگیا

جوش جنون مین ہاتھ مرا ضعف کی سبب / دامن مین آستین مین گریبان مین رہگیا

قاتل سے ہمکو ربط رہا بعد قتل بھی / داغ اپنے خون کا خنجر بران مین رہگیا

کوچے مین یار کے دل داغ کا ہے دخل / طاؤس دیکھو روضہ رضوان مین رہگیا

چھٹ چھٹ کے رنگ دست حنائی کا یار کے / یاقوت مین عقیق مین مرجان مین رہگیا

با آبرو جہان مین لطافت سدا رہے
دل گر کے اوسکی چاہِ زنخدان مین رہگیا

دی ہی دیتا ہی کمال اک روز فضل اللہ کا
عشق آزادون کو ہی کس قامتِ دلخواہ کا
آسمان کے دور مین غم سے کوئی خالی نہین
جسکو کہتا ہی زمانہ آفتاب و آسمان ہے
غیر کا فر کو زنخدان کا نہ بوسہ دیجیے
گل نظر آتے ہین ہجرِ یار مین مانند داغ
وصل کی شب پھر رہا ہون گرد اس محبوب کے
بدمزہ ہو کر دیا بوسہ ذقن کا اسنے جب
آنکھ جھپکی تھی کہ اک پل مین ہوئی پیدا سحر
بستہ مضمون کا ملون کی کرتی ہین ناقص ہی نظم
آخرِ ماہ اسکے نورِ رخ سے کرتا ہے سوال ہے
رکھون مین دیوانہ وحدت جو زندان مین قدم
ہی تشکلم پر اونکے سیلی رونگٹون کی تا کمر
کاتبِ قدرت کی صنعت اونکی پیشانی پہ ہے
ایک بوسہ پر جوابِ تلخ دیتے ہو ہمین ہے
عالمِ طفلی سے ہم کھیلے ہوے ہین جان پر
کم بضاعت کی نہین عزت غنی کے سامنے

رائگان ہوتا نہین ہے سر پھرانا ماہ کا
کھینچتے پیشانیو نپر ہین الف اللہ کا
نور سے مملو رہا دو دن نہ ساغر ماہ کا
وہ ہی نالہ کا شرارا یہ دھوان ہے آہ کا
دیکھیے ہو جائیگا پانی خراب اس چاہ کا
سرو پر گلزار مین ہوتا ہے دہوکا آہ کا
ماہِ تابان وہ حسین ہے مین ہون ہالہ ماہ کا
ہو گیا معلوم پانی شور ہے اس چاہ کا
کیا بیان ہو مجھسے ظلمت کی شبِ کوتاہ کا
بیٹ بھرتا ہے شکار شیر سے روباہ کا
لیکے گردون مہر کے پنجے مین کاسہ ماہ کا
غل کرے زنجیر بسم اللہ بسم اللہ کا
مرنے والو دیکھ لو ڈہرا عدم کی راہ کا
مصحفِ رو مین ہر ابرو مد ہے بسم اللہ کا
ای صنم کڑوا ہے کیا سودا خدا کی راہ کا
مرنے والو ہی عدم نام اپنی بازیگاہ کا
آبرو کھوتا ہے ہونا قرب در یا چاہ کا

پھر وہی روضہ لطافت کو دکھا دے اے خدا
روز و شب مجمع جہان رہتا ہے اہل اللہ کا

رخِ شفاف حسین پر ہین سرِ مو پیدا
جوہر آب کرنے لگا آئنہ رو پیدا

دمِ گریہ ہین شرر آہ کی ہر سو پیدا
بیشتر ہوتے ہین برسات مین جگنو پیدا

گھر بیٹھ بہا آنسوؤن کے تلتے ہین
ہوئی اسواسطے آنکھون کی ترازو پیدا

کسکے کوچے کی اسے باغ جہان مین ہے تلاش
صاف قمری کی صدا سے ہی جو کوکو پیدا

شاعر و اس رخِ روشن سے مقابل ہو جب
بدر مین ہو جو خط و گیسو و ابرو پیدا

صحبتِ نیک سے کیا نفع بد و نکواے دل
گل تر کے ہوئی کب خار مین خوشبو پیدا

اونکی آنکھون مین ہین سرمہ کی غضب دنبالی
اب تو کرتے ہین نئی شاخ یہ آہو پیدا

نہین سیندور کا ٹیکا یہ بھو و نمین اے بت
سانپ کی طرح سے من کرتے ہین بچھو پیدا

بھول کر فرقتِ ساقی مین پیون مین جو شراب
حلق تک گھونٹ بھی پہونچے تو ہوا چھو پیدا

گھر مین بیٹھے ہین نظارا تراہر پل سے نصیب
آنکھ کی بند جو ہمنے تو ہوا تو پیدا

بعد مردن بھی عروجِ شررِ آہ رہا
مر کے ہوتے ہین مری خاک سے جگنو پیدا

معجزے کو لبِ جان بخش نے ایجاد کیا
چشمِ جانان سے ہوا خلق مین جادو پیدا

شرمگین یار کا ہے تخمِ محبت بویا
ہوگا میرے چمنِ دل مین لجالو پیدا

غیرتِ عطر پسینا ہی بس اے رشکِ بہار
تو جو لیٹا گلِ قالین مین ہوئی بو پیدا

جب سے نظرون مین سمایا نہ رہی کوئی دوئی
آئنہ مینے جو دیکھا تو ہوا تو پیدا

شغل بیجا مین لطافت نہ کر اوقات بسر
کہ ہوا محض عبادت کے لیے تو پیدا

قتل کر کے مجھے کیا پائیے گا
دیکھیے دیکھیے پچھتائیے گا

دفن کر کے مجھے بولے احباب
ہم بھی آتے ہین نہ گھبرائیے گا

دل مرا چھین کے جاتے تو ہین آپ
پھر بھی تشریف کبھی لائیے گا

جان دیتا ہون مین صبحِ شبِ وصل
دفن کر دیجیے تو جائیے گا

عاشقِ زلف سے وہ کہتے ہین
کھیے اس پیچ مین پھر آئیے گا

کیون برہنہ ہوے خلوت مین آپ
ہم جو لپٹین گے تو شرمائیے گا

قطعہ

طالبِ دید نے جب اونسے کہا
آپ کب تک مجھے ترپائیے گا

بولے وہ دیکھنے آئے تو ہین آپ
مثلِ موسیٰ ابھی غش کھائیے گا

وصل کی رات ہی باقی نہین صبح
ابھی سو رہیے کہان جائیے گا

عشق ظاہر جو کیا وہ بولے
امتحان ہوگا تو گھبرائیے گا

غیر سے صورتِ اخلاص نہین
لاؤن قرآن قسم کھائیے گا

ہوگی مشکل مری آسان دم مین
نزع مین آپ اگر آئیے گا

قطعہ

مال منعم کو صدا دیتا ہے
جمع کرکے مجھے کیا پائیے گا

مین تو رہجاؤنگا اورون کے لیے
آپ دنیا سے چلے جائیے گا

سرِ مغرور سے کہتی ہے زمین
ایک دن ٹھوکرون مین آئیے گا

ہم جو پیدا ہوے چلائی اجل
کدہر آپ آئے کہان جائیے گا

آج ہم خوب سے بوسے لین گے
اور کیا کیجیے گا جھنجلائیے گا

کرکے پامال وہ فرماتے ہین
پھر نہ قدمون کی قسم کھائیے گا

ہی لطافت کو بہت قبر کا خوف
یاعلی بہر مدد آئیے گا

اوسکے عارض سی پسینا جب ٹپکتا جائیگا
عطرِ گل کی بوسے ہر کوچہ مہکتا جائیگا

گر پیون گا فرقتِ ساقی مین بھولے سی شراب
گھونٹ ہر اک حلق مین میرے اٹکتا جائیگا

بیقراری کا لکھین گے حال خط مین ہم اگر
مثلِ دل کے مرغِ نامہ بر پھڑکتا جائیگا

میکشی سے دل بھریگا ساقیا برسات مین
شیشہ خالی ہوگئے جب ساغر چھلکتا جائیگا

وہ کمانِ ابرو جو ہوگا مائلِ تیر افگنی
مرغِ ناوک تیر دستی پر پھڑکتا جائیگا

غرفہ مین چلمن اولٹکر بیٹھیے گا آپ اگر
جو ادہر سے جائے گا صورت کو تکتا جائیگا

جب وہ قاتل کند خنجر سے کریگا مجکو ذبح
خون ہر اک چشم جوہر سے ٹپکتا جائیگا

ہو گی مجھہ عاشق سی نفرت وصل کی شب بھی اگر
ساتھہ سوئیگا تو پہلو سے سرکتا جائیگا

حسن کیا پیدا کیا ہی بازوون نے آپکے
جو کوئی دیکھے گا مچھلی سا پھڑکتا جائیگا

حاجت شنجرف ہو گی نامہ لکھنے مین اگر
جا بجا خون اپنی آنکھون سے ٹپکتا جائیگا

یاس ہم کہہ سکین گے کسطرح احوال دل
جب زبان کو ہو گی لکنت دل دھڑکتا جائیگا

شب کو اوٹھہ جائیگا محفل سے جو وہ آتش مزاج
آگے آگے شمع کا شعلہ لپکتا جائیگا

ذبح ہونے مین جو غش آئیگا ہمکو بار بار
آب آہن منہ پہ وہ قاتل چھڑکتا جائیگا

اللہ اللہ کوچہ قاتل کی کیا تاثیر ہے
جو کوئی آئیگا بسمل سا پھڑکتا جائیگا

ہی شب تاریک فرقت دل ٹھہر جائیگا کچھہ
میرے گھر سے جب کوئی جگنو چمکتا جائیگا

اب مرے عیسی کے گر رخ تو فگن ہو جائینگے
ای لطافت دم مین آئینہ کا سکتا جائیگا

اوس حور کے در کو کبھی دربان نے نچھوڑا
فردوس کے گلزار کو رضوان نے نہ چھوڑا

کیسا رجہ ہے تیرے لب خوشرنگ کی الفت
سرخی کو کبھی لعل بدخشان نے نہ چھوڑا

پیدا یہ ہوا خاک سے آخر بھی ہوا خاک
ہی قہر غرور اسپہ بھی انسان نے نہ چھوڑا

جھکوا کے کنوئین بحر محبت مین ڈبویا
عاشق کو تری چاہ زنخدان نے نہ چھوڑا

سیدھا کیا مشاطہ نے کنگھی سے بہت سا
بل ہمسے مگر گیسوے جانان نے نہ چھوڑا

دیوانہ جو مژگان کا ترے دشت مین پایا
قدمون کو مرے خار مغیلان نے نہ چھوڑا

بے پردہ ہوا باتون مین اغیار سے ایسا
کیا قہر ہے چلمن کو کبھی جانان نے نہ چھوڑا

ہر طرح حسینون نے کیا طائر دل صید
زلفون سے چھٹا لشکر مژگان نے نہ چھوڑا

کس طرح یہ ہوتا تری جانب متوجہ
دل آرزو و حسرت و ارمان نے نہ چھوڑا

کیا ضعف کی شدت مین گلا زور سے گھونٹا
زندہ مجھے فرقت مین گریبان نے نہ چھوڑا

امید بر آئی نہ مرے طائر دل کی
صدقے اسی کر کے کبھی جانان نے نہ چھوڑا

اس صید فگن نے تو کئی بار چھڑایا
پر دل کو مرے تیر کے پیکان نے نہ چھوڑا

اغیار کے سر کٹ گئے مشتاق رہے ہم
تلوار کا اک ہاتھ بھی جانان نے نہ چھوڑا

برسات مین برسا بھی ٹھہر بھی گیا بادل
رونا مگر اس دیدۂ گریان نے نہ چھوڑا

ہی بار گنہ قبر مین سینے پہ **لطافت**
مر کر بھی تجھے کثرت عصیان نے نہ چھوڑا

گر محبت نہین آنا ہے ضرور آپ کو کیا
بندہ جیتا ہی کہ مرتا ہے حضور آپ کو کیا

خم لگا کے مرے منہ سے یہ کہا ساقی نے
اتنی سی مئی مین بھلا ہوگا سرور آپکو کیا

کاسہ ہائے سر مغرور سے کہتی ہی زمین
دیکھیے ٹھوکرین کھلوائے غرور آپکو کیا

دوڑ کر ساقی مہوش کو گلے لپٹایا
جان کی ہمنے کیا نشہ مین چور آپ کو کیا

دود آہ دل سوزان سے گھٹا دون دعوے
آسمان کھینچتے ہین کبر سے دور آپ کو کیا

دیکھا عاشق کے جنازے کو نکل کر گھر سے
سچ ہے تکلیف ہوئی آج حضور آپ کو کیا

دفعتہً ہوگئے حضرت موسی بیہوش
کیسے دکھلائی دیا تھا سر طور آپ کو کیا

ماتم غیر نہ کرنے پہ خفا کیون ہین حضور
خیر مین ہنستا ہون مجکو ہے سرور آپ کو کیا

خفگی کیون ہی جو چٹکتے ہین جو غنچے صاحب
زمزمہ سنج ہین گلشن مین طیور آپ کو کیا

ہمنے باندھی جو کمر کھینچ کے مرجانے پر
ہنسکے بولے کہ ہی جانا کہین دور آپ کو کیا

جان دیتے ہین جو عشاق تو بیکار ہے بحث
آئیے پاس مرے کیجیے دور آپ کو کیا

چار ہی دن کی ہی بس چاندنی یہ گورے گال
عارضی حسن پہ صاحب ہے غرور آپ کو کیا

حشر مین عاشق صادق سے ہی کہتا رضوان
آئیے ہوگا کہین شور نشور آپ کو کیا

آپ کیون گور غریبان مین نہ اٹھلاکے چلین
مینے مانا کہ لرزتے ہین قبور آپ کو کیا

جبکہ ہم حسن خداداد کی کرتے ہین ثنا
ہنسکے وہ طعن سے کہتے ہین حضور آپ کو کیا

ہجر کے صدمے اٹھاتے ہو لطافت بیٹھے
دل لگانا تھا حسینون سے ضرور آپ کو کیا

اوسکو فراشباب کا اے دل نہین ملا
معشوق جسکو حور شمائل نہین ملا

آئے اگر وہ نکہت گیسو تو پوچھہ لون
کوچے مین زلف کے تو مرا دل نہین ملا

کیا خوب حسن و عشق کے قصے سے بچگئے
صد شکر دل لگانے کے قابل نہین ملا

طینت مین عشق تھا یہ نہایت ہون بد نصیب
خاک ایسے بخت پر کوئی خوش گل نہین ملا

ای آسمان مقابلہ کر میرے چاند سے
اسطرح کا تجھے مہ کامل نہین ملا

جوش جنون کی فصل مین کہتا ہی سر و باغ
صد شکر پاؤن بھر سلاسل نہین ملا

صورت تو اس سے ہوگئی اخلاص کی مگر
گردن مین ہاتھ کرکے حمائل نہین ملا

ہی بحر اشک جوش پہ آہین ہین متصل
لب سے لب اپنا صورت ساحل نہین ملا

زلفین دکھاکے تختۂ سنبل سے بولے وہ
مثل انکے تیرے پاس سلاسل نہین ملا

دون جان کیون نہ کھاکے غم عشق خط سبز
اس سے زیادہ زہر ہلاہل نہین ملا

رحمت خدا کی کہتی ہی سنکر مرے سوال
ایسا حریص تو کوئی سائل نہین ملا

قمری سی ہر چمن کی صدا ہی دکھاکے سرو
کسکو برائے عشق یہان دل نہین ملا

نرگس کی چشم کا مرے گل سے اشارہ ہے
جز تیرے کوئی دید کے قابل نہین ملا

انسان ہی کیا جو وادی وحشت مین میری آئے
حیوان کوئی سیکڑون منزل نہین ملا

دل مین مرے وہ غیرت لیلی نہان ہوا
بہتر نفیس اس سے جو محمل نہین ملا

صیاد سے چمن مین شگفتہ ہوئے تو کیا
سچ ہی گلون مین خون عنادل نہین ملا

دنیا سے پہنچے تشنۂ دیدار تا عدم
پانی کا قحط تھا کہین منزل نہین ملا

اوس زہرہ وش کی ہجر مین تنگ زیست ہے
گرنے کو حیف ہے چہ بابل نہین ملا

پہنا کفن تو لاشۂ مجنون نے دی صدا
لیلی کا ہاے پردۂ محمل نہین ملا

دنیا سے قبر قبر سے ہم تا عدم گئے
آرام اِک گھڑی کسی منزل نہین ملا

سینے سے مین لگائے ہون پیکانِ تیر یار
کیا دل کی پوچھتے ہو مجھے دل نہین ملا

ہر اک سے پوچھتے ہین مجھے طفل راہ مین
تمکو تو کوئی پہنے سلاسل نہین ملا

گلہاے باغ دہر کی دیکھی بہت بہار
پر کوئی دل لگانے کے قابل نہین ملا

اللہ ری لاغری کہ جو آیا غم فراق
ڈھونڈھا کیا بہت پہ مرا دل نہین ملا

آتا ہے بار بار اسے یادِ وصلِ غیر
عاشق سے آپ مل تو گئے دل نہین ملا

ابروے یار کا مہِ نو سے ہے یہ کلام
ابتک تو کوئی مدِ مقابل نہین ملا

کہتا ہے آفتاب کو دکھلا کے آسمان
پھرتا ہون سر بکف کوئی قاتل نہین ملا

فاروق تھا علی سا لطافت جہان مین
آپس مین اسلیے حق و باطل نہین ملا

یہ عالم ہے جنون مین لاغری و ناتوانی کا
بنا ہے طوق گردن مین ترا چھلا نشانی کا

یہ نقشا ہجر عالم مین ہے اپنی زندگانی کا
کوئی دم بلبلا ہے جس طرح مہمان پانی کا

خزان کی فصل آ سکتی اگر قتلِ عنادل کو
پھرے گا حلق پر خنجر ہر اک برگِ خزانی کا

دل و جان و جگر بہرِ ضیافت تن مین حاضر ہے
ارادہ ہجرِ جانان مین ہے غم کی میہمانی کا

تری میکش کے اک گل سکدی مین پھول ہوتے ہین
پیالی کی ہو جا ساغر شرابِ ارغوانی کا

تری بے اعتنائی پر ہون غش مانند موسیٰ کے
نہایت وجد ہے سنکر ترانہ لن ترانی کا

ہماری اشکِ چشمِ تر سے کہتا ہے ہر اک دریا
کہ مین ادنےٰ سا اک شاگرد ہون تیری روانی کا

نشاط و عشرت و عیش و طرب کو ساتھ لیجائے
سفر کرتا ہے ملکِ جسم سے عالم جوانی کا

کسی گلرو کی چشمِ مست دیکھی مجکو غش آیا
عوض پانی کے چھینٹا دو شرابِ ارغوانی کا

ملی ہے ریگِ صحرا جسم پر ذرّے چمکتے ہین
ملا سرکار وحشت سے یہ خلعت کامدانی کا

ہم ایسے ناتوان ہین ایکدم مین غش ہزار آئین
اگر دل مین خیال آجاے لفظِ ناتوانی کا

مرے گھر کا پتا یہ پوچھتا پھر عشق آیا ہے
کہان پر ہے نزول آکثر بلاے آسمانی کا

حسین کی چشمِ میگون وفترہ پر جان جاتی ہی
لگا ہے میکشو کا نشا شرابِ ارغوانی کا

سمجھ کر آبرو داران بخیلون کو نہ جا اے دل
سراب اکثر دیا کرتا ہے دہوکا سب کو پانی کا

نہین بوجہ سر السنان کا ہلتا ضعفِ پیری سے
اشارہ ہے نہ پھر کر آئیگا موسم جوانی کا

نہین لازم ہی ایسی نفی تاکید اپنے عاشق سے
کیا محروم فقرہ کہہ کے تمنے لن ترانی کا

کیا مشہور حسن و عشق نے قصہ زمانے مین
تمھاری نازکی کا اور ہماری ناتوانی کا

اوٹھائے ہین جو صدمے حشر کو ہم کانپ اٹھینگے
فرشتے لائینگے پیغام جسدم زندگانی کا

حبابِ بحر کہتی ہین کہ آؤ غافلو دیکھو
مرقع بے ثباتی نے ہے کھینچا زندگانی کا

کبھی یادش بخیر اے دل محبت تھی حسینونکی
کبھی ہم بھی جوان تھے ہان مزا تھا زندگانی کا

نہ اپنی چاندسے منہ پر غرور آشنا کرو صاحب
جہان مین چاندنی دو دن کی ہی عالم جوانی کا

حیا کہتی ہی اونکی دور بیٹھا رہ شبِ وصلت
گلے مین ڈال باہین ہے اشارہ مہربانی کا

ترے تلوار چلکر ہی خبر دیتی شہادت کی
صدا ہے تیر کی قاصد ہون پیغامِ زبانی کا

فقط تھا آشنا حسن ان حسینون کا لڑکپن تک
ہوا عارض سے رخصت جبکہ خط آیا جوانی کا

شفق پھولی فلک پر شام کو جب موسمِ گل مین
کہا مستون نے شیشہ ہے شرابِ ارغوانی کا

نہین روحین تنون مین قفسِ قدرت کی صنعت سے
بیان ہو وصف کس سے ایسے الفاظ و معانی کا

حجابِ حرف لن مثلِ نقاب اکدن اوٹھاؤ تو
سنا و طالبِ دیدار کو فقرہ ترانی کا

دلِ سوزان سے نکلی آہ جب آنسو پیے مینے
دھوان اوٹھا دیا ہی آگ پر چھینٹا جو پانی کا

کیے ہین وقت پیری جو سیہ موئے سفید اپنے
خضاب اسکو نہ سمجھو سوگ رکھا ہے جوانی کا

گلون کا عشق بھولے منہ کی کھائی ہوش اوڑ جائین
لڑا قسمت سی کرے دعوے جو بلبل ہمزبانی کا

سدا رکھتا ہی غلطان چھوٹ جانا آشنائی کا
گُہر کے دل مین ہے ناسور دریا کی جدائی کا

پڑا جب عکس لکھنے مین ترے دستِ حنائی کا
ہوا ہر سطرِ خط مین رنگ زنجیرِ طلائی کا

چبھوتا خارِ غم ہی دل مین چھٹنا آشنائی کا
قلق پوچھے کوئی مچھلی سے دریا کی جُدائی کا

بوقتِ نزع عزرائیل سے کیون خوش نہون مومن
سنایا حکم آکر سجن دنیا سے رہائی کا

لڑا کر آنکھین آئینہ مین وہ خوش چشم کہتا ہے
تماشا دیکھنے آؤ غزالون کی لڑائی کا

تڑپ کر بے بلائے خود بخود وہ گھر مرے آئے
اثر اے آہ دکھلا دے کبھی اپنی رسائی کا

مین دیکھون قابلیت سنگِ اسود ہو جو آئینہ
ہوا ہی قصد دہلیزِ صنم پر جبہہ سائی کا

تمہارا رنگ کُندن سا جو وقتِ غُسل دمکا ہے
تو عالم موجِ دریا مین ہے زنجیرِ طلائی کا

کسی خورشید رو کے در پہ سجدے جا کی کرتا ہے
قمر کے داغ سے روشن نشان ہی جبہہ سائی کا

کمر میری فراقِ یار کے صدمون نے توڑی ہے
شبِ وصلت اثر دکھلائے آکر مومیائی کا

شفق آلودہ ماہِ نو کو پا کر یار کہتا ہے
خجل کر دون اشارہ کر کے انگشتِ حنائی کا

کیا پیرِ مغان نے بند دُخترِ رز کو شیشے مین
پنہایا قہر ہے رندون مین جامہ پارسائی کا

زبانِ موجِ وقتِ غرق تھی فرعون سے کہتی
خدا کی شان بندے بھی کرین دعوی خدائی کا

ملا روئے کتابی چاہیے ماتھے پہ افشان بھی
اسی مصحف پہ لازم حسن ہے لوحِ طلائی کا

حباب بحرِ دم مین ٹوٹ کے موجون سے کہتی ہین
بہت نازک ہی رشتہ اس جہان مین آشنائی کا

طبیعت مین شہنشاہی کی بو ہی جامِ جم لینگے
جہان دیکھے ہوے ہین ہم ارادہ ہی گدائی کا

ورق دونون الگ ہو جائینگے تاثیرِ رقت سے
لکھون گا حالِ وصلی پر جو مین اپنی جُدائی کا

ارادہ ہی لطافت بھی لگائے اب وہین بستر
شہنشا ہون مجھے ہے ارمان جس در کی گدائی کا

ہمجنس ہو داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا
قائم ہو تو رکھوں ابھی سیماب کا پھاہا

ہی زخمِ جگر پر مرے تیزاب کا پھاہا
مانع ہے شب و روز خور و خواب کا پھاہا

خون روکے گا زخمِ دلِ بیتاب کا پھاہا
جراح ہے ملاح کہین سیلاب کا پھاہا

چھٹ جائے جو داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا
ہو تاج سرِ مہرِ جہان تاب کا پھاہا

بیچین ہون دل غفلتِ ساقی سے ہے مجروح
جراح رکھے آکے مئے ناب کا پھاہا

خنجر مرے قاتل کا رکھو زخمِ گلو پر
درکار ہے اسطرح کی تیزاب کا پھاہا

داغِ دلِ سوزان پہ ٹھہرتا نہین دم بھر
کرتا ہے عیان خاصہ سیماب کا پھاہا

تسکین ہوئی بلبل کو بہار آئی چمن مین
ہر برگ ہے داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

سینے پہ مرے بعد ہین رکھتے مرا دیوان
ہر صفحہ ہے داغِ دلِ احباب کا پھاہا

دیکھا ترے جگنو کو ہوا دل مرا زخمی
رکھون گا پر کرمکِ شب تاب کا پھاہا

دیکھا خطِ جانان کا لفافہ ہوئی تسکین
ویفر ہے کہ داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

دیدے کوئی بیکار سپر گر مرا قاتل
ہو زخمِ دلِ رستم و سہراب کا پھاہا

بلبل کے جو نالون نے کیا چاک چمن مین
شبنم ہوئی زخمِ گلِ شاداب کا پھاہا

زلفین جو بین آپ کی چین آگیا ہمکو
شانہ ہے کہ زخمِ دلِ بیتاب کا پھاہا

داغِ دلِ سوزان سے جلا مرہم کافور
دکھلائے نہ کیون چھوٹنا مہتاب کا پھاہا

دل آرزوے وصل سے زخمی ہے شب و روز
رکھو پر پروانہ و سرخاب کا پھاہا

آ نکلی تری روزنِ دیوار سے جب دھوپ
ہوگی مرے داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

آنکھون پہ لگاتا ہون تو آجاتی ہے ٹھنڈک
عینک ہے ہر اک دیدۂ پُرآب کا پھاہا

بیچین شبِ ہجر ہے میرا دلِ پُر داغ
ہے چادرِ مہتاب کہ تیزاب کا پھاہا

آنکھین جو ملین رہگذرِ یار پہ سویا
تھا نقشِ قدم دیدۂ بیخواب کا پھاہا

دولت سے بخیلون کو زمانے مین ہے راحت
درہم ہے کہ داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

ہین نفع رسان زینتِ دنیا سے مبرا
دیکھا نہ کبھی اطلس و کمخواب کا پھاہا

سوزان دلِ پُر داغ ہے مرکر جو کفن مین
ہر پارۂ کافور ہے تیزاب کا پھاہا

رحم آتا ہی غلطان ہی گہر دل مین جسے ناسُور
ہاتھہ آئے تو رکھدون ابھی گرداب کا پھایا

مَس کرکے ترے در سے رکھا زخم جگر پر
ممنون ہے مسجد کا نہ محراب کا پھایا

کیا اُٹھون کہ زخمی ہی جگر صبح شبِ وصل
ہر گہاؤ پہ ہے فرش ترے خواب کا پھایا

گو غافل و مجروح ہے دل غم سے لطافت
کہدو تو غزل مین ہو فقط خواب کا پھایا

رہا یہ عالمِ سودا مین رعب و داب اپنا
جنون آپ جہان مین ہوا خطاب اپنا

بہت عروج دکھاتا ہے آفتاب اپنا
اسے دکھاؤن کبھی ساغرِ شراب اپنا

سدا ہے نوحہ و ماتم گیا شباب اپنا
رکھا ہے سوگ نہین یہ سیہ خضاب اپنا

زمین کی غرق کا ہی خوف رو نہین سکتا
کرم کرے مجھے دامن جو دے سحاب اپنا

یہی ہی قول جوانون سے زالِ دنیا کا
کبھی فلک کے لڑکین مین تھا شباب اپنا

یقین ہے اور کسی کی نہ آئیگی نوبت
شروع ہوگا اگر حشر کو حساب اپنا

سبق ہی موت کا طفلی سے ہمنے یاد کیا
کفن بغل مین رہا صورتِ کتاب اپنا

پسِ فرس کوئی دیوانہ دوڑا آتا ہے
بنا دے طوقِ گلو حلقۂ رکاب اپنا

وہ نازنین جو کرے میکشی لبِ دریا
اولٹ کے جام ابھی نذر دے حباب اپنا

شبِ فراق کا جاگا ہون نیند آجاے
جو قرض دین مجھے اصحاب کہف خواب اپنا

ہمیشہ بے سر و سامان ہے قبر گریبان کی
کبھی تو کھینچ دے لنگیرہ اے سحاب اپنا

شبِ وصال ہی دو گالیان مین سے بولون
رکھو شمار تم اپنا نہ مین حساب اپنا

جھپک کے آنکھہ کھلی جب تو صبح پیری تھی
مثال خواب کے تھا عالمِ شباب اپنا

حسین کو دیکھہ کے اُٹھے ہین وصل ہو تعبیر
کہین گے حضرتِ یوسف سے ہم جاکے خواب اپنا

رہی ہین آکے کوئی دم جہانِ فانی مین
جو بے ثبات تھے مسکن ہوا حباب اپنا

زمین مین نال گڑی جب مری تو بولی موت
کیا ہی تازہ مسافر نے پا تراب اپنا

ارے شکار فگن ہم وہ صید گریان ہین ؎
ہوے ہین ذبح تو پر اشک ہی کباب اپنا

بنائے اسلیے صانع نے اونکے دو ابرو
نہ ہو غرور ہر اک دیکھ لے جواب اپنا

مرا کمال ضعیفی مین مجھسے کہتا ہے ؎
مقام حیف ہے پیری ترے شباب اپنا

سوال ہو جو امامت کا قبر مین ہم سے
علی علی ہو **لطافت** فقط جواب اپنا

کام عاشق کا صنم تیغ قضا سے نہوا
اس طرف ایک اشارہ بھی ادا سے نہوا

جب کہا دل نے رہا زلف دوتا سے نہوا
ہنسکے وہ کہنے لگے میری بلا سے نہوا

درد الفت مین مفر مجکو قضا سے نہوا
کچھ دعا سے نہوا اور دوا سے نہوا

جب تلک آیا نہ زبان پر مرے محبوب کا نام
معجزہ حضرت موسیٰ کی عصا سے نہوا

ٹھنڈی سانسون سے نہ اس گل کا کھلا غنچہ دل
آہ سے کام ہوا وہ جو صبا سے نہوا

لاغر و زار وہ ہون راہ مین جب پاؤن پڑا
مین رہا یار کی نقش کف پا سے نہوا

زاہد خشک کا ہی زہد دکھانے کے لیے
بوریا ہیچ ہے خالی جو ریا سے نہوا

آئے سب مثل مسافر کے یہان اور گئے
کوچ کس شخص کا دنیا کی سرا سے نہوا

ہنکے مانند حنا شوق قدمبوسی مین ؎
رنگ قالین کا جدا اوس کف پا سے نہوا

دل ہین کٹ گیا چمکا جو شب عید ہلال
ہمسر اے ماہ ترے ناخن پا سے نہوا

حسن محبوب کا چلمن مین ہی عاشق سے کلام
مطلب اے شربت دیدار کے پیاسے نہوا

واہ ری صنعت صانع کہ فطور اسمین ؎
خاک سے آگ سے پانی سے ہوا سے نہوا

داغ ہاتھون مین حسینون کے لگا کے گیا
انتقام آج تلک دزد حنا سے نہوا

رنگ سب تیرا بگڑ جائیگا ای دشت جنون
سرخرو خار جو مجھ آبلہ پا سے نہوا

غافلو سر کو پٹک کر یہی کہتے ہین حباب ؎
ہمکو دنیا مین ثبات آب و ہوا سے نہوا

سفر ملک عدم مین جو بٹا لیتے بوجھ ؎
کام اتنا بھی ہمارے رفقا سے نہوا

دل کھنچا میرا بہر حال وسی کوچہ کی طرف
منحرف قبلہ سے ہو قبلہ نما سے نہوا

ہم سسکتے ہی رہے وصل کی خاطر افسوس
رحم بُت سے نہوا ظلم خدا سے نہوا

اور دانتون سی کہا دانت جو پیری مین گرا
تھام لیتے مجھے اتنا رفقا سے نہوا

ای لطافت ہی عجب طرح کی اکسیر ملی
کونسا دفع مرض خاکِ شفا سے نہوا

ہی ضعف گریبان سے ڈہل جاے نہ منکا
گردن مین مری طوق پڑا ہے کسی من کا

ہی قرب جو اوس افعی گیسو کے دہن کا
یاقوت کے بندے پہ ہی شک سانپ کی من کا

بلبل کو قفس مین ہے سدا دھیان چمن کا
غربت مین مسافر کو تصور ہے وطن کا

ہی بعدِ فنا شوق مری روح کو تن کا
غربت مین مسافر کو تصور ہے وطن کا

پروانہ صفت جل گئے اُس بزم مین جب ہم
آنسو نہ تھما صبح تلک شمعِ لگن کا

معشوق بنی چشم خلائق مین ہے دنیا
بد لازن فرتوت نے کیا بھیس دلہن کا

شیشہ کو تری بزم مین اچھوتے ہے جو ساقی
دھیان آیا کسی بادہ کش تشنہ دہن کا

کیا لاغری و ضعف مین بستر سے اوٹھون مین
ہی قلعہ مرے گرد بچھونے کی شکن کا

تھی روزِ ولادت ہی گلو گیر اسیری
حلقہ تھا گلے مین مرے آنول کی رسن کا

تصویر تو مانی و بہزاد نے کھینچی
نقشہ نہ بنا پر ترے بیساختہ پن کا

بلبل ہے یہ مشتاق ابھی دل مین چبھو لے
کانٹا بھی قفس مین اگر آ جاے چمن کا

ہی شامِ غریبان نے جلا کر مجھے مارا
کافور کفن مین ہو مری صبحِ وطن کا

عشقِ لبِ خوشرنگ سے روشن ہے مرا دل
اس گھر مین چراغ آج جلا لعلِ یمن کا

وہ گیسوے مشکین لبِ رنگین مین دبے ہین
ڈانڈا ہی بدخشان سے ملا شہرِ ختن کا

قطعہ

آیا ہی جو شب کو پے گلگشت وہ گل رو
ہی بزمِ حسینان سے سوا نورِ چمن کا

تھالی مین ہی سرو اور سرِ سرو پہ قمری
جلوہ مع شعلہ ہے عیان شمعِ لگن کا

ہر بار ہی عاشق کے جو سینے مین کھٹکتا
یہ دل ہے کہ پیکان ہے کسی تیرفگن کا

آئینہ مین وہ دیکھتے ہین چشم کی شوخی
صحرائے حلب مین ہے رم آہوے ختن کا

سمجھا مہ نو دیکھ کے مین در رسیدہ
پھر تازہ ہوا زخم دل چرخ کہن کا

وحشت کدۂ دہر کی شاید ہے نشانی
کر دیتے ہین سب چاک گریبان کفن کا

کہتا ہے صدف سے یہ نکلکر در غلطان
ناسور کلیجے مین ہے دوریِ وطن کا

ہستی مین کہی یہ مہ بے نور پہ پھبتی
پینبہ ہے عیان شیشۂ گردون کے دہن کا

بوسے ہون عطا خط رخ پر نور پہ نکلا
خیرات کرو وقت ہے یہ چاند گہن کا

دیوانہ کو دنیا کے تعلق سے چھڑایا
ممنون ہون مین حشر تلک دزد کفن کا

وصف قد جانان مین بنا ہین اسے مطلع
مصرع ہمین ملجائے اگر سرو چمن کا

کیا لطف دکھایا شب دیجور لحد مین
کافور سفیدہ جو بنا صبح کفن کا

سر پھوڑنے سے پہلے ہی سر ہو گیا فرہاد
تیشہ جو لیا ہاتھہ مین ماتھا وہین ٹھنکا

آفت مین پھنستا ہے بہت دوڑ کے چلنا
ملتا ہے پتا سم کے نشانون سے ہرن کا

مینائے شکستہ نہ سمجھنا اسے ساقی
ٹوٹا ہوا دل ہے یہ کسی توبہ شکن کا

ہوتا جو دہن کرتے یہ دعواے خدائی
بہتر ہی نہونا ہے حسینون کے دہن کا

آنکلے وہ سکی بڑی ہم پہ جو کین بزم مین آہین
تیرون سے شکار آج کیا ہم نے ہرن کا

ہو خون بھی اگر جمع تو دشمن ہے زمانہ
نافہ سبب قتل ہے آہوے ختن کا

مشتاق نجف ہند مین رہتا ہے لطافت
بلبل کو قفس مین ہے سدا دھیان چمن کا

ہمسر ہوا اوس سے سدا مرتبۂ عالی کا
پنجۂ مہر مین عالم ہے کف خالی کا

[illegible] برگ حنا اور گل قالی کا
پا گیا نام اپنے شرف ہی تری پامالی کا

[illegible] اسے نہ سمجھو [illegible]
ہے سر دست حباب اپنی کف خالی کا

ہاتھ مین بنا ر ملا مرکے خوش اعمالی کا — کھل گیا حال سکندر کو کف خالی کا

مینے بوسون سے لب یار کیسے سرخ وکبود — رنگ مستی کا جما یہان نہ کبھی لالی کا

ماہِ نو اسلیئے انگشت نما ہے ای چرخ — کام مستون مین ہے کیا اس قدحِ خالی کا

نہ اذان ہو نہ بجی صبح شبِ وصل گجر — سر موذن کا قلم ہاتھ ہو گھڑیالی کا

چشم بے اشک ہی عشاق کے آگے بیقدر — رتبہ کیا جوہریون مین صدفِ خالی کا

مثل طنبور نہو پیٹ کا ہلکا کوئی — حال در پردہ ہے کہتا شکمِ خالی کا

سفلہ گر صدر نشین ہے تو نہین فخر کی جا — مرتبہ کون سمجھتا ہے خرِ قالی کا

باغ فردوس جو مشہور دو عالم مین ہے — ایک بوٹہ ہے ترے پیرہنِ شالی کا

طالبِ امن اگر تو ہے تو ہو گوشہ نشین — صدمہ ہر راہ کی سبزی کو ہے پامالی کا

تاج ہی داغ جنون ریگ بیابان خلعت — غل ہی ہر سو ترے مجنون کی خوش اقبالی کا

پھوٹ کر آبلہ پا مرے کیا روتے ہین — صدمہ کانٹے کو پھونچتا ہے جو پامالی کا

جانبِ کعبۂ رخ جھک کے ہین کہتی ابرو — قابلِ سجدہ یہ قبلہ ہے خوش اقبالی کا

چہرۂ حور سے بہتر ہین وہ تلوے شفاف — پشت پا سے ہے عیان رنگ گل قالی کا

وصل مین عاشق ومعشوق ہین دونون مجبور — اسکو بوسے کا ہے لپکا تو اسے گالی کا

منطقی کہتے ہین سب دیکھ کے وہ سیم دہن — خط ہی اک حاشیہ اس مطلبِ اجمالی کا

ای مرے صدر نشین فخر سے سدرہ ہو نہال — رتبہ پائے جو تمہارے شجرِ قالی کا

عشق حیدر مین لطافت رہو سمجھے بوجھے
رنگ آئے کسے قالی نہ کسے غالی کا

دکھا کر شب کو منہ یہ قول ہے صحرا مین کالونکا — او گل گر منہ سے کھانا چاہیے ایسے نوالونکا

وہ ابرو دیکھ کے یہ قول ہے صاحب کمالونکا — خدا کی شان مطلع ایک جا ہے دو ہلالونکا

نظر مین ہر گھڑی بوٹا سا قد ہے نونہالونکا — مری آنکھونپہ نشتک ہوتا ہی شمشادونکے تھالونکا

بسیگا گر یہ ہین آباد کوچہ خوش جمالونکا
نہ لیگا نام کوئی سجدون کا اور شوالونکا

تماشا دیکھنے کے قابل ہی وہ آنکھین ہین شرمگین
بجاے شیر مسکن ہے نیستان مین غزالونکا

ابھی تو ٹھنگی سے اے زمین افلاک پھٹ پڑتے
سہارا گر نہوتا عاشق غمگین کے نالونکا

صدا ہر صید کی صحرا مین یہ ہے اے شکار افگن
کہ بھوکا ہون تری بندوق کے منہ کے نوالونکا

لگا لی اسنے لالی ملکے مسی اپنے ہونٹون پہ
شفق آلودہ ہونا شام کو دیکھو ہلالونکا

دل ویران بسا رہتا ہے خوش چشمونکی الفت سے
یہ وہ صحرا ہی جھرمٹ جسمین رہتا ہی غزالونکا

ہوئی جب شمع روشن بزم مین ہنسکے فنا بولی
ہوا سامان لو گلگیر کے منہ کے نوالونکا

شب وصل اُس قمر نے ناخنون سے چٹکیان لیکر
عجب خلعت پنھایا جسم عاشق پر ہلالونکا

نہین معلوم کس سینہ سپر کا انکو ماتم ہے
خمیدہ غم سے ابتک ہین سیہ ہے رنگ ڈھالونکا

صدا ہی آسیا کی مین عجب برگشتہ قسمت ہون
جہان مشتاق رہتا ہے مرے منہ کے نوالونکا

نہین یہ سبزۂ خط ہین نمایان نیل عارض پر
لیا تھا خواب مین عاشق نے بوسہ انکے گالونکا

دکھا کر نقش نعل توسن جانان زمین بولی
فلک پر اک مہ نو ہے یہان مجمع ہلالونکا

ملال و صدمہ و اندوہ و حرمان و الم یارو
ہر اک ہی نام مجھ مہجور کے منہ کے نوالونکا

خبر دیتے ہین اے مشاطہ جو ہر صاف عاشق کو
لیا غیرون نے آئینہ مین بوسہ انکے گالونکا

مہ نو دیکھ کر ہر ماہ مین وہ یار کہتا ہے
ہمارے ناخنون مین ہی کرشمہ ان ہلالونکا

غزل مین قافیہ ہر طرح کے موزون کیے ہمنے
لطافت کیا کرین یہ ڈھنگ ہے صاحب کمالونکا

روکے مین اونکی نظر سے گر گیا
آبرو پر آج پانی پھر گیا

گیسوون مین یار کے دل پھر گیا
سو بلاؤن مین اکیلا گھر گیا

میکدے مستون کا مجمع پھر گیا
آسمان پر ابر آکر گھر گیا

حلق پر قاتل کا خنجر پھر گیا
ڈوب کر میرے گلے مین تر گیا

سخت جانی ہاے ہم کٹ کٹ گئے ۔۔۔ خنجرِ قاتل گلے پر گر گیا
دل چرا کر مجھسے فرماتے ہین وہ ۔۔۔ ڈھونڈتے کیا چیز ہو کیا گر گیا
کیا بہت میٹھا تھا عاشق کا لہو ۔۔۔ خنجرِ سفاک کا مُنہ بھر گیا
قتل سے میری خوشی ایسی ہوئی ۔۔۔ مُنہ پہ اوس خنجر کے پانی پھر گیا
عشق مین شیرین و خسرو بچ گئے ۔۔۔ رنج سارا کوہکن کے سر گیا
ایک دو بوسو نپہ قیمت آ رہی ۔۔۔ بھاؤ ایسا جنس دل کا گر گیا
کی چڑہائی فوج خط نے اے صنم ۔۔۔ لشکرِ مژگان کا لو مُنہ پھر گیا
مہربانی عشق کی جب سے ہوئی ۔۔۔ لاکھہ ارمانون مین یہ دل گھر گیا
رفتہ رفتہ دل مین گھر ہو گا مرا ۔۔۔ آج غیر اونکی نظر سے گر گیا
ای زلیخا قید یوسف کو کیا ۔۔۔ نامِ فردِ عاشقان سے گر گیا

ای لطافت آنکھہ پھیری یار نے
دفعتہً سارا زمانہ پھر گیا

جو نبی آیا فقط اُست مین پیغمبر ہوا ۔۔۔ میرا پیغمبر ہے وہ محبوب جو آکر ہوا
دل مرا ٹوٹا جو چکنا چور ہر ساغر ہوا ۔۔۔ ہاتھہ پڑنا محتسب بیدرد کا پتھر ہوا
آیہ بیتری ہے شاہد جانشینی پر ہوا ۔۔۔ فرشِ خوابِ مصطفےٰ بہرِ علی بستر ہوا
سب خوشی بھولا خیالِ ابروے دلبر ہوا ۔۔۔ دل کو عاشق کے ہلالِ عید اک نشتر ہوا
مرتضےٰ و مصطفےٰ دونون بنے اِک نور سے ۔۔۔ بنگیا کوئی امام اور کوئی پیغمبر ہوا
خواہشِ عزت اگر ہے تو وطن سے تو نکل ۔۔۔ آبرو پائی جو دریا سے جُدا گوہر ہوا
ہجر کا جاگا ہوا تھا چین سے نیند آ گئی ۔۔۔ پھر پروانہ جو سرِ شعلہ جب بستر ہوا
کیا ہی مجھہ وحشی کو دربان کی اجازت سے غرض ۔۔۔ سر جو ٹکرایا تری دیوار سے اک در ہوا
جب شبِ وصلت ہوئی آخر دیا کیا میرا ساتھہ ۔۔۔ صبح نے پھاڑا گریبان مہر تنگے سحر ہوا

ہای سدا گوشہ نشینی سے جہان مین آبرو
قطرۂ نیسان صدف مین جب رہا گوہر ہوا

جائے اوس کوچہ مین کیسی نیند آئی چین سے
نقش پائے یار مجھہ پامال کا بستر ہوا

شمع روشن ہوکے کرتی ہے سلاطین سے کلام
سر زمانے مین کٹا جو صاحبِ افسر ہوا

کہہ رہے ہین یہ زبانِ حال سے موئے سیاہ
زلف کے سودے کو پیدا عاشقونکا سر ہوا

فصلِ گل آتے ہی نکلی شیشۂ وخم سے شراب
مست کیسے بادہ تک بھی جامہ سے باہر ہوا

عشق کے جھگڑے بکھیڑون سے تو ہو جاتی نجات
ہائے سینے مین نہ کیون دل کی جگہہ پتھر ہوا

بڑھ گیا اے چرخ فکرِ قوت سے دوران سحر
آسیا کی طرح گھر بیٹھے مجھے چکر ہوا

مال ہی کیا مال منعم آدمیت چاہیے
فخر کیا گر مثل ہدہد تاج زیبِ سر ہوا

ہون وہ دیوانہ نہ نکلی خون کی ایک بوند بھی
آب آب اکثر رگون مین ڈوبکر نشتر ہوا

حلقہ حلقہ گرد جب پھرنے لگے عاشق تمام
شمع وہ محبوب فانوسِ خیالی گھر ہوا

قطعہ

جب وہ آئے میکدے مین طرفہ کیفیت ہوئی
لڑکھڑائے مست ساقی جامے سے باہر ہوا

گردنین شیشونکی اوٹھین بڑھ گئے دستِ سبو
دور سے محوِ نظارا دیدۂ ساغر ہوا

خون ناحق کے جو قطرے بنکے مُہرین جم گئے
خنجرِ قاتل ہمارے قتل کا محضر ہوا

خونِ ناحق عاشقِ صادق کا ثابت ہوگیا
جب شہادت کی گواہی کو زبان خنجر ہوا

گرم صحبت عرش پر معراج مین برسون رہی
سرد احمد کا نہ دنیا مین مگر بستر ہوا

فرش پھر غیر بچھوا کر وہ بولے طعن سے
لو تمھارے بخت کے سونے کو یہ بستر ہوا

ای زلیخا ہی مرادِ لب نصیری کا خدا
فخر کیا تیرا اگر معشوق پیغمبر ہوا

لوگ سجدے کرتے ہین اللہ رے تعظیمِ جنون
تن پہ مجھہ وحشی کے پڑکر بت ہر اک پتھر ہوا

ای لطافت جسنے کی دنیا مین مدحِ اہلبیت
بیت کے بدلے عطا فردوس مین اک گھر ہوا

سیم تج کرتے ہین کشتہ دلِ بیتاب اپنا
چاہ مین حال ہوا صورتِ سیماب اپنا

سرنگون ابروئی جانان کے تصور مین ہین / سجدہ صد شکر ہوا ہے تہ محراب اپنا

ناف سے اوس بُت خوبی کے نہو گا ہمسر / سر پھرا تا ہے عبث بحر مین گرداب اپنا

دیکھتے ہی نہین وہ خط کی عبارت قاصد / کھول کر نامہ فقط پڑھتے ہین القاب اپنا

رات بھر مجکو نظر آیا تھا سامان وصال / رشک مانع ہے بیان کس سے کرون خواب اپنا

دعوی ہمسری اُسکے رُخِ رنگین سے واہ / دیکھے مُنہ نہر چمن مین گلِ شاداب اپنا

آفتاب آج بڑی شان سے نکلا ہے صنم / اسکو دکھلاؤ ذرا جام مئے ناب اپنا

ہوگا عاشق کی لحد پر نہ اندھیرا شبِ دفن / دل جلائینگے عوض شمع کے احباب اپنا

سجدے کرتے ہوی جاتے ہین زمین پہ ہر گام / قد جو پیری سے ہوا صورتِ محراب اپنا

زلف دلدار کا رہتا ہے تصور ہر رات / اس سبب سے ہے پریشان ہر اک خواب اپنا

جاؤن مین زلف کا سودائی اگر دریا مین / طوق پہنائے گلے مین مرے گرداب اپنا

ہاتھہ پر رکھہ کے وہ سیماب یہ بولے مجھسے / لائیے سامنے اِسکے دل بیتاب اپنا

بے نقاب آئین جو وہ بام پہ تو ہو یہ خجل / پردہ ابر سے مُنہ ڈھانک لے مہتاب اپنا

ہائے منظور ہے تعبیر بُری دے کوئی / مجھسے غیرون مین وہ کہتے ہین کہو خواب اپنا

برق ہے موج ہی سیماب ہے شعلہ ہے مگر / سب سے بڑھکر ہے لطافت دل بیتاب اپنا

عجیب جبر ہے کہتا نگار ہے میرا / کہ دل ترا ہے مگر اختیار ہے میرا

مرے پہ بھی یہ عروج و وقار ہے میرا / جنازہ چار کے کاندھے سوار ہے میرا

صدا ہی زلف صنم کے لیے دلِ عشاق / بڑی ہی ساکھہ بڑا اعتبار ہی میرا

وہ دل اگر لیے جاتے ہین اے جگر نہ تڑپ / پرائی چیز پہ کیا اختیار ہے میرا

وہ زلف چشم سے کہتی ہے پاکے عاشق کو / جگر ہے صید ترا دل شکار ہے میرا

مرے گناہ یہ کہتے ہین ہم اُسکی رحمت سے / ترا حساب نہ ممکن شمار ہے میرا

عدم کے قافلے والو نہ یون بڑھے جاؤ — مناسب ایسی جگہ انتظار ہے میرا

فراق یار مین کہتی ہے حسرت مُردہ — نہ سمجھو سینۂ عاشق مزار ہے میرا

صدا نفس کی یہ ہر دم ہے ابکی آون نہ آون — کہ مستعار ہون کیا اعتبار ہے میرا

وہ بی ثبات ہون نہین ڈوب کر ہی موت آئی — نہین حباب کا گنبد مزار ہے میرا

حریص دیکھ کے انسان کو کہتی ہے دنیا — بچا سکے گا کہین یہ شکار ہے میرا

دکھا کے نقش قدم اُنکا سب سے کہتا ہون — پڑھو آؤ فاتحہ فرضی مزار ہے میرا

جنون مین کردیے اے قیس و کوہکن حصے — تمھارا دشت و جبل کوے یار ہے میرا

پکارتا ہے سکندر کہ ہے نشان باقی — ہر ایک آئینہ دیکھو مزار ہے میرا

مرا شباب ترا حُسن پا کے بولا عشق — یہ دو نو تو ہین فقط انتظار ہے میرا

ہمارے نالون کو سُنکر وہ غیر سے بولے — عجب صدا ہے کہ دل بیقرار ہے میرا

چھا ہی حُسن سے چہرونپہ کیا حسینون کے — جہان مین دید کے قابل غبار ہے میرا

یہ حسن مہر کا دیکھون تو کیون نہین تڑپون — تمھین بتاؤ کہ کیا اختیار ہے میرا

صداے رحمت غفّار حشر کو ہوگی — چلی چلے کدھر امیدوار ہے میرا

کہا ہی گیسوے جانان مین دل الٰہی خیر — سفر مین ہاے غریب الدیار ہے میرا

کسی نے یار سے پوچھا مجھے تو فرمایا — یہ ایک طالب و امیدوار ہے میرا

سگ حبیب کا ہی دانت قبر مُنہ پھیلاے — یہ دو گرسنہ ہین اک جسم زار ہے میرا

ہمیشہ گردۂ تصویر قیس بنتا ہے — مصوّرو یہ جنون زا غبار ہے میرا

ہی تو اول و آخر عدم ہوے مشہور — کمر ہے یار کی یا جسم زار ہے میرا

نشان کھینچ کے کوچہ مین اُنکے کہتا ہون — خدا نصیب کرے یہ مزار ہے میرا

سحر کو شمع کے شعلے کا جھلملانا دیکھ — کہ ماجراے دل بیقرار ہے میرا

دکھا کے روح کو کہتی ہے دوش پر میّت — کہ مین سوار ہون پیدل سوار ہے میرا

زہی شرف جو لطافت امام عصر کہین
کہ یہ بھی منتظر امید وار ہے میرا

بلبل کو ہنسکے باغ مین اُسنے رولا دیا
غنچون کی بات کھولی اگر مسکرا دیا

بوسہ لیا تو دل تمھین اے دلربا دیا
الفت مین کام آیا ہماری لیا دیا

اُمّید کیا بھلائی کی اخوان دہر سے
یوسف کو بھائیون نے کنوئین مین گرا دیا

روزِ ازل جو خلق کیا حق نے حسن و عشق
معشوق آپ کو ہمین عاشق بنا دیا

کفارہ اس گناہ پہ دل دونگا یار کو
کیون آنسوون کو آنکھہ سے مینے گرا دیا

اے آسمان خوب تری گھات بن پڑی
لے اب تو چین آیا کہ مجکو مٹا دیا

مدت کے بعد جاکے لحد مین لگی تھی آنکھہ
کیون غافلون نے شانہ ہلا کر جگا دیا

ہوتے ہی صبح جانے پہ وہ مستعد ہوے
کیون بوسے لیکے وصل مین مینے جگا دیا

مانی سے کھنچ سکا نہ رخِ صاف جب ترا
حیران ہوکے آئنہ آخر بنا دیا

کم سن تھے نزع مین مجھے دیکھا تو ڈر گئے
افسوس پاس سے نہ کسی نے ہٹا دیا

لپٹا جو حُسن دیکھکے عاشق شبِ وصال
شرمائے وہ تو شمع کو جل کر بجھا دیا

غیرت نے دی صدا کہ نہ کھو آبرو ٹھہر
بہرِ طلب جو ہاتھہ طمع نے بڑہا دیا

روزِ ازل بنا تھا جو عاشق کا کالبد
تھا آب و گِل مین عشق بھی شاید ملا دیا

پنہان کیا ہے قلبِ مکدر مین عشق کو
اس آگ کو ہی راکھہ مین ہمنے دبا دیا

پھولا اگر بہار پہ اپنی چمن مین گل
پتون نے ہاتھہ مل کے خزان کا پتا دیا

کہتا ہی ماہِ نو کو دکھا کر وہ تیغ زن
اوچھا سا ایک ہاتھہ ادہر بھی لگا دیا

بازارِ عشق مین مرے یوسف کا پاکے حُسن
قیمت کے بدلے آنکھون نے ہی دل لگا دیا

باقی رہی نہ عاشق و معشوق مین دوئی
کیون حسن و عشق کو نہ خدا نے ملا دیا

لہو و لعب جہان کا لطافت کیا پسند

اقرار تو نے عالم زر کا بھلا دیا

خون چکان ہے جو ہر اک دیدۂ گریان میرا
دامن گل سے زیادہ ہے گریبان میرا

ہنسکے وہ بولے گرا جب دل نالان میرا
شور مشہور نہو چاہ زنخدان میرا

فرق مجنون پہ لگا سنگ تو آئی یہ صدا
کچھ نشان چاہیے سر پہ ہے یہ احسان میرا

لے کے دل بوسہ لب ہم نے دیا جب تو کہا
خاک کے مول بکا لعل بدخشان میرا

جوش وحشت مین سب اشعار کیے ہین موزون
کیون نہ مصرع ہو ہر اک دست و گریبان میرا

دل مین آتا ہے غم یار تو کہتی ہے روح
میزبان اسکی ہون مین اور یہ مہمان میرا

چھین کے دل کو کہان آپ لیے جاتے ہین
کہ نکلنے نہین پایا ابھی ارمان میرا

بوسہ دیتے ہین تو وہ ناز سے فرماتے ہین
کیجیے شکر نہایت ہے یہ احسان میرا

مہ نو فصل جنون مین ہے اشارہ کرتا
ہان فقط چاک سے باقی ہے گریبان میرا

غیر کیا چیز ہے صدمے جو ترے سہ جائے
یہ کلیجہ ہے یہ دل اے شب ہجران میرا

خون فرہاد بہا جب تو یہ تیشہ نے کہا
رنگ لایا ہی عجب سر پہ یہ احسان میرا

کرکے بیدل مجھے وہ ناز سے فرماتے ہین
آپ کے دل مین رہے پھر ہے ارمان میرا

موسم گل مین عمامے کو جو رکھا باقی
بادہ خوار و سر واعظ پہ ہے احسان میرا

جا کے گیسو ہے بنا حسن سے آہونکا دھوان
ہی مجسم سر جانان پہ یہ احسان میرا

حیف صد حیف جوانی مین نہ کی قدر شباب
ہائے آزردہ چلا مجھسے یہ مہمان میرا

باہین گردن مین مرے ڈال کے وہ کہتے ہین
اب بھی کہیے گا کہ نکلا نہین ارمان میرا

قول آئینہ کا ہی جب سے وہ عارض دیکھا
نہ کبھی بند ہوا دیدۂ حیران میرا

قیس کو میرے جنون سے ہے بھلا کیا نسبت
کانپ جائے نظر آئے جو بیابان میرا

تنگ پوشاک سی رہتا ہو نہین دیوانہ زار
کیون گلا گھوٹنے آیا ہے گریبان میرا

اشک خونین سے سدا پھول بھرے رہتے ہین
گلفروشون کا سبد ہے کوئی دامان میرا

وقت پیدائش انسان ہے صدا دنیا کی
جس قدر آج ہو تاریک زیادہ ہی خوب
جان پر آج بنی ہے تو بگڑ بیٹھا ہون
دیکھ کر حسن غش آنے جو لگا اُسنے کہا
مین بھی دیوانون کا ہمدرد ہون کہتا ہے ہلال
آپکی زلف کے اشعار مین مضمون ہین بند ہے
دشت مین مرغ جنون کا جو شکار آئیگا
قول آئینہ کا ہے پردہ دری خوب نہین

رنج و غم کھانے کو آیا ہے یہ مہمان میرا
مانگ لے بخت سیہ ای شب ہجران میرا
خاتمہ اب ہے ترا یا شب ہجران میرا
سونگھ لو آکے قرین سیب زنخدان میرا
پنجۂ مہر مین رہتا ہے گریبان میرا
جمع رکھیے گا یہ دفتر ہے پریشان میرا
تیر چاک اور کہان ہوگا گریبان میرا
خود نظر آوگے دیکھو تن عریان میرا

آرزو ہے کہ علیؑ حکم کرین قرب صراط
ہان لطافت سے کہو تھام لو دامان میرا

فرمایش جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر اعلی اللہ مقامہ

ابھی جاتا رہے درد و ملال و رنج و غم سارا
محبت کے بکھیڑون سے ابھی ہو جا چھٹکارا
کہے مشاطہ ہاتھ آیا عجب آئینہ حسن آرا
گمان مستون کو ہو ساقی لیے ہے شیشہ کیا یارا
یہ کی ہے نذر سمجھون جان کو بھی پھیر نہ مین ہارا
وہ عاشق ہون جو مجکو سلطنت ہو صورت دارا
رخ شفاف جانان کو اگر دیدون حلب سارا
مقام شرم ہے ایسی عطا کیا چیز ہین دونون
اگر ہوتی حکومت تو اجازت حسن سے لیتا

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

دکھایا حسن بنا چاہا کیہ دل کیا ہین یہ دونون — بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
قسم کھاتا ہون ای مشاطہ مین وہ رخ اگر دکھلا — بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
بہار کوچہ جانان مرے دل سے بھلاتی ہے — کنار آب رکن آباد و گلگشت مصلی را
حسین آباد گر دیکھین تو بھولین حافظ و سعدے — کنار آب رکن آباد و گلگشت مصلی را
پڑی کیا لوٹ مین معشوق جب سے مین بنا عاشق — چنان بردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را
نہایت شوخ ہین چالاک ہین عیار ہین یہ بت — چنان بردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را
ہزارون عاشقون کو سادگی نے آپکی مارا — بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را
وہ مکھڑا بھولا بھولا گورا گورا ہے عجب پیارا — بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را
کہا روز ازل صانع سے انکے حسن ذاتی نے — بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را
بنا کر آئنہ اس رخ کی جا لکھا مصور نے — بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را
سر بازار جب آیا صدا دی حسن یوسف نے — کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را
لکھا تھا کاتب تقدیر نے یہ روز اول ہے — کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را
مرے محبوب و یوسف کو دکھا کر حسن نے پوچھا — کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را
کمر اسواسطے ہر دم ہی باندھے وہ ستم آرا — کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را
بنایا وہ دہن معدوم صانع کا یہ مطلب تھا — کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را
کیا ہی روح کو ہندا اسلیے اللہ نے دل مین — کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را
دلا کہنا ہمارا مان الفت مین کہ سنتے ہین — جوانان سعادتمند پند پیر دانا را
سنو کہنا مرا تم بھی کہ در گوش کرتے ہین — جوانان سعادتمند پند پیر دانا را
محبت مین تمھاری گالیان بھی ہین عجب شیرین — جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خا را
برا عاشق کو کہنا تجھے اے ناصح نہین پھبتا — جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خا را
کہا فرہاد نے اپنی برائی سنکے شیرین سے — جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خا را

سوال بوسہ پر دی یار نے گالی تو یہ پوچھا | جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

لطافت کچھ تنا اُس کان کے چھالونکی موزون کی
کہ بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را
لطافت کسنکے یہ مصرع صدا ہے روح حافظ کی
کہ بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را
ہر اک مصرع پہ حافظ کے لطافت کہہ نیا مصرع
کہ بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را

آجکل وحشت جنون حد سے سوا چالاک تھا
آشنائی مین یہ دل مشتاق تھا بیباک تھا
کوئی آدم کی مصیبت پر نہ یون غمناک تھا
ہاے کیا دن تھے گنا ہون سے جو ہر دم پاک تھا
بلبل و گل ہو گئے یکرنگ جب آئی بہار
ہاے کیون عاشق ہوا مین ان بتان دہر پر
کہکشان کو دیکھہ کر وحشت مین عاشق نے کہا
کس بھروسے پر کیا انسان نے دنیا مین غرور
غیر سمجھے تھے جسے چلمن در دلدار مین
روح قالب سی نکل کر پھر نہ آئی حشر تک
جب بہار آئی ہواے گل مین سودا ہو گیا
مار ڈالا ابھی جلا یا بھی تمھارے حسن نے
اہل دنیا کی طمع نے کر دیا بے آبرو
رزق طفلی مین تو پایا ہے جوانی مین ہراس

چھپ نہ جاتا تو گریبان سحر تو چاک تھا
کھا گیا غوطہ وہی دھو کے سے جو بیراک تھا
پیش ازین کب خلد مین گندم کا سینہ چاک تھا
آبرو سے کوچۂ دلدار کے مین خاک تھا
وان گریبان چاک تھا منقار مین یان چاک تھا
حسن ان مٹی کے پتلون مین بھلا کیا خاک تھا
ہو گیا ثابت کبھی دامن فلک کا چاک تھا
ابتدا بھی خاک تھا اور انتہا بھی خاک تھا
یار کے پیش نظر میرا دل صد چاک تھا
جسم خاکی ملگجی اتری ہوئی پوشاک تھا
ایک اک پر بلبل گلزار کا صد چاک تھا
زہر خط سبز تھا خال سیہ تریاک تھا
دُر ملا قسمت سے تو سینہ صدف کا چاک تھا
اب نہ کیون دیگا دیا تھا جب کچھہ ادراک تھا

وصلتِ دلدار کی کس طرح لکھتا لذتین — تھی دوات اک چشمِ تر سینہ قلم کا چاک تھا

ہاے کیون لائی مجھے تقدیر دنیا کی طرف — جز گناہ و صدمہ و رنج اس زمین پر خاک تھا

وہ نہانے آئے جب حمام مین عاشق تھے جمع — دم مین اشرفیون سے مملو کیسۂ دلاک تھا

ننگ کی جا تھی جنون مین کیا پہنتا بعد قیس — جامۂ عریانی اوتری غیر کی پوشاک تھا

ہاے پہلو سے نکالا تمنے کیون پہلے نہ دل — اتنی سی تو بات تھی الفت کا قصہ پاک تھا

ملکے جسمِ یار کیا لوٹے مزے حمام مین — مصلحت سے تو نہ خالی کیسۂ دلاک تھا

تیرے دندان کی صباحت سے دہن کی بو ایسے یار — صبح کو رشکِ گلِ شب بو سرِ مسواک تھا

عشق مین یوسف زلیخا دونون یکسان ہو گئے — انکا دامن چاک تھا انکا گریبان چاک تھا

ساتھ ہی دونون کو جو روزِ ازل پیدا کیا — بختِ عاشق کیا معین گردشِ افلاک تھا

واے ناکامی عجب حصے ملے روزِ ازل — پھر گردش یا مری تقدیر تھی یا چاک تھا

پہلے کفنی آکے پہنی اور آخر مین کفن — ابتدا سے انتہا تک مین گریبان چاک تھا

اب کفن پہنا تو اے غافل سمجھا نیک و بد — دیکھتا تھا دن پہنتا جب نئی پوشاک تھا

اے لطافت لیگیا پہلو سے وہ دل چھین کر — کس قدر عیار تھا بیباک تھا چالاک تھا

گورے گالون پر خطِ شبرنگ پیدا ہو گیا — لو مجسم یار کی زلفون کا سایا ہو گیا

کس سے پوچھون کون سے دلبر پہ شیدا ہو گیا — دل ابھی تک تو مرے پہلو مین تھا کیا ہو گیا

کیون محبت کی بتون سے حال کیسا ہو گیا — ہاے اس اچھے بھلے دل کو مرے کیا ہو گیا

کچھ خوشی کچھ رنج کچھ امید تھی کچھ مجکو یاس — جب بلایا اپنے گھر مین آ کے پردا ہو گیا

گل کھلا کر تازہ ہر اک کو دکھاتی ہے بہار — ٹکڑے ٹکڑے یون ہی بلبل کا کلیجا ہو گیا

ہاے رونے مین نہ دیکھا حسن بھی معشوق کا — چادر آنکھو نپر پڑی اشکون کی پردا ہو گیا

ناز سے جب رکھدیا چھاتی پہ اس دلبر نے پاؤن — ہاتھ بھر خوش ہو کے عاشق کا کلیجا ہو گیا

بوسہ لینے پر جو وہ بگڑے تو عاشق نے کہا
مصحفِ رخسار پر قرآن کا دھوکا ہو گیا

ہاے جب ترچھی نظر سے یار نے دیکھا مجھے
پرزے پرزے دل ہوا ٹکڑے کلیجا ہو گیا

عارضِ شفاف پر اونکے نہین خط کا نمو
ہر نگہ کی گرد سے آئینہ میلا ہو گیا

ناز سے بیٹھے جو آکر پاس دل لینے کو وہ
بڑھ کے اس پہلو سے اس پہلو کلیجا ہو گیا

ہاتھ مین اس شوخ کے آ کے کہتے ہین عقیق
عشق مین پتھر کا بھی ٹکڑے کلیجا ہو گیا

مشتری کرتا ہی پیدا خود ہی جو عمدہ ہی مال
حسنِ یوسف باعثِ عشقِ زلیخا ہو گیا

اے زمین تو نے بھی مثلِ آسمان پیسا مجھے
دے کے جان اجلا کفن پایا تھا میلا ہو گیا

کیا قدم جاتا تھا گھوڑا یار کا عاشق تھی جمع
پتلیون کا باغ مین دن کو تماشا ہو گیا

رفتہ رفتہ کی ترقی خوب قدِ یار نے
پہلے بوٹا بعد سرو آخر کو طوبا ہو گیا

ڈال کر باہین گلے مین اسنے پوچھا ناز سے
ابتو دل ٹھہرا کہو ٹھنڈا کلیجا ہو گیا

فخر سے کہتا ہی وہ محبوب سب عشاق مین
لطف ہی عاشق لطافت بھی ہمارا ہو گیا

جوبن آئینہ مین دیکھا وہ حسین شاد ہوا
دھوم ہے شہر حلب حسن سے آباد ہوا

مین فنِ عشق مین جب قیس کا استاد ہوا
دل لگایا تو محبت کا سبق یاد ہوا

کوچۂ زلف مین دل جا کے بہت شاد ہوا
ہاے برباد ہوے ہم تو یہ آباد ہوا

فکرِ معشوق ہوئی عشق پھر استاد ہوا
ہاے بھولا ہوا آموختہ پھر یاد ہوا

مثلِ نے سوکھ کے پھر عاشقِ ناشاد ہوا
منہ لگانا ترا پھر باعثِ فریاد ہوا

نالۂ دل مرا ہر رنگ مین استاد ہوا
قہقہہ وصل مین تو ہجر مین فریاد ہوا

طفلِ اشک آنکھ سے نکلے مرا دل شاد ہوا
فخر مجھکو سببِ کثرتِ اولاد ہوا

ملکے ابرو تیری اک مطلعِ استاد ہوا
دونو آنکھین ہین کہ دو مرتبہ ہی صاد ہوا

غمِ خزان کا نہ بہار آنے سے دل شاد ہوا
سرو کی طرح مین اس باغ مین آزاد ہوا

غُل مچانا میرا اثر بڑھتا ہی گیا ہجر کی شب — آہ سے نالہ ہوا نالہ سے فریاد ہوا
میرے اشعار کے مضمون جو کسی نے کاٹے — دل کے ٹکڑے ہوے گویا غمِ اولاد ہوا
عشق کرکے دلِ شیدا نے مجھے ذبح کیا — ہائے پہلو مین رہا جو وہی جلاد ہوا
ہمکو عادت ہی حسینون کے ستم سہنے کی — پوچھتے رہتے ہین کوئی ستم ایجاد ہوا
تیری تصویر بنائین نظر آجائے حسن — اِس غرض سے کوئی مانی کوئی بہزاد ہوا
ہڈیان کھانے کو آتی ہی ہما پستے ہین — مرکے بھی گھات سے غافل نہین صیّاد ہوا
کان دہر کر وہ سنا کرتے ہین محفل مین ستار — یہ بھی در پردہ ہماری کوئی فریاد ہوا
رنج سہتے ہین خوشی سے جو ہمیشہ عشاق — یہ بھی شاید کسی معشوق کی بیداد ہوا
صاف صاف آکے کہی منہ پہ جو تھی حیرانی — آئنہ سامنے انکے مری روداد ہوا
کچھ تو سر پھوڑنے کی داد مجھے ملجاتی — ہائے زندہ نہ مرے وقت مین فرہاد ہوا
مین وہ دیوانہ ہون بدلی مرے سائے نے جو پہلو — جان آئی کوئی مجنون کوئی فرہاد ہوا
دل پھنسایا تری تقریر نے ای غیرتِ گل — جانتے تھے جسے بلبل وہی صیّاد ہوا

تیرے شاگرد ہون استاد لطافت تو ہی لطف
فخر کیا تو ہی جو شاگردون کا استاد ہوا

جوانی تھی مزے تھے لطف معشوقون سے حاصل تھا — ہمین ہان یاد تو آتا ہی سینہ مین کبھی دل تھا
فدا مانند مجنون بلبلِ خود رفتہ کا دل تھا — سحر کو رشکِ لیلیٰ بو تھی غنچہ مثلِ محمل تھا
روان شوقِ شہادت مین جو سوی کوئے قاتل تھا — یہ بھی خود رفتگی آگے کبھی مین تھا کبھی دل تھا
خوشامد لاکھ کی بندون نے پر مطلب نہ حاصل تھا — بتو دعوی خدا ہونے کا حق یہ ہی کہ باطل تھا
سواری اسکی جب نکلی تو پروانہ مرا دل تھا — مثالِ شمع تھا وہ شعلہ رو فانوس محمل تھا
ادہر اس مہروش کی یاد مین مضطر مرا دل تھا — ادہر شب بھر جو آغوشِ فلک مین ماہ کامل تھا
کلامِ یار پر طفلی مین بھی شیدا مرا دل تھا — پڑھی استاد سے جسوقت بسم اللہ بسمل تھا

زمانہ اور پری پیکر ترے جوبن پہ مائل تھا ۔ کلیجہ کوئی پکڑے تھا کوئی تھامے ہوئی دل تھا

جنون مین سیر دریا دیکھ کر مجنون مرادل تھا ۔ کہ لیلی بے ثباتی تھی حباب بحر محمل تھا

محبت جب نتھی ہمکو بھی لطف زیست حاصل تھا ۔ کبھی تم ندون مین داخل تھے ہماری پاس بھی دل تھا

سمجھ کر غیر اپنے عکس کو شرمائے جاتے تھے ۔ جھجکتے وصل مین وہ تھے جو آئینہ مقابل تھا

تمھارے رخ کے ہوتے کیون قسم قرآن کی ہم کھاتے ۔ کہ یہ پیش نظر ہر وقت تھا وہ ہفت منزل تھا

رسائی ہوا گر مین عاشق روز ازل پوچھون ۔ بنایا صانع قدرت نے پہلو مین مرے دل تھا

سقر کہتا ہی کچھ دے کر بخیلو کیون نہ پار اترے ۔ کہ جب زندہ تھے تم کشتی لیے موجو دسائل تھا

نہ کیون مجنون ہو دل میرا سیہ ہی آنکھ مین تلی ۔ تری لیلے کو زیبا پردہ دار ایسا ہی محمل تھا

ستم ہی قلب عاشق ملکے تلوون سے وہ کہتے ہین ۔ ہماری وصل کا مشتاق مدت سے یہی دل تھا

نگاہ غیر سے مر کر بھی در پردہ بچاتے تھے ۔ غبار اٹھ کر ہمارا گرد اس لیلے کے محمل تھا

جوانی جاتی ہے دندان گئے تو غم ہوا مجکو ۔ پکاری صبح پیری رات ہی بھر لطف محفل تھا

عجب دن تھے کہ جنکے ذکر سے بھی ہے مزا ملتا
وصال یار کا جب اے لطافت لطف حاصل تھا

غش آگیا تمھین کیون جاکے جان جان دیکھا ۔ اثر دکھا ہی گیا خون ناتوان دیکھا

فلک کے ظلم تو پیری مین اٹھ نہین سکتے ۔ ہزار شکر نہ ہمنے اسے جوان دیکھا

حرم مین دیر مین مسجد مین دل مین آنکھون مین ۔ کہان کہان تمھین ڈھونڈا کہان کہان دیکھا

اسی سبب سے ہی بیمار چشم کہہ دیتی ۔ بھلا ہوا نہ مجھے تمنے ناتوان دیکھا

حسین ہو یار تو عود شباب کیا ہے مجال ۔ ہوئی تھی پیر زلیخا مگر جوان دیکھا

ہماری یاد کی تاثیر دیکھ لی ساقی ۔ ہر ایک شیشہ کو آتی ہین ہچکیان دیکھا

مرے علاج کو آکر طبیب کہتے ہین ۔ سنا کبھی نہ کبھی ایسا ناتوان دیکھا

جھلک دکھا کے نہ چلمن کو جا بجا ان چھوڑو ۔ تمھارے حسن کا جلوہ ابھی کہان دیکھا

تمھارے آئینۂ رخ مین خط کے آگئے بال / دکھا کے دل اثرِ آہِ ناتوان دیکھا

تمھارا کوچہ ہی اے یار واقعی فردوس / یہان جو پیر بھی آیا اُسے جوان دیکھا

ہر اہلِ خیر کا بیڑا ہے پار ہاتھون ہاتھ / کبھی نہ کشتیِ سائل مین بادبان دیکھا

یہ موت بھی ہے جہان مین عجیب اِک بدرو / نہ طفل ہے نہ حسین کوئی نوجوان دیکھا

برائے صرف ملا اے بخیل مال تجھے / خدا کی راہ مین کچھ خیر کر یہان دے کھا

مرے مسیح نے رکھ رکھ کے ہاتھ سینے پر / نفس مرا صفتِ نبضِ ناتوان دیکھا

نظر لگی نہین معلوم کسکی رونے کو / کہ طفلِ اشک نہوتے کبھی جوان دیکھا

تمھارا جلوہ کوئی برق تھا جلا عاشق / کہ تھوڑی راکھ نظر آئی کچھ دھوان دیکھا

زمین سے عرش پہ جاتی ہے آہ بیکس کی / یہ تیر چلتے ہوے ہمنے بے کمان دیکھا

لڑکپن آپکا جب تھا مری جوانی تھی / ہزار حیف ہوا پیر تو جوان دیکھا

جہان کے لوگ بھی کس درجہ ناتوان ہین یہ / کہ سیر کی جو حبابون کو ناتوان دیکھا

مقام بیچ مین بینی کو دے کے آنکھون نے / یہ دوربین جو لگائی ترا دہان دیکھا

کہا بہشت مین حورون سے انکے عاشق نے / ہزار شکر کہ تمنے مجھے جوان دیکھا

وہ آئے بہرِ عیادت تو آگئی طاقت / سنا کئے نہ کبھی مجھکو ناتوان دیکھا

کلام سخت سے پیری مین دانت ٹوٹ گئے / دہن مین آخر اکیلی رہی زبان دیکھا

وہ اپنی بزم مین کرتے ہین یون صفت میری
سنا نہ ہمنے لطافت سا خوش بیان دیکھا

روئی خون ایذا اُٹھائی غم ہوا سودا ہوا / ایک الفت مین ہمارے واسطے کیا کیا ہوا

جب کہا مینے کہ تمکو عشق غیرون کا ہوا / بولے جھنجھلا کر اجارہ ہے ترا اچھا ہوا

اِک تو وحشت تھی پر اب جوشِ جنون دونا ہوا / فصلِ گل آتے ہی مجھکو اور بھی سودا ہوا

عالمِ وحشت مین مینے خاک اڑائی اسقدر / دامنِ صحرا وفورِ گرد سے میلا ہوا

اُنکو عاشق کے جو مرنے کی کسی نے دی خبر
ہنس کے بولے روز کا جھگڑا گیا اچھا ہوا

آپ ہی کرتے ہین گھائل مجکو تیغِ ناز سے
مین تڑپتا ہون تو کہتے ہین کہ تجھکو کیا ہوا

تھا جو منظور اُس دہن کا وصف میری طبع کو
طائرِ مضمون بھی فکرِ شعر مین عنقا ہوا

عشقِ دلبر مین بُرا ہمکو نہ کہہ ناصح خموش
دل دیا اپنا دیا جو کچھ ہوا اچھا ہوا

داغِ دل نے شمع کے مانند دکھلایا فروغ
سینہ در پردہ مرا فانوس کا پردا ہوا

زلفِ مُشکین کے نہ بوسے پر خفا عاشق سے ہو
آدمی تھا کی خطا جانے دو صاحب کیا ہوا

وقت فکر آیا طبیعت کو جو دھیان اُس لف کا
کیا تکلف ہی کہ نکلا شعر بھی اُلجھا ہوا

الفتِ لیلا مین مجنون سے ہوا آخر نہ ضبط
اُسکو بھی رسوا کیا اور آپ بھی رسوا ہوا

مین جو نکلا قبر سے جای تعجب ہی عبث
آپ نے ٹھوکر لگائی ناز سے زندا ہوا

کہتے کہتے حالِ فرقت جب ہوا خاموش مین
ہنسکے فرمانے لگے وہ ناز سے پھر کیا ہوا

ای لطافت ہستیِ فانی کا کیا ہے اعتبار
ایک دن ناپید ہوگا جو کہ ہے پیدا ہوا

ہم دمو جانِ عزیز اُس سے بھلا کیا کرتا
اتنی سی بات پہ قاتل کو خفا کیا کرتا

نامہ اُس گل کو کیا اشک کے دریا مین رواں
التجا تجھسے مین ای بادِ صبا کیا کرتا

کی قضا ہو کے خجل پہلے ہی مجھہ وحشی سے
سامنا قیس بیابان مین مرا کیا کرتا

خونِ عاشق ترے ہاتھو مین ہی مہندی کیجگہ
دخل یہان دے کے بھلا دزدِ حنا کیا کرتا

تھا مجھے حشر کو بھی کوچۂ جانان کا خیال
دیکھہ کر گلشنِ جنت کی فضا کیا کرتا

لیتا وحشت مین نہ کیونکر ترے لب کا بوسہ
غیرِ عناب مین سودے کی دوا کیا کرتا

شکوۂ غیر نہ قاتل سے دمِ ذبح کیا
تہِ شمشیر گلا رکھہ کے گلا کیا کرتا

چشمِ جانان نے مرے دل کو نہ صحت بخشی
سچ ہے بیمار کی بیمار دوا کیا کرتا

دو سزا مجکو فرشتو نہ یہان غربت مین
تھا وہان دورِ بتان یادِ خدا کیا کرتا

دل ہوا میرا ہدف دیکھیے بڑھ کر صیاد
آپ کا تیر نشانے پہ خطا کیا کرتا

سرو کو دیکھ کے تم باغ سے پھر آئے کیون
سرکشی بندۂ آزاد بھلا کیا کرتا

بیوفائی کا ہی ایجاد کیا لیلا نے
بعد اُسکے کوئی معشوق وفا کیا کرتا

اُسکے ساتھ آپنے محفل سے اُٹھایا تھا مجھے
غیر نادان تھا بعد گلا کیا کرتا

کل مرے سامنے اغیار سے وہ ہنستے تھے
دوستو اور مین رونے کے سوا کیا کرتا

تنگ تھا ہجر مین جینے سے لطافت ہردم
جان دیتا نہ تو پھر اِسکے سوا کیا کرتا

[illegible] کھلے ہین گلِ گلشن کیا کیا
لطف دِکھلاتا ہے میخوار کو ساون کیا کیا

لطف دکھلاتا ہے ربطِ بتِ پُرفن کیا کیا
دوست خوش ہوتے ہین غم کھاتے ہین دشمن کیا کیا

دشت مین پہلی پہل جاتا ہون جب بن وحشی
کانٹے بڑھ بڑھ کے ہین لیتے مرا دامن کیا کیا

بعد مرنے بھی تقدیر کی گردش نہ گئی
سنگِ مرقد سے بنے سنگِ فلاخن کیا کیا

مرگئے ہین کسی گلرو کی جو تقریر پہ ہم
بلبلین بول ہی ہین سرِ مدفن کیا کیا

عشقِ مژگان مین چلا باغ سے جب جانبِ دشت
کھینچا کانٹون نے جنون مین مرا دامن کیا کیا

طالبِ دید جو جاتا ہے ترے کوچے مین
آنکھین دکھلاتے ہین دیوار کے روزن کیا کیا

داغ جل جل کے ہین گلزار مین کھلتے طاؤس
نازکی چال ہے چلتا ترا توسن کیا کیا

زلفِ جانان کا سرِ شام جو آتا ہے خیال
رات بھر دل کو مرے رہتی ہے اُلجھن کیا کیا

لب پہ اُس گل کے جو مسّی کی اوداہٹ دیکھی
نیلی پیلی ہوئی گلزار مین سوسن کیا کیا

در پیچ کیوقت جب آیا مجھے اُس زلف کا دھیان
تیغِ جلّاد سے اُلجھی رگِ گردن کیا کیا

زیست مین ملتے یہی سوچ کے خاموش ہون مین
سختیان جھیلنی ہونگی پسِ مُردن کیا کیا

چاک کرتا ہون اِسے چھوڑ کے جب مین اسکو
رشک کرتا ہے گریبان پہ دامن کیا کیا

پھرتے [illegible] اُڑتے جاتے ہین
گردشین کرتی ہے چشمِ بتِ پُرفن کیا کیا

گورِ تیرہ غمِ اعمال حساب اور فشار
مشکلین ہونگی لطافت ہمین ارزان کیا

الٰہی غضب ہی یہ کیا ہوگیا ۔ کہ سارا جہان بے وفا ہوگیا
درِ یار کا جو گدا ہوگیا ۔ وہ اک آن مین بادشا ہوگیا
اودہر وہ گئے بزمِ اغیار مین ۔ ادہر درد دل مین سوا ہوگیا
سدا دوستی کا جو بھرتا تھا دم ۔ وہ دشمن مری جان کا ہوگیا
عزیزو مرے دل کو ڈھونڈھو ذرا ۔ ابھی پاس تھا ہاے کیا ہوگیا
ملی مہندی ہاتھون مین کس شوخ نے ۔ مین پامال مثلِ حنا ہوگیا
مگر تیرا دیوانہ مجذوب ہے ۔ کہ جو منہ سے اسنے کہا ہوگیا
ترقی ہین کہتے اسے حسن کی ۔ کہ دو دن مین وہ کیا سے کیا ہوگیا
جبین سائی اسدرجہ عاشق نے کی ۔ ترا سنگِ در آئینا ہوگیا
مرا پیرہن فقر مین دیکھنا ۔ رفو ہوتے ہوتے نیا ہوگیا
لیا بوسہ بے اذن عاشق نے جب ۔ خفا وہ ہوے اور کیا ہوگیا
ترے ہجر مین ہون عجب سخت جان ۔ اگر زہر کھایا دوا ہوگیا
چمن مین جو مہندی ملی آپ نے ۔ ہزارون کا خون دلربا ہوگیا
جو دعواے یکتائی او بت کیا ۔ ارے توبہ توبہ خدا ہوگیا
جب اس روے رنگین کی لکھی ثنا ۔ قلم شاخِ گل سے سوا ہوگیا
خجل وہ ہوے آئنہ دیکھکر ۔ مقابل جو ہین دوسرا ہوگیا
نہین مجکو زنجیرِ وحشت مین بار ۔ تری زلف سے سلسلا ہوگیا
جو مجھ زار نے چال پر جان دی ۔ لحد آپ کا نقشِ پا ہوگیا
یہان تک ہوا ہمکو جوشِ جنون ۔ کہ مجنون سے رتبہ سوا ہوگیا

مرے پیسنے کے لیے دہر مین
فلک صورتِ آسیا ہوگیا

نہ نکلا جو پیکانِ تیرا اے صنم
مرے دل مین کیا حوصلا ہوگیا

لطافت ستارے کی گردش تو دیکھ
کہ بے مہر وہ مہ لقا ہوگیا

لحد پہ فاتحہ پڑھنے جو یار آئے گا
تو خواب چین سے زیرِ مزار آئے گا

جو ایکبار مرے گھر وہ یار آئے گا
ہزار بار مجھے اعتبار آئے گا

نظر جو حسن دو ابروے یار آئے گا
گلوے غیر تہِ ذوالفقار آئے گا

جو دیکھ لوگے مرے داغہاے تن کی بہار
پسند پھر نہ تمھین لالہ زار آئے گا

ابھی تو شام ہی گھبرا نہ ہجر مین اے دل
اجل اگر نہین آئی تو یار آئے گا

بہار کوچہ جانان پسند ہے دل سے
بہشت مین بھی نہ مجکو قرار آئے گا

ہزار تو نے کیے جھوٹ وصل کے وعدے
نہ ایک بات کا اب اعتبار آئے گا

سبو مین ہی ابھی مے جام بھر جو اے ساقی
مگر کوئی نہ کوئی بادہ خوار آئے گا

ہوا ہے اس گلِ رعنا کو شوق جو سر کا
ہر ایک نقدِ دل اب مفت ہار آئے گا

وہ قتل کرکے مجھے اپنے در پہ کہتے ہین
نہ آج سے کوئی امیدوار آئے گا

کبھی ملونگا نہ صیاد مین وہ بلبل ہون
چمن مین دام لیے تو ہزار آئے گا

اخیر ہو شبِ فرقت ہوا جگر کو سکون
تجھے کب اے دلِ مضطر قرار آئے گا

وہ ہم گلون کے ہین عاشق کہ اڑ کے گلشن تک
بسِ فنا بھی ہمارا غبار آئے گا

ضرور حشر کے دن بھیڑ ہوگی قابلِ سیر
ہر ایک طالبِ دیدار یار آئے گا

ہم اسکو دیدۂ دل کا بنائینگے سرمہ
جو ہاتھ پاے صنم کا غبار آئے گا

جو اشکبار نہ آئیگی میری قبر پہ شمع
ضرور رونے کو ابرِ بہار آئے گا

بسِ فنا بھی جلائیگا دل کو عاشق کی
وہ گل بجھانے کو شمعِ مزار آئے گا

شگفتہ ہوگا ہر اک پھول باغ مین گلچین | وہ گل مثال نسیم بہار آئے گا
رکھونگا عین جنون مین میان دشت جو پاؤن | قدم لگانے کو آنکھون سے خار آئے گا
ہی اس دہن کی مجھے یاد جاؤن باغ مین شیدا | جو مسکرائینگے غنچے تو پیار آئے گا

بہار عمر و جوانی نہ اے لطافت کھو
نہال عشق مین ہرگز نہ بار آئے گا

آگ اگر دل کی بجھائے تو جگر جلجائیگا | کوئی دونون مین ضرور اے چشم تر جل جائیگا
آئیگا وہ چاند کا ٹکرا جو شبکو بزم مین | آتش غیرت سے ہر رشک قمر جل جائیگا
شمع پروانون سے کہتی ہے یہ شبکو بزم مین | عشق صادق جسکو ہے وہ بیخطر جل جائیگا
غیر کو دیگا گزک جب نشہ مین وہ بادہ خوار | رشک سے مثل کباب اپنا جگر جل جائیگا
فصد مجھ مجنون کی لینے آئیگا فصاد جب | خون مین حدت ہے ایسی نیشتر جل جائیگا
گلشن ایجاد مین وہ سوختہ قسمت ہون مین | سائے مین بیٹھونگا جسکے وہ شجر جل جائیگا
نالہ سوزان جو ساحل پر کرونگا ہجر مین | مچھلیان دریا کی تو کیسی مگر جل جائیگا
اے ہما مجھ دلجلے کی ہڈیان کھاتا تو ہے | دیکھنا فوراً ترا ہر بال و پر جل جائیگا
آتش فرقت اگر دل مین بھڑکتی ہی رہی | دیکھ لینا نالہ سوزان سے گھر جل جائیگا
آئیگا گلگشت کو جب وہ نہال باغ حسن | دیکھ کر سیب ذقن کو ہر ثمر جل جائیگا
کون دلسوزی کرے گا آکے میری قبر پر | ہان پہنچ جائیگا تو بیتاب اگر جل جائیگا
بولے وہ محفل مین پروانہ پھرا جب گرد شمع | کوئی کہدے اس سے دیکھو بیخبر جل جائیگا
وہ جو ساحل پر کریگا خندۂ دندان نما | آتش حسرت سے دریا مین گہر جل جائیگا
نالہ سوزان جو مین دیوانہ کھینچونگا کبھی | دشت مین مثل چنار اک اک شجر جل جائیگا
اے صبا صحن چمن مین چل نہ آندھی کی طرح | آتش گل سے کسی بلبل کا گھر جل جائیگا

اے لطافت مشتعل ہونگے اگر داغ جنون

رفتہ رفتہ شمع کے مانند سر جل جائے گا

ہجر غیرون کا گوارا دلربا کیونکر ہوا
آج بندے کی طرف آنا ترا کیونکر ہوا

خون شہیدون کا تری زینت ہوا ای دست صنم
سرخرو آگے ترے رنگ حنا کیونکر ہوا

زرد جوڑے نی ہی کسکے تجکو سودائی کیا
تنکے چننے کا کمال اے کہربا کیونکر ہوا

سیکڑے مین روز و شب چھپ چھپ کے پیتا ہی شراب
مجکو حیرت ہی کہ زاہد پارسا کیونکر ہوا

بات کرنے پر تو مجکو گالیان دیتے تھے آپ
آج غیرون کو بھلا بوسہ عطا کیونکر ہوا

مال و دولت کا نہین منعم جہان مین اعتبار
قلب کر اقبال کو یہ لابقا کیونکر ہوا

جب اُنھون نے جان بلب مجکو سنا کہنے لگے
اُسنے کب دیکھا مجھے عاشق مرا کیونکر ہوا

آتش رخسار ہی حد سے زیادہ مشتعل
سبزۂ خط شعلہ رو تیرا ہرا کیونکر ہوا

شب کو جو ذلت دی اُسنے کیا کہون اب دوستو
کسطرح مجکو نکلوایا خفا کیونکر ہوا

تھا نہ قربان چشم پر تیری یہ ای ابرو کمان
تیر مژگان کا ہدف دل بیخطا کیونکر ہوا

صبر لازم ہی دل نادان نہ کر فکر معاش
رزق سے مملو دہان ہم سیا کیونکر ہوا

وہ پریشان باغ مین آراستہ یہ سر بسر
سنبل اُسکی زلف سے ہمسر بھلا کیونکر ہوا

کیا خبر ہمکو یہ وقت قتل محو دید تھی
کب لگائی تیغ اُسنے سر جدا کیونکر ہوا

چاندنی مین دیکھ کر اس ماہ کو کہتی ہے خلق
ایک تو تھا چاند پیدا دوسرا کیونکر ہوا

غیر کے گھر سے لطافت کے جو گھر آیا ہے آج
مہربان ذرہ پہ تو اے مہ لقا کیونکر ہوا

عشق مین اُسکے ہی اپنا دل شیدا ٹھہرا
جسکی پاپوش سے ہے عرش معلّے ٹھہرا

ذبح ہو کر مین کئی بار جو تڑپا ٹھہرا
رقص بسمل مرے قاتل کو تماشا ٹھہرا

ہو گیا ہجر مین آنے سے اجل کے زندہ
ملک الموت مرے حق مین مسیحا ٹھہرا

الفت سبزۂ خط مین دل مضطر کو ہے چین
ای مہوس نئی بوٹی سے ہی پارا ٹھہرا

رکھتے ہین کھیل مین بھی غنچہ دہن ہاتھون ہاتھ
گل صد برگ ہمارا دل شیدا ٹھہرا

ہائے گھر سے بھی نکل کر نہ اونھون نے دیکھا
دیر تک کوچے مین عاشق کا جنازا ٹھہرا

ہو گئی عمر مری ناز اٹھانے مین بسر
دے کے دل مفت مین مزدور تمھارا ٹھہرا

ساتھ گھوڑے کے وہ دوڑاتے ہین کوسون مجکو
نئی شوخی ہی کہے جلتے ہین ٹھہرا ٹھہرا

جی مین آتا ہے کرون نقل مکان وحشت مین
واسطے رہنے کے مجنون کا ہی صحرا ٹھہرا

اسکی قامت کا قیامت مین جو آیا مجھے دہیان
سیدہا فردوس مین جا کر تہ طوبے ٹھہرا

دیکھنے آتے ہین ہم انکو تمھارے عاشق
پتلیون کا ہی نیا اب تو تماشا ٹھہرا

گردش پیر فلک دیکھ کے ساتی مین صنم
چرخ پوجے کا بتون کو ہے تماشا ٹھہرا

دل عشاق ہین مانند سکندر حیران
کوچہ زلف بھی ظلمات کا رستا ٹھہرا

چشم مین آئے تصور ترا مژگان کے قریب
ہی نیا گھر نئی چلمن نیا پردا ٹھہرا

آشیان کے لیے بلبل نے اٹھایا آکر
تن لاغر مرا گلزار مین تنکا ٹھہرا

ناتوان وہ ہون جہان بیٹھ گیا پھر نہ اٹھا
خاکساری سے جو مین نقش کف پا ٹھہرا

چاہ اک بحر کرم کی جو لطافت کو ہوئی
دل کے بہلانے کو جا کر لب دریا ٹھہرا

زلف مین الجھا رہا پا کر کھٹکا نا مشک کا
طائر دل نے بنایا آشیانا مشک کا

آشفتہ زلف سیہ ہون احتیاج گل نہین
دوستو لازم ہے تربت پر چڑہانا مشک کا

شہر مین پھیلی اگر خوشبو تمھاری زلف کی
مول لینا چھوڑ دے سارا زمانا مشک کا

خال کا اسکے تصور چشم محبوبان مین ہے
فی الحقیقت آہوون مین ہے ٹھکانا مشک کا

نکہت گیسوی جانان سے معطر ہین دماغ
سنکے نادان نام بھی لینگے نہ دانا مشک کا

عقدۂ گیسوے جانان نے اگر باندہی ہوا
شہر مین موقوف ہو جائیگا آنا مشک کا

عقدہ دل مین جگہہ دی عشق زلف یار کو
تھا [illegible] مشک کا

دود تمنا کوے خوشبو سے ہمین ثابت ہوا
ہاے جلا کر یار کو منظور اوڑانا مشک کا

رشک گیسوے صنم سے اسطرح کافور ہو
نام کو رہجاے عالم مین فسانا مشک کا

ہی انھین منظور میری زلف لاثانی رہے
عود کے بدلے نکالا ہے جلانا مشک کا

عشق زلف یار دل مین کسطرح پنہان رہے
بو کی باعث سے ہی کھنچا تا چرانا مشک کا

چشم مست یار کو آہو نہ سمجھون کسطرح
دیکھ کر تل کو نظر آیا ٹھکانا مشک کا

صحبت گیسوے عطر آگین کا اللہ رے اثر
مرتبہ آفاق مین رکھتا ہی شانا مشک کا

آئنہ مین دیکھ کر خال سیہ کہتے ہین وہ
جای حیرت ہے حلب مین ہی ٹھکانا مشک کا

زلف کی تعریف مشتاقون سے کرتے ہو عبث
عیب ہای وقت خریداری بتانا مشک کا

زلف جانان خال عارض پر ہی دیکھ اے مرغ دل
دام سنبل کا زمین صندل کے دانا مشک کا

زلف کے سودے مین ہرگز زخم دل اچھا ہو
ہی لطافت خوب مرہم مین ملانا مشک کا

اپنی زلفون کو جو جانا نہ بنایا ہوتا
وصل مین پنجہ مرا شانہ بنایا ہوتا

چین کب عاشق دیوانہ کو آتا پس مرگ
قبر کے گرد جو جنگلا نہ بنایا ہوتا

جتنے پامال کیا کیون دل صد چاک مرا
اپنی زلفون کے لیے شانہ بنایا ہوتا

میکشی مرکے بھی تقدیر مین ہتی اے چرخ
کاسہ سر مرا پیمانہ بنایا ہوتا

بلبلو حسن گل تر پہ عبث نازان ہو
میرے محبوب سا جانانہ بنایا ہوتا

دستگردی مری تقدیر مین لکھی تھی اگر
یاخدا آبلہ پا نہ بنایا ہوتا

قصر تعمیر کیے باد کشو کیا حاصل
سب نے ملکر کوئی میخانہ بنایا ہوتا

اے پری مین تو ازل سے ترا سودائی ہون
کسی ہشیار کو دیوانہ بنایا ہوتا

دم مین ہوجاتی فنا برسون نہ جلتی اے عشق
کاش اسنے ہمین پروانہ بنایا ہوتا

بام پر بال سنوارے تھے جو دن کو تمنے
پنجہ مہر فلک شانہ بنایا ہوتا

ظالم نہ دورِ چرخ مین ہون تیز کس طرح
ہوتی ہی باڑہ تیغ پہ سنگِ فسان سے کیا

وہ جانی کو ہین صبح شبِ وصل کیا کرون
مطلب ہزار ہا ہین کہون اک زبان سے کیا

دل مین کبھی جگر مین کبھی سینہ مین کبھی
ملتی ہین لذتین مجھے دردِ نہان سے کیا

سیراب ہو کے آبلہ پا سے دشت مین
کانٹے دعائین دیتے ہین مجکو زبان سے کیا

بلبل خموش گل ہمہ تن گوش ہو گئی
پائے مزے ہزار مری داستان سے کیا

مژگانِ تیز کو کبھی کہتا ہون مین جو تیر
رہتے ہین دیر تک وہ کشیدہ کمان سے کیا

یارب دکھا دوبارہ لطافت کو کربلا
گھبرا گیا ہے دل مرا ہندوستان سے کیا

دل یون نتھا شکستہ خیالِ کمر نتھا
اس آئنہ مین بال کبھی پیشتر نتھا

طفلی مین کچھ فراق کا غم جان پر نتھا
کیا اچھے دن تھے عشق سے بالکل خبر نتھا

عاشق رُخِ صنم کا کوئی پیشتر نتھا
اس آئنہ کا میرے سوا دل مین گھر نتھا

متصف تھے سب غرور سے کوئی خبر نتھا
خود بینی کا رواج کبھی پیشتر نتھا

قبلِ سکندر آئنہ اے سیم بر نتھا
خود بینی کا رواج کبھی پیشتر نتھا

غصہ تو مجھپہ یار کو آیا تھا ہان مگر
افسوس ہے کہ نیچہ زیبِ کمر نتھا

آیا تڑپ کی یار نہ گھر سے رقیب کے
افسوس اپنی آہ مین کچھ بھی اثر نتھا

پیری کا دہیان تھا نہ جوانی مین غافلو
کیا شب تھی خواب مین بھی خیالِ سحر نتھا

کیا لطف سی بسر ہوئی کل کی شبِ وصال
سوئے لپٹ لپٹ کے رقیبونکا ڈر نتھا

آنسو بہا کے فاش کیا اسپہ رازِ عشق
کیا اور کوئی وقت تجھے چشمِ تر نتھا

دنیا کے چھوٹنے سے نہ غمگین ہو غافلو
یہ جائے مستعار تھی کچھ اپنا گھر نتھا

قارون کا حال دیکھ لے اے منعمِ دنی
نازل بلا تھی سر پہ ہر اک گنجِ زر نتھا

مثلِ بسیر فراق مین ہر در د تھا عزیز
آنسو نکل رہے تھے جو لختِ جگر نتھا

صفحہ ۹۲ مصرع طرح نتیجہ
اس مصرع میں [illegible] لفظ
[illegible] تھا [illegible]
فارسی [illegible]
چونکہ مصرع [illegible]
لہذا [illegible] ۱۲

کیا سخت تھی دلا شبِ مہتاب ہجر کی — پتھر تھا میرے سینے کے اوپر قمر نتھا
ناقص ہی بے خدا کی مدد صنعتِ بشر — شدّاد نے بہشت بنایا تو در نتھا
صبحِ شبِ وصال تھی عاشق نے کی قضا — آخر گھڑی تھی عمر کی پچھلا پہر نتھا
سیبِ ذقن کا وصف لکھا ہوگئی بہار — باغِ جہان مین شاخِ قلم پر ثمر نتھا

پاتا تھا کربلا مین لطافت عجب شرف
دہلیزِ شاہ پر مرا کس وقت سر نتھا

کبھی جلوہ اپنا جو خواب مین مجھی اُس پری نے دکھا دیا — مری بختِ خفتہ نے کیا کہون مجھے کس مزے مین جگا دیا
ترے وصل نے ہی شباب مین مری دل کو کیا ہی فزا دیا — مجھے بوسہ لب کا دیا صنم یہ غضب کا لبکا لگا دیا
شبِ وصل دیکھہ کے حسن کو کیا پیار اُنھین جو لپٹ گئے — ہوی بوسہ لینے سے شرمگین تو چراغ جلکے بجھا دیا
جو عروسِ مرگ تھی ہم بغل مری آنکھہ چین سے لگ گئی — تو ہلا کے شانہ فراز مین مجھے دوستون نے جگا دیا
شبِ وصل یون ہین گزر گئی جو اکیلا پایا تھا یار کو — تو دبا کے پاؤن سُلا دیا کبھی بوسہ لے کے جگا دیا
مجھی بوسہ دے کے جو دل لیا تو یہ بات کوئی بری نہین — یہ خموشی آپکی ہی عبث جو لیا لیا جو دیا دیا
جو اثر دکھایا اس آہ نے تو یہ رہرون کی برائی کی — مرا گھر وہ پوچھتے پھرتے تھے نہ پتا کسی نے بتا دیا
مری داغِ دل کے چراغ کو تری زلف و رخ کی خیال نے — ہوئی شام جب تو جلا دیا ہوئی صبح جب تو بجھا دیا
ہوی بعدِ وصل وہ شرمگین جو خیال دل مین کچھ آگیا — تو حیا سے سر کو جھکا لیا مجھے پاس سے بھی ہٹا دیا
ہی خیال تمکو رقیب کا مرے حال کی نہین کچھ خبر — اُسی یاد کرتے ہو ہر گھڑی مجھے دل سے تم نے بھلا دیا
جو سحر کو چٹکی کلی کوئی تو چمن مین بولا وہ نازنین — ابھی آنکھہ لگ گئی تھی مری مجھے مار کے جگا دیا
کوئی کہدے اتنا رقیب سے مری ساتھہ تو نے بھی جان دی — مرے مرنے سے تھی وہ خوش بہت ترے غم نے اُنکو رلا دیا
جو اٹی ہین زلفین غبار مین ابھی صاف صاف بیان کرو — کسے دفن کر کے تم آئے ہو کسے خاک مین ہی ملا دیا
ترے گیسوؤن مین اُلجھ گیا اسی پیچ سے ہوا مبتلا — مرے دل نے کیا ہی غضب کیا مجھے کس بلا مین پھنسا دیا

شبِ ہجر یون ہی بسر ہوئی جو لطافت اُسکا خیال تھا

کبھی غم نے دل کو جلا دیا کبھی آنسوؤن نے بجھا دیا

لب سیہ سوچہ خالِ چہرۂ جانان ہوا
آتشِ رخسار روشن سے یہ تل بریان ہوا

دل کو الجھن ہو گئی سودا بڑا عریان ہوا
باعثِ وحشت خیالِ گیسوے جانان ہوا

مارین بندہ کر سرِ بازار کہتا ہے یہ گل
یہ ہوئی نوبت پھٹے کپڑو نمین جو خندان ہوا

ذبح کرکے بند کر دے آمد و رفتِ نفس
خنجرِ قاتل ہماری حلق کا دربان ہوا

ملگئی کوچے مین تیرے اس بہانے سے جگہ
سایۂ دیوار کا سر پر مرے احسان ہوا

دفن تربت مین ہوا جب مین تو چلائی اجل
لو ہوا آباد اک گھر آج اک ویران ہوا

جوہری بازار مین لعل و گہر کی سیر کی
جب ترے مشتاق کو عشقِ لب و دندان ہوا

ایک بوسہ پر لیا کرتے ہین معشوقان دہر
اسقدر سودا دلِ عشاق کا ارزان ہوا

ناز سے کہتے ہین وہ باہین گلے مین ڈالکے
آج تو پورا دلِ مشتاق کا ارمان ہوا

روح کہتی ہے نکلکر خانۂ تن سے مری
ای بسا افسوس یہ گھر آج سے ویران ہوا

آدمی پیدا جو ہوتا ہے سرائے دہر مین
موت کہتی ہے کہ وارد اور اک مہمان ہوا

مین عجب بیکس ہون شبنم دوست دشمن ابر شمع
کون کون آکر نہ میری قبر پر گریان ہوا

انجمن مین آپکی عشاق ہی ششدر نہین
دیکھکر یہ روے صاف آئینہ بھی حیران ہوا

جب کہا مینے کہ الفت ترک کردی آپسے
ہنسکے فرمانے لگے وہ آپکا احسان ہوا

رنج و ایذا کا نہ شاکی ہو لطافت یہ جہان
بہرِ کافر خلد مومن کے لیے زندان ہوا

ملیگا حسن کی خیرات اک بوسہ تو کیا ہوگا
فقیرون کا سوال اے دوست پورا کر بھلا ہوگا

گلے مین ہاتھ ہونگے لب پہ لب سینہ ملا ہوگا
شبِ وصلت جو آئیگی تو سچ ہے کیا مزا ہوگا

تمنا دل کی بر آئیگی پورا حوصلا ہوگا
اگر آپ ایک بوسہ ہمکو دیدینگے تو کیا ہوگا

طریقہ کجروی کا چھوڑ اے ظالم برا ہوگا
نہ نکلے گا کمان سے تیر جب سیدھا خطا ہوگا

تری ترچھی نظر سے کام مجھ عاشق کا کیا ہوگا
نہ نکلے گا کمان سے تیر جب سیدھا خطا ہوگا

ہوئی بس دوستی و دشمنی کی حد زمانے مین
نہ مجھسا باوفا ہوگا نہ تمسا بیوفا ہوگا

اشارہ خنجرِ ابرو کا کرکے کیون ڈراتے ہو
ہماری جان بس جاتی رہیگی اور کیا ہوگا

شبِ فرقت ہی تو آئیگی تو سو ونگا راحت سے
بڑا احسان تیرا آج مجھپر اے قضا ہوگا

خدا پوری کرے مانی ہین نذرین میرے مرنیکی
قضا آئیگی جب مجکو تو وہان سجدہ ادا ہوگا

فقط دنیا ہی مین ہی امتیازِ زینت و ثروت
لحد مین جاکے یکسان قالبِ شاہ و گدا ہوگا

دعا اسوجہ سے کرتا ہی عاشق اپنے مرنے کی
سنا ہی نزع مین دیدار روے دلربا ہوگا

فقیری کی شرف سے ہوگا وہ سرتاج شاہونکا
ہماری ہڈیان جو زاغ کھائیگا ہما ہوگا

حسینون سے محبت کرکے آخر کر دیا بیدم
نتھا معلوم مجکو دل ہی دشمن جان کا ہوگا

ہنسی تھی زعفرانِ زخم مری خود ہی ہنسی جاتی
ہنسا جائیگا وہ بیشک کسی پر جو ہنسا ہوگا

جو میخانے مین یاد آئیگی اسکی گردنِ نازک
ہمارے ہاتھ ہونگے اور صراحی کا گلا ہوگا

نہ آئینگے نہ آئینگے **لطافت** ہند مین پھرکے
اگر جانا دوبارہ اپنا سمتِ کربلا ہوگا

ہونگا مین رسوا کسی رشکِ قمر سے دیکھنا
چھٹ نہین سکتا محبت کی نظر سے دیکھنا

یاد دندان مین جو رویا مین تو بولے ہنسکے وہ
آج موتی دیدۂ گریان سے برسے دیکھنا

مفت مر جاتے ہین اے بیرحم عاشق چشم کی
زہر ہوتا ہی ترا میٹھی نظر سے دیکھنا

گر اسی صورت رہا رونا ہمارا جوش پر
ایکدن طوفان اٹھیگا چشمِ تر سے دیکھنا

اے دلِ شیدا نصیحت یاد رکھنا تو مری
دیکھنا جسکو محبت کی نظر سے دیکھنا

وہ چلی صبحِ شبِ وصلت ہوئی ہے صبحِ حشر
ہون گریبان چاک مین پچھلے پہر سے دیکھنا

کیا تماشا ہو اگر دستار اچھالو بڑھکے تم
میکشو واعظ وہ جاتا ہے ادہر سے دیکھنا

آخرِ شب اس قمر نے بام پر الٹی نقاب
آفتاب اونچا ہوا پچھلے پہر سے دیکھنا

یا خدا کس نیمجان کی آج آئی ہے قضا
نیمچہ اسنے لگایا ہے کمر سے دیکھنا

ظلم کرنے مین شمر یا اسکے ہوے ہین وہ مگر
عاشقو بگڑے گی چرخ فتنہ گر سے دیکھنا

تیر ہاے تلوار ہاے شیدای چشم مست کو
سرمہ دیکر یار کا ترچھی نظر سے دیکھنا

رائگان ہونگے مرے نالے نہ اے ہمدم کبھی
آئینگے وہ ایکدن انکے اثر سے دیکھنا

آج پہلو مجکو خالی خالی آتا ہے نظر
کوئی دلبر لیگیا ہے دل کو بر سے دیکھنا

یاد آتا ہے وہ شرمانا تمھارا بعد وصل
مسکرا کر منہ مرا نیچی نظر سے دیکھنا

دھوم سے تابوت اٹھیگا شہیدِ ناز کا
دو قدم تم بھی نکلکر اپنے گھر سے دیکھنا

ہے وہ مشہور اے لطافت بیوفا و پرجفا
دل لگایا ہے کس بیدادگر سے دیکھنا

ہر ایک گل کی کشش مین جو اضطراب ہوا
دل آب ہوکے مرا شیشۂ گلاب ہوا

وفورِ رحمتِ غفار بے حساب ہوا
گناہ کرکے جو مجکو ذرا حجاب ہوا

جو اسکے رخ سے قرین ساغرِ شراب ہوا
تو آفتاب مین پیدا اک آفتاب ہوا

بشر کی وقت ولادت ہی شورِ بحرِ جہان
فنا کے واسطے خلق اور اک حباب ہوا

ہوئے جو پانون کے چھالون سے خار رہ سیراب
سبیل کا ترے دیوانے کو ثواب ہوا

پلائی مجکو مے آتشین جو ساقی نے
رقیب بزم مین جل بھن کے کیا کباب ہوا

گئے بہشت مین نادار و فاقہ کش پہلے
نہ کچھ شمار ہوا اور نہ کچھ حساب ہوا

خیالِ مصحفِ عارض مین جل رہا ہے دل
ثواب جان کو میری عجب عذاب ہوا

رخِ صنم کی صفائی گئی نکلتے ہی خط
کہ بال آگئے یہ آئینہ خراب ہوا

عروجِ گریۂ عاشق پسِ فنا بھی رہا
بگولا اٹھکے مری خاک کا سحاب ہوا

دیا جواب نہ کچھ سنکے آگئی انھین نیند
ہمارا حالِ دل افسانۂ وقتِ خواب ہوا

جہان مین یونہین فنا ہوگی غافلو دیکھو
نظیر کے لیے پیدا ہر اک حباب ہوا

کھلائین کیا نہین قلب و جگر کوئی تن مین
فراق یار مین غم سے ہمین حجاب ہوا

پڑھا ہے اس قدِ موزون کی وصف مین مصرع
چمن مین مصرعِ شمشاد کا جواب ہوا

جو کی ہی مانجھ کے دانت اسنے بحر مین کلّی
صدف مین شور گھر سے ہے مین آب آب ہوا

زمین مین روز ولادت گڑی جو نال مری
کہا اجل نے مسافر کا پا تراب ہوا

ہوا فشار لطافت کو پھر نہ تربت مین
تہِ زمین جو عیان عشق بو تراب ہوا

ردیف باے موحدہ

آپکی دیوار پر گر بیٹھ جائے عندلیب
نرگس آنکھو نپر رکھے گلشن مین پاے عندلیب

پھول سے عارض جو اسکے دیکھ پائے عندلیب
گل تو کیا گلشن کو نظرون سے گرائے عندلیب

آشیان ہمرجانہ شاخون پر بنائے عندلیب
باندھ دے گلچین رگِ گل سے پائی عندلیب

باغ کی خاطر پھڑک کر شل ہوئی صیاد یہ
روغنِ گل سے قفس مین کردوای عندلیب

نامۂ رنگین بہار یہ ہے اُس گل کو لکھا
مرغِ نامہ بر کے بدلے لے کے جائے عندلیب

چہچہے نغمے ترانے زمزمے پھر ہون عجیب
میرے گل کا سا لبولہجہ جو پائے عندلیب

باغ مین گلگشت کو آیا ہے وہ رشکِ بہار
ہان تصدق کو زرِ گل لے کے آئے عندلیب

گوشِ گل فصلِ بہاری مین بنی اسواسطے
کان دھر کر تا سنین افسانہ ہاے عندلیب

عشقِ گل مین ہو اگر جوشِ جنون میری طرح
باغ مین سنبل بنے زنجیر پاے عندلیب

گفتگو معشوق و عاشق کی ہوئی یکرنگ اب
آئی غنچون کے چٹکنے سے صداے عندلیب

دے ارے صیاد پانی کی جگہہ اسکو گلاب
چاہتا ہے تو قفس مین گر شفاے عندلیب

عشقِ گل یون ہو سراپا بنگئی تصویر باغ
غنچہ ہے منقار شکلِ خار پاے عندلیب

باغ مین آکر نقاب اُلٹے جو میرا گلبدن
چٹکیو نمین ہر گلِ تر کو اوڑائے عندلیب

خاک اُڑتی ہی چمن مین گل کی جا پر خار ہین
ہی خزان مین باغ اک ماتم سرائے عندلیب

آتشِ گل اسقدر بھڑکی ہوئی ہے باغ مین
جمع شاخونپر ہین پروانے بجائے عندلیب

پھول پینے باغ مین آیا ہی وہ رشکِ بہار
ہان گلابی ہر گلِ ترکو بنائے عندلیب

بعدِ مُردن بھی گلونکی ہے محبت کیا عجب
روح عاشق کی چمن مین بنکے آئی عندلیب

واہ کیا طرفہ دورنگی ہی تری اے حسن و عشق
گل کو خندان دیکھہ کر آنسو بہائے عندلیب

عشقِ صادق تھا لطافت کچھہ نکچھہ ہوتا اثر
گوشِ گل مین گر پہنچ جاتی صدائے عندلیب

دیکھہ لی جبسے گلون نے ہی وفائے عندلیب
سر پہ رکھتی ہین عجب الفت سے پائے عندلیب

عشق مین گل کے اگر آنسو بہائے عندلیب
موتیے کے پھول ہون سب اشکہائے عندلیب

تیری ایوان کی جو گل بوٹون کو آکر دیکھلے
چھوڑکر گلشن نشیمن یہان بنائے عندلیب

صحنِ گلشن مین ہو عمدہ فرشِ بلبل چشم کا
جبکہ اُس گل کے لیے آنکھین بچھائے عندلیب

مین جدا ہون اپنے رشکِ باغ سے آتا ہی رشک
وصلِ گل کے یون مزے ہر دم اوڑائے عندلیب

ہو اگر مدِ نظر اُس رشکِ گلشن کو بناؤ
باغ مین افشان زرِ گل کی بنائے عندلیب

پوچھکر مجھسے نہ عزرائیل نے کی روح قبض
گل کو ہی گلچین نے توڑا بے رضائے عندلیب

زر جو لیکر مٹھیو مین غنچہ گل آئے ہین یہ
دینگے شاید بوستان مین خونبہائے عندلیب

چلتی ہی بادِ خزان ہو جائیگی دم مین فنا
بلبلا پانی کا ہے گویا بقائے عندلیب

عشق مین اُس گل کے مجھسے یون کھٹکتے ہین رقیب
ہی خلش جسطرح کانٹون کی برائے عندلیب

سخت دل ہین کسقدر غنچے نہ پھوٹی منہ سے کچھہ
روئی شبنم سُن لیا جب ماجرائے عندلیب

گر پڑون اے گل اگر مین زار و لاغر ضعف سے
جان کر تنکا گلستان مین اُٹھائے عندلیب

عشق معشوقانِ باغِ دہر کا بیکار ہے
گل ہر اک ہنستا ہے سُنکے نالہائے عندلیب

ہو مِری گل کو چمن مین گر گل بازی کا شوق
باغ مین اوڑ اوڑ کے آنکھون سے اُٹھائے عندلیب

کاتبِ تقدیر حسن و عشق سے آگاہ تھا | لکھ دیا گل کے ورق پر ماجرائے عندلیب
سنبل و سوسن کے تختے باغ مین ہین جا بجا | ہو گیا ہے جمع وو دِ نالہاے عندلیب

اے لطافت قطرۂ شبنم نہین یہ رات کو
آبدیدہ گل ہین سنکے نالہاے عندلیب

مژگان کا ہی نہ ابروے دلدار کا جواب | تیرون کا ہی جواب نہ تلوار کا جواب
رخسار سرخ ہین گل گلنار کا جواب | آنکھین تری ہین نرگسِ بیمار کا جواب
کبکِ دری ہی بھولا ہوا مدتون سے چال | کیا اس چلن پہ دے تری رفتار کا جواب
اعمال کا سوال جو ہین ہو گا حشر کو ہے | دیگا ہر ایک عضو گنہگار کا جواب
ہنسی یار کا ہی اشارہ نہ بوسہ مانگ ہے | سیدھا فقط ہی حسن کی سرکار کا جواب
وعدہ ہی گاہ حشر کا گہ لن ترانیان | اقرار کا جواب نہ انکار کا جواب
کہتا ہی شیخ وعظ مین مستون کو دوزخی | دے کون فحش مردمِ بازار کا جواب
نالہ دلا فراق مین کر جب کہین رفیق ہے | تسکین دوستون کی ہی بیمار کا جواب
رکھ لی ہی بات عشق مین اے جسمِ زار واہ | پیدا کیا ہے کیا کمرِ یار کا جواب
پیتی ہی چھک گئی نہ کیا دوسرا سوال ہے | ساقی نہین تری مئے گلنار کا جواب
صف باندھ کر جو عاشق حیران کھڑے ہوے | دیوار ہو گئی تری دیوار کا جواب
گردون پہ کیون چمک کے نکلتا ہے ماہِ نو | کیا ہو گا تیری ابروے خمدار کا جواب
حاضر دمِ سوال ہے تجویز ہو سزا | اقرار آپ کے ہے گنہگار کا جواب
وحشی کے دل مین عشق مژہ ہی کھٹک رہا | دیتا ہی دشت مین خلشِ خار کا جواب
پیدا کرے سے یہ بات تو ہمسر ہو لا کلام | کیا منہ جو غنچہ دے دہنِ یار کا جواب
واعظ سی بھی گناہ ہوا مثلِ بادہ خوار | مسجد بنائی خانۂ خمار کا جواب
مضمون دہان تنگ کا اسمین سوی ہین نظم | اسوجہ سے نہین مرے اشعار کا جواب

ابرو کا بوسہ مانگا تو بڑھ کر لگائی تیغ
دیکھو مرا سوال مرے یار کا جواب

سبزہ نکلتے ہی ترا جوبن رواں ہوا
کیا حسن سے گیا خطِ رخسار کا جواب

واعظ سے کہتے ہین قدحِ مے دکھا کے رند
ہے اپنے پاس بھی تری دستار کا جواب

غیبت اگر کرے ترے مقتول کی کبھی
دے تیر کی زبان لبِ سوفار کا جواب

ہم برطرف ہین بوسون کی تنخواہ بند ہے
وہ خطِ رخ ہے حسن کی سرکار کا جواب

یوسف لقا ہی تو خریدار جمع ہین
کوچہ ترا ہے مصر کی بازار کا جواب

گلشن مین چہچہو نہ اے عندلیب پھول
غنچہ ہے شاخ پر تری منقار کا جواب

بخشش مین تو وحید تو عصیان مین ہم ہین فرد
آمرزگار کا نہ گنہگار کا جواب

کیونکر نہ اسکا عشق ہر اک کے گلے پڑے
پتلی کمر ہے یار کی زنار کا جواب

بولے ہمارا نامہ **لطافت** وہ دیکھ کر
کسکو دماغ لکھے جو طومار کا جواب

تھا ہجر مین جو نزع کا عالم تمام شب
دیکھا کیے ہین دم مرے ہمدم تمام شب

پروانہ بھی جلا تو ہوا غم تمام شب
گریان برنگِ شمع رہے ہین ہم تمام شب

دن بھر جنون مین ریگِ بیابان کا ہے لباس
تن پر مرے ہے جامۂ شبنم تمام شب

صورت نہ دیکھی وصل مین بھی ہمنے یار کی
بہرِ تواضع ایسے رہے خم تمام شب

آیا جو رات کو نہ چمن مین وہ رشکِ گل
کانٹون پہ لوٹی باغ مین شبنم تمام شب

کس مشکلون سے رات گذرتی ہے ہجر کی
کرتا ہون عید ہوتی ہے جس دم تمام شب

مانا کہ حسبِ وعدہ وہ آتے ہین میرے گھر
لیکن مزاج رہتا ہے برہم تمام شب

پہلو مین انکے چین سے سویا وہان رقیب
بیتاب اپنے گھر مین رہے ہم تمام شب

کیونکر بسر فراق مین ہوتی ہے کیا کہین
دن بھر غم اپنے گھر مین ہے ماتم تمام شب

کل تھی شبِ فراق تو آئے نہ دم مین دم
کیا کیا اجل کو ہمنے دیے دم تمام شب

پڑتی ہی اوس جا نہین سکتے وہ اپنے گھر
باران کا کام کرتی ہی شبنم تمام شب

خندان عبث ہی ہستی ناپائدار مین
گریان ہے گل کے حال پہ شبنم تمام شب

کہتے ہین وہ کہ آؤن مین کسطرح تیرے گھر
دن بھر ہے دھوپ اور ہی شبنم تمام شب

مصطر شوق صبح مین تھے ہم شب فراق
والفجر دل پہ کرتے رہے ہم تمام شب

تنہا نہ ایک دم تھا لطافت شب فراق
ہمدم تھے رنج و درد و غم و ہم تمام شب

ہٹتی ہین وہ چڑہے ہوے ابروجبین سے کب
تلوارین یہ اترتی ہین عرش برین سے کب

ہوگا زیادہ حسن وجمال اس حسین سے کب
بہلے گا خلد مین مرا دل حور عین سے کب

معمور دل مرا ہو خیال حسین سے کب
آباد یہ مکان ہو دیکھو مکین سے کب

خالی زمانہ ہوگا مجھ اندوہگین سے کب
اے آسمان یہ بوجھ اٹھیگا زمین سے کب

شانہ ختن ہی زلف کی مشاطہ سے بھی کم
فغفور چین سوا ہی ترے جامہ چین سے کب

بیخوف جاکے کوچۂ جانان مین ہین ہون
مومن نکالا جاتا ہے خلد برین سے کب

اقرار ہی کبھی کبھی انکار وصل کا
حیران ہم نہین ہین تری ہان نہین سے کب

بیٹھے کہین ہون دیکھتے ہین پر جمال یار
کم ہے ہمارا دیدۂ دل دوربین سے کب

عاشق کی دیکھنے کو مریحا ان آئیے
ہوگا زیادہ وقت دم واپسین سے کب

ہونٹون کے گرد کیون نہ رہے خط کا مورچہ
شیرین لب اس پری کے ہین کم انگبین سے کب

نازک مزاج غیر کے احسان سے ہین بری
مطلب قبائے گل کو ہوا جامہ چین سے کب

شمعین ہین نور کی کنولین بلور کے
باہین تری عیان ہین سفید آستین سے کب

نازک ہو انتہا کے نہ اتنا کر دبناؤ
افشان کا بار اٹھیگا تمہاری جبین سے کب

موذی کو اپنے مال سے کچھ فائدہ نہین
زنبور بہرہ مند ہوی انگبین سے کب

عشاق ہین گدا کی طرح طالب جمال
تشریف آپ لائیگا تشتین سے کب

چین بر جبین مہین دوپٹہ ہے آپ کا — فرمائیے خطا ہوئی تھی جامہ چین سے کب
ہوگا جنان مین بھی تری چشم سیہ کا دھیان — آنکھین لڑاؤن گا مین بھلا حور عین سے کب
بھیجون کوئی رسول اولو العزم اسکے پاس — پیغام میرا جائیگا روح الامین سے کب
ہی جب سی خاکساری و افتادگی پسند — نقش قدم کی طرح اٹھے ہم زمین سے کب

نام علی ہے دل پہ لطافت کے کھد گیا
ہوگا جدا یہ نقش بھلا اس نگین سے کب

پھر روز نالہ اپنا رُکا آسمان سے کب — قوت مین کوئی پیر بڑھا ہی جوان سے کب
کہتی ہے شمع کیون ہمہ تن جل رہی ہو نہین — مینے لیا تھا نام محبت زبان سے کب
وہ رنج دوست ہون کہ مین رہتا ہون منتظر — نازل مری طرف ہو بلا آسمان سے کب
جیسا ہی اسنے ٹھانی ہی مٹی خراب کی — دیکھین رہائی ہوگی زمین آسمان سے کب
قاصد سی حال کہتے ہوے پہنچے یار تک — دیکھو تو بیخودی ہوئی فرصت بیان سے کب
کیون میکدے مین آنے نہین دیتے مغبچے — باہر ہو نہین اطاعت پیر مغان سے کب
آنسو رواں ہین چشم سے عاشق کے حال پر — چلتے ہین تیر صید فگن کی کمان سے کب
محتاج غیر کے ہین کہان صاحبان خیر — کشتی فقیر کی ہے چلی بادبان سے کب
جب آنکھ بند ہوگئی سب حال کھل گیا — غفلت کے پردے ہاے اٹھے درمیان سے کب
نالے بلند ہو کے یہ کہتے ہین ہجر مین — کیا چیز ہے دبین گے ہم اس آسمان سے کب
دنبالہ چشم یار مین سرمہ کا ہے ستم — دیکھین یہ تیر ظلم چلے اس کمان سے کب
مرنے کا میرے حال سنا جبکہ غیر سے — بیساختہ نکل گیا انکی زبان سے کب
گو عشق کہہ رہا ہے حسینون سے دل لگاؤ — پر انکے ناز اٹھین گے مجھ ناتوان سے کب
یکسو جو ہین جہان مین نہین وہ روان دوان — نکلا ہے مرغ قبلہ نما آشیان سے کب

نامہ روانہ کرکے لطافت ہے انتظار

قاصد جواب لاتا ہے دیکھیں وہان سے کب

یون ہر جگہ ہون یار سے مین ناتوان قریب
جس طرح سایہ جسم سے ہو ہر زمان قریب

ابرو کے سمت رخ تری مژگان کا تیر ہے
کیونکر نہ تیر لیس رہین ہے کمان قریب

گھبرا کے بولے وہ کہ لگی کسکے گھر مین آگ
پہنچا جو میرے نالۂ دل کا دھوان قریب

یون حاسدون کی بزم مین اہل سخن ہین خموش
دانتون سے جسطرح ہو دہن مین زبان قریب

عاشق تنون کے واسطے کیا خوف قبر کا
حبِ علی ہے پاس تو حورِ جنان قریب

دل تھام لو صنم کہ مرے لب تک آئے آہ
اُمڈی وہ فوجِ اشک وہ آیا نشان قریب

پاس اُس ذقن کے زلف مین دل مردہ ہو گیا
پیاسے کو موت آئی رہا جب کنوان قریب

چاہِ ذقن مین یوسفِ دل کر نہ اضطراب
خطِ عذار یار کا ہے کاروان قریب

مجھ بخطا کے واسطے یہ جوڑتی ہے ہاتھ
کھنچنے مین گوشہ کرتی ہے اُنکی کمان قریب

بلبل کے واسطے جو وہ گل آئے باغ مین
شاخین شجر کی جھک کے کرین آشیان قریب

کہتی ہے سب کے گورِ غریبان دکھا کے موت
بڑھ کر ملو مسافرو ہے کاروان قریب

جب سے پڑی ہے دخترِ رز گھر مین مست کے
ہین بادہ کش عزیز تو پیرِ مغان قریب

بولی لپک کے ڈاب سے نکلی جو تیغِ یار
صحبت کا ہے اثر کہ ہے موئے میان قریب

ہمسے مکدر آپ ہین نکلین گے اشک بھی
اُٹھا غبار سمجھے کہ ہے کاروان قریب

ای زلف ہوشیار کمر تک چلی تو ہے
نازک مقام ہے کہ ہے موئے میان قریب

آہین جو ہمنے کین تو یہ بولا وہ نازنین
بس بس ہٹو کہ آنے لگا اب دھوان قریب

کم مایہ چاہیے کہ رہے ہر غنی سے دور
بے آبرو ہے بحر سے گر ہے کنوان قریب

دولت بڑھے تو مثل ترازو کے جھک کے مل
پلہ سبک ہے دور زمین سے گران قریب

صدما ہین کی راہ سے تو ہین یہ ظلم و جور
کیا قہر کرتے ہوتے اگر آسمان قریب

صحرا کا قصد جب ترے دیوانے نے کیا
آ کے پاؤن پڑنے لگین بیابان قریب

خوف سوال ہوگا نطافت کو دل سے دور
ہونگے علی لحد مین دم امتحان قریب

ردیف باے فارسی

ہوتا کہ مین انگور کی جھڑین کیسے پڑی دھوپ
ہر جا ہی بنی حسن سی پھولونکی چھڑی دھوپ

اس پرتو عارض سے کہ ہی دن ہو لڑی دھوپ
رخ چھوٹ گئے بھاگی مصیبت مین پڑی دھوپ

گرمی ہین وہ خورشید سے گھر تک مرے آئے
بن ٹھن کے رقیب اسلیے گلیونمین اڑی دھوپ

ہوتے ہین جو وہ چاندنی مین شب کو خرامان
کہتے ہین نزاکت سے نہایت ہی کڑی دھوپ

مشہور تجلی مرے خورشید کا گھر ہے
دیوار کے سایے سی نہ اکروز لڑی دھوپ

کالی ہوئی ہرن چوکڑیان بھول کے بھاگین
کھاتے ہین جو مرے دشت کی دو چار گھڑی دھوپ

روتے ہین ہم اس پرتو عارض کا تصور
ہر ایک جگہہ دیکھہ لو ساونون کی جھڑی دھوپ

کوٹھے پہ نہین بیٹھتے ہین سامنے آکر
راحت مجھے دیتی ہی زمستان مین بڑی دھوپ

اس مہر کی فرقت مین ہی کی دشت نوردی
عاشق پہ ہی کیا صاعقہ بن بنکے پڑی دھوپ

ٹھنڈا نفس سرد نے عاشق کے کیا یہ
ہی اوس کے مانند ترے گھر مین پڑی دھوپ

ہم لیگئے دنیا سے ترے رخ کی محبت
خورشید تو باہر رہا تربت مین گڑی دھوپ

سورج کے نکلتے ہی فنا کرتی ہے دم مین
شبنم پہ کیا کرتی ہے بیداد بڑی دھوپ

عکس دُرِ دندان سے شب چاندنی چھٹکی
رخسار کے پرتو سے زمین پر ہے پڑی دھوپ

خورشید مین تیری ہی غضب ہجر کا دن ہے
دل جلنے لگا صبح سے آنکھونمین گڑی دھوپ

معشوق نکلتے نہین گرمی مین گھرون سے
عشاق کو دینے لگی تکلیف بڑی دھوپ

دانا ہجر کا کس قہر سے مشکل سے کٹا ہے
ہر ایک گھڑی اپنی نگاہونمین ٹڑی دھوپ

ہاتھ کسی صورت سے نہین روز فراق آہ
سورج نے کرن لے کے زمین پر ہے جڑی دھوپ

نازک ہو بہت پاؤن نکلتا نہین گھر سے
زنجیر بنی ہے تمھین گرمی کی کڑی دھوپ

دہلیز منور سے ترقی کی ہے سائل
جب صبح ہوئی در پہ تری آکے پڑی دھوپ

ہر گوش گل تر مین دم صبح ہین جھالے
شبنم کو بنا دیتی ہے موتی کی لڑی دھوپ

ای مہر ہوس ہو کہ ہوئی کیون نہ سیہ مین
دیکھے تری ہونٹون پہ جو مسّی کی دھڑی دھوپ

بالون پہ وہ گل چنپئی اوڑھے ہے دوپٹہ
ہی تختۂ سنبل پہ گلستان مین پڑی دھوپ

گرمی کے ہین دن دوپہر آئی ہے مری جان
جاؤ گے کہان سو رہو پڑتی ہے کڑی دھوپ

پیری سے ہوے بال سفید آنکھ کھلی اب
ہوشیار ہوے نیند سے سر پر جو پڑی دھوپ

ہو گا علم حمد کے سائے مین **لطافت**
کیا خوف اگر حشر کے دن ہو گی کڑی دھوپ

بیچین ہو کے کیا نکل آئے ہین گھر سے آپ
ڈریے ہماری آہ و فغان کی اثر سے آپ

کہتے ہین عشق زلف مین ہم سب آشنا
للہ ٹالیے یہ بلا اپنے سر سے آپ

کھینچا جو صبح کو ترا نقشہ تو بولے چرخ
سرخی شفق سے لیجیے سفیدہ سحر سے آپ

آئینہ مین پسند کیا اپنے حسن کو
بیمار چشم یار ہے اپنی نظر سے آپ

منظور کیسے آج ہی کس بیگنہ کا خون
تلوار کیون لگائے ہوے ہین کمر سے آپ

اٹھا جنازہ آپ کے عاشق کا دھوم سے
صاحب نکل کے دیکھیے تو اپنے گھر سے آپ

خوشبو سے تین روز بسی رہتی ہے وہ راہ
ایسا بچان گذرتے ہین جس رہگذر سے آپ

مشتاق روے صاف کا ہی کیجیے تو یاد
بیتاب ہو کے آئینہ نکلے گا گھر سے آپ

انصاف کیجیے کہ نہ کیونکر ہون شیفتہ
دیکھین تو اپنے حسن کو میری نظر سے آپ

مژگان کی تیریون سے ہو غربال کیا عجب
آنکھین تو چاندنی مین لڑائین قمر سے آپ

وہ آج آکے پاس مرے بولے ناز سے
بیتاب کل تھے شدت درد جگر سے آپ

باد خزان گلون سے یہ کہتی ہے منعمو
خندان ہون باغ دہر مین پھولین نہ زر سے آپ

دل جل رہا ہے ہنسکے دکھا دیجیے ہمکو دانت
اس آگ کو بجھایئے آبِ گہر سے آپ

کہتے ہین وہ بلا کے ہمین پھر وصل پاس
خاطر ہے آیئے کہ ہین مدت سے ترسے آپ

دیکر ہمین فشار یہ دی قبر نے صدا
کیونکر گلے لگاؤن نہ آئے سفر سے آپ

طالب مدینہ کا یہ لطافت ہے یا علیؑ
بندہ کی سعی کیجیے خیر البشر سے آپ

ردیف تای فوقانیہ

اللہ اللہ افتخار وعظمِ شانِ کوی دوست
لامکان سے ہے کہین بڑہ کر مکانِ کوی دوست

ایک لحظہ جو کوئی آئے میانِ کوی دوست
داغِ حسرت لے کے جائے ارمغانِ کوی دوست

عرش اعلیٰ ہے زمین اللہ ری شانِ کوی دوست
دودِ آہِ عاشقان ہے آسمانِ کوے دوست

فخر سے رضوان بنا ہے باغبانِ کوی دوست
جسکو کہتے ہین جنان ہے بوستانِ کوی دوست

عاشقِ جانباز کی کھائی ہین جبسے ہڈیان
خندہ زن شیر ژیان پر ہین سگانِ کوی دوست

خاک پر رکھتے نہین ہین پاؤن اللہ ری عروج
آسمان پر ہے دماغ ساکنانِ کوی دوست

خون دل پیتی ہین راحت جانتے ہین رنج کو
غم خوشی سے کھا رہے ہین میہمانِ کوی دوست

ہاتھ اٹھاتے ہی دعا ہوتی ہی فوراً استجاب
بارہا ہمنے کیا ہے امتحانِ کوے دوست

کہیعص آیا عجب رحمت کا ذکرؑ
دیکھ لو قرآن مین بھی ہے بیانِ کوی دوست

استخوانون مین ہماری عشق کا ہے جو اثر
کھا رہے ہین کس حلاوت سی سگانِ کوی دوست

دشت پیمائی ہین کرتے مدتون سے کیون خضر
خوش رہین سرسبز ہون آکر میانِ کوی دوست

مجمعِ حجاج کعبے مین بہت ہونے لگا
بھیڑ اب رہنے لگی یان بھی بسانِ کوی دوست

تو بھی چل کے انہین ملجا ای سگِ نفسِ خبیث
پاک خصلت پاک طینت ہین سگانِ کوی دوست

قمریان کرتی ہین کوکو سرو پر گلزار مینؑ
راہ سیدھی پوچھتے ہین او نشانِ کوی دوست

ای زہی عزّو شرف سجودِ خاص و عام ہے
مین فقط تنہا نہین ہون سجدہ ان کوے دوست

دانت جو انپر لگائے اے ہما کیا منہ ترا
استخوان میری ہین خوراک سگان کوے دوست

فخر کرتے ہین ہمیشہ خضر والیاس و مسیح
جب سے آکر بنگئے ہین پاسبان کوے دوست

میرے دل کو خوب سا میری طرف سے پوچھنا
گر کہین ہمکو ملے اے رہروان کوے دوست

پاؤن پھیلا کر لحد مین تا قیامت سوئین ہم
آسمان دو گز زمین دے گر میان کوے دوست

حشر کو اللہ سے کہدینگے رکھے ہمکو یہین
کیا کرین جا کر جنان مین عاشقان کوے دوست

کوئی کوے یار کی جاروب کش سے مانگ دے
گر پڑا پایا ہو دل میرا میان کوے دوست

برہمن اور شیخ مذہب پر جھگڑتے ہین سدا
رات دن آپسمین لڑتے ہین سگان کوے دوست

پاؤن پھیلائے زمین پر کھینچکر دنیا سے ہاتھ
لوٹتے ہین ہین کیا پڑے افتادگان کوے دوست

صور اسرافیل سے بیچین ہونگے حشر کو
سوتے ہین بیچین سے ہین خفتگان کوے دوست

سجدہ کرتا دور سے کوچے مین اسکے جاؤنگا
پاؤن کے بدلے رکھونگا سر میان کوے دوست

ای لطافت تم سے آکر ملا تک لے گئے
اور جا کیونکر رہین باشندگان کوے دوست

حرکت ہی ہوئی پیری مین یہ سر کی صورت
جھلملاتا ہے عیان شمع سحر کی صورت

ٹھوکرون مین سر بازار ہے فرق جمشید
رفتہ رفتہ یہ ہوئی کاسۂ سر کی صورت

کسقدر عاشق لاغر سے ہے نفرت انکو
کھیل مین بھی ہین اڑاتے اسے پر کی صورت

لخت دل چشم سے اشکون کی طرح باہر آئے
نکلے یاقوت صدف سے ہین گہر کی صورت

کیون نہ عشاق کو بتلائے عدم کا رستہ
نیچہ انکا لچکتا ہے کمر کی صورت

لاغری مین ہین جو گل کھائے ترے چھلے کی
ہاتھ کالی مرے طاؤس کے پر کی صورت

طفل اشک آنکھ سے نکلے تو نہ کیون شاد ہون مین
خوش پدر ہوتا ہے دیکھے جو پسر کی صورت

اسکی آنکھون کے تصور مین ہوا یہ لاغر
ہون نظر سے مین نہان تار نظر کی صورت

خط کی سبزی سے گیا سب رونق کا ترے حسن — پوچھتا کوئی نہین خام ثمر کی صورت

چاندنی مین مرے اشکون کا جو دریا امڈا — بنگیا ہالۂ مہتاب بھنور کی صورت

اور بھی خوف سے کانپے تن خورشید فلک — دیکھے اکدن جو مرے داغ جگر کی صورت

ابر گھر گھر کے ہزار آئے جہان مین لیکن — خاک برسے گا مرے دیدۂ تر کی صورت

گردش چرخ کی دنیا مین حقیقت نہین کچھ — جب مین جانون کہ پھرے یہ مرے سر کی صورت

جیسے انکے در دندان کا تصور ہے مجھے — ہمہ مو چاک پہ غلطان ہون گہر کی صورت

جاکے محفل مین ملا شمع کو شاہونکا شرف — شعلہ ہے تاج وہان صاف چنور کی صورت

جب سے اس مہر کا دیوانہ لطافت ہی بنا
چاک رہتا ہے گریبان سحر کی صورت

سوز پروانہ دکھاتا ہے اثر ساری رات — شمع بھی کرتی ہے جل جل کے بسر ساری رات

وصل مین ہائے ہوئی یونہین بسر ساری رات — پاؤن تھے یار کے اور تھا مرا سر ساری رات

چاندنی چھٹکی رہیگی مرے گھر ساری رات — آج مہمان ہے وہ رشک قمر ساری رات

آج سنتے ہین وہ ہین غیر کے گھر جانے کو — مینہ نہ اشکون کا تھمے دیدۂ تر ساری رات

عمر بھر موت کا دنیا مین رہا ہمکو خیال — خواب مین دیکھا مسافر نے سفر ساری رات

زلف کی یاد مین ہر سو نظر آتے ہین سانپ — کاٹے کھاتا ہی مجھے ہجر مین گھر ساری رات

چاندنی ہجر مین ہوجاتی ہے تاریکی قبر — داغ دیتا ہے مرے دل کو قمر ساری رات

یاد پیری سے جوانی مین رہے ہم غمگین — دل مضطر کو رہا خوف سحر ساری رات

اسقدر جانے پہ آمادہ رہے وہ شب وصل — باندھے بیٹھے رہے تا صبح کمر ساری رات

یار کے آنے سے کیا باغ ہوا تھا روشن — شجر طور تھا ہر ایک شجر ساری رات

وہ تو سویا کیے دیکھا کیے ہم حسن انکا — کام کرتی رہی عاشق کی نظر ساری رات

چھیڑ کر پوچھتے ہین مجھسے وہ یون از رہ طعن — ہجر مین ہوتی ہے کسطرح بسر ساری رات

الفتِ مال ہی آرام کو کیا کھو دیتے ہے
جاگتے خوف سے ہین صاحبِ زر ساری رات

وہ وہان چُنتے رہے ماتھے پہ اپنی افشان
تارے گن گن کر ہوئی یان ہمکو بسر ساری رات

عطر و آئینہ تھا اللہ ری شبِ عید بناؤ
کنگھی چوٹی مین ہوئی اُنکو بسر ساری رات

نہ سرک جائے کہین نیند مین چہرے سے نقاب
اونکو رہتا ہے شبِ وصل یہ ڈر ساری رات

ہم تری یاد مین بیدار رہا کرتے ہین
چین سے سوتے ہین عالم مین بشر ساری رات

ہوکے بے پردہ شبِ وصل وہ فرماتے ہین
آنکھین پھوٹین تری دیکھے جو ادھر ساری رات

نیند گرمی سے مری غیرتِ گل کو جو نہ آئے
بلبلین اوڑکے جھلین باغ مین پر ساری رات

ہائے آیا نہ کوئی پوچھنے صبحِ شبِ دفن
کہو کیونکر ہوئی تربت مین بسر ساری رات

وصل کی شب وہ حیا سے رہے ایسے پنہان
نہ ہوا اپنی نظر کا بھی گذر ساری رات

وار اوس تیغِ نگہ کی جو چلی وصل کی شب
بندہ آنکھون سے رہا سینہ سپر ساری رات

صبح کو اُٹھ کے جو پاس آئے ہو عاشق کے تم
سچ بتاؤ کہ گنوائی ہے کدھر ساری رات

شام ہی سے مجھے بیتاب کیا کیون تونے
کاٹنی ہے ابھی اے دردِ جگر ساری رات

اشک آنکھون سے شبِ ہجر چلے آتے ہین
دل کے دیتے ہین یہ ہرکارے خبر ساری رات

کربلا مین جو شبِ جمعہ لطافت ہو نصیب
آستان شاہ کا ہو اور مرا سر ساری رات

دیکھ کر روح نے تربت مین بدن کی صورت
آہ کی پائی دگرگون جو وطن کی صورت

ہون قفس مین ہمہ تن رنج و محن کی صورت
مین وہ بلبل ہون کہ دیکھی نہ چمن کی صورت

شیفتہ ہوکے لیے باغ مین بوسے مینے
پائی غنچہ مین جو اُس گل کی دہن کی صورت

چاندنی جبکہ سیہ خانے مین آئی شبِ ہجر
میری نظرون مین پھری گور و کفن کی صورت

گھر کو چھوڑے ہوے اک عمر ہوئی ہے مجکو
یاد بھی ابتو نہین اہلِ وطن کی صورت

اوس گلِ تر نے لگائے جو ہین سوسن پتی
کھل گئے زخم مرے تن پہ چمن کی صورت

جوشِ وحشت مین ہی یان موت گلوگیر ہوا
چاک رہتا ہے گریبان کفن کی صورت

خون فشان آبلۂ پا ہین نئے گل پھولے
ہمنے صحرا کو بنایا ہے چمن کی صورت

افعیِ زلفِ صنم نے یہ ڈرایا ہے مجھے
سانپ سمجھا نظر آئی جو رسن کی صورت

ہجر دلدار مین مردہ سا پڑا رہتا ہون
پیرہن ہے تنِ خاکی پہ کفن کی صورت

روسیہ غیر نے منہ اُس رُخِ روشن پہ رکھا
میری آنکھون مین پھری چاند گہن کی صورت

اسقدر زلف کے سودے مین ہوے آوارہ
ہمنے دیکھا نہ وطن مشکِ ختن کی صورت

بیٹھے بیٹھے قدِ موزون جو ترا یاد آیا
آہ سینہ سے اُٹھے سروِ چمن کی صورت

ہی اندھیرے سے عجب توسنِ جانان کا بناؤ
منہ پہ کس حسن سے گھونگھٹ ہے دُلہن کی صورت

آہِ سوزان جو کرون رات کو مین گلشن مین
سرو تھالون مین جلین شمع لگن کی صورت

بڑھ کے شیشہ سے بھی شفاف ہی ساقی کا گلا
گفتگو مین نظر آتی ہے سخن کی صورت

لکھدیا لفظِ عدم کھینچ کے نقشہ تیرا
بن سکی جب نہ مصور سے دہن کی صورت

باعثِ بغض و حسد ہے مرا عالم مین کمال
قتل کا خوف ہے آہوے ختن کی صورت

صدقے ہونے کے لیے روح لطافت نکلی
نزع مین دیکھ کے سلطان زمن کی صورت

رخِ صنم پہ عرق ہے درِ عتاب بہت
نہ کیون ہو تلخ کہ ہی تند یہ گلاب بہت

رہیگا وصل کی شب آج مستِ خواب بہت
خدا کے واسطے ای بت نہ پی شراب بہت

نہ کر اری دلِ خون گشتہ اضطراب بہت
چھلک نہ جائے کہ ساغر مین ہی شراب بہت

مری کفن مین کئی چادرین ہون اے غسال
گناہگار ہون خالق سے ہے حجاب بہت

مشام ہے جو نہ اے گل ترے پسینے سے
کشیدہ ہم سے رہا عطر اور گلاب بہت

سفید بال ہوے مغفرت کا طالب ہو
دعا سحر کو ہے واللہ مستجاب بہت

ہر ایک چشم ہی تر جب سے دل بھر آیا ہے
اٹھا ہے قبلہ سے برسے گا یہ سحاب بہت

کھاین گے حشر کو کیا ہیرے دفتر اعمال
خضب ہے دن تو بے تھوڑا اگر حساب بہت

عبث فراق مین نالان ہین آپ حضرت دل
سزا ہی عشق سے مانوس تھے جناب بہت

ہمیشہ سوگ ہے گذری ہوئی جوانی کا
پسند ہے دم پیری سیہ خضاب بہت

خیال شعلہ رخان مین پھنکا دل بریان
جلا جو آگ پہ ٹھہرا رہا کباب بہت

گئے حواس وہ رخ دیکھکر عرق آلود
مضر دماغ کو میرے ہوا گلاب بہت

جو واعظون نے سنا ذکر عہد رفعت عیش
بیان کرنے لگے حرمت شراب بہت

پکارتی عمر غنیمت سمجھ جوانی کو
کہ پندرہ روز مین یاد آئیگا شباب بہت

سدا ہی آتش رخسار مشتعل رہتی
نہ کیون ہو گیسوے جانان کو پیچ و تاب بہت

عرق آئے مجھکو جو عصیان کی یاد مین ہمدم
تو رخ کو ہے عرق شرم کا گلاب بہت

وہ بحر حسن جو ساحل سے سیر کرکے اٹھا
تو پھوٹ پھوٹ کے رویا ہر اک حباب بہت

جنون ہی عشق مین اک شہسوار کے حداد
گلے کو اب عوض طوق ہے رکاب بہت

ہوا شروع سبق عشق کا نہ گھبرانا
دلا ابھی تو ہی پڑھنی تجھے کتاب بہت

دکھائے خشک زبان آبلون سے کہتے ہین خار
پلاؤ پیاس مین پانی کہ ہے ثواب بہت

خیال زلف مین سوجھی نہ کیون نئی مجھکو
دماغ ہو گا پریشان تو ہونگے خواب بہت

خیال رخ مین ترا زار کیا کرے تزئین
کہ ڈوبجانے کو ہی آئنہ مین آب بہت

کہا لگا کے طمانچہ یہ سب نے تباہی نے
اوٹھا اوٹھا کے ہین سر پھوڑ لیتے حباب بہت

زمین نے قصد لطافت کیا فتار سبب
تو کام آیا مرے عشق بوتراب بہت

نہ گرمیان ہمین دکھلائے آفتاب بہت
کہ میکدہ مین ہی مستون کو آفتاب بہت

اولٹ دے ہے اگر وہ ذرا اپنے رخ سے نقاب
غرور حسن پہ کرتا ہے آفتاب بہت

جلال روی حسین کا جو نے ذکر کیا
تو روز حشر ہوا گرم آفتاب بہت

مرے حسین سے بڑھکر نہ کوئی پائے گا
چراغ لے کے جو ڈھونڈھیگا آفتاب بہت

رقیب اُس رخ روشن پہ کیون نہ عاشق ہے
پسند دل سے ہے حربا کو آفتاب بہت

وہ چہرہ خط کے نکلتے ہی تمتمایا ہے
ہوا زوال تو ہے گرم آفتاب بہت

خیال جام شراب آرہا ہے مستی مین
فلک دکھا نہ ہمین اپنا آفتاب بہت

فلک پہ مہر تو میخانے مین ہین جام شراب
وہان ہی ایک تو اسجا ہین آفتاب بہت

خیال ہی ترے عارض کا سرد آہو نمین
مفید ہوتا ہے سرما مین آفتاب بہت

تمھارے عارض پُر نور سے نہین بڑھ کر
کرین غرور نہ مہتاب و آفتاب بہت

بکائیگا مرا دل عشق روے جانان کا
بس اک ثمر کے لیے ہے یہ آفتاب بہت

کرینگے پنجتن پاک قبر کو روشن
فلک پہ ایک زمین مین ہین آفتاب بہت

مقام شرم ہے کیا مُنہ دکھائے دنیا کو
خجل ہے عارض جانان سے آفتاب بہت

جنون کے داغ نے عیبون سے مجکو پاک کیا
ہوا جو خاک تو کام آیا آفتاب بہت

زیادہ دیکھ لطافت نہ وہ رُخ روشن
مُضر ہے چشم و بصارت کو آفتاب بہت

ردیف تاے ہندی

آبرو ہوگی دوپٹہ کو نہ اے دلبر لپیٹ
سلک گوہر کے تنّی کی جگہ سر پر لپیٹ

عجب و نخوت چھوڑ اے واعظ کفن کی فکر کر
تھان بھر کا روز عمامہ نہ تو سر پر لپیٹ

الفت قاتل ہے اے جرّاح صحت ہو ابھی
زخم گردن پر مری پٹّی کی جا خنجر لپیٹ

مر کے ای غسّال خالق سی ہون مین عاصی خجل
سر کے بدلے تو عمامے کو مرے مُنہ پر لپیٹ

مرگ عاشق کی خبر جاتی ہی اُنکو ہونگے خوش
رکھ نہ اے کاتب لفافے مین نہ خط لکھکر لپیٹ

عشق سے کہدے کوئی لہرانہ الفت کا لگا
ایسی آفت مین نہ مجکو آگے میرے گھر لپیٹ

الامان اے گیسوئے خمدار جانان الامان — پیچ مین لا کر نہ یون میرا دلِ مضطر لپیٹ

نیز بر طایر ہون اے صیاد اوڑ جاؤن نہین — دام سے لیکر کوئی ڈورا آگیا یون پر لپیٹ

عشق کی منزل ہے طی کرنی تجھے ہشیار رہ — پُر خطر دشوار رستہ ہی کمر کس کر لپیٹ

کیون نہ مین ہردم کھینچون تیری طرف ای تیغ یار — دام نیکر دل کو لیتے ہین ترے جوہر لپیٹ

مبتلا ہونگے جو شیعہ حشر کو اعمال مین — سب کو اک دامن مین لینگے حضرتِ بوذر لپیٹ

عشق زلف اے شانۂ جانان نہ عاشق کو سکھا — اپنے سر کی یہ بلا ناحق نہ میرے سر لپیٹ

دیتے روتے جان دی ہے بعدِ مردن دے کفن — جسمِ لاغر کو مرے اے اشک کی چادر لپیٹ

اب کہان وہ ولولے جوشِ جوانی چل بسا — لے چکا درسِ محبت عشق کا دفتر لپیٹ

سایۂ دیوارِ جانان ہمسے کہتا ہے یہی — جلد اوٹھ کوچہ سے خالی کر جگہہ بستر لپیٹ

سخت جان کو قتل کرنی ہے طپنچے سے چلا — گوشۂ چادر مین قاتل اور اک پتھر لپیٹ

اے لطافت حشر کے دن وان کریگا ہمسری
آپ کو اوڑ کر میان دامنِ حیدر لپیٹ

رخِ حسین سے صنم بام پر نقاب اولٹ — بڑھا کے شوق اودھر روئے آفتاب اولٹ

مقر ہون اپنے گناہون کا بخش اے غفار — کریم تو ہے مرا دفترِ حساب اولٹ

وہ سبزۂ حسن کرے میکشی جو دریا پر — ہر ایک موج کہے ساغرِ حباب اولٹ

گیا وہ یار گھر اپنے گذر گئی شبِ وصل — زمین پہ پٹکے ہی صبح فرشِ خواب اولٹ

لحد مین پیسکے سرمہ ہی کرے گی تجھے — نہ دوڑ یون نہ زمین کو دمِ شباب اولٹ

بہار آئی ہے کر میکشی ارے واعظ — شراب خانے مین چل پڑھ چکا کتاب اولٹ

کلائی دیکھ کے عشاق کاٹتے ہین گلے — نہ آستین کو قاتل دمِ عتاب اولٹ

نہ جان لی مری اے مارِ گیسوئے جانان — نہ ڈس دکھا کے نہ یون اپنا پیچ و تاب اولٹ

کبھی یہ رنگ بھی اے جوشِ جنون بہار دکھا — وفورِ گل سے چمن مین ہر اک گلاب اولٹ

بہت دنون سی ہین عشاق ترے طالبِ دید ۔ نہ شرم کر کبھی افلاک کی حجاب اولٹ
شبِ وصال ہے چھٹکا دے چاند نی گھر مین ۔ قمر کے رخ سے فلک دامنِ سحاب اولٹ
اوٹھا ہی بزم سے وہ یار جلد اے ساقی ۔ لنڈھا دے شیشہ مے ساغرِ شراب اولٹ
تو بے شعلہ رخان دل کو کر تہ و بالا ۔ ہوا ہے آگ پہ سرخ اب تو یہ کباب اولٹ
ذرا تو رحم کر اے جوشِ گریہ فرقت مین ۔ رولا رولا کے نہ یون دیدہ پُر آب اولٹ
جھپک کے یار کی پلکین اشارہ کرتی ہین ۔ کہ عاشقون کی صفین جلد اے شباب اولٹ
اوڑی جو پردہ محمل تو بولا آہ سے قیس ۔ پڑی ہا چہرہ لیلا پہ جو نقاب اولٹ

حجاب کیسا لطافت ہی دید کا مشتاق
شبِ وصال مین تو اے صنم نقاب اولٹ

اے بتو قہر کی اوٹھائی چوٹ ۔ عشق مین ہمنے دلپہ کھائی چوٹ
دل کیا ٹکڑے ٹکڑے سینے مین ۔ واہ کیا آپ نے لگائی چوٹ
زندہ خسرو ہے کوہکن نے کہا ۔ اپنے سر آ گئی پرائی چوٹ
لب ترے دیکھ کر بسی آلود ۔ ہوئی سوسن کبود کھائی چوٹ
وہ پھکیتی مین ہو گئے مشاق ۔ سیکھ کر دو ہی دن مین گھائی چوٹ
جب پڑا سایہ ہما اون پر ۔ ناز سے بولے سر پہ آئی چوٹ
گیا گرا کر فقیر اعلے کو ۔ روز کھلواتی ہے گدائی چوٹ
خط نکلتے ہی ہو گیا جو سیاہ ۔ تیری سیبِ ذقن نے کھائی چوٹ
حال دل پوچھتا ہے جب وہ یار ۔ تو دکھا دیتی ہے صفائی چوٹ
ہمسری میری سینہ کوبی سے ۔ کیا دہل نے ہمیشہ کھائی چوٹ
قشقہ اسے برہمن ہے یا کہ ضماد ۔ کھائی کیا وقت جبہہ سائی چوٹ
پاے سرو آجتک ہے باغ مین لنگ ۔ قد موزون سے کسکے کھائی چوٹ

سینے پر ہاتھ رکھے ہین پس مرگ — عشق مین ہمنے دل پہ کھائی چوٹ
نیلگون ہے فلک نظر آتا — میرے نالون کی ایسی کھائی چوٹ

ای لطافت رقیب ٹل گئے سب
کیا سر معرکہ بچائی چوٹ

ردیف تائے مثلثہ

چشم خواب آلود مین سرمہ لگاتے ہو عبث — اوی تم سوتا ہوا فتنہ جگاتے ہو عبث
لب پہ آہین آتشین پیرہن لاتے ہو عبث — بنکے سر پر مشعلین دنکو جلاتے ہو عبث
ساتھ لیکر غیر کو گھر میرے آتے ہو عبث — کیسلیے دکھتے ہوی دل کو دکھاتے ہو عبث
خط کی قلمین رکھنے سے کیا فائدہ صنا تمھین — داغ گورے گورے گالون کو لگاتے ہو عبث
دیکھہ کر خندان گلون کو باغ مین بولی خزان — پھولتے ہو کیسلیے تم کھلکھلاتے ہو عبث
غافلو پچتاؤگے تم عاشق دنیا نہو — ایسے ہرجائی سے اپنا دل لگاتے ہو عبث
موت دیتی ہے صدا ہوتے ہین جب پیدا بشر — چند دن کے واسطے مہمان آتے ہو عبث
بی ثباتی نے کہا پھولے جو دریا مین حباب — ایک دم کی زندگی پر سر اوٹھاتے ہو عبث
منعمون سے دہر مین ہر روز کہتی ہے اجل — فکر قبر وت کی کرو تم گھر بناتے ہو عبث
عمر بھر گذری تعب مین تھک کے آج آئی ہی نیند — دوستو تربت مین تم شانہ ہلاتے ہو عبث
دل کو تڑپاؤگے صاحب منہ لگاؤگے نہ پھر — بوسہ دے کر وصل کی لذت چکھاتے ہو عبث
ہم نہا دھو کر ابھی کپڑے بدلکر آئے ہین — دفن کرکے خاک مین یارو ملاتے ہو عبث
رعشہ پیری مین صدا دیتا ہے چھپاتے ہو کیا — سر ہلا کر عمر رفتہ کو بلاتے ہو عبث
حسن کہتا ہے کہ بوسہ جا کے اجرت لو کبھی — عاشقو فرد ورنگر ناز اٹھاتے ہو عبث
عمر غفلت مین کٹی شانہ نہ تربت مین ہلاؤ — جا چکا جب ہاتھ سے وقت اب جگاتی ہو عبث

یہ جنازہ بھی اوٹھائینگے نہ آگے دو قدم
ای لطافت ناز یارونکے اوٹھائی ہو باعث

پل انکھون سے مری چشم ہی تر کیا باعث — انکھڑیان کسکی ہوئین تذ نظر کیا باعث
رہا نالۂ بلبل مین اثر کیا باعث — اسکے رونے پہ ہین خندان گل تر کیا باعث
ہین سینہ مین جو دل اور جگر کیا باعث — آج سونا نظر آتا ہے یہ گھر کیا باعث
ون سے عاشق ابرو سے کشیدہ ہین حضور — نیمچہ آج ہی کیون زیب کمر کیا باعث
کسکی دانتون کی تڑپنے ہی انھین تڑپایا — صورت اشک جو غلطان ہین گہر کیا باعث
ہر جوڑا مرے قاتل نے ہی پہنا شاید — کیون ہرے ہوگئے پھر زخم جگر کیا باعث
باغ مین کونسی بلبل کا ہی ماتم گلچین — چاک رہتی ہے قبائے گل تر کیا باعث
خود بخود آپ تڑپ کر نکل آئے گھر سے — میرے نالون کا ہو آج اثر کیا باعث
کیا کسی مہر کا آیا ہے نظر روئے صبیح — چاک رہتا ہے گریبان سحر کیا باعث
پہلوئے غیر مین بیٹھا ہے وہ دلبر شاید — آج شدت سی ہے کیون درد جگر کیا باعث
شاید آئے ہو کسی غیر کے گھر سے مری جان — نیچی نیچی ہے جو شرمائی نظر کیا باعث
کیا وطن چھوٹنے کا رنج اسی ہر مین ہے — نہین بھرتا کبھی ناسور گہر کیا باعث
ورا افلاک پہ ہی بادہ کشی کا کسکی — صورت جام جو ہین شمس و قمر کیا باعث
پھر کسی زلف مین شاید ہین پھنسے حضرت دل — رات ہوتی ہے تڑپ کر جو بسر کیا باعث
میرے خوش چشم کی آنکھین ہوئی ہین کیون لال — کارگر ہوگئی ہے کسکی نظر کیا باعث
اشک چشم تر عاشق سے خجل ہی شاید — جوہری خشک ہے کیون آب گہر کیا باعث
کسی محبوب کی ہی انکو زمانے مین تلاش — ہین جو گردش مین سدا شمس و قمر کیا باعث
کیا ہی صیاد کو بلبل کی رعایت منظور — آج باندھے ہین رگ گل سے جو پر کیا باعث
ن یہاں ہی یہ کسی بلبل مقتول کا کیا — آف گل پر ہے دھرا باغ مین زر کیا باعث

کیا سیہ بخت ہین نیرنگیِ دنیا سے بری
بیخبر ان ہوتے ہین گلہاے سپر کیا باعث

چاندنی ہین جو نہ تم آئے جہان تھا اندھیر
اور رونے کا ہی اے رشکِ قمر کیا باعث

کیا مرے بخت سیہ کا ہے اثر اسمین ہوا
کیون نہین ہے شبِ فرقت کی سحر کیا باعث

سبزیِ خط ہے تری سیبِ ذقن پر اے یار
پختہ سے خام ہوا ہے یہ ثمر کیا باعث

اوٹھ کے پہلو سے مرے پوچھتے ہین طعن سے وہ
کیا ہوا کسلئے تھامے ہو جگر کیا باعث

کیا مری نالۂ سوزان کا ہی شہرہ یہان بھی
دیکھہ کر مجکو بھڑکتا ہے سقر کیا باعث

کوچۂ زلف مین قاتل کی ہے کیا قتل ہوا
نہین ملتی دلِ شیدا کی خبر کیا باعث

کیا رقیبون نے کوئی آکے شگوفہ چھوڑا
باغ جانے کا ہوا اے گلِ تر کیا باعث

کیا ہوا خاک مین قارون کا خزانہ برباد
گل نکلتے ہین زمین سے لیے زر کیا باعث

زلفِ دلدار کی خوشبو سے ہوا کیا ہمسر
آگ مین لوگ جلاتے ہین اگر کیا باعث

دل دکھانا مرا منظور ہے کیا حضرتِ عشق
آپ کیون لائے ہین تشریف ادھر کیا باعث

نہین معلوم کہ ہے کونسے قاتل کی تلاش
پھر رہا ہے کئی دن سے مرا سر کیا باعث

ہند مین موت لطافت کی ہی کیا اے تقدیر
کیون نجف کا نہین ہوتا ہے سفر کیا باعث

مجھسے برگشتہ ہین پلکین تری اے یار عبث
اک مرا قتل صفین ہین کئی تیار عبث

ہونگے سب مثلِ زلیخا کے خریدار عبث
میرا یوسف ہی گیا سیر کو بازار عبث

حال بیتابیِ دل جبکہ سناتا ہون اونھین
ہنسکے فرماتے ہین کرتے ہو مجھے پیار عبث

آتشین مے کا جو مینہ باغ مین ساقی برسا
جانے پائے نہ گھٹا اٹھہ کے دہوان دھار عبث

عشق ہی مذہبِ حق شیخ و برہمن سن لین
ہاتھ ہے کاٹ کی تسبیح تو زنار عبث

خواب مین ہاے ابھی دیکھہ رہے تھے وہ حسین
بختِ خفتہ نے کیا نیند سے بیدار عبث

رحمتِ حق کی صدا ہے کہ بہت ہو محسن و سیع
فرطِ عصیان سے ہین گھبرائے گنہگار عبث

لعل لب اور دُرِ دندان کا ہی اُنکے شہرہ
جوہری کیون ہین لگاے ہوے بازار عبث

جھانکنے کا ترے عاشق نے کہان قصد کیا
آنکھین دکھلاتی ہین کیون روزنِ دیوار عبث

حُسن ہو ہاتھہ جو مجھہ زار کی گردنمین پڑین
تو نے پہنا ہے صنم کسلیے زُنار عبث

دن چڑہے تک مرے پہلو مین وہ سویا کرتا
بوسے لے لے کے کیا رات کو بیدار عبث

ناتوان تھا ترے کوچے مین حسد سے پسیا
بنکے دیوار گرا سایۂ دیوار عبث

رُخ پہ آمد ہے خطِ سبز کی بیجا ہے غرور
آنکھین طوطے کی طرح پھیرتے ہو یار عبث

پاؤن پھیلاے ہوے قبر مین ہم سوتے تھے
کر دیا صور سرافیل نے بیدار عبث

استخوان کھایگا مجھہ سوختہ تن کی کیا خاک
کیون جلاتا ہی ہما مفت مین منقار عبث

تھین بھوین تھر بڑھی اونپہ غضب چین جبین
کیون لگاتے ہین وہ تلوار پہ تلوار عبث

عادتِ کاوشِ مژگان ہے وہ دیوانہ ہون
کیون دکھاتا ہے خلشِ دشت کا ہر خار عبث

کوئی کہدے کہ نہ نکلے گا ابھی وہ خورشید
سر پہ رکھے ہی فلک مہر کی دستار عبث

حُسن پر لوٹ گیئن تھر کیا آنکھون نے
کر دیا دل کو مصیبت مین گرفتار عبث

دم بدم ہی تری مژگان کی محبت بڑہتی
دامن دل سے اُلجھنے لگے یہ خار عبث

تیر تو انکے چلین بڑھ کے نشانہ ہون گا
خندہ زن طعن سی عاشق پہ ہین سوفار عبث

کیا ہوا قتل جو عاشق کو کیا کچھہ نہین غم
خم ندامت سے ہوی آپکی تلوار عبث

گردشِ چشم ہے کیون تیز ہے خود ابروے یار
ہر گھڑی سنگ فسان پر ہی یہ تلوار عبث

کب نشانہ نہین اس تیر کا بڑھ بڑھ کے بنا
چٹکیان دل مین مرے لیتی ہین سوفار عبث

انکے جلوے سے غش آیا تو یہ بولے ہنسکر
مثل موسی کے ہوے طالبِ دیدار عبث

دل مرا یار جو لیتا ہے تو کہتے ہین رقیب
مال مُردے کا ہی ہوتے ہو خریدار عبث

صرف کرنے کے لیے دی ہے خدا نے دولت
حُسن رکھتے ہو تو ہی وصل سے انکار عبث

عشقِ گل مین ہے مری طرح جنون بلبل کو
چاک مانندِ گریبان نہین منقار عبث

وقت تزئین مجھے کب ہوش تری دید کا تھا | بنگیا آئنہ منہ پھیر کے دیوار عبث

عشق مین کہتے ہین احباب لطافت مجھسی
کر دیا اچھّے بھلے دل کو گرفتار عبث

چمن مین سُننے آیا نالہ و فریاد کیا باعث | خود آیا بلبلون کے دام مین صیّاد کیا باعث
ہوا ہی کیا اسیرِ دامِ دردِ نالۂ بلبل | نکلتا باغ سے باہر نہین صیّاد کیا باعث
نہین منظور پھلنا پھولنا باغی کا عالم مین | پسند آیا خدا کو گلشنِ شدّاد کیا باعث
کیئے ہین ظلم شاید انتہا کے تو نے بلبل پر | جو غنچہ کا ہی منہ پھُولا ہوا صیّاد کیا باعث
جُھکا جاتا ہے سر حاضر ہون ہر دم قتل ہونیکو | کشیدہ صورتِ شمشیر ہے جلّاد کیا باعث
نہین معلوم میخانے مین ہے کس مست کا ماتم | سدا قلقل سے شیشے کرتے ہین فریاد کیا باعث
چھڑایا آکے عزرائیل نے اس قیدِ ہستی سے | رہائی کا ہوا اشانِ خدا صیّاد کیا باعث
زیادہ حُسن بھی شاید بلا ہے آفتِ جان ہے | سدا ہین بھاگتے پریون سے آدم زاد کیا باعث
خدا جانے پڑا ہی صبر کیسا عندلیبون کا | کہ پھلتے پھولتے اکثر نہین صیّاد کیا باعث
نہین معلوم انکے سر مین کسکے قد کا سودا ہے | الف ہین کھینچتے ماتھے پہ کیون آزاد کیا باعث
مرے محبوب کی خوبی کا ہے شاید اثر آیا | شرف رکھتا ہی سب پر حُسنِ آدم زاد کیا باعث
مگر آکر اجل پہلے ہی اپنا مُنہ دکھاتی ہے | جو پیدا ہوتی ہے روتے ہین آدم زاد کیا باعث
خبر تھی اسکو شاید جان شیرین اسکی جائیگی | ہمیشہ سرنگون تھا تیشۂ فرہاد کیا باعث
حیا آتی ہے شاید ہمسی چار آنکھین نہین ہوتین | جو پٹّی باندھتا آنکھون پہ ہے جلّاد کیا باعث
غضب ہی طائرِ رنگ حنا ہاتھون سے اوڑتا ہے | گرفتار اسکو کیون رکھتا نہین صیّاد کیا باعث

مگر فولاد سے بڑھ کر لطافت قلب انکے ہین
کہ مطلق رحم دل ہوتے نہین جلّاد کیا باعث

یہ کیون ابرو پہ بل ہین اوستم ایجاد کیا باعث | ہوا آزردگی کا ہی کوئی ناشاد کیا باعث

صدا تیشہ کی تھی کیون جان شیرین اپنی کھوتا ہے
بتا سر پھوڑنے کا ہے ارے فرہاد کیا باعث

تمھاری خشمگین آنکھون پہ ابرو ہین تعجب ہے
کہنچے ہین تیغ کہنچے لڑتے ہین دو جلاّد کیا باعث

کسی کی پیرہن کی بو نے مست اسکو کیا شاید
کہ نکہت ہے سدا اوارفتہ و برباد کیا باعث

کسی مژگان کی الفت مین تو سودا ہی نہین مجھکو
جو نشتر خون کے پیاسے ہین اے فصّاد کیا باعث

دلا دہر کا محبت مین عبث ہی جان جانے کا
بتا تو بیقراری کا ہے اے ناشاد کیا باعث

نہین معلوم دیکھی آنکھ کس طفلِ دبستان کی
سدا کھولے ہوے ہین چشم حیران صاد کیا باعث

اشارہ صبر کا ہے کشتگانِ چشم سے شاید
کیا ہے اوسنے فردِ عاشقان پر صاد کیا باعث

خدایا کیا کہونگا جب عدم مین لوگ پوچھینگے
نہ توشہ ہے نہ کچھ ہمراہ لائے زاد کیا باعث

ہمارے دل مین کیون اے حضرتِ عشق آپ آئے ہین
کدہر تشریف لائے کچھ تو ہو ارشاد کیا باعث

اشارہ کرکے حق کا فلسفی سے روح کہتی ہے
ہوے ہین جمع تجہین کسطرح اضداد کیا باعث

جہان ماتم سرا ہے کونسی عاشق کے ماتم مین
فلک کا نیلگون خیمہ ہے کیون استاد کیا باعث

ترے ہی عشق مین تو حال یہ اپنا بنایا ہے
غضب ہے پوچھتا ہے اوستم ایجاد کیا باعث

خیال انجام کا ہے ہم تو پیدا ہو کے روتے ہین
عزیزو نہین ہے کیون شورِ مبارکباد کیا باعث

وہ مہرو آئنہ جب دیکھتا ہے ہنسکے کہتا ہے
بیان حیرت کی کیون کرتا نہین رو داد کیا باعث

خدا جانے جہان مین آکے چھائی کیا فراموشی
عدم کا ماجرا ہمکو نہین کچھ یاد کیا باعث

سنا جب نامِ لیلےٰ ہم سے آکر قیس نے پوچھا
ملا جاتا ہے دل سینے مین اے استاد کیا باعث

زبردست ایکجنون لوہا ترا مانین تو ہم جانین
پہنتے زیورِ آہن نہین حدّاد کیا باعث

حرم مین کونسا نامِ خدا ایسا صنم آیا
گرے سجدے کو بت طرفہ ہوئی افتاد کیا باعث

غمِ شپیر نے جنّت مین پہنچایا لطافت کو
ہوئی ہے مغفرت کی آہ اور فریاد کیا باعث

ردیف جیم عربی

جھوم کر آئی ہی ساون کی گھٹا مستانہ آج — ساقیا چھلکا دے تو بھی ساغر و پیمانہ آج

آئیگا محفل مین میرا شعلہ رو جانانہ آج — دیکھنا جلنے لگے گا شمع سے پروانہ آج

پوچھتا ہی حالِ میخانہ جو وہ جانانہ آج — کہتا ہے ہر مست سے قلقل لبِ پیمانہ آج

یار کے آنے سے ہی آباد کیا میخانہ آج — پڑھ رہا ہے شعر جامی کے لبِ پیمانہ آج

بزم مین اُس شمع رو کے اوڑ کے جاؤن مین نحیف — جی مین آتا ہے یہی مانگون پر پروانہ آج

گرمیِ تقریر دیکھی ہے جو شب کو بزم مین — ہی ہماری شمع رو پر شمع بھی پروانہ آج

خلعتِ تن ریگِ صحرا تاجِ سر داغِ جنون — پادشاہی وقت کا اپنی ترا دیوانہ آج

ہو گیا سرشار چشمِ مست ساقی دیکھ کر — پھر گئی میری نظر مین گردشِ پیمانہ آج

چاہتا ہون لاکھ فرقت مین مگر آتے نہین — موت بھی کرتی ہی مجھسے نازِ معشوقانہ آج

بعد مدت میرے گھر آنے کو ہے وہ شمع رو — آئے محفل مین نہ بے پروانگی پروانہ آج

دیکھنا اللہ کی قدرت شفق مین ہے قمر — عاج کا دستِ حنائی مین ہے اُسکے شانہ آج

قمریان کرتی ہین کوکو سرو پر گلزار مین — کر دیا ہے کسنے ذکرِ کوچۂ جانانہ آج

ابر ہی ٹھنڈی ہوا ہے گرم ہے بازارِ مے — پوچھتے پھرتے ہین زاہد بھی رہِ میخانہ آج

کیا کہین افسوس عالم خوابگاہِ دہر کا — جو کہ تھے موجود کل حال اونکا ہے افسانہ آج

دل ہمارا لیکے گالی اُسنے دیکر یہ کہا — کل ملیگی قیمت اسکی پر ہے یہ بیعانہ آج

غیر تنہا ہین عروسِ مرگ سے ہون ہم بغل — مر کے ہے پیدا کیا مینے یہ خلوتخانہ آج

دل پھنسا اُس زلف مین جا کر تو سینہ ہی اُداس — صاحبِ خانہ نہین تو گھر مین ہے ویرانہ آج

دل ہمارا لیکے بولے ہی محبت کی سزا — کل کرینگے قتل تمکو پر ہے یہ جرمانہ آج

[illegible] سے میرے نکل کر نزع مین کہتے ہین ا[illegible] — بعد مدت کے اُٹھا ہے یان سے آب و دانہ آج

[illegible] پر آئینہ کر دے گا [illegible] عشق حال — [illegible] ہرن ہی یہ [illegible] آج

ای لطافت حسب وعدہ آئیگا وہ رشکِ ماہ

غیرتِ بُرجِ قمر ہو گا مرا کاشانہ آج

کہتا ہی رو کے کون سہے گا ہزار رنج
ہی شمع سان لحد پہ مرے اشکبار رنج

دکھلا رہا ہے ہجر مین کیا کیا بہار رنج
ہین داغِ دل کے پھول تو مانند خار رنج

بعدِ فنا ہی قبر مین بھی غمگسار رنج
آیا ہے پوچھتا ہوا میرا مزار رنج

عامل کوئی ملے تو کہین ہجرِ یار مین
مانند جن کے سر سے ہمارے اوتار رنج

دو دوستون سے مر کے ہوا ہی ہین فراق
نکلا ہے دم کے ساتھ دمِ احتضار رنج

ہوتی ہے حسن و عشق مین داد و ستد ہی
عاشق کی جان لیتا ہے دیتا ہی یار رنج

صیاد باغبان خزان خار دام موت
بلبل کی ایک جان حزین ہے ہزار رنج

ساقی کا ہی فراق پیئین کیا شراب ہم
غصہ ہمیشہ نشۂ مے ہے خمار رنج

خطِ غبار مین ہے لکھا نامہ یار نے
تحریر کہہ رہی ہی کہ ہے آشکار رنج

فرقت کی شب یہی مری دو چار ہین انیس
صدمہ قلق ملال الم اضطرار رنج

ہجرِ صنم مین حسرتِ مُردہ کو گاڑ کے
عاشق کے قلب کو ہے بناتا مزار رنج

فرہاد کی ہے جان گئی جیسے بیگناہ
پنہان ہوا ہے سنگ مین بنکر شرار رنج

جب امتحان ہجر مین عاشق کا لے چکا
آخر کو تھک گیا تو ہوا شرمسار رنج

آتا ہی جب تصورِ دندان میان چشم
اشکون کے موتیون کو ہے کرتا نثار رنج

گھیرے ہوی ہے رخ کو مری آہ کا دہوان
خط کے نکلنے کا نکر اے گلعذار رنج

لیتا نہین فراق مین افسوس میری جان
معشوق کی طرح ہے تغافل شعار رنج

عاشق ہی زندہ در گور اب ہجرِ یار مین
مثلِ زمین ہے زیست مین دیتا فشار رنج

وعدہ فراقِ یار مین تھا پر نہ جان لی
جاتا رہا ہمین تو ترا اعتبار رنج

دل پر رکھین گے ہم تو نہ بولینگے آپ سے
کر لینگے جبر کر کے اگر اختیار رنج

گرمی مین دھوپ سے ہین جو پتھر چٹک گئے
کرتے ہین کوہکن کے لیے کوہسار رنج

آنسو فراقِ یار میں پانی ہیں دے رہے
ہوتا ہے دل میں مثلِ بحر استوار رنج

عاشق کے قلب سے ہے بھلا کیا مقابلہ
کیا جائے دلمیں اور کے رکھتا ہے عار رنج

گھبرا گیا جو قید رہا دل میں مدتوں
تھک کر خوشی کا کرنے لگا انتظار رنج

کرتا ہے سیر جسم کے عالم کی ہجر میں
ہے تختِ دل پہ مثلِ سلیمان سوار رنج

دعوت جو ہجرِ یار کی ہوتی ہے میرے گھر
اوروں سے مانگ لیتا ہوں میں مستعار رنج

سینہ میں چھپ کے طائرِ جاں ڈھونڈنے لگا
ٹٹی کی اوٹ کھیلنے آیا شکار رنج

صدقے میں پنجتن کے لطافت کو ہو خوشی
کب تک سہا کرے مرے پروردگار رنج

رخ کو ہے افعیِ گیسوئے بتاں کی احتیاج
حسن کی دولت کو بھی ہے پاسبان کی احتیاج

گر بہار آئے نہ ہو مالِ جہاں کی احتیاج
کیا زرِ گل سے برآئے باغبان کی احتیاج

پوچھتی ہے رازقِ مطلق سے گلشن میں بہار
کیا زرِ گل سے برآئے باغبان کی احتیاج

لے کے منہ میں شمع کا شعلہ کہا گلگیر نے
شکرِ خالق اس دہن کو تھی زبان کی احتیاج

ابروئے دلدار سے ہمسر نہ اسپر بھی ہوئی
چلّے کھینچے پر نہ برآئی کمان کی احتیاج

وقتِ مطلب راست ہو جاتے ہیں انسانِ کج مزاج
وضع کھو دیتی ہے دم میں ترچھی بانکی احتیاج

قبر میں پہنچا یا مجھ اہلِ سخن کا جسمِ زار
تھی دہانِ گور کو ایسی زبان کی احتیاج

قتلِ عالم کے لیے ہی تیر بنوا تا وہ ترک
ہے پئے سوفار میرے استخوان کی احتیاج

پیرِ خم گشتہ ہو نہیں ساتھ اپنے رکھے او نوجوان
تیر کو ہر وقت رہتی ہے کمان کی احتیاج

شمع اور گلگیر دونوں ناقص آئے بزم میں
ہے وہ محتاجِ دہن اسکو زبان کی احتیاج

ماہِ نو کیا رحم کا کر دکھاتا ہے فلک
کب ہے تیرِ آہ کو اپنی کمان کی احتیاج

عاشقِ شیدا ہو نہیں لبِ خشک ہیں ترچشم ہے
پوچھتے کیا ہو عیان کو کیا بیان کی احتیاج

چبھ کے کانٹے نے کیا احسان گویا پاؤں پر
تھی دہانِ آبلہ کو بھی زبان کی احتیاج

پیشِ منعم سنکو غیرت نے لیا یہ منفعل
زرد رنگت ہوگئی جسدم بیان کی احتیاج

ای زہے طالع سگانِ یار آئے قبر پر
کھینچ لائی انکو میرے استخوان کی احتیاج

ہو تعلّی وصفِ بامِ یار جسمہ موزون کرون
ہی زمینِ شعر کو بھی آسمان کی احتیاج

سایۂ دیوارِ جانان کی محبت چھاگئی
تھی مکانِ دل مین اپنے سائبان کی احتیاج

دیکھتے ہین جھک کے اپنے سینۂ پر داغ کو
ہمکو ہوتی ہے جو سیرِ بوستان کی احتیاج

دستخط کرنے کو بیٹھے ہین وہ مقتولونکی فرد
ہے پئے قط گیر میرے استخوان کی احتیاج

پر خطر ہی کوی زلف ایدل سنجا تنہا وہان
نالے آہین ساتھ لی ہے کاروان کی احتیاج

تنکے چنواتی ہے کیا کیا آمدِ فصلِ بہار
بوستان مین بلبلونکو آشیان کی احتیاج

اسکو کہتے ہین کشش جب حضرتِ یوسف گرے
کھینچ لائی چاہ پر خود کاروان کی احتیاج

قصہ میرے بختِ خفتہ کا نہ آجائے نیند
تمکو وقتِ خواب اگر ہے داستانکی احتیاج

دودِ آہِ عاشقان کافی ہے دیکھو ہر دو
اونکے کوچے مین نہین کچھ آسمان کی احتیاج

کیون نہو چاہِ زنخدان پر ترے خط کا ہجوم
یوسفِ دل گر پڑا تھی کاروان کی احتیاج

زلف کی پاکر محبت دل کو چھینا اسنے جب
ہنس کے یہ کہنے لگا تھی عطردان کی احتیاج

زلف کا عاشق ہون مین ظاہر پریشانی ہی ہی
مشک بو دیتا ہی خود کیا امتحان کی احتیاج

شامیانہ کھنچتے ہی پہنچا جنازہ تا بہ قبر
کشتیٔ تابوت کو تھی بادبان کی احتیاج

تخت شاہی سے بھی ہے بہتر لطافت جانتا
اس گدا کو ہے علیؑ کے آستان کی احتیاج

آتے ہی اس جہان مین ہوا مبتلاے رنج
ہمزاد کی طرح ہین مرے ساتھ آئے رنج

بازارِ عشق مین جو دیا دل تو پائے رنج
ہم خوش خرید شدتِ سودا ہین لائے رنج

گردش سے اسکی ہاے زمانے مین ہلپے رنج
دانا نہ کیون فلک کو کہین آسیاے رنج

انجام کار کیون نہ ٹھکانے لگائے رنج
جب ابتداے عشق مین ہو انتہاے رنج

عاشق کے دل مین قید ہے مدت سے ہائے رنج
زندان عجب خدا نے بنایا برائے رنج

دل سے مرے نکلنے کا اگر حکم پائے رنج
فرط خوشی سے پھر تو نہ پھولا سمائے رنج

اسراف کا گنہ نہین کہدینگے حشر کو
ہمنے تو مال و زر کے عوض مین اٹھائے رنج

پہنا جو خلعت آگئی فوراً کفن کی یاد
اوڑھے رہا قبائے خوشی پر عبائے رنج

آدم جو آئے خلد سے دنیا مین یہ کہا
وہ ابتدائے [illegible] یہ انتہائے رنج

مجھ سخت جان کو ہیں نہ ہجر بتان مین تو
دانتوں پسینا آئیگا اسے آسیائے رنج

لکھتا ہون خط مین آج نہین آرزدگی کا ہائے
کاغذ پہ ہے صریر قلم یا صدائے رنج

مہمان ہوا جنون کا جو زندان مین جاکے مین
بیڑی سنبھالی لاکے کہا ہے یہ پائے رنج

بے یار جام مے ہے بنا دیدۂ پر آب
ہے میکدے مین قلقل مینا صدائے رنج

گردش نصیب کو ہے یہ لغزش نہین مجھے
اچھا ملا ہے قطب پہ آسیائے رنج

عاشق کو سبز بخت کیا اور سرخ چشم
طرفہ بہار آئی چلی جب ہوائے رنج

دل مین بھری ہین خال کے بوسی کی حسرتین
تل رکھنے کی جگہ نہین کسطرح آئے رنج

دل سے اوٹھی جو گرد ملال اور دود آہ
سمجھین یہ فلسفی کہ ہے ارض و سمائے رنج

آزردگی کا خط جو وہ قاتل لکھے مجھے
خنجر ابھی تو بنکے کرے ذبح رائے رنج

سورہ لکھو کفن پہ الف لام میم کا
عاشق ہے کشتۂ الم و مبتلائے رنج

پھیری مری طرف نظر مہر ہو گئی
ہے آپ کے ہمارے کبھی تو بنائے رنج

آیا ہے پھر وصل تو آزردہ ہے وہ شوخ
چہرے پہ ہے نقاب کے بدلے ردائے رنج

ہنسنے یہ آپ غم سے جو ہون شاخ زعفران
پہنی ہے زرد رنگ کی مینے قبائے رنج

شوریدہ سر کہان ہین یہ سودا خرید لین
فرہاد بیچتا ہے جو سر پر اوٹھائے رنج

سردار عشق نے ہے مخلع کیا ہمین
داغ جنون کا دے کے عمامہ قبائے رنج

معدوم ہو گئے عشق دہن مین جو آئی موت
احباب نے جنازے کے بدلے اوٹھائے رنج

ملتا ہون راتدن کفِ افسوس بہر قوت　　مجھہ سخت جان کے ہاتھہ مین یا آسیا سے حج

کہدینگے روزِ حشر لطافت دمِ حساب
خونِ جگر پیا تو سدا ہمنے کھائے رنج

کیا منزلت ہی کیا ہی ترے شہ نشین کی اوج　　ہی پست اسکے سامنے عرشِ برین کا اوج
پایا ہی بامِ یار نے عرشِ برین کا اوج　　ہی رفعتِ مکان سے ہویدا مکین کا اوج
پہنچے نہ دور آپ کو خالق جو دے عروج　　آخر زمین پہ پھینکتا ہے انگبین کا اوج
میرے بلند قدر کے رُخ کا پڑے جو عکس　　حاصل ہو ذرہ ذرہ کو مہرِ مبین کا اوج
دی اُسنے نور تن مین جگہ ہے کے آنکھہ سے　　دیکھو تو میرے لختِ جگر کے نگین کا اوج
ہی عاشقِ ذلیل سے معشوق کا عروج　　دیکھو مگس کی وجہ سے ہے انگبین کا اوج
مضمون بامِ یار غزل مین جو ہونگے نظم　　کر دے گا آسمان کو پست اس زمین کا اوج
بن بن کے گرد باد گئی تا بہ آسمان　　اللہ رے خاکِ عاشقِ صحرا نشین کا اوج
اسفل کشادہ دل ہین تو اعلی ہین تنگ چشم　　دامن ہے دورِ چرخ مین پست آستین کا اوج
ہی پنجتن کے نام سلیمان کی مہر پہ　　ہوتا نہ شش جہت مین بھلا کیون نگین کا اوج
پھینکون اگر مین نشہ مین ساغر شراب کا　　ہو جائے پست کاسہ مہرِ مبین کا اوج
سر تاج عرش کے شب معراج ہو گئی　　اللہ رے کفش پائے شہِ مرسلین کا اوج
روشن مرے حسین کے قدم سے ہین دوجہان　　جنت مین بس ہے حُسنِ رُخِ حورِ عین کا اوج
کیا غم اگر ہے پلہ اعمال کو حضیض　　میزان مین اکطرف تو ہی میری یقین کا اوج

اسمِ علی ہے دل پہ لطافت کے کھد گیا
اس نام کے سبب سے ہوا اس نگین کا اوج

ردیف جیم فارسی

جذب سے اپنی طرف اوسکو کسی تدبیر کھینچ
ای دلِ شیدا کوئی تو آہ پُر تاثیر کھینچ

ای مصوّر تو جو مجھہ دیوانے کی تصویر کھینچ
سلسلہ وحشت کا باقی رکھ مع زنجیر کھینچ

چشم مین ای تُرک سرمے کی کبھی تحریر کھینچ
اصفہانی قتل عاشق کے لیے شمشیر کھینچ

ہی کشیدہ یار دل سے آہِ پُر تاثیر کھینچ
تیز ہین اغیار تو بھی میان سے شمشیر کھینچ

کس قدر تھی سنگدل شیرین کہ فرمائش یہ کی
سختیان اے کوہکن تو بھر جوئے شیر کھینچ

ای مصوّر تو بناتا ہے جو نقشہ یار کا
لطف ہو بیساختہ پن کی اگر تصویر کھینچ

عشق ابرو تیز ہوتا ہے نہ دکھلا تو ہلال
بیگنہ سر پر نہ میرے اے فلک شمشیر کھینچ

ای کمان ابرو تری مژگان نے توڑا دل مرا
پار تو دے کے ہوے ہین اب تو اپنے تیر کھینچ

خاکساری سیکھہ سونا مرکے ہوگا خاک مین
صفحۂ دل پر یہ عمدہ نسخۂ اکسیر کھینچ

ہو تعلّی کیسلیے اکدن فنا تجکو بھی ہے
آپ کو اتنا نہ دور اے آسمانِ پیر کھینچ

وصل کی شب کا اگر ہے روز فرقت انتظار
رات ہو اسطرح کا اک نالۂ شبگیر کھینچ

زلفِ جانان کا سراسر وصف اے نقاش ہے
بدلے جدول کے مرے دیوان پر زنجیر کھینچ

بیسرے گل کے عارضِ خوشرنگ سے کی ہمسری
باغبان تو پوست لالے کا دمِ تعزیر کھینچ

شوقِ یوسف مین زلیخا روز کہتی تھی یہی
طول مدّت تک نہ یون ای خواب کی تعبیر کھینچ

عشقِ صادق ہی ترا پہنا گلے مین سینے طوق
دار پر اے سرو قمری کو نہ بے تقصیر کھینچ

ہاتھ مین کر اے کمانِ لب نشانہ غیر کو
ترکشِ دل سے کوئی آہِ رسا کا تیر کھینچ

خاک سے پرہیز کیا مٹی مین ملجائیگا تو
کبر سے دامن نہ یون اے صاحبِ توقیر کھینچ

ہمسری کرتی ہے اوسکے شعلۂ رخسار سے
شمع محفل کی زبان لازم ہے اے گلگیر کھینچ

ای لطافت گر نہین ہے کربلا جانیکی شکل
صورتِ مانی تصور ہی مین تو تصویر کھینچ

[illegible] خیالی کا دھوکہ کیون ہے جانان جھوٹ سچ
آئنہ دیکھو تو کھلجائے مری جان جھوٹ سچ

حسن کا دعوی بہت کرتی ہاین پریان جھوٹ سچ — اوسکے تلوے سے جو ہمسر ہون کھلی ہاں جھوٹ سچ
گرتے پڑتے جاتے ہاین اس ڈرپہ جب ہم ناتوان — ٹال دیتے ہاین غضب ہے کہہ کے دربان جھوٹ سچ
کاذب و صادق ہوئے ہم وحشیو نکلے سامنے — صبح ناحق چاک کرتی ہے گریبان جھوٹ سچ
دیکھ لین اوس لب کی سرخی کو تو پھر کھلجای رنگ — بیچتے ہاین جوہری لعل بدخشان جھوٹ سچ
امتحان ہو گر پڑین اس چاہ مین آکر اگر — غیر رکھتے ہاین ترا عشق زنخدان جھوٹ سچ
عشق زلف اونسی کیا جا کر بیان عاشق نے جب — ہنسکے وہ بولے کہہ ہین خواب پریشان جھوٹ سچ
زندہ اب ہوتا تو دکھلاتے لب محبوب ہم — دیکھ آیا تھا سکندر آب حیوان جھوٹ سچ
خوب دعوی کر دیا باطل دہان یار نے — اپنی نایابی پہ عنقا کیون ہی نازان جھوٹ سچ
شمع کا ایما ہی ہین گویا نہین اچھی ہے بات — ہی زبان لیکن نہ غیبت طعن بہتان جھوٹ سچ
دفعتاً ایسی چلی اولٹی زمانے مین ہوا — قہر ہی سچ جانتے ہاین جھوٹ انسان جھوٹ سچ
صورت عاشق اگر سکتہ ہو تو قلعی کھلے — دیکھنے کو ہے فقط آئینہ حیران جھوٹ سچ
چشم عاشق کی طرح دریا بہائے تو ہی لطف — ہی برستا چند دن ساون مین باران جھوٹ سچ
میرے گل کی قد کی موزونی نہ پائیگا کبھی — دیکھنے کو راست ہے سرو گلستان جھوٹ سچ
چشمہاے غول کہہ روشن کبھی خاموش ہین — نجد مین ہے قبر مجنون پر چراغان جھوٹ سچ
پیچ اوٹھائیگا عبث تقلید زلف یار کی — ہی خدا کی شان سنبل بھی پریشان جھوٹ سچ
سبکو وحشت کی ہوا لگتی ہے باغ دہر مین — ہان شجر بھی کچھہ دنون رہتے ہاین عریان جھوٹ سچ
صبح صادق اور کاذب سے ہوئی ظاہر یہ بات — ہو گیا پیر فلک کا بھی نمایان جھوٹ سچ
مین ہی دیوانہ ہون جو ہون عمر بھر صحرا نشین — قیس نے کچھہ دن بسایا تھا بیابان جھوٹ سچ

اے لطافت تابع احکام حیدر جو نہین
ہی زبانی اونکو عشق شاہ مردان جھوٹ سچ

آشنا نہین ہین وہ دریا پہ ہے مشکل پہنچ — آہ بنکر تو بھی اے دل تا لب ساحل پہنچ

ہوکے تو بھی زمرۂ عشاق مین شامل پہنچ
دلبری کرتا ہے وہ جان جہان اے دل پہنچ

ہم سریع السیر کیا سمجھین قمر کو اے فلک
شعلہا ے آہ کی ہی سیکڑون منزل پہنچ

دل کو مجھہ مجنون نے رنج و غم سے ہے خالی کیا
غیرت لیلےٰ تری خاطر ہے یہ محمل پہنچ

گر پڑا ہی دل مرا چاہِ زنخدان مین نکال
جلد اے خضر خطِ جانان دمِ مشکل پہنچ

وصل کی شب ہے وہ منہ دھونے کو ہی مصروف ہو
طشت بنکر آسمان سے اے مہِ کامل پہنچ

اشک کا حائل ہے دریا کیا تصور اسکا ہے
لے کے کشتی چشم کی اے دل لب ساحل پہنچ

ضعف کہتا ہے نہ راہِ عشق مین رکھنا قدم
حوصلہ کہتا ہے بڑھ چل جلد تا منزل پہنچ

عشق مین اوس روے روشن کے ہوں مضطر اسقدر
تنکے پھا ہا داغ دل کا اے مہِ کامل پہنچ

نذر اوس دلبر کو ہم آنکھون سے دینگے عشق مین
پنجۂ قہر گا پنہ ٹکرے ہوکے جلد اے دل پہنچ

سینہ و لب تک پہنچتی ہے نکلکر دل سے آہ
ضعف مین کیا بڑھ سکی ہے ایک دو منزل پہنچ

عاشقون کو تیغ کی گھاٹ آج اتاریگا وہ ترک
ہر غریقِ بحرِ غم کی ہوگئے تا ساحل پہنچ

ہر بگولے کو دکھاکر قیس سے کہتا تھا شوق
نجد مین وہ دیکھ لے لیلےٰ کی ہی محمل پہنچ

وقت آرائش ہے کہتی اُس نگہ سے ناز کی
چشم سے تا آئنہ طے کر کئی منزل پہنچ

کوچۂ جانان مین اوڑ کر اے لطافت جائینگے
خاک ہی جب ہوگئے ہم پھر ہے کیا مشکل پہنچ

ردیف حاے مہملہ

صبا جو کام کرے میرا نامہ بر کی طرح
تو اوڑ کے خط اوسے پہنچے ابھی خبر کی طرح

جو بندہ کان مین یاقوتِ سرخ کا پہنا
پہنچ کے لو مین تری اوڑ چلا شرر کی طرح

چلے ہین گھر سے مرے آپ دل تڑپتا ہے
پھر آئیگا ابھی آہِ بے اثر کی طرح

کیا ہی الفتِ موے میان نے زار ایسا
نہان ہوا ہون نظر سے تری کمر کی طرح

خیال ابروے جانا نہین اے دلِ پُرداغ
ہمیشہ پاس ترے چاند ہے سپر کی طرح

جنون مین تا بہ گلو ہے جو اشک کا دریا
ہوا ہے طوق گلے مین مرے بھنور کی طرح

ہوا زبانِ حریفان سے دل مین جب ناسور
تپ آبرو ہی جہا نہین ملی گہر کی طرح

اوٹھا نہ سوے مہ نو یہ پُرضیا انگشت
ہلال شق ہو نہ ایجانِ جان قمر کی طرح

قریب موے میان ہی جو ڈاب مین ہردم
لپکتا ہے آپ کی تلوار مین کمر کی طرح

جو وقت صبح وہ خورشید بام پر آئے
زوال مہر کو ہو جائے دوپہر کی طرح

عجیب ہے لبِ شیرین یار کی تاثیر
مٹھاس پا گئی مِسواک نیشکر کی طرح

بشر جہان مین کسی دن نہ موت کو بھولے
ہمیشہ ساتھ ہی کافور ہو سحر کی طرح

وہ تیرہ بخت ہون نہین ہون پناہ دشمن دوست
سدا ہون خانہ بدوش اسلیے سپر کی طرح

بُلاے پاس اشارے سے چشم کی جو وہ یار
تو جاؤن دوڑ کے آنکھون سے مین نظر کی طرح

وہ بہر قتل ہے تیار سلطنت کا ہے لطف
کہ تیغ سر پہ کھنچی ہے ہما کے پر کی طرح

خیال ہی ترے دندان کا آنسوؤن نہین غرق
تنِ نحیف مرا رشتہ گہر کی طرح

شبِ فراق ہوا انتظار صبح کا جب
تو کان بجنے لگے ہر گھڑی گجر کی طرح

ملا یہ دشت مین سوداے خام سے مجھے پھل
و بار ہا خس و خاشاک مین ثمر کی طرح

کمال محنت و گردش سے ہاتھ آتا ہے
پھرائے سر کو شب و روز جیب قمر کی طرح

فراقِ یار مین خاموش بیٹھا رہتا ہون
زبان سے نطق بھی جاتا رہا اثر کی طرح

غرور و کبر سے سلطان جو تاج پہنے ہے
یہ اک جنون کا تمغہ ہے داغ سر کی طرح

ہمارے گھر مین لطافت ہے چاندنی چھٹکی
بکھر کے آئے ہین وہ رات کو قمر کی طرح

جو روؤن الفتِ دندان مین ابرِ تر کی طرح
زمین پہ اشک ہون غلطان ابھی گہر کی طرح

پھلا کلام تو بیہودہ اعتراض ہوے
لگائے سنگ گران نخل پُرثمر کی طرح

رقیب آئے ترے پاس ہون وہ سوختہ تن ہے — کہ سنگِ فرش مین چھپ جاؤنگا شرر کی طرح
جہانمین دولتِ منعم ہے دیکھنے کی بہار — کسی کا کام نہ نکلا گلون کی زر کی طرح
ہر ایک دن ہے ہزارون برس کا فرقت مین — ہر اک گھڑی ہی قیامت کی دوپہر کی طرح
بنا ہون لاغری وضعف سے تماشا مین — اوڑائی پھونک کے وہ طفل کیون نہ پر کی طرح
کہا جو ہوکے میان کو عدم تو حال کھلا — صنم نے کھینچ کے باندھا مجھے کمر کی طرح
اوٹھائے یار طلا سر پہ بنکے ہُدہُد کون — کسے دماغ رکھے تاج جانور کی طرح
عیان ہی نور کا اوس گردنِ صبیح پہ خال — چمک رہا ہے عجب اخترِ سحر کی طرح
گیا ہی صبحِ شبِ وصل یار ہو ماتم — سحر ہے سینہ زنی چاہیے گجر کی طرح
بخیل جو ہین بُرا کیون سخی کو کہتے ہین — دہن کو بند رکھین کاش اپنے در کی طرح
گلے سے اوسنے لگایا نہ وقتِ رخصت بھی — یہ داغ دے کے چلے توشۂ سفر کی طرح
کہا تھا شام کو آؤنگا آئے پچھلے پہر — تم اپنے وعدہ مین کاذب ہوے سحر کی طرح
خدا کمال اگر دے تو انکسار کرے — زمین پہ سر کو جھکائے پھلے شجر کی طرح
فشارِ قبر سے آغوشِ مادر آیا یاد — تھپک تھپک کے سلایا مجھے پسر کی طرح
صدا دہان صدف سے یہ روز آتی ہے — نکل وطن سے تو ہو آبرو گہر کی طرح
مین آیا صبح کو کب جھوٹ سچ کہا کسنے — خبر ہے کاذب وصادق صنم سحر کی طرح
نہ مجھ تک آنے دیا ہائے میرے قاتل کو — یہ بختِ تیرہ رہا بیچ مین سپر کی طرح
سحر سے کوچۂ جانان مین گرم ہے بازار — کھنک رہا ہے کٹورا یہان گجر کی طرح

جہان مین سبز لطافت نہ کیون ہو کشتِ عمل
غمِ حسین مین روتا ہون ابرِ تر کی طرح

عشق ہی تیری بھوون کا تیز اور آرامِ روح — بنگیا ہے تیغِ ابرو کا نیام اندامِ روح
دل کی صورت آج پہلو مین ہے وہ آرامِ روح — عیش وعشرت سی مبدل ہوگئی آلامِ روح

تیری زلفون کا ہے سودا ابتو اور آرام روح
اندنون شاید سیہ ہے بخت نافرجام روح

پاؤن قاتل کے پڑے ہین جب اوڑا ہے تن سے سر
کیا قدم جاتا ہی اپنا توسن خوش گام روح

یون شراب سرخ شیشہ مین ہے ساقی نے بھری
ہو دل شفاف سی جیسے عیان اندام روح

ہجر قاتل مین یگانے بھی عدو ہو جائینگے
تیر ہو ہو کر بھریگی حلق پر صمصام روح

زلف جانان سے دل مردہ نکل کر یہان پھنسے
کھیلتے ہین ہم شکار اکثر بچھا کر دام روح

موت بھی آفاق مین دزد کفن سے کم نہین
خاک کر کے تن برہنہ کر دیا اندام روح

ساقیا فصل بہار آئی ہی بھر سب مین شراب
چشم کے پیمانے دو ہین شیشۂ دل جام روح

حکم حق سے کعبۂ دل ہین نکیون داخل ہوے
غیب کے پردے سی آیا جامۂ احرام روح

ہجر کی شب ہر گھڑی آتی ہے نالونکی صدا
دل کا ہی گھڑیال بجتا جب ہی بھرتا جام روح

جسم خاکی سے سفر کا قصد ہے سوئے عدم
نالے ہر دم ہجر مین لاتے ہین یہ پیغام روح

کندنی رنگونکی الفت بھی عجب اکسیر ہے
پکا سونا دل بنائے گا طلائے خام روح

ہی گرفتار اپنی آرائش مین او جان جہان
ہی دوپٹہ تیرا گلشن لپیٹ کا گلدام روح

فصل خالق سے قضا ہی خوب ہوتی ہے بسر
دل ہے گھر در ہے دہن سینہ ہی میرا بام روح

عشق مژگان کی کھٹک سے یہ بہت بے چین ہی
پاؤنمین کانٹے چبھے ہین اٹھ سکے کیا گام روح

دل کا بیشۂ استخوانون کا نیستان جل گیا
جھومتا پھرتا ہے ہر سو جسم مین ضرغام روح

سیلی بالون کی نہین سینہ پہ انکے تا بہ ناف
ہی تن شفاف سے ظاہر ہوا اندام روح

زندگی تو ہے لطافت کی فقط دیدار پر
شکل تیری دیکھ کر جاتی رہی آلام روح

بنگیا گہوارہ دل جاتے رہے آلام روح
عشق صادق مین ہی دھڑکن باعث آرام روح

لاغری سی ہجر مین ہے جان جلنا آشکار
شمع ہی فانوس مین یا جسم مین اندام روح

آب و دانہ کھینچ کر دنیا مین لے آیا مجھے
جسم خاکی پھنس گیا فوراً بچھا تھا دام روح

دل جو اُمڈا فرقتِ دلدار مین طوفان اُٹھا — چشم سے آنسو ہوے جاری چھلک کر جامِ روح

گریہ ہین اشکون کے دریا کا رہیگا زور شور — دیکھنا یہ جائیگا اک دن مکانِ خامِ روح

جسم مین آئے عدم سے تن سے جنت مین گئی — دیکھنا آغاز سے بہتر ہوا انجامِ روح

رند و میری جان کی ہے ساتھ شغلِ میکشی — دل کے شیشے سے ملا رہتا ہے ہر دم جامِ روح

آمد و شد ہے نفس کی نزع مین کیون جا بجا — آرہے ہین لب تلک آنے کو کیا پیغامِ روح

جسم خاکی مین نہین رہنے کو اسکے کچھہ ثبات — بے مروت ہی ہوا اہل اسی سے نامِ روح

آبرو پائے جو تیرا عشق دندان تیز سے — ہے نیامِ دل مین جوہر دار اب صمصامِ روح

میرے سب احباب کو تڑپا دیا بسمل کیا — کھینچکر غصہ سے عزرائیل نے صمصامِ روح

عرش اعلے ہے دلِ شیدا اگر اسکی قدر ہو — روح یان ہے عرش پر جبریل ہے ہمنامِ روح

کیون مسلمان ہو نہ پیدا ہوتے ہی ہر عضو عضو — کعبۂ دل سے مرے شایع ہوا اسلامِ روح

عشق مین افعالِ بد اغیار نے ایسے کیے — دل کی سنتا ہون ملامت رات دن دشنامِ روح

دل مین سبکی آرزو ہر دم بھری ہے مثلِ جان — ہم عدد بھی آرزو سے اسلیئے ہے نامِ روح

بارشِ اشکِ مسلسل نے ہماری جان لی — کیا گھروندا تھا کو ڈمٹی کا قصرِ خامِ روح

آسمان نے زندگی مین اسقدر صدمے دیے — کانپ اوٹھے زیرِ زمین ہم سن لیا جب نامِ روح

حرف اسکے ہین جدا ڈر ہے نہو جاے فراق — صبح اوٹھہ کر وصل مین لیتا نہین مین نامِ روح

دیکھہ پچتائے گا آخر کو نہ یون ہر دم ستا
جان دے دیگا لطافت تجپہ او آرامِ روح

لاغر ہوے جو عشق مین ہم تار کی طرح — اے بت گلے پڑے ترے زنار کی طرح

ساقی سے پائین مست قدح گر شراب کا — رکھین ادب سے فرق پہ دستار کی طرح

کرتے ہین وہ بناؤ نظر جاے کس طرح — آئنہ سدِ راہ ہے دیوار کی طرح

کیا بلبل آئی بھیس بدل کر بہا ئینا — کانٹا ہے گل کے پاس جو منقار کی طرح

اشعار میرے سنکے نہ کیونکر کٹین عدو — گویا زبان دہن مین ہے تلوار کی طرح

بیچین ہو نہین جہان مین نقطے کی طرح سے — گرد آسمان ہے خطِ پرکار کی طرح

صحرا کی ریگ خلعتِ زرّین ہے جسم پر — ق — مجنون ترا ہے دشمن زردار کی طرح

آرام پائی آبلون نے دی ہے پاؤن کو — قسمت کے پیچ سر پہ ہین دستار کی طرح

کانٹے ہین منہ چڑا کے یہ بلبل سی کہہ رہے — ہنسنے اوڑائے کیا ترے منقار کی طرح

ہوتے ہین قتل شرم سے کیا ہم کرین سوال — بارِ طلب ہے حلق پہ تلوار کی طرح

شمشیرِ یار بارہ کا ڈورا جو دے ہمین — زیبِ گلو ہو رشتۂ زنّار کی طرح

منعم یہ سرکشی یہ تعلّی خدا سے ڈر — رکھے آسمان نہ فرق پہ دستار کی طرح

کوچہ مین اوسکے سایہ صفت ہون گرا پڑا — حیرت بڑھی تو اُٹھونگا دیوار کی طرح

بلبل سے بحث باغ مین کرتی ہے کیا بہار — پہلی کلی جو ہوتی ہے منقار کی طرح

اوس ترک کج ادا سے نہ ممکن ہوا وصال — تلوار بیچ مین رہی دیوار کی طرح

دنیا مین گردش ایک کو ثابت ہے دین میں ایک — دو پاؤن ہمنے پائے ہین پرکار کی طرح

کِس بُت کی برہمن ہے خلائق خبر نہین — شہرک ہر اک گلے مین ہے زُنّار کی طرح

ہنستے ہین لوگ کوچۂ جانان مین دیکھ کر — حیرت سے ہون جو قہقہہ دیوار کی طرح

کِس بُت کے ابروون نے بنایا ہے برہمن — مالا سرو ہیو نہین ہے زُنّار کی طرح

ہے چاندنی جو بھاگتی مجھ تیرہ بخت سے — کیا سیکھے اُنکے سایۂ دیوار کی طرح

ہے جستجوے قبر عناصر ہین کھینچتی ملے — یہ نفس مردہ کو ہین لیے چار کی طرح

حائل طمع ہے قربِ خدا کیا نصیب ہو — دستِ دعا ہین بیچ مین دیوار کی طرح

تابوت کے ہین زیب مرے اشک و دودِ آہ — سہرے کے شکل یہ ہین وہ دستار کی طرح

نایاب کسطرح نہ لطافت کے شعر ہون
مضمون بندہ گئے کمرِ یار کی طرح

تن سے نکلی ہے جو عشقِ گلِ رخسار مین روح
قبر مین زیر زمین جسم ہے گلزار مین روح

دل کے ہمراہ گئی گیسوئے دلدار مین روح
آج کل سیر کیا کرتی ہے تاتار مین روح

کون سا غیرتِ یوسف سرِ بازار آیا
بدلے بیعانہ کے ہی دستِ خریدار مین روح

دیکھتا ہے جو مجھے جان کے گھٹ جاتا ہے
ای پری کیا ہے ترے سایۂ دیوار مین روح

فصلِ گل مین نہ چمن سے اسے لیجا صیاد
بلبلِ زار نہین ہے تنِ گلزار مین روح

جائے کسطرح نکل کر کہ عناصر مین ہی قید
آکے فردوس سے کیا گھر گئی اِن چار مین روح

باطنی حسن ملی خوبیِ سیرت پائی
حور پردے مین نہان ہے کہ تنِ یار مین روح

یا خدا جلد کسی غیرتِ یوسف کو بھیج
بیچنے نکلی ہے دل عشق کی بازار مین روح

حضرتِ عشق نے کیا تفرقہ ڈالا افسوس
گھر مین تن زلف مین دل کوچۂ دلدار مین روح

بیوفا یار پہ دے کوئی نہ جانِ شیرین
بعد فرہاد یہی کہتی ہے کہسار مین روح

زند و زاہد پہ برابر ہے عطاے خالق
دیکھو یکسان ہے تنِ غافل و ہشیار مین روح

زندگی بادہ کشی کے ہے سہارے پہ مدام
مے ہے شیشہ مین بھری یا تنِ میخوار مین روح

تیر جوڑا کسِ ادا سے ہے کمان مین تمنے
بوسے لی اونگلیون کی آئی جو سوفار مین روح

بہرِ گلگشت پھڑکتی ہی بہار آتی ہے
کوئی بلبل ہے قفس مین کہ تنِ زار مین روح

باہین ڈالونگا گلے مین جو ترے مین لاغر
برہمن سمجھین گے ای بت کہ ہی زنار مین روح

غول کے غول ہوے چال کے پیرو ہمراہ
پائی ہے نقشِ قدم نے تری رفتار مین روح

چلنے پھرنے سے سرِ معرکہ ہوتا ہے ثبوت
دمِ شمشیر نہین ہے تری تلوار مین روح

وعدۂ وصل پہ ٹھہرا مرا مرنا جینا
موت آئی تری انکار مین اقرار مین روح

ای لطافت اوسے سمجھون مین حیاتِ ابدی
تن سے نکلے جو رواقِ شہِ ابرار مین روح

ردیف خاے معجمہ

آمد ہے خط کی ہے وہ رخ لاجواب سرخ
وقت طلوع جیسے کہ ہو آفتاب سرخ

ہی گلرخون کے ہجر مین چشم پرآب سرخ
برسے گا خوب جم کے اٹھا ہے سحاب سرخ

ہوگا لہو سے آج ہر اک شیخ و شاب سرخ
چہرہ ہے میرے ترک کا وقت عتاب سرخ

کیا وصل و میکشی مین گذرتی ہے رنگ سے
معشوق سبزہ رنگ بغل مین شراب سرخ

خوناب چشم عیب گلون کی کشش مین جان
ہی نقص کی یہ بات کہینچے گر گلاب سرخ

پھوٹا ہی رنگ گل سے ترے عارضون کا کیا
شوخی سے عکس پڑ کے ہوئی ہے نقاب سرخ

پھولی شفق جو شام کو سمجھے یہ بادہ کش
شیشہ مین آسمان کی بھری ہی شراب سرخ

دہانی ہی جوڑا اوسکا تو رخسار لال لال
اک شاخ سبز پر ہین کھلے دو گلاب سرخ

رویا مین دیکھا ہے کسی لالہ رو کو کیا
آنکھین بغیر وجہ نہین بعد خواب سرخ

اے شہسوار آتش رنگ حنا ہے تیز
رکھتی ہے پاؤن دم مین نکیون ہو رکاب سرخ

بوسہ لیا ہی مینے جو اس لالہ فام کا
زردی کے بدلے رخ ہی بوقت حجاب سرخ

ہونا ہے رتی رتی کا پیش خدا سوال
آجائیگی شمار مین وقت حساب سرخ

اعلی ہی نشۂ مئے کا عجب رنگ و کیفیت
آنکھون کو پہلے کرتی ہے دیکھو شراب سرخ

بھڑکی ہی دل مین آگ حرارت کی ہے دلیل
پوشاک ہے پسند جو وقت شباب سرخ

صحبت کوئی ہو جوہر ذاتی کا پر ہے رنگ
مانند خون کے تیغ کو کرتا ہے آب سرخ

ایما ہی قتل کرنے کا سمجھا یہ نامہ بر
کاغذ منگایا اُسنے جو بہر جواب سرخ

تار شعاع مہر پہ لکہ شفق کا ہے
ریش سفید پیر فلک پر خضاب سرخ

نہلا کے اُسنے خون مین لٹایا زمین پر
پوشاک کیا ہوئی ہے ہماری خراب سرخ

لکھے ہین وصف چہرۂ رنگین یار کے
یہ وجہ ہے ہوئی جو ہماری کتاب سرخ

کیا فصل گل مین رنگ سے گذری بہار ہو
بھر دے گلابیون مین جو ساقی شراب سرخ

گلنار محرم آج ہے اوس سبزہ رنگ کی
دریاے سبزہ مین ابھر آئے حباب سرخ

عاشق کا خون پیا تو ہے کیسا برس رہا
ابرے پھل اسکی تیغ کا ہے یا سحاب سرخ

گرم آنسوؤن نین سیخ مژہ پر ہین لخت دل
انگارون پر ٹھہر کے ہوے یہ کباب سرخ

یکرنگ رہ لطافت تو حب آل مین
جنت مین حلّے دینگے تجھے بوتراب سرخ

پھولون سے رنگ پر ہے نہال چمن کی شاخ
فصل بہار مین ہے شبیہ انجمن کی شاخ

ہمثل نازکی مین ہین دست صبیح یار
صدقے ہے انپہ یاسمن و نسترن کی شاخ

زلف سیاہ یار ہے خوشبو مثال مشک
ہو کنگھیو نہین صرف غزال ختن کی شاخ

اُس سبزہ رنگ کے جو تصور مین دُون مین
ہو جاے سبز بزم مین شمع لگن کی شاخ

وہ نازنین جو بال بنائے شب وصال
کنگھی بناؤن توڑکے نازک بدن کی شاخ

زیبا ہی قد یار پہ دھانی لباس کیا
تازہ ہری بھری ہے یہ سرو چمن کی شاخ

ایسی چمن مین جھک گئی پھولونکے بوجھ سے
دکھلاتی ہے بہار مین صورت دولھن کی شاخ

پھولون مین چاندنی کے لگایا ہی اسنے داغ
گلشن مین تیری ہے دکھاتی گہن کی شاخ

ظالم ہین دور چرخ مین سرکش سوا ہنوز
خنجر کا کام کرتی ہے ہر گرگدن کی شاخ

مسواک تیری دیکھہ کے آتا ہے مجکو رشک
کیا سونگھتی ہی شوق سے خوشبو دہن کی شاخ

پھولون سے ہے بھری ہوئی ڈالی نہ توڑین آپ
دکھلاتی ہی چمن مین بہار انجمن کی شاخ

غربت مین گرچہ باغ ہو لیکن ہے مثل دشت
پھولون کی اک چھڑی ہی نہال وطن کی شاخ

جھولا درخت مین ہے پڑا جھولتا ہے یار
جھک جھک کے لے رہی ہین بلائین رسن کی شاخ

طوبیٰ سے حلّہاے جنان شیعہ پائینگے
تدبیر بس لگی ہی ہر اک پیرہن کی شاخ

کیا رنگ پر بہار مین ہے ہر درخت باغ
پتے زمردین ہین عقیق یمن کی شاخ

ہون تو ان [illegible] وعصا
ہو قطع دیر سے شجرِ برہمن کی شاخ

آیا ہے خطِ یار بنا ہے تو ہے بہار
حجام کا ہی ہاتھ کہ سیبِ ذقن کی شاخ

ہو امتحان طبع لطافت تو لطف ہے
موزون کرو تمام غزل مین کفن کی شاخ

دیکھو الٹ رکھی ہے جو نارگیان کی شاخ
ہے وہ ہنسیان لحد مین اوڑاتی کفن کی شاخ

بلبل نے آشیان مین قضا کی خزان سے ہائے
تدبیر چھال دے کے کرے اب کفن کی شاخ

آئے جو سمت مرقدِ عاشق تو پھل یہ پائے
ہر ساقِ پا ہو سوکھ کے دزدِ کفن کی شاخ

مثلِ حنا جو آئی خزان مردہ کر دیا
شبنم سے باغ مین ہوئی طالب کفن کی شاخ

بادِ خزان چلے گی تو بدلیگی رنگ باغ
سمجھے گی زرد پتون کو چادر کفن کی شاخ

ہندو کے مردے لیٹے شجر مین پھینک گئے
کیا جل اوٹھی ہر ایک درختِ کفن کی شاخ

گر سدرِ صحن شہ سے لطافت تجھے ملے
تا حشر پھر ہو باعثِ عزت کفن کی شاخ

سوکھی ہوئی یون خزان مین نہالِ چمن کی شاخ
جیسے ہو خشک دشت مین ہر اک ہرن کی شاخ

آتا ہوا سے چشم و مژہ کا جو مجھکو دھیان
کارِ سنان ہے دشت مین کرتی ہرن کی شاخ

سرمہ جو چشمِ یار مین دنبالہ دار ہے
وحشی پکارتے ہین کہ دیکھو ہرن کی شاخ

وحشی وہ ہون جو برسے مرے آنسوؤنکا مینہ
ہو جائے سبز دشت مین ہر اک ہرن کی شاخ

خوش چشم ہو حسین ہو بناتے ہو بال روز
بنواؤ شانے یار سنگا کر ہرن کی شاخ

مین آہِ آتشین جو کرون دشت جل اوٹھے
روشن ہو مثلِ شمع کے ہر اک ہرن کی شاخ

نکلی سواری آپ کے وحشی کی دشت مین
آگے ہے برچھیان لیے ہر اک ہرن کی شاخ

وحشت مین مارِ زلفِ صنم آئے گا جو یاد
ناگن بنے گی دشت مین ہر اک ہرن کی شاخ

نکلا ہما سے ابروے جانانہ قربِ چشم
کوپل ہے تازہ ہمکو دکھاتی ہرن کی شاخ

سو وا کسی کی زلف کا انکے سر و نمین ہے ... خمدار و پیچ دار ہے ہر اک ہرن کی شاخ

وحشی کو تیرے دین یہ کفن اور جرید تین ... دامن اوڑھا ہین وشت کا رکھتین ہرن کی شاخ

وحشی کو کیا علاقۂ باغِ جہان سے کام ... بی برگ و بے ثمر ہے ہمیشہ ہرن کی شاخ

وحشت مین چشم یار کے لکھتے ہو گر ثنا
خامہ بناوے کے لطافت ہرن کی شاخ

ردیف دال مہملہ

دل مین رکھے گا اسے کون سدا میرے بعد ... غم بہت روئے گا آکر مری جا میرے بعد

کوہکن کو وہ یہ پہنچا مری جا میرے بعد ... جانشین لو مرا شاگرد ہوا میرے بعد

ستم ایجادیان عاشق ہی کے دم تک ہین فقط ... نہ ہیگی تری بیداد و جفا میرے بعد

خون عاشق کا بہایا تو ہوا دونا حسن ... رنگ لائی ترے ہاتھون کی حنا میرے بعد

حسن کہتا ہی حسینون سے غنیمت سمجھو ... منہ لگائے گا تمھین کون بھلا میرے بعد

قبر پر جمع ہین رونے کو مثال احباب ... حسرت و یاس و غم و رنج و وفا میرے بعد

قتل عاشق کو جو کرتے ہو برا کرتے ہو ... کون اٹھائے گا کہو ناز بھلا میرے بعد

جای عبرت ہی جوانون سے یہ کہتا ہی شباب ... یاد برسون ہی کروگے نخدا میرے بعد

کرلے کانٹون کی زبان خوب سے سیراب ای دشت ... مجھسا آئے گا نہ پھر آبلہ پا میرے بعد

کہکے عاشق مرے دلبر نے پکارا سر قبر ... مستجاب آج ہوئی میری دعا میرے بعد

کوے جانان مین مری خاک کو پہنچا دینا ... کرنا احسان یہ اے باد صبا میرے بعد

وے کے فقرہ جو نکالا مجھے اپنے گھر سے ... آپ کے پاس رقیب آئیگا کیا میرے بعد

پوچھتا ہے گل تر باغ مین ہر بلبل سے ... کہہ خزان مین ترا کیا حال ہوا میرے بعد

قیس نے آکے کہا خواب مین مجھ وحشی سے ... کون دنیا مین ہی اب تیرے سوا میرے بعد

روح قالب سے نکل کر یہ صدا دیتی ہے
ہاے ویران رہیگی یہ سرا میرے بعد

زیست کہتی ہی لطافت سی کہ کر نیک اعمال
جز پشیمانی و افسوس ہے کیا میرے بعد

چشم جانان مین عجائب حسن دکھلاتی ہی نیند
یہ وہ شیشہ ہی پری بنکر اوتر آتی ہے نیند

بعد مدت کی مری آنکھون مین جب آتی ہے نیند
چشم پر مژگان کا گھونگھٹ لیکے شرماتی ہی نیند

صورت معشوق کیا عاشق کو ترساتی ہی نیند
غمزہ و ناز و ادا سے ہجر مین آتی ہی نیند

ہین وہ کمسن وصل کی شب جلد آجاتی ہی نیند
شرم بنکر آنکھڑیون مین شام سے آتی ہے نیند

عشق خال روی جانان مین کسی آتی ہی نیند
رات بھر تارے گنا کرتا ہون اوڑجاتی ہی نیند

چشم جانان پر ہی پیجاتی اگر آتی ہے نیند
سرمہ بنکر نرگسی آنکھون مین ہجاتی ہے نیند

منتظر رہتا ہون پھرون پر نہین آتی ہی نیند
ہجر کی شب کس جگہہ پر جاکے سوجاتی ہے نیند

حال دل کہتا ہون جب کمسن ہین سوجاتے ہین وہ
کس مزے کی ہی کہانی سنکے آجاتی ہے نیند

بعد مدت کے شب وصلت جو ہوتی ہی نصیب
بخت خفتہ کا برا ہو شام سے آتی ہے نیند

جنکو بی معشوق سوتے کیا ہین مرتے ہین ہم
ہجر جانان مین اخ الموت ایسی کہلاتی ہی نیند

ٹھنڈی سانسین بھرتے بھرتے ہجر مین آتا ہی غش
سرد ہوتی ہی ہوا جب مجکو آجاتی ہے نیند

نزع مین یسین پڑھتے ہی نکلجاتا ہے دم
جب کہانی یار کی سنتے ہین آجاتی ہی نیند

پوچھتا انسے اگر ملتے مجھے اصحاب کہف
کسطرح تمکو فراق یار مین آتی ہی نیند

وصل کی شب خواب غفلت سے نہین وہ چونکتے
چشم کو کیا جان کر گہوارہ سوجاتی ہی نیند

اس حسین کا ہی تصور رات بھر رہتا مجھے
بدگمان ہوتا ہو نہین آنکھون مین کیون آتی ہی نیند

عاشق و معشوق مین ہوتی ہین باتین رات بھر
میرے خلوتخانے مین کیا آکے شرماتی ہے نیند

آنکھین ملکر ہی وہ قاتل صبحدم اوٹھہ بیٹھتا
صیقل اس تیغ نگہ پر خوب کرجاتی ہے نیند

وصل کی شب آنکھین تلوون سے ترے ملتا ہون مین
پای نازک سی سحر تک ٹھوکرین کھاتی ہے نیند

ہم شب اول لپٹ کر قبر سے یون سوئے ہین — جس طرح نوشہ کو پہلی رات آجاتی ہے نیند

اونگھہ کر گرتے ہین مجھپر بزم مین کس حسن سے — جاگتے ہین بخت میرے انکو جب آتی ہے نیند

گذری غفلت مین جوانی آئی پیری اب تو چونک — رات بھر تو سو چکا تو دن کو بھی آتی ہے نیند

دیکھہ لی ہای چشم خواب آلود میرے گل کی کیا — دیدۂ نرگس مین گلچین کیون نہین آتی ہے نیند

دار دنیا مین عجب خود رفتگی ہے کیا کہین — دار غفلت قہر ہے سولی پہ بھی آتی ہے نیند

جھومتا انگڑائیان لیتا ہمین کرتا ہے مست — نشہ کی کیفیتین ساقی کی دکھلاتی ہے نیند

قمریان سوتی ہین شب کو سرو پر گلزار مین — اہل غفلت دار پر بھی دیکھہ لو آتی ہے نیند

وصل کی شب ناز سے لیتے ہین وہ انگڑائیان — کہہ رہے ہین چلکے ہم سو رہین آتی ہے نیند

وقت موت احباب روتے ہین تو سمجھاتا ہون مین — چپ رہو کیون غل مچاتے ہو مجھے آتی ہے نیند

ای لطافت چشم جانان کی لطافت کیا کہون
بند آنکھون کو کیسے سے پر نظر آتی ہے نیند

قفس مین بند ہوا جب کھلی زبان صیاد — ترے ستم کے سوا کیا کرون بیان صیاد

اگر گلاب سے دھووے مری زبان صیاد — تو گل کا حال کرون رنگ سے بیان صیاد

جو سوز دل کی کرون داستان بیان صیاد — مثال شمع کے جلنے لگی زبان صیاد

گلون کے ہجر مین کی اسقدر فغان صیاد — کہ سوکھہ کر ہوئی کانٹا مری زبان صیاد

کبھی ہای چشم کبھی زلف مہوشان صیاد — ملی ہین بلبل دل کو کہان کہان صیاد

پھنسی ہے بلبل نالان عجب بکھیڑے مین — قضا قفس کی ہے دربان نگاہبان صیاد

بہار مین دل بلبل کے پار ہوتے ہین — یہ تیلیان ہین قفس کی کہ برچھیان صیاد

خدا کے واسطے کر خوف آہ بلبل سے — کہ توڑتا ہے غضب تیر بے کمان صیاد

قفس کی طرح سے ہے آشیان مین بند کیا — بنی ہے بلبل گلزار کو خزان صیاد

گلون کا عشق بھرا ہے پھنسے گی ہر بلبل — لگائے دام مین عاشق کی استخوان صیاد

فراق گل میں ہوا ہے تڑپ تڑپ کے یہ حال — قفس میں چند نفس کا ہوں میہمان صیاد

یہ عندلیب کے اک مشت پر کی خواہش ہے — کہ روز لڑتے ہیں آپس میں باغبان صیاد

نہیں ہے یاد کوئی داستان اسیری میں — سناؤں پڑھ کے گلستان و بوستان صیاد

وہ عندلیب ہوں بعد فنا بھی ہوں نہ رہا — قفس بنائے مرے نے کے استخوان صیاد

اجل کو روح نے تن میں بلا لیا شب ہجر — جو میزبان ہوئی بلبل تو میہمان صیاد

قفس کے چاک سے نکلی جو بلبل لاغر — پھڑک پھڑک کے پکارا کہاں کہاں صیاد

فراق گل میں ہے بلبل نحیف بند نگر — قفس ہے اسکے لیے آہ کا دھواں صیاد

نہ ہونگی بلبل و گل پھر خزاں جب آئیگی — چمن میں اور ہیں کچھ روز میہمان صیاد

پھڑک رہی ہے گلوں کے الم میں بلبل روح — قفس بنی ہیں مرے تن کی استخوان صیاد

قفس میں بند ہی بلبل تو نیلگون پوشش — نئی زمین نیا اب ہے آسمان صیاد

گلوں کے عشق میں پانی کی جا گلاب دیا — یہ بلبلوں کا ہوا ہے فراخ دان صیاد

میں وہ ہوں بلبل خوش نغمہ باغ کی رونق — بناتے ہیں مرا آ کے آشیان صیاد

قضا جو آئی تو سمجھا کہ دم چرایا ہے — ملا ہے بلبل نالاں کو بدگمان صیاد

گلوں کے ہجر سے بلبل کو ہے قفس میں جنون — پنہا منگا کے رگ گل کی بیڑیاں صیاد

جو دیکھے پھول سے تلوے پھڑک گئی بلبل — بنے ہیں دام ترے پاؤں کے نشان صیاد

بدن میں روح کی حافظ ہے ای لطافت سوت
ہمیشہ ہے پئے بلبل نگاہبان صیاد

جو سنکھ دیر میں کعبہ میں ہے اذان فریاد — غرض ہے عشق میں دونوں جگہ فغان فریاد

نکل کے لب سے گئی تا بہ لامکان فریاد — اب آگے بڑھ کے بھلا جائیگی کہاں فریاد

کروں فراق میں کس سے میں ناتوان فریاد — بمشکل آئی ہے سینہ سے تا زبان فریاد

عروج پر شب فرقت ہے ہر زمان فریاد — کرائے کیوں نہ رقیبوں پہ بجلیاں فریاد

نشانہ مجکو بنائے جو بخیط وہ ترکش ۔ زبان تیر سے کرنے لگی کمان فریاد

اثر دکھائے گا گر سوز عشق پروانہ ۔ کرے گا بزم مین گلگیر بےزبان فریاد

جو کھینچون آہ ترے در پہ ہو جہان تاریک ۔ سمجھ کے رات کرین ساری پاسبان فریاد

گلون کے عشق کا طفلی سے ہوگا دل پہ اثر ۔ کرونگا پڑھ کے گلستان و بوستان فریاد

جو زرد ہوکے کرے نالے آپ کا بیمار ۔ بلند ہوکے بنے شاخ زعفران فریاد

فراق یار مین یہ سب رفیق ہین اپنے ۔ بکا ملال قلق یاس غم فغان فریاد

جو بیٹھ کر لب ساحل اوٹھیگا وہ یم حسن ۔ کرے گا شور جو دریا تو مچھلیان فریاد

گلون کو دینگے اگر عندلیب کا پرسا ۔ کرینگے باغ مین ہم قرب آشیان فریاد

ہماری آہ ضعیف آسمان تک پہونچی ۔ بنی فراق مین گر مثل نردبان فریاد

زمین پہ یون ترے نالان کو پیستا ہی فلک ۔ کہ آسیا کی ہو جس طرح درمیان فریاد

لرز رہے ہین جو اعضا تو آرہی ہے صدا ۔ تپ فراق مین کرتے ہین استخوان فریاد

تمہارے عشق مین یہ وہ ہے ابر کا رکھا ۔ زبان برق سے کرتا ہے آسمان فریاد

سقر بھی شور کرے گا جلا جلا اُف اُف ۔ کرینگے نار مین جب ہم شرر فشان فریاد

جو عشق کرے حسینان انھین ستائے گا ۔ کرینگی سرو پہ کو کو سے قمریان فریاد

ہوا [illegible] پہ لگائے ہے اسلیے زنجیر ۔ اگر مکین سے ہو خالی کرے مکان فریاد

ہوا نہ ضبط کہ تھا خام عشق پروانہ ۔ جلا جو شمع پہ کرنے لگا فغان فریاد

ہوا سے باغ مین ہی برگہاے خشک کا شور ۔ گلون کے حال پہ کرتی ہے یہ خزان فریاد

بلند شور ہے قلقل کا مئی جو گھٹتی ہے ۔ مری طرح سے ہین کرتین صراحیان فریاد

فلک کے ظلم سے پیسا ہے اب لطافت کو
دوہائی حق کی ہے یا صاحب الزمان فریاد

وصال یار کی خاطر جو ہے فغان فریاد ۔ تو میرے دل سے نکلتی ہے توامان فریاد

فراق مین ہو نہ ایسی شرر فشان فریاد
جلے جلے مرے اف اف ہے سب استخوان فریاد

سب آسمان کہین ہل ہے الامان فریاد
کرون جو پہلے پہل امتحان فریاد

ہلایا قلب و جگر یار کا رسائی ہے
اثر دکھانے لگی ہے کہان کہان فریاد

بہار آئی گلستان مین اذ غل ہوگا
کرینگی بلبل و گلچین و باغبان فریاد

خیال رات کا رہتا ہے واہ ری غفلت
جو دن کو خواب مین کرتے ہین پاسبان فریاد

جو دل جلون کا بہے خون چھپالے پڑجاین
ابھی کرے تری تلوار کی زبان فریاد

جو ہم لگاتے ہین نالون سے آگ ساحل پر
تڑپ کے کرتی ہین دریا کی مچھلیان فریاد

قفس مین جلکے پھنسے گی جو بلبل نالان
کرے گا بن کے دہن خالی آشیان فریاد

پہنچ گئی مرے منہ سے نکلتے ہی تا عرش
رسا ہے خود نہین محتاج نردبان فریاد

یہ اشک دم مین زمین آسمان ملا دیتے
نہوتی گر نہ رہے عاشق کے درمیان فریاد

پڑا ہے عشق کا ڈاکا دوہائی ہے یارب
پہ لوٹتا ہے دل و ہوش و صبر و جان فریاد

خیال یار کی مژگان کا ہو جو فرقت مین
لگا ہے دل پہ مرے غم کی برچھیان فریاد

بہے جو اشک محبت مین دل ہوا نالان
پڑا جو آگ پہ چھینٹا ہوئی فغان فریاد

خیال زلف مین کیون آنکھ سے نہ بہین اشک
کہ اٹھ کے دل سے ہمارے بنے دھوان فریاد

بنے فراق مین نالے تو قہقہہ شب وصل
ہوئی ہے عشق مین ایسے فراحدان فریاد

ہوئی سوار جو لیلی تو قیس یاد آیا
کرے نہ کیون صفت ناقہ ساربان فریاد

عدم کے قافلے والو نہین یون ہو نہین نالان
جرس کے جیسے ہو ہمراہ کاروان فریاد

فراق یار مین ہر دم لبون پہ رہتی ہے
بہت دنون سے ہے عاشق پہ مہربان فریاد

بہار مین ہین ثمر اور خزان مین رنج و الم
غضب ہے کرتے ہین ہر طرح باغبان فریاد

مین دن کو ساتھ نقیبون کے غل مچاتا ہون
تمام رات ہے ہمراہ پاسبان فریاد

مری طرح سے ہے گھڑیال رحم دل شاید
کشورہ ڈوب گیا جب تو کی فغان فریاد

ٹھہر ٹھہر کے پہنچ لامکاں پہ ضعف مین تو
کہ نو فلک ہین بنے تیری نردبان فریاد

گرا ہے یوسفِ دل اوس چہ زنخدان مین
نکال آکے اب اے خط کی کاروان فریاد

بہت غرور سے تنتے ہین خیمۂ افلاک
اشارہ کردون کرے دم مین دہجیان فریاد

یہ مغفرت کا لطافت بڑا وسیلہ ہے
غمِ حسین مین لازم ہے ہر زمان فریاد

روان ہین اشک دلا تو بھی کر فغان فریاد
جرس کے چاہیے ہمراہ کاروان فریاد

جو اس قمر کے تصور مین ہو فغان فریاد
بلند ہو کے کرے ماہ کو کتان فریاد

جو سینہ عشق سے ہے گرم ہے فغان فریاد
سدا ہے داخلِ حمام تو امان فریاد

خموش بیٹھے ہین بت ہوگی رائگان فریاد
عبث ہے دیر مین ناقوس کی فغان فریاد

لرز کے ڈر کے کرین ساتون آسمان فریاد
فراقِ یار مین جو آئے تا زبان فریاد

زمین سے چرخ پہ اور چرخ سے گئی تا عرش
کریگی اور کہان تک بلندیان فریاد

جو اوسکے کوچہ مین نالے کیے تو بوسہ ملا
ہوئی ہے کیا سببِ رزق پاسبان فریاد

وہ سنگ دل ہے تو کیا موم نالے کردینگے
کریگی صلح مرے اُسکے درمیان فریاد

ہم اونکی وصل کے لوٹین تمام رات مزے
گلے مین غیر کرے بنکے پاسبان فریاد

چباتے ہین سگِ جانان تو آرہی ہے صدا
فنا کے بعد بھی کرتی ہین استخوان فریاد

نہ سُنیگا وہ نازک مزاج ہوگا خفا
کریگی عشق کی محنت کو رائگان فریاد

بڑھا کے دستِ سوال آبرو جو ہم کھوئین
کرین ہتھیلون کی کیون نہ مچھلیان فریاد

پڑا اگر ترے نالان کا اسے پری سایہ
کریگی قہقہہ دیوار بھی فغان فریاد

قطعہ

اگر جہان مین ہو حسن اور عشق کی دھوم
ہر ایک بند کرے کان ہو فغان فریاد

مچای شور ادہر خوب ہی تری غلغال نے
ادہر جنون مین کرین میری بیڑیان فریاد

نحیف و زار وہ بلبل ہون اوڑ نہین سکتا
پھنسا ہون دام مین جب سر بنی ہوان فریاد

لبون تک آتی ہی مشکل سے ناتوانی مین
نفس کو تھک کے بناتی ہی نردبان فریاد

بتون کے عشق کو مخفی رکھا ہے ڈرتا ہون
شرر رہی سنگ مین سینہ مین یا نہان فریاد

اگر ہی قوت کی خواہش تو جل کھپ اے نادان
یہ روز صبح کو کرتی ہین چکیان فریاد

سُنے جو نالہ عاشق تو اُنکو نیند آئی
بنائی بے اثری نے ہے داستان فریاد

جب آئنہ مین ہے اوس شعلہ رو کا پرتو عکس
چٹک کے کرتے ہین جوہر سپند سان فریاد

نہین گہن نے چھپایا ہی بدر کو شب ہجر
خیال زلف مین بنکر گئی دہوان فریاد

فلک کو وصل کسی کا نہین گوارا آہ
ہمیشہ رکھتا ہی دو لب کے درمیان فریاد

علی بہشت مین پہنچائینگے لطافت کو
کرے گا حشر مین عصیان سے جب فغان فریاد

بلبل کو تھی میان قفس یہ چمن کی یاد
بن بن کے داغ رہگئے دل مین وطن کی یاد

کیا پوچھ جنون نے کیا بڑھ کے چاک چاک
بھولے سے دل مین آجو گئی پیرہن کی یاد

کیونکر نکل کے جسم سے پھر آئی حشر تک
تکلیف سب ہے روح کو زندان تن کی یاد

شبنم اوڑ اینگی گل پژمردہ پر جفا
گھاتین ہین آفتاب کو دزد کفن کی یاد

پابند ہوگیا نظر آیا جو پیچ و تاب
کرلی ہے زلف یار نے بندش رسن کی یاد

یون غافلو میال رہے قبر کا سدا
دل مین مسافرون کے ہی جیسے وطن کی یاد

قرآن پڑھا جو عالم طفلی مین یہ کہا
کی ابتدا سے ہمنے عبارت کفن کی یاد

دنیا نے ہر جوان کو ہے عاشق بنالیا
اس پیر زال کو ہین ادائین دلہن کی یاد

لاکر اندھیری قبر مین سب بند کرگئے
ہی ہمروتی مجھے اہل وطن کی یاد

جھک جھک کی دیکھتا ہون جو زلفو مین ہی وہ رخ
کیسی نماز ہے مجھے سورج گہن کی یاد

غنچہ نہ منہ سے پھوٹین گے ای عندلیب کچھ
لب بند ہین جو ہی کسی شیرین دہن کی یاد

آئی بدن مین حشر کو جب روح یہ کہا
آخر وطن مین کھینچ کے لائی وطن کی یاد

عاشق کے ہاتھ رہتے ہین سینہ پہ بعد مرگ
ایسا ہی تھی بچھانے سے انجمن کی یاد

اٹھتی ہے طفل سے کفنی ہون گلے پڑی
لازم ہے مرنے والی ابھی سے کفن کی یاد

عشق رضا مین طوس کا رہتا ہے دل کو دھیان
غربت مین ہر گھڑی ہے لطافت وطن کی یاد

ردیف دال ہندی

نکلا جو خط مٹائیگا اے سیمبر گھمنڈ
اس حسن عارضی پہ نکر اسقدر گھمنڈ

دھانی لباس تم بھی پہنکر کبھی چلو
کرتے ہین سبز ہوکے چمن مین شجر گھمنڈ

بیجا ہے بدر کو رخ جانان سے ہمسری
مٹ جائیگا یقین ہے وقت سحر گھمنڈ

دکھلاؤ نہین جو اشک فشانی تو ہوش اوڑین
کرتا برس برس کے ہے کیون ابر تر گھمنڈ

ہو کر عدم دہن نے ہے دعوے مٹا دیا
کرتی تھی نازکی پہ تمھاری کمر گھمنڈ

کہتا ہی مال آکے ہر اک بے ہنر کے پاس
کرتے ہین کیون کمال پہ اہل ہنر گھمنڈ

دیکھے ہمین کہ سینہ پہ لاکھون ہین داغ عشق
کیون چار پھول پاکے ہے کرتی سپر گھمنڈ

دو ٹکڑے اوسنے ایک اشارہ سے کر دیا
کرتا تھا اپنے حسن پہ بیجا قمر گھمنڈ

سیب ذقن کا حسن کبھی چل کے تم دکھاؤ
کرتے ہین باغ مین شجر پر ثمر گھمنڈ

اچھا نہین غرور سے چلنا اکڑ کے یار
شرمندہ کرکے تجکو جھکائیگا سر گھمنڈ

تم گردن صبح کا دکھلا دو کوئی خال
کرتا چمک چمک کے ہے نجم سحر گھمنڈ

دیکھو شرف حبیب خدا مصطفے نبی
کیونکر کرین نہ حسن پہ اپنے بشر گھمنڈ

ناسور دل مین یار کے ناخنون نے کر دیا
کرتے تھے آبرو پہ نہایت گہر گھمنڈ

مال جہان زمانے مین ہے چلتی پھرتی چھاون
دولت پہ اسقدر نکرین اہل زر گھمنڈ

پامال وہ ہوا ہے لطافت جہان مین

جسکو ہوا ہے کبر سے مد نظر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

حال رونے کا لکھون ہی یہی بہتر کاغذ ۔۔۔ نامہ بر ہو کہین ابر ہی جو میسر کاغذ
عارض صاف کی مدحت سے بنا آئینہ ۔۔۔ ہو گیا وقت رقم صنع سکندر کاغذ
میرا دیوان رقم ہوتے ہی ہر جا پہنچا ۔۔۔ کیا ہے اک طائر مضمون کا ہے شہپر کاغذ
قتل ہونے کی ہوس ہے انھین لکھتا ہون خط ۔۔۔ اشک گلگون سے کرون خون کبوتر کاغذ
سختیان ہجر کی جھیلو یہ لکھا اوس بت نے ۔۔۔ ناتوان ہون مرے سینہ پہ ہے پتھر کاغذ
کچھ نزاکت رخ رنگین صنم کی لکھون ۔۔۔ رگ گل ہو جو قلم برگ گل تر کاغذ
حال لکھونگا جو مین اپنے دل سوزان کا ۔۔۔ حرف بنجائینگے انگارے تو مجمر کاغذ
نامہ اوس گل کا جو قاصد نے رکھا خوش ہوئی روح ۔۔۔ قبر عاشق پہ بنا پھولون کی چادر کاغذ
سوزش ہجر کا احوال جو نامہ مین لکھا ۔۔۔ لے اوڑا بدلے کبوتر کے سمندر کاغذ
اوس رخ صاف کے آگے اگر آئینہ آئے ۔۔۔ گھٹ کے خجلت سے ہو یہ صنع سکندر کاغذ
بخت خفتہ کا نقاہت کا جو حال اونکو لکھون ۔۔۔ حرف خوابیدہ نامہ کو ہو بستر کاغذ
خط و رخ کا ترے مین حال جو نامہ مین لکھون ۔۔۔ مثل آئینہ کے پیدا کرے جوہر کاغذ
طبع سے میرے ادہر فوج مضامین ہی بڑھی ۔۔۔ دستہ ہے اودہر کو لیے لشکر کاغذ
ہو مرے قتل کا تیار جو محضر پئے حشر ۔۔۔ خون کی بوندین جو مہرین ہون تو خنجر کاغذ
اونکی تصویر جو چھپتی ہے تو یہ عالم ہے ۔۔۔ جذب الفت سے نہین چھوڑتا پتھر کاغذ
تیری تصویر تصور مین جو کھینچی ہمنے ۔۔۔ ورق دل سے نیا یا کوئی بہتر کاغذ
خضر دیکھین وہ خط سبز تو بندہ ہو جائین ۔۔۔ لکھ دے عارض کی غلامی کا سکندر کاغذ
ایزدی عز و شرف یار مجھے خط لکھے ۔۔۔ کبھی ہم لکھون یہ ہون رکھتا کبھی سر پر کاغذ

ای زہے بخت لطافت جو مجھے حشر کے دن
خلد مین رہنے کا دین ساقی کوثر کا غذ

لقمہ طلب جو کرتی ہے تو ہر زبان لذیذ
لاؤن کہان سے روز طعام ای زبان لذیذ

مدت ہوئی بھرا ہے مزا اسمین عشق کا
کیونکر نہ اے ہما ہو مری استخوان لذیذ

انسان کو گر جہان مین قناعت کا ہو مزہ
نعمت کے بدلے بھوک مین ہو قرص نان لذیذ

دشنام کس مزے سے ہین عشاق کھا رہے
شیرین دہن ہے یار تو ہین گالیان لذیذ

اکل حرام پر نکر اے منعم افتخار
تلخی نہ چکھ عذاب کی کرکے دہان لذیذ

یون عشق رخ سے دل مین مرے آگیا مزہ
جیسے ہو دھوپ سے ثمر بوستان لذیذ

دنیا پھنسا کے مثل مگس کرتی ہے ہلاک
بیکار شہد سمجھے ہین پیر و جوان لذیذ

افسوس زندگی کا مزہ لے گیا شباب
جب دانت ہی نہین تو غذا ہی کہان لذیذ

لون بوسہ کیون نہ مین لب شیرین یار کا
کھاتا ہے جنکے باغ سے پھل باغبان لذیذ

دیکھو مزہ نہین دہان زخم چھوڑتے
تیرون کے پھل ہین کیا مرے ابرو کمان لذیذ

کھاتے ہین ہم مزے سے غم و غصہ ہجر مین
جو بیش خلق تلخ ہے وہ ہی بیان لذیذ

دنیا مین کیون ہے راحت و نعمت کی جستجو
زندان مین کب ہی چین غذا مین کہان لذیذ

پیدا ہوے تو شیر کی عادت ہوئی انھین
ڈھونڈتا ہین طعام کیون نہ سب اہل جہان لذیذ

دنیا مین آکے خواہش نعمت کرو نہین کیا
کرتا نہین طعام طلب میہمان لذیذ

دنیا کی لذتون سے لطافت کر اجتناب
کھانے اگر ہین میوہ باغ جنان لذیذ

ردیف راے مہملہ

دل سے ہونٹون تلک آئی ہے بمشکل کیونکر
ضعف مین آہ نے طی کی ہے یہ منزل کیونکر

ہجر کی رات چھپیگا مہِ کامل کیونکر
ہاے سینہ سے ہٹیگی مری یہ سل کیونکر

آتشِ حسن سے بھڑکی ہوئی ماشاء اللہ
تیرے عارض پہ سیہ رنگ نہو تل کیونکر

ابروے یار کھنچے رہتے ہین باہم ہروقت
دونون آپس مین نہون مدّمقابل کیونکر

پابہ زنجیر ہوے جوشِ جنون مین صدہا
ہمنے طے کی یہ کڑی عشق کی منزل کیونکر

رشک آتا ہے کہین دیکھ نہ لے چشمِ حباب
لائین اوس پردہ نشین کو لبِ ساحل کیونکر

کیون نہ منعم کی جسارت پہ تعجب ہو مجھے
دیکھتا آنکھ سے ہے خجلتِ سائل کیونکر

چھلکے تارے جو شبِ وصل کہا اوس مہ نے
شرم آتی ہے مین لپٹون سرِ محفل کیونکر

شرم اونکی نگہِ بد سے نہان رہتی ہے
سات پردہ ہون نہ ہر آنکھ مین حائل کیونکر

جمع ہین غیر ترے در پہ رسائی ہے محال
طے کرون وادیِ پُرخار کی منزل کیونکر

عشق سے حسن موافق ہو تو عقدہ یہ کھلے
گوش گل ہین پئے آوازِ عنادل کیونکر

رخِ دلدار کے نظارہ سے محروم رہے
ہاے آئینہ ہوا بیچ مین حائل کیونکر

میری محبوب مین ہین جمع ہر اک طرح کے حسن
بندہ کیا چیز خدا بھی ہو نہ مائل کیونکر

پوچھتا ہون نہین قناعت سے بوقتِ حاجت
ہاتھ پھیلا کے بشر ہوتے ہین سائل کیونکر

گر گئے دانت جو پیری مین ہوے بال سفید
ہو گئی صبح نہ برخاست ہو محفل کیونکر

سیر گلزار نجف کا ہے لطافت پھر شوق
ہند مین رہ کے نہ گھبرائے مرا دل کیونکر

پھیر لیتے ہین نگہ حور شمائل کیونکر
ایسے ہرجائیون سے عشق پھرا دل کیونکر

ایسا بیہوش ہوا ہاے خبر بھی نرہی
ہون مین حیران لیا آپنے مرا دل کیونکر

آپ تو پاس سے تشریف لیے جاتے ہین
یہ تو فرمائیے بہلے گا مرا دل کیونکر

وہ ہین عیار تو مین بھی کوئی نادان نہین
باتون باتون مین چرا لینگے مرا دل کیونکر

کیا کرین غیر کے پہلو مین اگر جا بیٹھو
بیوفا جان کے دین تمکو بھلا دل کیونکر

دوست یہ پوچھتے ہین دیکھ کے مضطر مجکو
کسپہ عاشق ہوے آیا ہے کہو دل کیونکر

میرے پہلو مین تو بیتاب رہا کرتا تھا
کہیئے پاس آپ کے ٹھہرا ہے مرا دل کیونکر

بعد مدت کے شب وصل صنم آئی ہے
حوصلے آج نکالے نہ مرا دل کیونکر

کیا کہون ہاے حنائی نظر آئے وہ ہاتھ
مل گیا دیکھ کے پہلو مین مرا دل کیونکر

حال پوچھون مین اگر قافلہ آئے کوئی
کوچۂ زلف مین کرتا ہے بسر دل کیونکر

مشعلین نالۂ سوزان کی جلامین لاکھون
کیا کہین کوچۂ گیسو سے ملا دل کیونکر

اوٹھ کے پہلو سے شب وصل وہ فرماتے ہین
ہم بھی دیکھین کہ تڑپتا ہی ترا دل کیونکر

جب نہ تھا عشق تو ہم پوچھتے تھے یارون سے
جان کیون جاتی ہے آتا ہے کہو دل کیونکر

ہنسکے وہ کہتے ہین فرق آئیگا دلداری مین
پھیر دین لے کے محبت مین ترا دل کیونکر

میرے پہلو مین بٹھا کر اونھین غیرون نے کہا
ہمنے دیکھا نہین تم توڑتے ہو دل کیونکر

طعن کرکے وہ زلیخا پہ یہ فرماتے ہین
ٹھہرے ہے مرد کو عورت نے دیا دل کیونکر

کیا کہون کوچۂ گیسو سے مرے سینہ تک
پوچھتا پوچھتا آیا ہے مرا دل کیونکر

دید بازی کا لطافت نہین چھٹتا چسکا
اچھی صورت پہ نہ آجاے مرا دل کیونکر

بزم مین آئی ہے معشوق پری رو ہوکر
سر سے نکلا ہے دھوان شمع کا گیسو ہوکر

بزم ساقی سے جو اوٹھ جاے خفا تو ہوکر
چشم ساغر سے بہے مئے ابھی آنسو ہوکر

ہین سیہ کار جو ہون عاشق ابرو ہوکر
نامۂ عصیان کا بڑھے زلف پری رو ہوکر

یاد کرکے جو خزان باغ مین موت آجاے
روح بلبل کی گل تر مین رہے بو ہوکر

چرخ ہشتم پہ گیا نالۂ موزون میرا
برج میزان مین رہا تیر ترازو ہوکر

زلف کی یاد مین آہونکا دھوان ہو جو بلند
حسن رخسارۂ خورشید ہو گیسو ہوکر

دست رنگین سے چھوے تونے جو اے رشک بہار
گل تر باغ مین شرماے لجالو ہوکر

تم جو آئے تو اڑا رات کو یہ باغ کا رنگ
رہ گیا لالہ چمن میں گل شبو ہو کر

عشق میں لاغری و ضعف سے یہ رنگ ہوا
چھوٹے اس گل سے تو برباد رہے بو ہو کر

جوش سودا یہ ہوا عشق میں خوش چشموں کے
بھاگتا مجھ سے ہے سایا مرا آہو ہو کر

ہجر ابرو میں جو دیکھوں مہ نو گردوں پر
نیش زن ہو دل بیتاب پہ بچھو ہو کر

باغ سے تم جو چلے غم کا ہوا یہ سامان
رہ گئے موتیے کے پھول سب آنسو ہو کر

بلبلیں مست ہوئیں جھومتے نکلے میخوار
خبر موسم گل جبکہ اڑی بو ہو کر

ہجر میں ہمنے یہ سیکھی ہے نشست و برخاست
درد بن بن کے اٹھے گر پڑے آنسو ہو کر

کون سی مست کی شیشے کو لگی ہاے نظر
مے گلے سے نکل آتی ہے جو اچھو ہو کر

یاد ابرو میں گلوں پر ہوں جو دوڑا آتا
خار کا ڈنک لگا دیتے ہیں بچھو ہو کر

مدحت زلف میں جو شعر لکھے کاغذ پر
حسن رخسارہ مضمون ہوے گیسو ہو کر

گورے گالوں کا ترے نہر میں گر پڑتا عکس
غنچے فوارے کے کھلتے گل شبو ہو کر

ہم وہ مظلوم ہیں قاتل نے بنایا جو ہدف
تیر بھی چشم کمان سے چلے آنسو ہو کر

مست عشاق ہوے مشک چھپانا تو نہیں
گیسوؤں کا ترے شہرہ جو اڑا بو ہو کر

سرمہ کا یار نے دنبالہ بنایا جب سے
شاخ وحشت کی لگی چشم میں آہو ہو کر

ہمکو آنکھوں پہ حسینوں نے جگہ دی صد شکر
خم و لاغر کی یہ عزت ہوئی ابرو ہو کر

غیر آیا تو ہوا لاغری و ضعف میں وصل
چھپ رہے پیرہن یار میں ہم بو ہو کر

سرمہ آنکھیں جو لگا کر ہے بھوؤنکو دیتیں
چشم کو کرتے ہیں تسلیم خم ابرو ہو کر

اس زمانے میں ہوا جوہر ذاتی بھی بلا
جان لی آہوؤں کی مشک کے خوشبو ہو کر

تل سیہ دے کے ان آنکھوںکو کہا صانع نے
چاہیے نافہ بھی آئے ہیں یہ آہو ہو کر

شمع اس بزم سے جب سمجھ کے چلی رو کے کہا
سرخرو آئے تھے ہم نکلے سیہ رو ہو کر

حسن جس یار میں جتنا ہے سمجھ لیتا ہوں
تول لیتی ہیں مری آنکھیں ترازو ہو کر

یار کے گھر کا اشارے سے بتاتے ہین پتا
اُسطرف ہجر مین جاری مرے آنسو ہوکر

نور یعقوب کی آنکھون کا جو رونے سے گیا
جامۂ حضرتِ یوسف مین رہا بو ہوکر

نہر پر آکے ہنسا ہین جو وہ فوارون کو
منہ سے پانی نکل آئے ابھی اُچھو ہوکر

خطِ ابیض نہین صبحِ شبِ وصلت اے مہر
نور نکلا ہے تری آنکھ سے آنسو ہوکر

کالی آندھی مرے آہونکی اگر اُٹھیگی
مہر و مہ خوف سے اوڑ جائینگے جگنو ہوکر

بخیۂ زخم جگر کو مرے آئے گا جو تار
چشم سوزن سے نکل جائیگا آنسو ہوکر

مین سیہ بخت ہوا از لطافت جب سے
گیسوے یار مین رہتا ہون سدا بو ہوکر

اہل دل تھا تو رہے زینتِ پہلو ہوکر
موت بھی آئے تو معشوق پری رو ہوکر

زار ایسے ہین کہ ہم عاشقِ گلرو ہوکر
باغ مین نکلے بہار آئی چلی بو ہوکر

قلب ماہیت اگر مہر کی صورت ہے تو کیا
حسن کیا نام ہوا جبکہ سیہ رو ہوکر

کبھی کھینچی تھی مرے آئینہ رو نے تلوار
عکس اوسی کا ہے عیان آجتک ابرو ہوکر

چشم بد دور عجب حسن ملا آنکھون کو
جسکو ہین دیکھ رہے خم ترے ابرو ہوکر

کاجل آنکھون کا لگا کر لیے جاتا ہی ہمین
لے چلے ہین کہین آراستہ گیسو ہوکر

آج لکھنے کو ہون اُس چشم سیہ کی تعریف
مان دوات آئے یہان دیدۂ آہو ہوکر

سبزہ اکدن نہ چرا آپکے رخسارون کا
چشم پوشی ستم آنکھونکی ہے آہو ہوکر

جمع ہوتے تو خدا جانے ستم کیا کرتے
ہین بلا دل کو پریشان ترے گیسو ہوکر

خوب کاجل کا حسینون نے پنھایا ہے طوق
شوخیان کرتی تھین آنکھین بہت آہو ہوکر

اسلیے نزع مین ہم بند کیے ہین آنکھین
لطف نکلے نہ تری دید کا آنسو ہوکر

بے اثر باغ مین اے گوشِ گل تر نہ سمجھ
کیا خطا نالۂ بلبل کی اگر تو ہوکر

نامہ دے جاکے جو قاصد اُسے مجھ گریان کا
دائرے چشم ہون نقطے ہین آنسو ہوکر

بادہ کش خواہشِ مَی مین جو گیا میخانے
مل گیا دستِ سبو ہونٹ سے چلو ہو کر

کاجل آنکھو نمین لگاتا ہے جو وہ آئینہ رو
عکس اوسی کا نظر آجاتا ہے ابرو ہو کر

پھر تو عاشق ترا گھبرائے نہ سر ٹکرائے
ہجر کی رات جو آئی شبِ گیسو ہو کر

چاندنی مین مہِ کامل کا یہ اس سے ہی سوال
دو اگر حکم رہون تکیہ زانو ہو کر

عاشقِ چشم کی تربت پہ بنا جب روضہ
غائب آنکھون سے ہوا گنبدِ آہو ہو کر

غسل پروانے کی میت کو کسی نے نہ دیا
گھل گئی شمع اسی رنج مین آنسو ہو کر

روشنی شمع اگر بانٹ دے تھوڑی تھوڑی
روز پروانے اوڑین رات کو جگنو ہو کر

طائرِ قبلہ نما کا ہے نشیمن تسبیح
دیکھ اے دل کہ یہ عزت ہوئی یکسو ہو کر

ہائے کیا غم ہے جوانی کے گذر جانے کا
گر پڑے دانت اسی رنج مین آنسو ہو کر

چاندنی چاند کی دیکھی تو کہا اس رخ نے
ظرف چھوٹا ہے چھلک جاتا ہے مملو ہو کر

پاس آئینے کے جب آئنہ دیکھا ہم نے
بیٹھنا آپ کا یاد آیا دو زانو ہو کر

ان حسینون کی جوانی بھی عجب وحشی تھی
کبک کی چال تو آئی گئی آہو ہو کر

اے لطافت ہو سدا سجدہ گہِ مخلوقات
درِ سرور پہ رہے خاک اگر تو ہو کر

غیر منقوط ذو قافیتین

گھر سدا مارا سحرِ وصل وہ مہرو سو کر
دھوم ہو کاسہ گر اس مہر کا مملو ہو کر

صدمہ و درد و الم دور ہو آرام ہو واہ
مار ڈالو اگر اس دل کو ہلاکو ہو کر

رکھ و لا کا گلِ دلدار کا سودا ہمراہ
رہا آوارہ سدا سگ کو آہو ہو کر

وہم اس دل کا سوا اور ہوا او دلدار
گر کھلا حالِ کمر کا گرہ مو ہو کر

ماہِ کامل کو گلا دہر کا ہر ماہ رہا
کاسہ ڈھلکا مرا رسوا ہوا مملو ہو کر

آ ادھر آ ادھر اس سر کو الگ کر للہ
اور اک وار ہو صمصام کا مہرو دو کر

کھا کر اک لمحہ ہوا ہر سحر اُسکا گھوڑا
کس طرح اُسکا گلہ او دل آوارہ ہوا
وہ دل آرام اگر دور ہوا اک لمحہ

گاہ طاؤس ہوا گہہ اوڑا آہو ہوکر
الم و صدمہ کہا روح کا ہر سو روکر
آہ آوارہ رہا دل مرا ہر سو ردکر

مسک کا عطر ہرا اک عطر کو کردو ہو دھوم
گرہ طرۂ طرار کو گلرو دھوکر

تمھیں عاشق نے دیکھا ہے وہان پر
کلیم اللہ کو غش آیا جہان پر

جوان پیری مین ہو مثل زلیخا
جو عاشق ہو فلک اُس نوجوان پر

جلی بلبل جو نالون سے قفس مین
چلی سوئے چمن بنکر دھوان پر

کہا سینے پہ رکھکر پاؤن اُسنے
بتاؤ درد ہوتا ہے کہان پر

سنائے کیون نہ ہمکو تیز فقرے
رکھی باڑھ اُسنے خنجر کی زبان پر

ہوائے گل مین دوڑی بلبل زار
بنی ان کشتیون کی بادبان پر

مرے تلوون کا خون جب سے پیا ہے
مزہ ابتک ہے کانٹون کی زبان پر

یہ کسکے قتل کی منت ہے اے تیر
بندھا ہے آجتک چلہ کمان پر

جلے کانٹے مرے تلوے جو تھے گرم
پڑے ہین آبلے نوک زبان پر

عصا ہے ہاتھ مین پیری سے ہون خم
نیا چلہ چڑھایا ہے کمان پر

جلی بلبل جو غنچہ مسکرایا
گری بجلی یکایک آشیان پر

چمن مین کی جو اُس مستی کی تعریف
اوداہٹ آئی سوسن کی زبان پر

مرے لب پر سدا رہتا ہے نالہ
ہمیشہ لیس ہے تیر اس کمان پر

عجب دریا دلی ساقی نے کی ہے
تناہے موج ساغر کی زبان پر

نشانہ کرکے مجکو کیون نہو خم
خطا کا بار ہے پشت کمان پر

اسی تقریر پر نازان تھی بلبل
مقابل ہے اس کچی زبان پر

جہان تیرہ ہوا یہ روز فرقت — نظر آئے ستارے آسمان پر
ہما سے کہدو منہ پھیلائے ہے کیون — سگ جانان کا ہے دانت استخوان پر
یہ ایما ہے عصا کا رگ کے اے پیر — کہ اک دن دفن ہونا ہے یہان پر
مقدر نے کیا مر کر بھی زخمی — ہزارون قطرے لگے اک استخوان پر

لطافت اک مسیحا پر ہون عاشق
دماغ اب تو ہے چوتھے آسمان پر

باغ سے گلچین گئے جتنے گل تر توڑ کر — بلبل شیدا کے اوتنے ہی گرے پر توڑ کر
کم ہوئی جب انکی افشان وقت زینت رات کو — آسمان سے گر پڑے دس بیس اختر ٹوٹ کر
اپنے عاشق پر نہ ہر دم دانت پیسا کیجیے — دیکھیے بے قدر ہو جائین نہ گوہر ٹوٹ کر
ذبح کا شکر یہ تیر اسخت جان کرنے کو ہے — ہو زبان بہر دہان زخم خنجر ٹوٹ کر
دفن ہونے کو ہے تازہ کشتہ چشم یار کا — پھول ہین نرگس کے آئے بہر چادر ٹوٹ کر
سینے رکھا ہے دل نازک بھی خط مین ہوشیار — گر نہ جائے راہ مین یہ اے کبوتر ٹوٹ کر
ٹکڑے ٹکڑے دل ہوا جب حسرتین کشتہ ہوئین — پائی افسر نے شکست فاش لشکر ٹوٹ کر
چاہیے یوہین شکستہ خاطرون کو اتفاق — جیسے ہوتے ہین بہم شبنم کے گوہر ٹوٹ کر
سامنے میرے فسون گر کے جو خط لیجائیگا — گنڈے بازو سے گرینگے اے کبوتر ٹوٹ کر
آبرو دارون کو ہے گھٹنے مین بھی عزت حصول — بہر انگشتر نگین بنتے ہین گوہر ٹوٹ کر
خط اوسے دیکر جو ہوگا ذبح تو ہوگی خبر — پاس میرے آئینگے پر اے کبوتر ٹوٹ کر
عاشق لاغر کی گردن کے لیے پھانسی بنا — دست مشاطہ سے تار زلف دلبر ٹوٹ کر
قبر مین میری وہ اترے ہین قدم لینے کو ہون — ہاتھ نکلے ہین کفن سے بند چادر ٹوٹ کر
خط اوٹھین دے کر یہ بالیدہ ہوا ہنگام ذبح — پہنچی اوتری مگر پائے کبوتر ٹوٹ کر
کچھ نہ آئے گا نظر گالونپہ جز خط سیاہ — یہ طلسم حسن اکدن بندہ پرور ٹوٹ کر

قبر عاشق سے وفا کی بو جو پائی یار نے / گجرے ہاتھون کے بنے پھولون کی چادر ٹوٹ کر

چھوڑ دین گر ساتھ اسفل جوہر اعلے کا تعلین / لعل معدن سے عیان ہوتے ہین پتھر ٹوٹ کر

تھہ اوتاری کھولے لب ان دانتون کے بوسی لیے / چوری اس گھر مین ہوئی یون قفل اکثر ٹوٹ کر

حسن نے چادر چڑہائی طرف میری قبر پر / وہ جو آئے گر پڑا پھولون کا زیور ٹوٹ کر

پھوٹے منہ سے یون دی دیتے ہین سائل کو جواب / جیسے درہم نکلے مہر کیسۂ زر ٹوٹ کر

دو نون کھل کھیلے جوانی مین عجب اودہم مچائی / شرم اونکی میری توبہ نے برابر ٹوٹ کر

سرخ عارض ہو گئے بوسے جو عاشق نے لیے / بڑھ گیا رنگ چمن پھول اے گل تر ٹوٹ کر

دردسر ہی پھر تپ فرقت کی دیتا ہے خبر / پھر مرا ایک ایک بند اے جسم لاغر ٹوٹ کر

ہم بھی نالون کے دکھائینگے کبھی تیر شہاب / سیر دکھلاتے ہین تارے اوسکو شب بھر ٹوٹ کر

قبر مین تیری ذقن کے عشق کا یہ پھل ملا / سیب جنت آئے ہین پتھر سے بہتر ٹوٹ کر

ہی ادب تیرا دم زینت وگرنہ آہ سے / آئنہ کیا گر پڑے سد سکندر ٹوٹ کر

چودھوین شب کی گذرتی ہے سیہ کاکل گھٹا / رات ہی بھر مین ہوا ناقص یہ ساغر ٹوٹ کر

جب تپ فرقت گئی بوسے عجب نعمت ملے / آپ کے بیمار کا پرہیز دلبر ٹوٹ کر

اے ہوا اے آہ دکھلا آج تو اپنا اثر / گر پڑین بند نقاب روے دلبر ٹوٹ کر

بوسۂ چاہ ذقن سے ہوتے ہین سیراب غیر / یہ کنوان اندھا نہوا اے ماہ پیکر ٹوٹ کر

آنکھ سے گرتے ہین جو بنکر بگڑ جاتے ہین یون / یہ اشارہ کرتے ہین اشکون کی گوہر ٹوٹ کر

میری تربت پر جو اس بیرحم کے ٹپکین نہ اشک / گر پڑی فوراً آنکھ سے سلک گوہر ٹوٹ کر

ای لطافت اوس قد موزون نے دی ایسی شکست
گر پڑے گلزار مین جڑ سے صنوبر ٹوٹ کر

میخواری و مستی کا مزا دل مین بڑہا پھر / ہان بادہ کشو جھوم کے آئی ہے گھٹا پھر

الفت مین جلانا مجھے منظور ہے کیا پھر / ہی مہر تری مجھپہ مرے مہر لقا پھر

خون ہونگے ہزارون کے چمن مین نجد اپھر / ہاتھون مین لگاتا ہے وہ گل آج حنا پھر
اس دار محن ہی مین ہے اندیشہ اجل کا / جب اوٹھ گئے دنیا سے نہ آئیگی قضا پھر
جس سمت کو اوس بت کا دلا کعبہ رخ ہے / تو بھی اوسی جانب صفت قبلہ نما پھر
ہو مثل خضر دشت نوردی جو ہمیشہ / کیا بحر جہان مین مزہ آب بقا پھر
عادت ہی جلانے کی دلا شمع رخون کو / پروانے کے مانند نہ تو گرد سدا پھر
آمادہ مرے قتل پہ ہان آج تو ہین آپ / لیکن مین کہے دیتا ہون پچتایئے گا پھر
افراط نزاکت ہی نہ جوبن پہ زوال آئے / یون دھوپ مین گرمی کی نہ اے ماہ لقا پھر
اے حضرت دل خوب سزا آپنے پائی / بتلایئے ہان عشق کا چکھیے گا مزا پھر
شاہی سے ہے نفرت ترے سایہ سے ہے وحشت / آآکے فقیرون کے سرون پر نہ ہما پھر
وصف قد موزون جو کیا ہنسکے وہ بولے / کیا خوب ہے مصرع اسے پڑھیے گا ذرا پھر
کی حسن خداداد کی عاشق نے جو تعریف / ہنسکر وہ صنم کہنے لگا آپ کو کیا پھر
بوسہ جو لیا مینے تو جھنجھلا کے وہ بولے / یہ بے ادبی ہمسے نہ کیجے گا ذرا پھر
بیمار محبت سے ہے پرہیز مسیحا / بتلایئے کس درد کی ہین آپ دوا پھر
مینے جو دیا وصل کا پیغام وہ بولے / جس سے مجھے نفرت ہے وہی ذکر کیا پھر

دل ہند مین گھبراتا ہے واللہ **لطافت**
دکھلائے خدا روضہ شاہ شہدا پھر

دیکھنا گیسوے یار نوجوان بالاے سر / چڑھ گیا ہے کان کی لو کا دھوان بالاے سر
چاند سورج ایک جا پر ہین عیان بالاے سر / ہی لگائے چھپکہ میرا نوجوان بالاے سر
سو سر مو بھی نہ سر کٹنے کا قاتل شکر ادا / گر بنے ہر بال مانند زبان بالاے سر
بھاری جوڑا پاؤن مین ہی اونکی افشان مانگ مین / ہین ستارے زیر پا اور کہکشان بالاے سر
دام گیسو مین پھنسا تو پائی چوٹی کی جگہہ / طائر دل نے بنایا آشیان بالاے سر

آنکھین نرگس نے بچھائین باغ مین آیا جو تو
رکھے سبزہ نے قدم ایجانِ جان بالائے سر

یک بیک جوشِ جنون نے لاغر ایسا کر دیا
طوق پہنچا زیر پا اور بیڑیان بالائے سر

ہو گیا روشن گلِ خورشید پھولا سرو مین
تاج زرین ہے رکھے وہ جانِ جان بالائے سر

فرقتِ جانان سے تنگ آیا ہون نہین جاؤن کہان
زیر پا فرشِ زمین ہے آسمان بالائے سر

عشق مین خاموش جلتا ہون نہین گویا دہن
شمع کے مانند رکھتا ہون دھوان بالائے سر

کر کے منت کیون لون اونکا بوسہ مین نازک مزاج
ہوگا اک احسان کا بارِ گران بالائے سر

چار دن کو اس جہان مین پادشاہی کی تو کیا
فخر کیا گر تاج آیا میہمان بالائے سر

لطف ہی ہجرِ صنم مین تیر آہون کے چلین
ہی خمیدہ آسمان مثلِ کمان بالائے سر

کوچۂ جانان تلک پہنچا ہماری ہڈیان
تاج کی جا ہی ہمارے استخوان بالائے سر

دھجیان اوڑ جائینگی فصلِ بہار آنے تو دو
ہے عمامہ شیخ جی کا میہمان بالائے سر

کی جو کنگھی اوسنے گھر سارا معطر ہو گیا
حلقۂ گیسو ہین یا ہین عطردان بالائے سر

ٹھوکرون مین کاسہ سر انکے ہین ایچرخ پیر
تاج رکھتے تھے سدا جو نوجوان بالائے سر

کیا عجب گر فرق پر ہے داغِ سودا کا مقام
چاہیے تھی سچ ہے جائے میہمان بالائے سر

ہی غرورِ حسن بل کرتے ہین بال اُس حور کے
چڑھ گئی ہین کس قدر یہ ناتوان بالائے سر

خم ہو کسطرح پیری مین کمر انسان کی
دفترِ عصیان کا ہے بارِ گران بالائے سر

آشیان مین پاؤن رکھنے بھی نپائی عندلیب
کس قدر جلد آگئی فصلِ خزان بالائے سر

اوٹھے سکون کوچہ سے تیرے کسطرح مین ناتوان
سایۂ دیوار ہے بارِ گران بالائے سر

تاج شعلہ کا پہنکر افسری کرتی ہے شمع
ہی جنون کی طرح محفل مین دھوان بالائے سر

جا بجا ہے اے لطافت مصحفِ ناطق کا وصف
میرے دیوان کو رکھین اہلِ زبان بالائے سر

... ابرو ان کے سب جمال پر
اوٹھتی ہین انگلیان جو ہمیشہ ہلال پر

بیجا غرور و کبر ہے دنیا کے مال پر — انسان کو غور چاہیے اپنے مآل پر

ہو اعتنا ہر ایک کو دنیا کے حال پر — کیا کیا جوان فریفتہ ہین پیر زال پر

دل مستعد ہے بوسۂ ابرو و خال پر — اک روز نوبت آئیگی تلوار ڈھال پر

عبرت جہان مین چاہیے قارون کے حال پر — مصروف کیون ہین صاحبِ زر جمع مال پر

ہمراہِ یار لطف سے گذری شب وصال — تھے لب پہ لب کبھی تو کبھی گال گال پر

رفتار یار دیکھ لے تو کھائے ٹھوکرین — خود رفتہ کیون ہے کبک دری اپنی چال پر

امیدِ زندگی پہ ہین بنتی عمارتین — یہ بندوبست و پختگی اک احتمال پر

ہی زرا ہر دن کو ڈر غضبِ کردگار کا — نازان ہین بادہ کش کرم ذوالجلال پر

سنگِ فسان کی طرح جو پھرتا ہے آسمان — رکھتا ہے باڑھ قتل کو تیغ ہلال پر

اوڑکر قفس سے جاؤنگا گلزار کی طرف — صیاد تو کتر نہ مرے ابکی سال پر

قبضہ ہے زر پہ منعمِ موذی کا اسطرح — جیسے بنا کے سانپ بٹھاتے ہین مال پر

کھوتا ہے قدرِ عزت و توقیر مانگنا — مرجائیے کسی سے نہ کیجے سوال پر

کیونکر دعا نہ عاشقِ مضطر کی ہو قبول — کھاتا ہے غمِ معاش ہے اکل حلال پر

رہتا ہون گرم چین سے سرما مین رات بھر — کمل کو میرے فوق ہے منعم کی شال پر

جب وحشیو نہین ذکر ان آنکھون کا آگیا — صحرا مین خشمگین ہوئین چشمِ غزال پر

ہے آجکل بہار پہ کیسی سیہ گری — پھل تیغ مین ہے پھول ہین قاتل کی ڈھال پر

آئی بہار غنچۂ دل سب کے کھل گئے — کیا بلبلین نہال ہین ہر اک نہال پر

ناخن سے یار کے نہین کرتا برابری — نازان نہ اے سپہر ہو اپنے ہلال پر

بخشنے تمام عمر کے اک آن مین گناہ — رحم آگیا خدا کو مرے انفعال پر

آنسو بہائیے کہ ہوا رنج یار سے — پانی چھڑکیے اشک کا گردِ ملال پر

مدت ہوئی کہ عشق لطافت سے چھٹ گیا

عادت قدیم تھی نہ گئی دیکھ بھال پر

ہوس دیکھو تعلی اور رونے کی فنا ہوکر
غبار اپنا اوڑا ہے جانبِ گردون گھٹا ہوکر

جو نکلے ہین مری آنکھون سے آنسو قافلا ہوکر
تو نالہ بھی چلا ہے ساتھ آوازِ درا ہوکر

خیال اُسکو ہو بارش کا بنجا ہے وہ خفا ہوکر
دھوان آہون کا پھیلے اسطرح ہر سو گھٹا ہوکر

شبِ وصلت لپٹ کر وہ نہ سوئے اپنے عاشق سے
غضب ہے انکھڑیون مین نیند بھی آئی حیا ہوکر

مرے مرنے سے اوضاعِ جہان برہم ہوے ایسے
فلک آ کے پڑا تربت پہ اک نیلی ردا ہوکر

ریاضِ دہر مین یکرنگ رہنا اک مصیبت ہے
کفِ حسرت حسین ملتی ہین پابندِ حنا ہوکر

ہمیشہ یاد دلواے کسی کے عارضِ روشن کے
مہ و خورشید نے پیسا مرا دل آسیا ہوکر

ملا خلعت جو سرکارِ چمن سے تیرے عریان کو
رگِ گل ٹھیک آئی جسمِ لاغر پر قبا ہوکر

جو نکلی حُبِّ دنیا ئے زبون مین روح شاہو نکی
نہ کیونکر استخوان کھانے کی عادت ہو ہما ہوکر

دلِ شیدا کو مین نفرین جو کرتا ہون تو کہتا ہے
تمہارا کوسنا تا عرش جائیگا دعا ہوکر

ہزارون ٹھوکرین کھائین نہ اُٹھے ناتوانی سے
زمینِ کوے جانان پر جو بیٹھے نقشِ پا ہوکر

اگر ہے شوق مہندی کا تو مجکو بوسے لینے دو
ابھی ڈورے کی سُرخی ہاتھ مین رنگِ حنا ہوکر

ہمہ تن زرد ہے حجام رعبِ حسن جانان سے
کمر کے سبزہ خط لیچلا ہے کہربا ہوکر

نہ بعدِ قتل چھوڑا بیکفن عاشق کے لاشے کو
چھپایا تن کو دامن دار زخمون نے ردا ہوکر

بتاتے ہین پتا ٹھیک اس بتِ یکتا کے کوچے کا
مری آنکھونکی دونون پتلیان قبلہ نما ہوکر

دلِ عاشق چلا اوس کوچۂ گیسو مین یہ کہکے
سُنا ہے بادشا شب کو نکلتے ہین گدا ہوکر

چلا ہے دل مرا گرنے کو اوس چاہِ زنخدان مین
مدد اے خضرِ خطِ سبز کیجے رہنما ہوکر

عزا ہے سلطنت کا قتل ہونے ہم جو بیٹھے ہین
کھنچی ہے تیغِ قاتل فرق پر بالِ ہما ہوکر

فقیر و مست و عریان ہون بہار اچھی نظر آئی
ہوئین گلکاریان تن پر نقوشِ بوریا ہوکر

گیا روزِ جدائی شکر ہے آئی شبِ وصلت
سبار کیا و نالہ دے رہا ہے قہقہا ہوکر

نہ مہندی مل کے ہیرے کی انگوٹھی ہاتھہ مین ہنسو
لگائیگی حنا مین دل پہ یہ دُزدِ حنا ہو کر

سفیدی سر مین آتی ہے حرارت سب گئی دلکی
سحر ہوتے ہی بھاگا شمع سے شعلہ جدا ہو کر

گلون کے عشق مین وقتِ سحر گر موت آ ئیگی
کفن بلبل کو دیگی باغ مین شبنم ردا ہو کر

وہی تو چاندنی ہے چودھوین شب کی نہ ہمین
جو اُترا ہے دوپٹہ اُس قمر کا ملگجا ہو کر

دکھائے رنگ کیا وصل مین گرمی محبت نے
پسینا ہاتھہ مین آیا ترے عطرِ حنا ہو کر

جو گھر مین مجھہ فقیر وزار کے وہ شاہِ حسن آیا
ادب سے خاک پر بچھہ بچھہ گیا مین بوریا ہو کر

حسینون کی محبت مین ہوا سودا تو موت آئی
ہمارے سر پہ آئین کہیلنے پریان قضا ہو کر

نہ کیون ہمراہ لیلی مر گیا دیوانہ مجنون تھا
ڈبویا عاشقی کا نام اِسنے بیوفا ہو کر

فقیر وزار ہون ہو گی جو سیرِ آب کی خواہش
بچھینگی صفحۂ دریا پہ موجین بوریا ہو کر

حسینون کو رکھے سرسبز خالق سرخرو ہمکو
دعا دیتی ہے گلشن مین زبان برگِ حنا ہو کر

تاسف آجتک فرہاد کے مرنے کا باقی ہے
کفِ افسوس پتھر مل رہے ہین آسیا ہو کر

خضابِ سُرخ بنکر ریش تک پیری مین پہنچے گا
پریدہ نوجوانو ہاتھہ سے رنگِ حنا ہو کر

مزہ پایا ہی ایسا ذبح ہونے مین ارے قاتل
تہِ خنجر بڑھے جاتے ہین سب اعضا گلا ہو کر

مقامِ رشک تھا شب بھر رہی کیا وصل گالون سے
مرادل اونکے گالتکیون نے پیسا آسیا ہو کر

لطافت حشر کو شیعہ کہینگے جا کے جنت مین
مزے کیا کیا اوٹھائے ہین محبِّ مرتضےٰ ہو کر

غیر منقوط و ذو قافیتین

رہا گرد ور اک لمحہ ہوا صدمہ گرا رو کر
سرور آرام او دلدار اوڑا دل کا ہوا ہو کر

سدا احوال گردِ راہ آسا ہو گا اوڑ اوڑ کر
دل آگاہ ہو للہ کم حرص و ہوا کو کر

رسالہ حال دل کا اوس ملک کو گر لکھا ہمدم
اوڑا ہُد ہُد ہما ہو کر اوڑا ہُد ہُد ہما ہو کر

ہر اک لمحہ رہا اہل دول کو مال کا دھڑکا
ہوا آسودہ و مسرور ہر دم ہر گدا سوکر

سطر آسا ہوا رحم و کرم اللہ کا وارد
مرا طومار اعمال اسطرح سادہ ہوا دھوکر

مرا دل آدہا آدہا حصّہ درد و الم ہوگا
ادہر آزار صمصام ادا کا اک لگا دوکر

غزل ذو قافیتین ؎

وہ شوخ اکثر یہ پوچھا کرتا ہے مجھسے خفا ہوکر
طبیعت کسپہ آئی ہے بیان کچھ ماجرا توکر

چمن سر پر اوٹھاتی ہے عبث بلبل سدا روکر
اثر ہرگز نہین ہونے کا گوش گل ہین یارو کر

ہنسا بوسہ جو مین لے کے تو وہ بولے خفا ہوکر
ارے بیشرم لازم ہے گنہ کرکے حیا توکر

دوہائی نوح کی دیتے ہین مردم شور برپا ہے
ٹھہرا اے دیدہ گریان نہ یون طوفان اٹھا روکر

ہماری خاک لیجائے اوڑا کر کوے جانان مین
نہایت آرزو ہے حکم یہ یارب ہوا کو کر

پیام وصل سنکر ہے اشارہ چشم جانان کا
نکل آئیگا مطلب کچھ دنون تو التجا توکر

چھری چلتی ہے کسپر کون دیکھین قتل ہوتا ہے
الٰہی خیر ہو وہ قاتل عالم اٹھا سوکر

شفق الشوخ پھولی ہو تماشا دید کے قابل
زمین کو آسمان کردے حنائی دست پا دہوکر

یہ وہ ظلمات ہین جسمین ہزارون قافلے گم ہین
عبث ہے کوچہ گیسو مین دلکو ڈھونڈھتا ہوکر

رخ روشن یہ زلفین آئین دونون وقت ملتے ہین
قبول اسوقت ہوگی ای دل مضطر دعا جوکر

سدا ہین ملتجی دریا مین رہتے سانپ پانی کے
کبھی زہر ہلاہل بانٹتے زلف دوتا ہوکر

سنا ہے ای حسین مینے غضب سے بڑہ کے رحمت ہے
اگر اکبار ہو مجپر خفا بوسے عطا دوکر

مرا دل پھیر دیتے ہین نہ دلبر جان لیتے ہین
ہمیشہ ہاتھ ملتا ہون جوانی کا مزا کھوکر

جلانے مردہ عاشق کا جو وہ اٹھلاکے آتے ہین
صدا اچھا کل ہی آتی ہے لگا ٹھوکر لگا ٹھوکر

قضا جب آئیگی رہجائیگا سب مال اے منعم
لحد مین کسطرح لیجائیگا سیم و طلا ڈہوکر

بتون کے عشق مین اسکو نہ کر برباد اے غافل
جوانی پھر نہ آئیگی بہت پچھتائیگا کھوکر

غم شاہ شہیداں مین لطافت اشک جاری رکھ
کرینگے پاک یہ دفتر ترے اعمال کا دہو کر

غزل سہ قافیہ

دلا رکھہ عشق مین عزت خریدار بلا ہو کر
اک آہ پُر شرر سے گرم بازار وفا تو کر

دل و جان و جگر کی کیا حقیقت سونچ اے نادان
بہت کم ہے شب وصلت نثار دلربا ہو کر

دکھا ای استخوان سوز محبت بعد مرنے کے
جلا کر خاک ہان اک روز منقار ہما ہو کر

چمن مین ہو کے جب مغرور اوسکے ساتھہ سوتے ہین
لگاتی ہے ہمارے سر کو رفتار صبا ٹھوکر

کیا پُر داغ میرے دل کو اپنی پلکین چبھکا کے
نرالے گل کھلائے آپ نے خار جفا ہو کر

تمنا ہے کہ اکدن خواب ہی مین وہ نظر آئے
کیا کرتا ہون اکثر انتظار دلربا سو کر

اگر سمجھو بڑی محنت ہی قربان ایسی زینت کے
اوتارو دست نازک سے صنم بار حنا دہو کر

وہ زلفین خواب مین دیکھین بڑا سودا پریشان ہون
یہ کیا معلوم تھا ہونگا گرفتار بلا سو کر

مٹا کر داغ الفت دل سے یون حیران پھرتا ہون
پریشان جسطرح مفلس ہو دینار طلا کہو کر

سہے صدمے جو فرقت مین تو آیا موسم پیری
جوانی نے بھی چھوڑا ساتھہ یاری بیوفا ہو کر

ملا ہے مجھکو عریانی مین کیا خلعت مشجر کا
بنائے جسم پر نقش و نگار بوریا سو کر

نہ پھر باقی رہیگا اشتیاق گلشن جنت
لطافت چلکے تو سیر بہار کربلا ہو کر

محفل مین حسینون کو خریدار سمجھکر
عشاق ہین دل بیچتے بازار سمجھکر

مجھہ زار نے گردن مین صنم ہاتھہ ہین ڈالے
رہنے دو خدا کے لیے زنار سمجھکر

رزاق اوسے جان کے کریو ہین توکل
کرتا ہے گنہ جیسے کہ غفار سمجھکر

پردہ یہ تمھارا ہے نیا واہ ری شوخی
چھپتے ہو مجھے طالب دیدار سمجھکر

عشاق کے دل آپ کے کوچے مین پڑے ہین
رکھیے گا قدم خاک پہ اے یار سمجھکر

ای درد نہ الفت مین جدا ہو مرے دل سے
پہلو مین ہے رکھا تجھے غمخوار سمجھکر

نرگس کو تری چشم پہ صدقے نہ اوتارا
پھینکا اُسے گلزار مین بیمار سمجھکر

تم حکم سزا دوگے مین کرلونگا زیارت
عاشق کو بلاؤ تو گنہگار سمجھکر

گلشن مین گلے عاشق شیدا نے لگایا
ہر سرو چمن کو قدِ دلدار سمجھکر

دیدونگا مین جان اپنی یہ ہے زہر مرے پاس
اب کیجیے گا وصل کا انکار سمجھکر

کیا جان کے پہلے مرے پہلو سے لیا تھا
اب روندتے ہو دل مرا بیکار سمجھکر

جانباز بہت کیجیے گا کس کس کو بھلا قتل
ہان لیجیے گا ہاتھ مین تلوار سمجھکر

جنت کو تری دیکھ لیا جاتے ہین رضوان
آئے تھے اسے کوچۂ دلدار سمجھکر

اب دل جگر انکو دیے پاس بٹھایا
پہلے نہ مخاطب ہوئے نادار سمجھکر

رحمت پہ تری ناز ہے جو چاہے سزا دے
اکرتے ہین گنہ ہم تجھے غفار سمجھکر

دل اسمین لطافت کا کئی شب سے ہے اولجھا
سلجھائیے گا زلف کو اے یار سمجھکر

خبر دیتا ہی مجمع موج دریا کا روان ہوکر
چلے ہین ہم اوسی کی جستجو مین کاروان ہوکر

لگائے جام ہونٹون سے اگر وہ شادمان ہوکر
ہنیا بول اوٹھے ہر موجِ مے مثل زبان ہوکر

بناوٹ یہ نہین بیساختہ آنسو نکلتے ہین
تصور زلفِ جانان کا رولاتا ہے دھوان ہوکر

مسافر چونک اب تو صبح پیری سر پہ آپہنچی
ارادہ کوچ کا رکھتے ہین دندان کاروان ہوکر

روان کہتی ہے بحرِ غم مین ہر اک چشم کی کشتی
فراقِ یار مین اشکون کی چادر بادبان ہوکر

صدائے قلقل مینا ہے نعرہ مجذوب کی بنکے
پیالہ پی مریدِ حضرتِ پیرِ مغان ہوکر

وہ بحرِ حسن دریا مین جو گھوڑا ڈال دیتا ہے
گلے کا ہار بنجاتی ہین ہیکل مچھلیان ہوکر

تماشا ہو اگر رندون مین سوئے سجدہ آئین
تبرک ہو عمامہ شیخ جی کا دھجیان ہوکر

پڑھین گے رام ہو کر بت جو اُس محبوب کا کلمہ
صدا نکلے گی ناقوسِ برہمن سے اذان ہو کر

وہ ایذا دوست ہین ہم سخت جان قوطِ گیر گر بنتی
مزے سے زخم کھالیتی ہمہ تن استخوان ہو کر

تواضع ہی وہ خصلت رتبہ عالی جس سے ہوتا ہے
جھکے مغرور تو پائے بلندی آسمان ہو کر

بنا کر بال گلشن مین جو میرا شعلہ رو آیا
خجالت سے اوڑا کیا رنگ سنبل کا دھوان ہو کر

علی بند آپ نے پہنا جو ہین دستِ حنائی مین
کیا پابند کیا دُزدِ حنا کو بیڑیان ہو کر

چلے جب قافلے عشاق کے اوس کوچہ کیجانب
تو پہنچا خاکسار اول ہی گردِ کاروان ہو کر

گنہ سے باز رہ غافل کہ دشمن ساتھ ہین تیرے
گواہی دینگے اعضا حشر کو ساری زبان ہو کر

گلون کا عشق بہرِ عندلیبِ زار اسیری ہے
قفس بنتا ہے طرفہ جمع نالون کا دھوان ہو کر

جو وہ تشریف لائے دیکھنے سیر اپنے رونے کی
تڑپتے لختِ دل آنکھون مین آئے مچھلیان ہو کر

جنون نے بند و بست اپنا رکھا صحت مین بھی باقی
بنی بندِ قبا کپڑے جو اُترے دھجیان ہو کر

مدد اے حضرتِ پیرِ مغان تشنہ دہانی ہے
زبانِ خشک کے کانٹے بھی سائل ہین زبان ہو کر

سنو تو کہہ رہے ہین سامنے غیرون کے وہ کیا کیا
لطافت تم نہین دیتے جواب اہلِ زبان ہو کر

علی اعلا نکیون ہون افتخارِ مرسلان ہو کر
عروج اک صاحبِ معراج دی جب نردبان ہو کر

اگر دین حکم گویا وہ لبِ معجز بیان ہو کر
ابھی گر ہم سخن ہو شمع کا شعلہ زبان ہو کر

فراقِ یار مین ہر دوست ہے ایذا رسان میرا
جو نکلی آہ بھی تو آرزوے دشمنان ہو کر

روانہ قافلہ فرقت مین اشکون کا ہوا جسدم
غبارِ دل ہوا ہمراہ گردِ کاروان ہو کر

سرِ فرہاد و پائے قیس کی ہین پٹیان بنتین
نہین ضایع لباس اپنا جنون مین دھجیان ہو کر

عوض قیمت کے سب بازار مین پتھر لگاتے ہین
ہوا بیقدر سودا اے جنون تیرا گران ہو کر

چمن مین مل کے مسّی گر لبِ معجز بیان پوچھو
دعائین دے ہر اک برگِ گلِ سوسن زبان ہو کر

لحد تک کشتیِ تابوت کو کیا جلد پہنچایا
کھنچا صندوق پر جب شامیانہ بادبان ہو کر

وہ زار و ناتوان ہون بامِ جانان تک رسائی کی ‎‎ کیا کیا کام دودِ آہ دل نے نردبان ہوکر

دلِ عشاق کا مجمع تمھاری زلف نے توڑا ‎‎ پریشان ہوکے پھر آئے گئے تھے کاروان ہوکر

کلامِ سخت سے پرہیز کر ایما ہے صانع کا ‎‎ دہن مین اسلیے آئی زبان بے استخوان ہوکر

نکالا یوسفِ دل کو تری چاہِ زنخدان سے ‎‎ ہوے موے سیاہِ خط جو وارد کاروان ہوکر

خبر دیتی ہین موجین ریگِ دشتِ نجد کی تک ‎‎ لباس اوترا ہے یان مجنون کا یونہین دھجیان ہوکر

حلیم الطبع تو اعدا مین ہو تو بات رہتا ہے ‎‎ بسر نرمی سے کرتیں دانتون مین زبان ہوکر

غزالِ چشمِ جانان کیا ہمارے خون کا پیاسا ہے ‎‎ جو نکلا سرمہ کا دنبالہ ہے سوکھی زبان ہوکر

جرس بنکے دلِ نالان بھی آگے آگے چلتا ہے ‎‎ نکل آتے ہین فرقت مین جو آنسو کاروان ہوکر

جہان سے قبر مین آیا خدایا اب کہان جاؤن ‎‎ زمین بھی پیستی ہے ہائے مجکو آسمان ہوکر

زبانِ حال سے ہر نیشکر کہتا ہے دیوانو ‎‎ لباس اوترا ہے اس وحشت کدے مین دھجیان ہوکر

زہے قسمت کہین تجکو فرشتے بوترابی ہے
لطافت رہ درِ حیدر پہ خاکِ آستان ہوکر

طبیعت ہوگئی مائل گناہونکی جسارت پر ‎‎ غضب مین مبتلا ہون نازکرکے تیری رحمت پر

یہ کیا آفت ہی اس جوشِ جوانی اس طبیعت پر ‎‎ لڑین جسوقت آنکھین پس گیا دل اچھی صورت پر

گناہون کے سبب یہ دل ہوا مائل جو رقت پر ‎‎ خدا کو رحم آخر آگیا میری ندامت پر

پڑی ہی آج کل یہہ اوس بازارِ محبت پر ‎‎ کہ بکتا ہے دلِ مشتاق دو بوسونکی قیمت پر

جو خوفِ ناز سے جلتا ہے دل عصیان کی کثرت پر ‎‎ ٹپک کر اشک کہتے ہین نظر کر اوسکی رحمت پر

خدا جانے وہ کیا شی ہے جو دل کو چھین لیتی ہے ‎‎ نہین موقوف الفت گوری رنگت اچھی صورت پر

ہوے کشتون کے پشتے دل ہمارا ہے کہ مقتل ہے ‎‎ پڑی ہے آرزو پر آرزو حسرت ہے حسرت پر

بھلا اس عشق کے پھندے مین پھنسکر کوئی بھی نکلا ‎‎ بری عادت ہی دل کا لوٹ جانا اچھی صورت پر

علی نے پشتِ احمد پر جو رکھا پائے نورانی ‎‎ نگین درِ نجف کا جڑ دیا مہرِ نبوت پر

سبب پوچھا جو میرے وصل کا اغیار نے ہنسکے
کہا شرما کے ہمکو آگیا رحم اوسکی منت پر

مذمت عشق کی گھر بیٹھے کرتے ہین بہت واعظ
تماشا ہو نظر پڑ جائے گر اک اچھی صورت پر

حسینانِ جہان کے ناز اوٹھا کر بوسے باقی ہے
بسر کرتے ہین عشاق آجکل اوقات اُجرت پر

گئی جب سے جوانی بھول کر اک دن نہ پھر آئی
حسینو بیوفائی ختم ہے اس بیمروت پر

بھلا اوس بھیڑ مین اچھی طرح دیکھے گا کیا عاشق
اوٹھا رکھا ہے دیدار اپنا کیون تونے قیامت پر

گناہون مین بسر کرتا ہے غافل زندگی اپنی
بھروسا اس قدر اس بیوفا اس بیمروت پر

خدا چاہے تو ہو جائے ہنر ہر عیب بندے کا
بنے موسی کلیم اللہ پیار آیا جو لکنت پر

لطافت حق تو یہ ہے مفت ہمکو مل گئی جنت
گواہی دے کے وحدت پر رسالت پر امامت پر

کہا کرتے ہین لوگ افسوس کر کے میری غربت پر
میسر ہو نہ چادر بھی جسے خاک ایسی تربت پر

فلک کے ہاتھون ابتک ہے جدائی کا اثر باقی
درختِ بید مجنون بھی نہین لیلی کی تربت پر

وہ دیوانہ ہون وصلت دوست کر مجکو حکومت ہو
بنی تصویر لیلی نجد مین مجنون کی تربت پر

حسین کھنچ کھنچ کے بہرِ فاتحہ ہر روز آتے ہین
کوئی تعویذ جب ہے لوح کی جا میری تربت پر

محبت مر کے بھی ان مغمون کو زر کی باقی ہے
پڑی رہتی ہے چادر اشرفی بوٹی کی تربت پر

شبِ فرقت جو نکلی چاندنی مین مردہ دل سمجھا
پڑی ہے ملگجی چادر کسی بیکس کی تربت پر

گری گر فاتحہ پڑھنے مین افشان اُسکے ماتھے سے
تو ہو طرفہ چراغان عاشقِ بیکس کی تربت پر

وہ وصلت وسمۂ ابروے جانانہ کی فرقت پہ رحم آیا
جلا مین قبر مین جب شمع فانوس آئی تربت پر

تری رحمت نے ای غفار کیسی پردہ پوشی کی
بچھائے آکے پر قدسیون نے میری تربت پر

مین ایسا کشتۂ فرقت ہون شب بھر جمع ہین بلبل
رہا کرتا ہے مجمع دن کو پروانون کا تربت پر

نہایت بیمروت بیوفا معشوق ہوتے ہین
ہوئی اک شب نہ روشن شمع پروانے کی تربت پر

وہ عاشق تن ہون مین دیوانہ ہوتا آ کے اگر مجکو
حسین لڑکے [illegible] پھر تربت پر

غضب ہی دفن کرکے سب یگانے تو ہوے راہی
فقط ہے سبزۂ بیگانہ مجھ بیکس کی تربت پر

ہوا ہون جب سے شادی مرگ لطف وصل جانانہ
مرادین مانگتے ہین آکے عاشق میری تربت پر

مرے سینہ پہ رکھہ کر ہاتھہ جب دیکھا دل مُردہ
کہا شوخی سے اوسنے فاتحہ پڑھتا ہون تربت پر

لطافت بھی اوسی کوچہ مین یارب خاک ہو جائے
جہان مردے پہ مُردہ دفن ہے تربت پہ تربت پر

ردیف راے ہندی

شکوہ نہ کر جفا کا نہ دلدار سے بگاڑ
پھر کیا بناے گا جو ہوا یار سے بگاڑ

اے شیخ تو نہ وضع کو اس بار سے بگاڑ
ہیئت نہ اپنی جبہ و دستار سے بگاڑ

قاتل لگا وہ ہاتھہ کہ سر تن سے ہو جدا
مٹی کا یہ گھروندا ہے تلوار سے بگاڑ

وہ بوسہ دے کے مانگتے ہین دل کے ساتھہ جان
اتنی سی بات پر نہ خریدار سے بگاڑ

برگشتہ مردمک سی وہ پلکین ہین خوف ہے
اچھا نہین ہے فوج کا سردار سے بگاڑ

مینے نشان قبر بنایا ہے اسلیئے
ہی آرزو کہ تو کبھی رفتار سے بگاڑ

جبسے ہین انکے دوست بنی خلق ہے عدو
جب یار سے ملاپ ہے اغیار سے بگاڑ

کوئی پسا ہوا ہے تو برباد ہے کوئی
کس سے نہین ہے چرخ ستمگار سے بگاڑ

گل منہ سے بولتے نہین نالان ہے عندلیب
مفلس کے حق مین زہر ہے زردار سے بگاڑ

جب بےغرض تھے ملتے تھے جھک جھک کے سب حسین
اے دل غضب کیا کہ ہوا پیار سے بگاڑ

دیتا نہین زکوۃ جو اے منعم بخیل
مل مل کے سکۂ درہم و دینار سے بگاڑ

اے چشم تر بنا گئے ہین غیر اپنی شکل
آنسو بہا کے یار کی دیوار سے بگاڑ

بوسہ نہ دے کے دل کو خفا یار نے کیا
پرہیز کو کہا تو ہے بیمار سے بگاڑ

بکتے ہین کھوٹے دامون پہ یوسف لقا حسین
اس نرخ کا ہے مصر کی بازار سے بگاڑ

لوگ اسطرح کے بھی ہین لطافت جہانیز
احمد کے دوست حیدر کرّار سے بگاڑ

ابر اوٹھا ہے تو توبہ اے دل مستانہ نہ توڑ
گر نہین ساقی نہو قفل در میخانہ نہ توڑ

بیگنہ گلچین نہ عاشق کا دل دیوانہ توڑ
پھول گلشن مین نہ پیش بلبل مستانہ توڑ

پھینک شیشہ کو نہ تو اے محتسب پیمانہ توڑ
آہ سے مظلوم کے کر خوف دل میرا نہ توڑ

عشق کر میرے صنم کا سنگدل اتنا نہو
پھینک یہ پتھر کے بت ای برہمن بتخانہ توڑ

آبرو کھوئی اولجھ کر ہو گیا خود چاک چاک
گیسوون کے پیچ کا لایا نہ کوئی شانہ توڑ

دل مین آیا ہے یہ غم جانان فدا اے روح ہو
آے گر مہمان مروت کو نہ صاحب خانہ توڑ

پہلے عاشق کے دل مشتاق کو تو دہ بنا
آزما تیر نگہ کا تو جو اے جانانہ توڑ

نقد جان ہے پاس میرے اے صنم لے لیجیے
عشق کے جھگڑے کا کیجیے لے کے یہ جرمانہ توڑ

ساقیا یہ بدچلن کہتا ہے رندون کو بہت
زور واعظ کا دکھا کر نعرۂ مستانہ توڑ

بندوبست اوس عہد شکین کا نہ کچھ تجھ سے کھلا
شانہ مین سے کوئی کہدے استخوان شانہ توڑ

وصل سے ہے اونکو یہ نفرت مجھے دیتے ہین حکم
شمع روشن کو جو محفل مین ہو پروانہ توڑ

وحشیون مین ہی جنون کہتا تھا دشت نجد سے
قیس کو اپنی طرف دکھلا کے یہ ویرانہ توڑ

حق یہی اے شیخ ہے کر مذہب عشق اختیار
سو طرح کے ہاین بکھیڑے سبحۂ صد دانہ توڑ

ہای عجب بے دید یہ منہ دیکھنے قابل نہین
کھوئی یکتائی تری آئینہ اے جانانہ توڑ

اشک جاری کر کے پانی پانی کر دونگا ابھی
میری چشم تر کو دکھلا کے بہت دریا نہ توڑ

زیست کی کیا کیفیت اے محتسب بی شغل مے
دے چپانے کو مجھے شیشہ کا گر پیمانہ توڑ

وصل کی شب یار شرماتا ہے گل کر شمع کو
اے صبا چل کر طلسم الفت پروانہ توڑ

وصل کا وعدہ ہے اونسے پہلے اک بوسہ ملا
دل کی قیمت کا کیا ہو دے کے یہ بیعانہ توڑ

مہربان ہو جائیگا جب تو بہت پچتائیگا
جوڑنا مشکل پڑے گا یار دل میرا نہ توڑ

شغل مے نوشی لطافت ہی کے دم تک تھا فقط
ساقیا سنگِ لحد سے شیشہ و پیمانہ توڑ

ردیف زاے معجمہ

آتا ہے سیرِ باغ کو وہ نونہال روز — امید دل بر آئی شجر ہین نہال روز

پڑھتے ہین حرمتِ مے گلگون کا حال روز — تیغِ زبان سے کرتے ہین واعظ حلال روز

ہی صبحِ حشر کا مرے دل کو خیال روز — اک رشکِ مہر کا ہے ہی نظر مین جمال روز

ہوگی ضرور ترکِ ملاقات دیکھنا — رہتا ہے ہمسے یار سے ابتو ملال روز

لاکھون کو قتل کرتا ہے اوس حور کا بناؤ — گھر سیکڑون بگڑتے ہین بنتے ہین بال روز

آنکھون سے اُنکے ہوتے ہین دل عاشقون کے صید — کرتے شکار شیر کا ہین یہ غزال روز

اسطرح یار کے رُخِ روشن سے دون مثال — ہوتا ہے آفتابِ فلک کو زوال روز

کالی بلا کہین شبِ فرقت کی دور ہو — ہو عید کی خوشی جو دکھائے جمال روز

کیا انتظارِ وصل مین ہے دل کو اضطراب — گر اک مہینہ شب ہے تو ہے ایک سال روز

خوش چشمون کی کشش مجھے بعدِ فنا بھی ہے — چرتے ہین سبزۂ لحد آ کر غزال روز

آئی بہار بیچتے پھرتے ہین کو بکو — سر پر سبو شراب کے رکھے کلال روز

ابتک بچا ہوا ہو نہین دنیا کے مکر سے — لاتی ہے اپنے دام مین یہ پیرزال روز

باندھی ہی یوہین تیغ کمر مین تو لطف کیا — دو چار عاشقون کو تو کیجے حلال روز

کہتے ہین وہ کہ دیکھنے جاؤن کہان کہان — رہتا ہے عاشقون کا یوہین غیر حال روز

پھر کربلا کے سمت لطافت روانہ ہو
درگاہِ ذوالجلال مین ہے یہ سوال روز

اسطرح روئے کتابی پر ہے خطِ یار سبز — گردِ قرآن کے ہو جیسے جدولِ زنگار سبز

ہی نقاب سبز مین یون ابروے دلدار سبز
جس طرح سبزے مین جوہر دار ہو تلوار سبز

رشک نیرنگ جہان ہے ان حسینونکا لباس
زرد نارنجی گلابی کاسنی گلنار سبز

یار نے بوسہ جو خط سبز عارض کا دیا
آج کل شاید ہے بخت عاشق بیمار سبز

قتل کرنے آتے ہین شمشیر زہر آلود سے
سرخ خلعت دے کے تن کر دیگی وہ تلوار سبز

کسقدر رکھتی ہے ہمیت ہواے باغ دہر
خاک سے ہوتے ہی پیدا ہو گئے اشجار سبز

حسن شاید عاشق مظلوم کا ہے سوگوار
گورے گالون پر نہین بیوجہ خط یار سبز

اللہ اللہ ہی وہ طفل برہمن کیا سبزہ رنگ
جسم کی تاثیر سے گردن مین ہے زنار سبز

نرم دل ایذا رسان بھی ہین یہ ہے فیض بہار
کم ہین تیزی مین خلش مین جبتلک ہین خار سبز

طرفہ نیرنگی دکھاتی ہے ہمین فصل بہار
سرخ اودے زرد گل پھولے ہوے گلزار سبز

باغ کوے یار مین ہے کسقدر جوش بہار
ہی سیہ ہونے کے بدلے سایۂ دیوار سبز

سبزہ رنگون کو زمرد کے ہے زیور کی تلاش
آج کل رہتا ہے سارا جوہری بازار سبز

ہے مرے رشک چمن کی چال بھی طرفہ بہار
معجزے سے ہی زمین ہو [illegible] دم رفتار سبز

کیا زمرد کی لڑین دکھلا رہی ہین اپنا رنگ
چھوٹ پڑکر ہو گیا وہ موتیون کا ہار سبز

دھوم ہی ملک ختن مین آگئی فصل بہار
گیسوے مشکین سیہ ہین یار کی دستار سبز

کوے جانان مین جو میرے اشک کا دریا چڑھا
کیا طراوت تھی ہوے خار سر دیوار سبز

فصل گل آتے ہی آئی بادہ خواری رنگ پر
ہی شراب سرخ خم مین خانۂ خمار سبز

زہر کھانے کی اجازت چاہتا ہون یار سے
نامہ لکھنے کے لیے کاغذ ہوا درکار سبز

خط کا ہالہ ہے رخ دلدار پر کتنا صحیح
بھر دیا ہے رنگ گویا پھیر کر پرکار سبز

اسطرح کے زہر قاتل مین بجھے ہین اونکے تیر
بدلے سرخی کے اترتے ہین لب سوفار سبز

زہر کھاکر سبزہ رنگون پر ہے مینے جان دی
قبر پر میرے ہے زیبا چادر و دستار سبز

خط کے سبزے نے ترے سیب ذقن کی کھوی قدر
خام کہتے ہین اسے جو ثمر اے یار سبز

اے لطافت بہ کہ روتے ہین غم شبیر مین
کرتے ہین کشتِ عمل اشکون سے وہ دیندار سبز

ردیف سین مہملہ

ہے دل کو قید زلف گرہ گیر کی ہوس
دیوانہ کو ترے ہوئی زنجیر کی ہوس

نقشہ رخِ حسین کا کھنچا دل مین شکر ہے
اِس آئنہ کو تھی تری تصویر کی ہوس

ملنے کا شوق تھا خطِ توام مین خط لکھا
در پردہ وصل یار کی تحریر کی ہوس

تھا عیش وصل غیر کی قسمت مین یا خدا
رکھی تھی کیا فقط مری تقدیر کی ہوس

پایا نہ لطف دشت نوردی بہار مین
نکلی کبھی نہ بستۂ زنجیر کی ہوس

ہوتی ہین منتین مری پوری بہار مین
رہتی ہے سال بھر مجھے زنجیر کی ہوس

ہے لن ترانیون کا مرے دل کو اشتیاق
تحریر کیا کرون تری تقریر کی ہوس

حیرت مین جو ہین اونکو بہار و خزان سے کیا
نکلی کبھی نہ بلبلِ تصویر کی ہوس

دل سے رقیب کے نہوئی پار میری آہ
پوری ہوئی جہان مین نہ اس تیر کی ہوس

ہے موج بوے گل مجھے گلشن مین کھینچتی
ہوتی ہے گر بہار مین زنجیر کی ہوس

ہے حیرت و سکوت مین برسون سے آئنہ
رکھتا ہے کسکی طوطیِ تقریر کی ہوس

پر نوچ کر لگائیے للہ تیر مین
جان آئی نکلی آپ کی نخچیر کی ہوس

باہین گلے مین ڈال دی زلفون نے دل پھنسا
ہے آرزو سے طوق تو زنجیر کی ہوس

پیری مین خم ہوئی تو ہوا شوق آہ کا
جب ہم کمان بنے تو ہوئی تیر کی ہوس

پھر سر مین کربلا کی لطافت ہوا بھری
پھر دل کو ہے زیارت شبیر کی ہوس

کوچۂ یار سے مجھے عاشقِ ناشاد کے پاس
دشت و کہسار ہی گر قیس کے فرہاد کے پاس

لے کے یہ تحفہ گئے اوس ستم ایجاد کے پاس
تھا نہ کچھ اور سوا نالہ و فریاد کے پاس

سخت جانی سے نہ ہین ذبح سے محروم رہو ہان
یا خدا تیغ بھی خنجر بھی ہو جلاد کے پاس

مژہ و گیسو و ابرو ہی وہان یان اک دل
تیر بھی دام بھی خنجر بھی ہے صیاد کے پاس

تھی الف سے قدِ دلدار کے مشتاق ہوئے
پڑھنے بیٹھے تھے جو مکتب مین ہم اوستاد کے پاس

یاد آتا ہی جو فرقت مین وہ قدِ موزون
جا کے ہم باغ مین رو لیتے ہین شمشاد کے پاس

کیا زبان کھول کے آفت مین پھنسی ہے بلبل
چار دن باغ مین پھر قید ہے صیاد کے پاس

نجد کے دشت کا پابند نہ رہتا مجنون ؎
درس لیتا جو جنون کا کسی اوستاد کے پاس

اسقدر محو ہو بیدام پھنسی ہے بلبل ؎
سیر گلرو کی جو تصویر ہو صیاد کے پاس

باب پنجم نے بتائی تھی محبت کی راہ ؎
جب گلستان کا سبق پڑھتے تھے اوستاد کے پاس

عمر اندوہ و غم و رنج و الم مین گذری ؎
نہ خوشی بھول کے آئی ترے ناشاد کے پاس

ناتوان ہم ہین جنون کو ہو کوئی دم آرام
قطرہ یار کا نشتر ہو جو فصاد کے پاس ؎

توڑ ڈالین ترے دیوانے نے کیا زنجیرین
آہنی خط لکھے شکست آئے ہین حداد کے پاس

وعدۂ وصل وہ یہ کہہ کے اوڑا دیتے ہین
کام انسان کا بھلا کیا ہے پریزاد کے پاس

تیز کرتے تھی کس شوق سے خود حضرتِ عشق
کند ہوتا تھا جو تیشہ کبھی فرہاد کے پاس

سخت جان تھی ترے عاشق جو بہت آئے ظالم
التجا لے کے گئے خنجرِ فولاد کے پاس ؎

زار ہون فصلِ بہاری مین جنون ہے نے فصد
رگِ گل سا کوئی نشتر ہو جو فصاد کے پاس

وائے تقدیر جدا عشق نے اوس سے بھی کیا
جان شیرین بھی جو معشوق تھی فرہاد کے پاس

رنگ سے کھنچتی ہے تصویر جو گل بوٹون کی
ہو قلم کیا پرِ بلبل کا ہے بہزاد کے پاس ؎

کون سی حسن کی ہی بات جو دلبر مین نہین ؎
ہان فقط پر تو زیادہ ہین پریزاد کے پاس

قید بلبل کی ہے تدبیر گلون کو ہے غم ؎
باغبان آتے خوشامد کو ہین صیاد کے پاس

چشمِ جانانہ پہ لڑکپن سے نظر رہتی تھی ؎
صاد کی مشق کیا کرتے تھے اوستاد کے پاس

یہ وہ بلبل ہون کہ مشتاق قفس رہتا ہون
اوڑ کے پر پھر طاپ جاتے ہین صیاد کے پاس

صنعت انسان کی ہے بے مدد حق ناقص
جب بنا باغ نہ دروازہ تھا شداد کے پاس

بدگمان وہ ہون کہ اسبات کا رہتا ہے خیال
غیر کی یاد نہ ہو دل مین تری یاد کے پاس

ایک بلبل کی ہی جان اور خریدار کئی
زیر گل تر ہین لیے دام ہین صیاد کے پاس

عشق مجنون نے تو لیلی کی ادائین سیکھین
دونون کیا خوب پڑھے ایک ہی استاد کے پاس

ہو گیا بعد امانت کے لطافت شاعر
نہ گیا پھر تلمذ کسی اوستاد کے پاس

ردیف شین معجمہ

بلا ہے یار کی چشم سیاہ کی گردش
تڑپ ہے برق کی یا ہے نگاہ کی گردش

دکھاتی ہی زحل کینہ خواہ کی گردش
ہماری کوکب بخت سیاہ کی گردش

قریب گھر کے اوسے لاکے آہ پھیر دیا
مرے نصیب نے کیا خوب واہ کی گردش

بچا کے پھر وہ مہ آسمان سے خالق نے
مرے نصیب مین تحریر آہ کی گردش

فراق مین مرے دوران سر سے کیا نسبت
نہین ہے کچھ فلک کینہ خواہ کی گردش

تمام عمر بسر ہو گئی تھکے عاشق
بلا ہے کوچہ گیسو مین راہ کی گردش

کسی کی بزم کا وہ دور جام یاد آیا
نظر جب آ گئی تارون مین ماہ کی گردش

قصور کون سا سمجھے ہوا ہے زیر فلک
عبث زمانے نے ہی بیگناہ کی گردش

نہ پھیر یار کو عاشق سے اے بقدر اے چرخ
پسند آتی ہی بس راہ راہ کی گردش

تمھارے کوچہ مین کعبہ سے ہو کے آئے ہین
اوٹھائی حاجیون نے مفت راہ کی گردش

ہوئی ہے تیز پئے قتل تیغ ابرو کی
فسان بنی تری چشم سیاہ کی گردش

حضور بزم مین ہر اک کو مست کرتی ہے
شراب پینے کے بعد اس نگاہ کی گردش

ہلاتے مردمِ دیدہ ہین آجکل برچھیا
بنا ہی کاسۂ سر میرا جام مے اے چرخ

نہین ہے یار کی ترچھی نگاہ کی گردش
گئی نہ مر کے بھی بختِ سیاہ کی گردش

کسی حسین کی انھین جستجو لطافت ہے
عبث نہین یہ سدا مہر و ماہ کی گردش

دیر مین پہنچے حرم مین ہمنے جا کر کی تلاش
تھی جو اے معشوق ہرجائی ترے گھر کی تلاش

نام ساقی کا ہون لینے کو طہارت چاہیے
کلّی کرنے کے لیے ہی آب کوثر کی تلاش

جب سے قول مصطفےٰ الفقر فخری سن لیا
بادشاہون کو فقیرون کی ہی بستر کی تلاش

جو کہ ہین صحرا نشین ہشیار ہین بیشک وہی
ہین وہ دیوانے جنہین دنیا مین ہی گھر کی تلاش

حال لکھا ہی اسے اپنے دلِ بیتاب کا
بھیجنے کو خط ہے سیمابی کبوتر کی تلاش

چبھ گئی نوکِ مژہ دل مین تو سودا کم ہوا
تھی ترے دیوانے کو ایسے ہی نشتر کی تلاش

رنج عصیان مین ہے جاتا سنگِ اسود پر خیال
پھوڑنے کو سر اگر ہوتی ہے پتھر کی تلاش

ہون وہ دیوانہ لیے پھرتی ہے یارونکو مری
طوق کی زنجیر کی زندان کی نشتر کی تلاش

ڈھونڈھ آیا کعبہ و دیر و کلیسا و کنشت
دل مین پایا اسکو جسکی زندگی بھر کی تلاش

گر نہوا دقّت بہت مشکل ہے اعلیٰ کی شناخت
ہی جواہر تولنے سے پہلے پتھر کی تلاش

زار یہ عشقِ کمر مین ہون نہ اسکو بھی ملا
ڈھونڈھ ڈالا موت نے بھی آ کے بستر کی تلاش

الصنم اطفال دیوانہ کو تیرے دیکھ کر
بت اٹھا لاتے ہین ہوتی ہے جو پتھر کی تلاش

اسیحون کب ہی سبب چاک گریبان بڑھ گیا
تا بہ دامن اسکو لائی ہے رفوگر کی تلاش

دے کے آئینہ حسینون کو کیا مغرور حسن
پھر شکوہ ہمکو رہتی ہے سکندر کی تلاش

کیا کرے بد ذائقہ بدبو نجس دنیا کی مے
ہی لطافت کو شرابِ حوض کوثر کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

ٹلتی نہین جو سر سے بشر کے بلاے حرص
زنجیر مین طمع کے پڑا کیا ہے پاے حرص

افسوس عمر بھر کی مشقت مٹاے حرص
انسان کے سارے نیک عمل ہون غذاے حرص

تنبیہ ہو بشر کو نہو مبتلاے حرص
محرومی اسلیے ہے بناے سزاے حرص

خانہ نشین ہون پاس مرے کیونکر آے حرص
دنیا سے ہاتھ کھینچ کے توڑے ہین پاے حرص

کرتے ہین جمع مال کو انسان بے ثبات
طرفہ حباب بنتے ہین بھر کر ہواے حرص

نیت کے قبضہ مین ہے سدا آدمی کا دل
گھر عشق کا ہے جاے قناعت سراے حرص

بوسے کئی لیے تو کہا ہنسکے یار نے
یہ مال مفت کا نہین اے مبتلاے حرص

منعم کے واسطے ہے جو ارث حرام مال
کھایا اسے تو اور بڑھی انتہاے حرص

ہین اشرفی کی چادر تربت پہ بوٹیان
ہی منعمو یہ بعد فنا بھی بقاے حرص

کیا جلد دوڑتے ہین زر و مال کی طرف
اے بیخبر یہ دست طمع ہین کہ پاے حرص

زاہد نہ پڑھ نماز طمع پر بہشت کے
مزدور کا یہ کام ہے اے مبتلاے حرص

کیونکر نہ مبتلاے مصیبت رہے حریص
رہتی ہے اسکے ساتھ ہمیشہ بلاے حرص

زر کی طلب مین ہے کف افسوس مل رہا
یہ ہاتھ ہین بخیل کے یا آسیاے حرص

سکہ پہ زر کے چشم قناعت سے کر نظر
افسانہ ہے طمع کا رقم ماجراے حرص

کیا چین سے بسر ہو لطافت جہان مین
دل مین اگر جگہہ ہو قناعت کے جاے حرص

گھیرے ہوے ہین ہاے مجھے اسقدر حریص
غم بھی اگر مین کھاؤن لگائین نظر حریص

کھاتا ہے خوان نعمت منعم یہ عجیب ہے
کچھہ اپنی جان کا بھی نہین تجکو ڈر حریص

یہ جانتے ہین کام نہ نکلے گا کچھہ مگر
گلشن مین تاکتے ہین ہر اک گل کا زر حریص

وہ رنج دین کہ تیغ ادا کی لگائین وار
ہین داغ و زخم کھانے مین قلب و جگر حریص

بعد فنا سواے کفن کچھہ نہ پاے گا
بے سود مال جمع نکر اسقدر حریص

دن رات انکے رخ سے طلبگار نور ہین
اللہ کسقدر ہین یہ شمس و قمر حریص

جام گلی مین خذب نہو گی یہ ہے خیال
مجسا نہین ہے رندون مین کوئی مگر حریص

رزق حلال کیا نہین ممکن جہان مین
اکل حرام سے تو نہ یون پیٹ بھر حریص

دل عاشقون کے لیتے ہین ہر روز بیشمار
دنیا مین یہ حسین بھی ہین کسقدر حریص

اب تیرا مال لینے کی اورون کو فکر ہے
یہ بھی خبر نہین تجھے او بیخبر حریص

ہی حرص خوان نعمت منعم کو دیکھکر
بیٹھا ہوا ہے مثل مگس بے خطر حریص

کوئی انھین برا کہے یا ہون کہین ذلیل
باندہے ہوے ہین حرص پہ اپنی کمر حریص

سایے کی طرح ہوتے نہین ایک دم جدا
ہی حرص ساتھہ ساتھہ ہی جائے جدہر حریص

کیا بارور ہے عشق مین نخل مراد غیر
تیھرا سے لگا ہین کہو ہین کدہر حریص

اک بوسہ لے کے مانگا لطافت جو بوسہ اور
وہ ہنسکے بولے آپ بھی ہین کسقدر حریص

ردیف ضاد

روے یوسف پہ بنا حسن و بہار عارض
میرے محبوب نے جھاڑا جو غبار عارض

گرمی حسن مین ہے طول بہار عارض
خال ہو گھٹ کے نہ کیونکر شب تار عارض

اسی حسین خال سے ہے حسن و وقار عارض
طفل زنگی ہے شہنشاہ دیار عارض

گرمی حسن سے بھڑکی ہے جو نار عارض
بندے یاقوت کے ہین یا کہ شرار عارض

خط سمجھتے ہین جسے عاشق زار عارض
ہوگئے گرد نگاہون کے یہ بار عارض

دام ہے خط سیہ خال سیہ دانہ ہے
طائر دل ہو نہ کسطرح شکار عارض

حسن دکھلاکے ہین کہتے ترے گوش نازک
قابل دید ہے یہ فیض جوار عارض

خط جوانی مین سیہ ہوتا ہے پیری مین سفید
رات دن دیکھتے ہین لیل و نہار عارض

وصل مین کیون نہ ہوا آکے اولٹ دے ہر بار
نازکی مین ہی نقاب آپکی بارِ عارض

خط نکلتے ہی سیہ حسن حسینون کا چلا
اسپ مشکی پہ چڑھا شاہ سوارِ عارض

دیکھ کر جوہر آئینہ وہ رُخ کہتا ہے
ہین مرے عکس مین چھپتے ترے خارِ عارض

خوب خورشید قیامت کے مزے لوٹیگا
آنکھین سینکیگا ہر اک عاشق زارِ عارض

بالیون کا ہے طلا سرخ ہمیشہ اے یار
گوش پُر نور ہین یا شعلۂ نارِ عارض

آئنہ کہتا ہے ستانے سے نہ چھوٹینگے کبھی
زلف کا صید ہے تو ہم ہین شکارِ عارض

نزع مین قبر مین کہدونگا جو آئینگے علی
کہ ازل ہی سے ہون مین عاشق زارِ عارض

حسن اپنا ہین دکھاتے کہ ہر اک بوسے لے
کرتے ہین چاند سے تلوے ترے کارِ عارض

ای لطافت جسے سب کہتے ہین باغ فردوس
اُس حسین نے یہ دکھائی ہے بہارِ عارض

عمر بھر کیون نہ ہون عاشق زارِ عارض
میری طینت ہے حسینون کا غبارِ عارض

غسل ہو اور گڑی عاشق زارِ عارض
دو جو ماتھے کا عرق اور غبارِ عارض

جستجو مین جو کسی مہر کے ہے سرگردان
داغ ہین ماہ فلک مین کہ غبارِ عارض

ہی یہ عشاق کی تقدیر کا لکھا اے یار
پڑھ سکے خاک کوئی خط غبارِ عارض

میرے دلبر سے حسین بھی ہین لگاوٹ کرتے
سرمہ آنکھون کا بناتے ہین غبارِ عارض

مر کے بھی بوسۂ رخسار کا پیکا نہ گیا
خاک ہو کر ہون حسینون کا غبارِ عارض

مین ندامت کے سبب قبر مین گڑ جاؤنگا
دے کے مٹّی جو وہ جھاڑینگے غبارِ عارض

اوج خورشید فلک دیکھ کے کہتا ہے وہ بُت
ہی یہ اک ذرّہ بمقدار غبارِ عارض

رنگ کندن سا تمہارا جو ہوس دیکھین
مانگین اکسیر بنانے کو غبارِ عارض

اسکی تصویر کا خاکا جو بنائے بہزاد
صبح جنت کا سفیدہ ہو غبارِ عارض

گھر سے آیا ہے گلستان مین مرا رشک بہار
جھاڑ دے دامن گل پڑھ کے غبارِ عارض

ہاے وہ مر کے دبے سیکڑون من مٹی مین
تھا گران جنکو نزاکت سے غبارِ عارض

صورتِ آئنہ ہو جاتے ہین صاف اور وہ گال
لطف غازے کا دکھاتا ہے غبارِ عارض

اس بہانے سے بلائین رُخ دلدار کی لین
دور سے آئے ہو جھاڑون تو غبارِ عارض

طالبِ دید کے گھر آکے وہ فرماتے ہین
جھاڑئیے پنجۂ مژگان سے غبارِ عارض

پھر نہ اندھا ہو عجب حسن کی قلعی ہو جاے
آہستہ مانگ لے اُس سے جو غبارِ عارض

غیر کے ساتھ کیا کرتے ہو کوچہ گردی
صاف دیتا ہے خبر مجھکو غبارِ عارض

پڑھنے پر سورۂ اخلاص کے بگڑا جو وہ بت
تو کہا پھونک کے جھاڑا ہے غبارِ عارض

واہ رے حسن عجب چہرۂ جانانہ ہے نور
دھوپ پڑتی ہے تو بنتی ہے غبارِ عارض

تیرے اعضا کی صفائی سے ہے آئینہ بھی گرد
کہ قفا سے نظر آتا ہے غبارِ عارض

سرخرو قبر سے اُٹھین گے لطافت شیعہ
حشر کو خاکِ شفا ہوگی غبارِ عارض

محتسب خون بہا تو مئے احمر کے عوض
چور کر شیشۂ دل کو مرے ساغر کے عوض

ہو یہ ظاہر نہ کدورت تھی کسی سے دل مین
میری تربت پہ ہو نصب آئینہ پتھر کے عوض

واہ جبیں در پہ دھرین پاؤن کے بدلے ہم
بے ادب غیر وہان پاؤن رکھے سر کے عوض

میری تربت پہ وہ جب آئے تو بولے ہنسکر
ہین مرے نقشِ قدم پھولونکی چادر کے عوض

بعد مرنے کے تو لازم ہے تمہین حسرت دو
ہاے قم کہہ کے جلاؤ مجھے ٹھوکر کے عوض

ہجرِ ساقی مین مجھے دیتے ہین طعنہ احباب
پیجیے خون جگر اب مئے احمر کی عوض

اُنکے عاشق سے یہ رضوان نے کہا محشر مین
آ جنان دین تجھے ہم کوچۂ دلبر کے عوض

عشق مژگان مین جنون ہے مجھے سن اے فصاد
کھول تو فصد مری خار سے نشتر کے عوض

غیر نے زیست مین پایا جو مکان فخر نہین
قبر پائینگے ترے کوچہ مین ہم گھر کے عوض

ہونگے عشاق حلال آئی ہے عید قربان
لیکے نکلے ہین چھری آج وہ خنجر کے عوض

اب مجھے صبر نہین ابر وہ اُٹھا ساقی
دونون چلو مرے بھر دے کہین ساغر کے عوض

بھیجتا ہون جو کبھی اُس شہِ خوبی کے پاس
نامہ دیتا ہون ہما کو مین کبوتر کے عوض

آئینہ اسنے بنایا ترے چہرے کی مثال
آئینہ گر کو سزا دیجے سکندر کے عوض

کہو اطفال سے اُس چشم کا دیوانہ ہون
ڈھیلے آنکھون کے لگاؤ مجھے پتھر کے عوض

وہ نہین آپ کے قابل اسے لیجے صاحب
ہے کلیجہ مرا حاضر دلِ مضطر کے عوض

نازنین آپ ہین بوجھ اسکا اُٹھے گا کیونکر
رکھیے پھولون کی چھڑی ہاتھ مین خنجر کے عوض

دوستو گورِ غریبان مین وہی ہے مری قبر
کانٹے جس قبر پہ ہین پھولونکی چادر کے عوض

اُنکا قاصد بھی ہے کیا شوخ کہ خط دے کے مجھے
مانگتا نقدِ دل انعام مین ہے زر کے عوض

پشت پر ہے جو مرے دفترِ اعمال کا بوجھ
ہاے پیری مین کمر جھک گئی ہے سر کے عوض

خوف گفّار علی کو نہ لطافت کچھ تھا
بسترِ خواب پہ سوئے تھے پیمبر کے عوض

ردیف طاے مہملہ

اچھا تو ہے جو دفن کے وقت اُنکا آئے خط
احباب شاد ہون مرا مردہ جلائے خط

قاصد نے اُسکے رنج دیا کیون دکھائے خط
اپنا تو ایک بھی نہین سب ہین پرائے خط

اُس بُت نے دیکھتے ہی کیا پُرزے پُرزے کیون
شاید خدا کے نام سے تھی ابتداے خط

تلقین کے عوض اُسے پڑھ دینا دوستو
شاید ہمارے دفن کے وقت اسکا آئے خط

بھیجون گا وصف چہرۂ رنگین مین لکھکے شعر
درکار ہے مجھے ورقِ گل براے خط

نامے ہمارے اُنکو دکھاتا نہ قاصدا
جسطرح ہمکو غیر کے تو نے دکھائے خط

جوشِ جنون ہے نامہ لکھین قاصد اُسکو کیا
لیجا ہماری جیب کا ٹکڑا بجاے خط

ہمنے جو نامہ بھیجا تو اُنکو دکھا دیا
غیرون نے لکھکے بھیجے تو ہمسے چھپائے خط

قاصد کو بھیجین ہم کہ کبوتر کو بھیجین ہم
کیا خوب وہان حلال ہو جو لے کے جائے خط

اے یار ہاتھہ کانپتے ہین رعب حسن سے
جام کس طرح سے تمہارا بنائے خط

اب ہی یقین کہ قتل کرے گا وہ کل مجھے
گردن پہ آج تیغ اٹھا کر لگائے خط

قاصد جواب لایا ہے تو انکے پاس سے
پھر لون مین تیرے گرد تو ہونگا فدائے خط

ہمکو تو ایک نامہ بھی لکھا نہ یار نے
غیرون کے پاس ہائے غضب خط پہ آئے خط

جیتے نہ کہہ سکون گا کبھی وہ کہے گا یہ
دے جا کے دل مرا انھین قاصد بجائے خط

قاصد یہ مجھہ سے کہتا ہے وہان ہم نجائینگے
جو ہاتھہ دہوئے جان سے وہ لے کے جائے خط

دہو کے مین نامہ پھیر دیا ہے جو یار کا
ہر وقت ہاتھہ مل کے مین کہتا ہون ہائے خط

لکھنا ہی چال گر یہ لطافت اگر اسے
پہلے منگاؤ کاغذ ابری برائے خط

غیر واقف نہین کہ کیا ہے شرط
دل لگانے کو حوصلا ہے شرط

اچھی صورت ہو تو نہین معشوق
غمزۂ و عشوۂ و ادا ہے شرط

بہر تسکین عاشق بے صبر
وصل معشوق مہ لقا ہے شرط

میری جانب ضرور وہ دیکھین
مگر اے عشق سامنا ہے شرط

باغ ہو اور پاس ہو معشوق
پھر تو پینا شراب کا ہے شرط

اونکے سننے پہ کچھہ نہین موقوف
عاشقو عرض مدعا ہے شرط

حوصلہ دل مین چاہیے ہے ضرور
جیسے کشتی کو ناخدا ہے شرط

دل پر آرزو مین چاہیے عشق
شہر مین جیسے بادشاہی شرط

ظلم کرتے ہین تو کرین معشوق
عاشقون کے لیے وفا ہے شرط

نالہ بھی چاہیے جو اشک بہین
کاروان کے لیے درا ہے شرط

وقت آرائش ان حسینون کو
غازہ کاجل مسی حنا ہے شرط

استخوان دل جلوون کی شوق سے کہا
بعد مرنے کے قبر پر میرے ؎

کہہ نہ اُف اُف یہ اے ہما ہے شرط
جائے لوح اُنکا نقش پا ہے شرط

وصل پر وہ ضرور ہون راضی ؎
عاشقوان سے التجا ہے شرط

آج گھر سے نکل کے وہ بولے
چال سے حشر ہو بپا ہے شرط

عمل نیک کچھہ مفید نہین ؎
یا علی آپ کی ولا ہے شرط

ہاجر ہین مستعد ہین مرنے پر
اے لطافت مگر قضا ہے شرط

ردیف ظاء معجمہ ؎

اگر ہی آب کی حاجت پئے وضو واعظ
شرابخانے سے بھر لاؤن مین سبو واعظ

بُرا شراب کو رندون مین کہہ نہ تو واعظ
کہین نہ خاک مین ملجائے آبرو واعظ

سنی ہے وعظ تو میخوار ہین عدو واعظ
جو بس چلے تو بہائین ترا لہو واعظ

ارے بہار مین بنت العنب حرام نہین
کسے دماغ کرے کون گفتگو واعظ

نماز و روزہ و تقوا و وعظ کچھہ نہ ہے
وہ حسن ایک نظر دیکھ لے جو تو واعظ

ارے حرام ہین دو تو شراب اور غیبت
یقین کر نہین فرق اسمین ایک مو واعظ

رہے اگر یو ہین پیر مغان کا دور ادور
پکارتا پھرے تو بھی سبو سبو واعظ

قسم بھی کھائے اگر یہ ہمین یقین نہین
شراب مفت ملی اور پیے نہ تو واعظ

نماز کیا پڑھین پانی تو میکدے مین نہین
جواز ہو تو کرین مے سے ہم وضو واعظ

جو اس جگہ تھے رہے اُس حسین کو دیکھتے ہی
نماز پڑھنے لگا آج بے وضو واعظ

ہمارے سامنے پیر مغان کو بد کہنا
میان وعظ یہ بیہودہ گفتگو واعظ

میان صحبت وعظ آج ہے فساد ضرور
کہ بدمزاج ہین رند اور تند خو واعظ

رہیگی فصل بہاری مین میکشی گھر گھر
ہزار وعظ کہے روز کو بکو واعظ

نہ بچکے جائیگا بیڑہ ہے پھنسا ہی رندو نمین
شراب پی لے تو رہجاے آبرو واعظ

تباہ رند نہونگے نہ میکدہ ویران
یہ تیرے دل کی نہ نکلے گی آرزو واعظ

بھلا حلال ہے ایسی شراب بھی کہ نہین
کہ جسمین کچھ نہ مزا ہو نہ آئے بو واعظ

نہ پاک دھبون سے ہو جامہ پارسائی کا
اگر ہزار کرے اسکی شست وشو واعظ

نہ ہم شراب کرین ترک اور نہ تو غیبت
جو ہے ہماری یہ عادت وہ تیری خو واعظ

جو رند آتے ہین مسجد مین منع کرتا ہے
خدا کے گھر پہ بھی قابض ہوا ہے تو واعظ

وہ رند ہون کہ نہو ناگوار کچھ بھی مجھے
مین وعظ روز سنون ہو جو خوش گلو واعظ

لطافت آکے جو دیکھے بہار کوچۂ یار
کرے نہ سیر جنان کی پھر آرزو واعظ

عشق مین ہے مجھے حسن جو رشمائل کا لحاظ
اسکو بھی چاہیے مجھ عاشق بیدل کا لحاظ

سامنے آنکے نہ پھر شمع پہ اے پروانے
بے ادب تجکو نہین صاحب محفل کا لحاظ

اور عشاق کے دل سیکڑون پامال کیے
جانکر کعبہ وہ کرتے ہین مرے دل کا لحاظ

بے حقیقت سمجھ اور ونکے دلونکو اے شوخ
جسمین الفت تری رہتی ہے کر اُس دل کا لحاظ

نہین معلوم صبا کہہ گئی ہے باغ مین کیا
غنچے ہین دم بخود ایسا ہی عنادل کا لحاظ

میان سے جب یہ نکلتا ہے جھجکتا ہون
کہ ہے قاتل سے سوا خنجر قاتل کا لحاظ

ہاے مقتل مین تڑپنے ندیا بسمل کو
قتل کے بعد یہ مانع ہوا قاتل کا لحاظ

دور سے دیکھ کے ناقہ نہ پکارا ہوتا
قیس کو چاہیے تھا صاحب محمل کا لحاظ

پردۂ ابر مین چھپکر تمہین دیکھا شب بھر
قابل دید تھا صاحب مہ کامل کا لحاظ

ظلم مظلوم پہ کرتا ہے جو تو اے ظالم
تجکو ہی خوف نہ کچھ خالق عادل کا لحاظ

خون کی چھینٹ پڑی کوئی نہ دامن پہ ترے
ذبح کے بعد ذرا دیکھ تو بسمل کا لحاظ

دیکھا یہ چاند سا چہرہ تو چھپا ابر مین ماہ / چاہیے آپ کو بھی اپنے مقابل کا لحاظ

کبھی کامل نکرے بحث کسی ناقص سے / جو کہ ناقص ہے اُسے چاہیے کامل کا لحاظ

وحشی نجد نہ آتے تھے قرین ناقہ کے / قیس کی وجہ سے تھا صاحب محمل کا لحاظ

ہاتھ پھیلائے ترے سامنے ہے اے منعم / مُنہ سے کہتا نہین کچھ دیکھ تو سائل کا لحاظ

ہاے دربان ٹھہرنے نہین دیتا دم بھر / چاہیے ہے ترے دروازے کے سائل کا لحاظ

اہل دنیا کا عجب طور **لطافت** دیکھا
پاس حق کا نہین کچھ ہے بھی تو باطل کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

صدقے ہوگی بزم مین گر رخ جانانہ شمع / پردۂ فانوس سے نکلی ہے بیتابانہ شمع

بس یہی ہین عاشق و معشوق مشہور جہان / سرو قمری بلبل و گل آپ ہین پروانہ شمع

ہجر کی شب ایک میری نیند آنیکے لیے / صبح تک بالین سر کہتی ہی افسانہ شمع

اسلیے تربت پہ میری شبکو گھیرے ہین پتنگ / تیرگی کے خوف سے بھاگے نہ بیتابانہ شمع

ہم تو کیا ہین اور کے عاشق سے بھی ضد ہی انہین / کہتے ہین آئی مری محفل مین بے پروانہ شمع

ہجر کی شب آکے میرے گھر در و دیوار سے / پھوڑتی ہے اپنے سر کو صورت دیوانہ شمع

قمری و پروانہ و بلبل تصدق ہون نکیون / سرو قامت پھول ہے رُخ ساعد جانانہ شمع

ہون وہ عاشق دنکو بلبل نے چڑھائے آکے پھول / رات کو لایا ہی میری قبر پر پروانہ شمع

یون دل تاریک میرا داغ سے پُر نور ہے / جس طرح کرتی ہے روشن رات کو کاشانہ شمع

بزم مین اُنکے اگر تیری رسائی ہو کبھی / سامنے اُنکے بیان کرنا مرا افسانہ شمع

رات کو آئی تو مجھہ اہل سخن کی بزم مین / رعب لیکن اسقدر چھایا ہوئی گویا نہ شمع

مین وہ سودائی ہون بعد مرگ میری قبر پر / شب کو روشن کرنے آتا ہے ہر اک دیوانہ شمع

وصل کی شب ہین جو پردے مین ادہر ہم اور آپ — اسطرف فانوس مین مضطر ہے بی پروانہ شمع

شام سے مسجد کے دروازے پہ جلتا ہے چراغ — ساقیا رکھہ تو بھی بالائے در میخانہ شمع

روشنی تو ہے تمھارے چہرۂ پرنور کی — جلتی ہے ناحق بجھا دو بزم مین جانانہ شمع

انجمن مین انکی شب کو ہین قرینہ سے یہ سب — آئینہ گلدستہ ساغر بوتلین پیمانہ شمع

شام سے یہ اپنی محفل مین دیا ہے اسنے حکم — بے ادب آئین نہ پروانے نہ گستاخانہ شمع

ہجر کی شب خوف تھا تنہا نہ آئے میرے گھر — ساتھ اپنے لے کے آئی سیکڑون پروانہ شمع

اے **لطافت** بھیڑ پروانون کی لاکر شب کو ساتھ
کرتی ہے آباد یہ اُجڑا ہوا کاشانہ شمع

دیکھتے ہو رات کو جب سامنے آتی ہے شمع — کیا تمھارے چہرۂ روشن سے شرماتی ہے شمع

کیا مرے گھر ہجر کی شب آ کے گھبراتی ہے شمع — اپنا سر فانوس سے تا صبح ٹکراتی ہے شمع

اہل محفل کو محبت اپنی دکھلاتی ہے شمع — دیکھو پروانے جلا کر خود بھی جلجاتی ہے شمع

میری تربت پر جو گورستان مین آتی ہے شمع — گھیر لی ہے شب کو تاریکی تو گھبراتی ہے شمع

سمجھو یہ مطلب ہے جو فانوس مین آتی ہے شمع — عاشقو پردے مین چھپنا انکو سکھلاتی ہے شمع

جنبشِ شعلہ نہین یہ صاف صاف اے مہوشین — یہ تمھارے رعب سے محفل مین تھراتی ہے شمع

ذکر ہم عشاق کا تو کیا اسے کہتے ہین حکم — رو نہین سکتی تری محفل مین جب آتی ہے شمع

آہین جو کرتا ہو عاشق اسکو محفل سے اُٹھاؤ — دیکھو روشن ہوکے جب آتی ہے بجھ جاتی ہے شمع

عشق میرا اور تمھارا حسن ہے مشہور خلق — ہین خجل پروانے مجھسے تم سے شرماتی ہے شمع

صبح ہے نزدیک رات آخر ہوئی اے اہل بزم — دو گھڑی اب اور دنیا کی ہوا کھاتی ہے شمع

ہمسری کی انکے رخ سے تو ہوا سر بھی جدا — اب سزا پائی ہے محفل مین تو پچھتاتی ہے شمع

بعد مردن ہوتی ہے معشوق کو عاشق کی قدر — مردہ پروانہ کو اشکون سے نہلاتی ہے شمع

واہ میرے دوستون کے ساتھ اکثر شام کو — پہلے ہی سے قبر پر روتی ہوئی آتی ہے شمع

بعد مُردن عشق صادق یون دکھاتا ہے اثر
غم مین پروانون کے رفتہ رفتہ گھل جاتی ہے شمع

رات کو جاتا ہے جسکی بزم مین وہ شعلہ رو
تا لبِ فرش اُسکے استقبال کو آتی ہے شمع

اک ہماری ہی منا ہی آپکی محفل مین ہے
آپ بھی آتی ہے پروانونکو بھی لاتی ہے شمع

اے لطافت بزم مین اُس شعلہ رو کو دیکھ کر
آتشِ رشک و عداوت سے جلی جاتی ہے شمع

ردیف غین

آئی ہے ابکی جوش پہ ایسی بہارِ باغ
مانند سبزہ سبز ہے ہر ایک خارِ باغ

میخوارو اب ہے آمدِ فصلِ بہارِ باغ
لو ابر اُٹھا بٹھا نیکو گرد و غبارِ باغ

سو جان سے نہ کیون ہون عنادل نثارِ باغ
جوبن پہ ان دنون ہے عروسِ بہارِ باغ

تاراج سارا باغ ہوا آتی ہے خزان
باقی بس ایک سرو رہا یادگارِ باغ

اُس رشکِ گل کی دیکھی سواری جو باغ مین
سمجھی یہ عندلیب کہ آئی بہارِ باغ

خط سے بڑھی ہے اُس رخِ رنگین کی آبرو
دیوار کے سبب سے ہے دونا وقارِ باغ

فصلِ بہار پر تجھے بیکار ناز تھا
گلچین کہان ہین اب وہ گلِ بیشمارِ باغ

اے عندلیب حُسنِ عروسانِ باغ دیکھ
تو کیا ہے خود نثار ہے اُنپر بہارِ باغ

جھولا پڑا ہے اُنکے لیے جس درخت مین
سچ تو یہ ہے وہی ہے درختِ افتخارِ باغ

اُس اسپِ خوشخرام کی بس ہے یہی مثال
بالکل سبکروی مین نسیمِ بہارِ باغ

سامان اگلے سال کا ہے یاد ابھی تلک
وہ ابر وہ ہوا وہ مئے خوشگوارِ باغ

جب مستفیض ہو چکے فصلِ بہار سے
تسلیم کو جھکے شجرِ میوہ دارِ باغ

چارون طرف سے ابر نے گھیرا ہے باغبان
اب تو نکل کے جا نہین سکتی بہارِ باغ

گلزار مین یہ بادِ صبا کا ہے بندوبست
الجھی کبھی نہ چادرِ شبنم سے خارِ باغ

دیکھے لطافت آکے اگر کوے یار کو
بلبل کی آنکھ مین ٹرے ہا کچھ وقار باغ

باہر اگر میان سے مقتل مین اٹھلاتی ہے تیغ
عاشقون کو ناز معشوقانہ دکھلاتی ہے تیغ

ای ستمگر کیا نزاکت اپنی دکھلاتی ہے تیغ
آج کیون مقتل مین چلتے چلتے رکجاتی ہے تیغ

جب نکل کر میان سے غصہ مین بل کھاتی ہے تیغ
خوب قاتل معرکہ مین آگ برساتی ہے تیغ

دیکھ رہکر ڈاب مین تاثیر صحبت ہوگئی
جب لچکتی ہے کمر تیری تو بل کھاتی ہے تیغ

اوڑ نجائین اے ستمگر بسملونکی مرغ جان
دام جوہر اسلیے مقتل مین پھیلاتی ہے تیغ

جان نثارون مین تمھارے جبکہ ہوتا ہے فساد
میان سے کیا فیصلہ کرنے نکل آتی ہے تیغ

ہجر ساقی مین جو قصد میکشی کرتا ہون مین
صاف ہر اک موج مے ساغر مین بنجاتی ہے تیغ

ہاتھ مین آئینہ لیکر اے ستمگر دیکھ تو
یہ شکن ہے تیری ابرو پر کہ بل کھاتی ہے تیغ

دیکھتا ہون چشم حسرت سے جو مین ہنگام قتل
دیدۂ جوہر سے مجکو آنکھین دکھلاتی ہے تیغ

اب پس و پیش اُس کمر کی عاشقونکو ہے عبث
راستا سیدھا عدم کا انکو بتلاتی ہے تیغ

قتل ہو بلبل نہ کیونکر آتی ہے فصل خزان
سوکھ کر ہر شاخ گل گلشن مین بنجاتی ہے تیغ

صحبت اہل سخن مین کیون زبان کھولون نہ مین
معرکہ مین اپنے جوہر خوب دکھلاتی ہے تیغ

میرے دامن دار زخمون مین چھپائے کیون نہ منہ
اے ستمگر مجکو بسمل کرکے شرماتی ہے تیغ

عجز میرا اسکی نخوت دیکھ اے قاتل ذرا
جون جون اپنا سر جھکاتا ہون کھنچی جاتی ہے تیغ

اے لطافت ہجر ابرو مین جو پڑتی ہے نظر
کیا مہِ نو کی مری گردن پہ پھر جاتی ہے تیغ

ردیف فا

بڑھ بڑھ کے اُس حسین کی کمر تک جو آئے زلف
سب عاشقون کو راہ عدم کی بتائے زلف

اے تو سہی دل اُسکا بھی ہو مبتلائے زلف
تصویر مین جو تیری صور بنائے زلف

اک دل تھا دوست وہ بھی ہوا مبتلائے زلف
الفت مین جان لیگی ہماری بلائے زلف

اُس رُخ سے گر نقاب اوڑائے ہوائے آہ
بکھری کچھہ اسطرحسے کہ چہرہ چھپائے زلف

گر آپ حکم دین تو سنوارون مین ہاتھہ سے
شانہ کی احتیاج نہین کچھہ برائے زلف

کوئی نہ تم سے بزم مین بوسہ طلب کرے
گر تازیانہ ایک کو بڑہکر لگائے زلف

شہرِ حلب سے ملک ختن جاؤن ہے یہ قصد
تعریف رُخ کی بعد کرون مین ثنائے زلف

برہم نہون کہین کہ وہ نازک مزاج ہین
مشاطہ خوب سوچ سمجھہ کر بنائے زلف

اے یار طائرِ دلِ عشاق کیا بچین
کاکل کے پھندے سے قہر غضب حلقہ ہائے زلف

غش آئے اُنکے حسن کے نظارے سے اگر
بڑھ بڑھ کے لخلخہ مجھے اپنا سونگھائے زلف

وہ آئے دیکھنا گل و سنبل کو باغبان
رُخ پر کوئی نثار ہے کوئی فدائے زلف

بے اذن یہ بکھر گئے رُخ پر تمھارے کیون
جوڑے مین کسکے باندھو یہی ہے سزائے زلف

عشاق کی زبان پہ دن رات ہے یہ بین
گہہ ہائے ہائے رُخ ہے کبھی ہائے ہائے زلف

اے دل چھٹا ہی ایک سے گر عشق مین تو کیا
گیسو و کاکل اور بھی دو ہین سوائے زلف

کہتا ہی مجھسے بال بنا کر وہ شوخ آج
اب دیکھہ دل کو تھام کے اے مبتلائے زلف

بوسہ تم اُنکے رُخ کا لطافت سمجھہ کے لو
مارِ سیہ کی طرح کہین بل نہ کھائے زلف

دیکھتا ہے جو رخِ تابانِ دلبر کی طرف
پھر نظر کرتا نہین وہ مہرِ انور کی طرف

پیشِ داور دعوئے خون کرکے مین چھوٹا ہوا
ہو گئے سب اہلِ محشر اُس ستمگر کی طرف

صحبتِ ساقی مین گو بیٹھا ہوا ہون مین خموش
جانبِ شیشہ ہے دل آنکھین ہین ساغر کی طرف

عاشقون کو اپنے کوچہ سے نکالا اُسنے جب
کچھہ گئے بتخانے کچھہ اللہ کے گھر کی طرف

ابتدائے روزِ فرقت ہے الٰہی خیر ہو
اُٹھتی ہے رہ رہ کے ہوک اس قلبِ مضطر کی طرف

ایکدن اُس شوخ نے جھانکا تھا برسون ہو گئے
اب ہین لاکھون کی نگاہین روزنِ در کی طرف

بوسہ لینے کی ہے مجکو آرزو ہنگامِ ذبح
کیا کرون خنجر کا مُنہ ہے اُس ستمگر کی طرف

سیر کیجے باغ کی سروِ چمن سے کیا غرض
لاکھ اکڑی دیکھیے کیون اپنے ہمسر کی طرف

ای خوشا قسمت زہے عز و شرف حجاج کا
جاتے ہین کعبہ سے ہو کر کوے دلبر کی طرف

دیکھ قاتل اشتیاقِ ذبح کہتے ہین اسے
خودبخود گردن کھنچی جاتی ہے خنجر کی طرف

ہاے کیا جانین یکایک دل مین کیا سوجھا وہ شوخ
پھر گیا یہان آتے آتے غیر کے گھر کی طرف

وہ دلِ پُرداغ میرا دیکھتے ہین اسطرح
جیسے مفلس کی نظر ہو کیسۂ زر کی طرف

عاشقون کو مبتلا کرتی ہے خوشبو پھیل کر
دل کھنچے جاتے ہین اُس زلفِ معنبر کی طرف

دیکھ ظالم خون کی پیاسی ہے ہا تیری تیغِ تیز
دیکھتی ہے چشمِ جوہر سے مرے سر کی طرف

قبر سے اُٹھا ہین دیوانہ فرشتو ہوشیار
ہاتھ دوڑاتا ہون اب دامانِ محشر کی طرف

اے لطافتؔ ہم وہ ہین مستِ مے حبِّ علیؑ
خلد مین گھر ہوگا اپنا حوضِ کوثر کی طرف

ردیف قاف

عکسِ رُخ اُسکا ہے کھا کر دھوپ سونے کا ورق
شاعرو ہے خاک پتھر دھوپ سونے کا ورق

باغ پر فصلِ خزان مین بھی ہے اک طرفہ بہار
ہو گیا ہر برگ کھا کر دھوپ سونے کا ورق

مرغِ زرّین بنگیا خط دے کے شاہِ حسن کو
بنگئی پرِ کبوتر دھوپ سونے کا ورق

نقرئی گہنے پہ گرچا ہے ملمع وہ حسین
بام پر ہو پھر زیور دھوپ سونے کا ورق

ذبح مین ہے کیا سنہرے رنگ کا قاتل کے عکس
ہو گئی ہے زیرِ خنجر دھوپ سونے کا ورق

وصل کی دولت سے مالا مال ہون ہر راتدن
چاندنی چاندی کا پتّر دھوپ سونے کا ورق

کیا ملمع سازیان اپنی دکھاتا ہے فلک
چاندنی چاندی کا پتّر دھوپ سونے کا ورق

صبح کو کھینچون جو اُس ملبوس گلگون کی شبیہ
ہو شفق خونِ کبوتر دھوپ سونے کا ورق

ہان سنہری رنگ کا اُس مہر کے لکھنا ہو وصف
اے فلک بنجائے آکر دھوپ سونے کا ورق

گُل پہ ہو لطفِ مرصع کاری ای فصلِ بہار
قطرۂ شبنم ہو گوہر دھوپ سونے کا ورق

نقرئی قبضہ پہ اُس شمشیر کے عاشق کا خون
بنگیا کیا خوب کھا کر دہوپ سونے کا ورق

قبرِ عاشق کی جو ہے پوشش چھپی دونا ہی حسن
بنگئی ہے پھر چادر دہوپ سونے کا ورق

نامہ اُس خورشید رو کو لکھ کے فارغ ہون جو مین
آ ئی پھر لوح بنکر دہوپ سونے کا ورق

تربتِ عاشق کا ہی گنبد طلائی ہر سحر
ہی شفق تانبے کی چادر دہوپ سونے کا ورق

زیب پشتِ آئنہ کرتے ابھی خورشید رو
کاش ہو تی اے سکندر دہوپ سونے کا ورق

سوئے گر صبحِ شبِ وصلت لپٹ کر مجھسے وہ
آکے اُلٹی قرب بستر دھوپ سونے کا ورق

نقرئی اُسکی سہری تک جو پھنچی صبح کو
آرزو سے ہو لپٹ کر دہوپ سونے کا ورق

بام پر آئین گلوری لے کے سر مامین جو وہ
کس لگاوٹ سے ہو آکر دہوپ سونے کا ورق

اے **لطافت** عکس روِے یار کو مین کیا کہون
ماہِ تابان مہرِ انور دہوپ سونے کا ورق

ہجر کی رات رہے ہم یہ سحر کے مشتاق
شام سے کان تھے ہر وقت گجر کے مشتاق

زلزلہ آئے پھنکے صور کہ برپا ہو حشر
نہ اُٹھے ہین نہ اُٹھینگے ترے در کے مشتاق

آنکھ اُٹھا کر کبھی اِس سمت بھی دیکھو ظالم
ہم بھی بیٹھے ہین تری ایک نظر کے مشتاق

جو پسند آئیگا اِن دونون مین وہ لے لینگے
دل مرا دیکھ چکے اب ہین جگر کے مشتاق

ہوئی شہرت مرے مرنے کی تو اِک عید ہوئی
کان اغیار کے تھے ایسی خبر کے مشتاق

کچھ سمجھتے نہین نادان ہین ناواقف ہین
نخلِ الفت سے ہین کیون لوگ ثمر کے مشتاق

کیا قباحت ہے اگر اتنی اجازت دیدے
سیر کر لین ترے کوچے کی ٹھہر کے مشتاق

ہی جو کعبہ سے سوا آپ کے در کی حرمت
کچھ خبر ہے ادھر آئے ہین اُدھر کے مشتاق

واہ خود اونکی کمر کا تو بھلا ذکر ہی کیا
رفتہ رفتہ ہوے معدوم کمر کے مشتاق

ایک گالی تری کھا کر یہ ملی ہے لذت
اے صنم دیر سے ہین بار دگر کے مشتاق

اونکے بیمار محبت ہین یہ جینے سے تنگ
کہ دوا پی کے ہین کمبخت ضرر کے مشتاق

انجمن مین نگہ لطف ادہر کی تو نے
ہای غضب رہگئی محروم ادہر کے مشتاق

اپنے گھر مین ہم ادہر غیر کے گھر مین وہ ادہر
شام سے جاگتے ہین دونو سحر کے مشتاق

مجکو تڑپا گئے وہ اغیار سے بولے ہنسکر
تھے یہ مدت سے مری [illegible] کے مشتاق

ای لطافت نہین اب ہمکو کسی بات کا شوق
ہین فقط وصل بت رشک قمر کے مشتاق

ردیف کاف

مدتین گذرین پہ ہے عشق کا چرچا ابتک
قیس و فرہاد زمانے مین ہین رسوا ابتک

سنتے ہین جب مرے نالونکی صدا وہ شب ہجر
کہتے ہین ہنسکے یہ کمبخت ہے زندا ابتک

آپ کے سایۂ دیوار نے ممنون کیا
تھا نہ سر پر مرے احسان کسی کا ابتک

اے صنم رسم محبت کو زمانہ گذرا
واہ اٹھا نہ تری شرم کا پردا ابتک

نزع کیوقت یہ انسان کو دہیان آتا ہے
ہاے ہم کسلیے آئے تھے کیا کیا ابتک

گر جلانا مرے مردے کا ہی منظور انھین
آہین رکھا ہی سر قبر جنازا ابتک

کوے قاتل مین بڑی بھیڑ ہے جانبازونکی
قتل لاکھون ہوے پر بند ہے رستا ابتک

ایکدن ہجر مین دل کھو کے رویا تھا مین
مدتین گذرین پہ ہے جوش پہ دریا ابتک

برسون گذرے ہین مجھے عشق سے ترک کیے
پر ہے کانٹا سا مرے دلمین کھٹکتا ابتک

دوست ہوتی نگاہ اونکی اگر دزدیدہ
میرے پہلو مین نہ رہتا دل شیدا ابتک

ہاتھ رکھکر مرے سینہ پہ وہ دیکھیں پس مرگ
دل دھڑکتا ہے اچھلتا ہے کلیجا ابتک

کہتے ہین قبر پہ میری غم و ارمان و ملال ؎
دیکھہ ہم سب نے ترا ساتھہ نچھوڑا ابتک

ذکر جب قیس کا ہوتا ہے وہ فرماتے ہین
ہمکو ایسا نہ ملا چاہنے والا ابتک

ہاے برسون ہوے بیمار ہو نہین عاشق چشم
اوسنے چھوٹون بھی کبھی حال نپوچھا ابتک

ایسے مجنون کے کس ماتم کو زمانہ گذرا ؎
صف بچھاے ہوے ہے جادۂ صحرا ابتک

موشگافی تو بہت کی شعرا نے اے یار
نہ کھلا بھید مگر تیری کمر کا ابتک

اگرچہ ناز سے فرہاد پہ وہ کہتے ہین
سنتے آئے ہین پہ کوئی نہین دیکھا ابتک

آج کی رات بھی تم نے بہت خوب کیا
بدگمانی رہی سوچا کیے کیا کیا ابتک

میکشو پیر مغان کیا ہمین سمجھائے گا
خود ہی معنے خط ساغر کے نہ سمجھا ابتک

گو تم اچھے سہی یوسف سے کیا کہیے
نہوا کوئی خریدار تمھارا ابتک

آجکل طرز سخن کو لطافت ہے کچھ اور
شعرگوئی مین وہی رنگ ہے اپنا ابتک ؎

آرام و عیش مین تو ہر اک دوست تھا شریک
وقت مصیبت آکے نہ کوئی ہوا شریک

یہ آسمان تو کیا ہے پہونچتے ہین عرش تک
نالون مین ہے ہماری جو آہ رسا شریک

آتی ہے لاش عاشق شیدا کی دہوم سے
گھر سے نکل کے آپ بھی تو ہون ذرا شریک

مقبول بارگاہ الٰہی کبھی نہین ؎
زاہد تری نماز مین تو ہے ریا شریک

پھر تو نقاب چہرۂ دلدار اوڑے ضرور
گر ہو ہماری آہ مین کچھ بھی ہوا شریک

یارب مبرّہ اور منزّہ ہے تیری ذات
تو لاشریک ہے نہین کوئی ترا شریک

اے توبہ انکے حسن پہ عاشق نہو کوئی ؎
گر ہون نہ آکے غمزہ و ناز و ادا شریک

کیا کم تھے عاشقون کے لیے آپ کے ستم ؎
بیکار آسمان کو صاحب کیا شریک

جب میری لاش اٹھنے کی لوگون نے دی خبر
ہنسکر وہ بولے ہوتی ہے میری بلا شریک

الفت کسی سے کرکے بلا مین پھنسا ہون مین ؎
احباب ہین معین نہ ہین اقربا شریک،

اوس در پہ ہو ضرور رسائی کبھی کبھی
گر آکے ہم فقیرون مین ہو بادشا شریک

اللہ کیا پڑی تھی مصیبت شبِ فراق
تھا دل سا دوست پاس پہ وہ بھی تھا شریک

یہ منع کرنے آئے ہین یا پینے آئے ہین
ساقی کچھ آج بزم مین ہین پارسا شریک

روندا مزار مگر پڑھ کے فاتحہ
کیا خوب ہی دفا مین بھی انکی جفا شریک

مجھہ بیکس مریض کو ساقی نے دے کے جام
اتنا کہا شراب مین کر لی دوا شریک

تنہا تو ایکدن نہین کھاتا مین اے کریم
ہر روز میری رزق مین ہے آشنا شریک

ہون دفن کربلا مین لطافت جو بعد مرگ
ہو بیشک اپنی خاک مین خاکِ شفا شریک

ردیف گاف

فرقت مین نہ اشکون کی بھی پانی سے بجھی آگ
دل مین ترے عاشق کے بھڑکتی ہی گئی آگ

وہ مہندی ملے پاؤن کو دھو کر جو ہین اُٹھے
دریا مین تلاطم ہوا ساحل پہ لگی آگ

روتا ہوا محشر مین جب آیا مین گنہگار
مالک نے جہنم سے صدا دی کہ بجھی آگ

اللہ کی قدرت سے بچے خوب براہیم
گرمی نہ رہی نام کو یہ سرد ہوئی آگ

کیسا نفسِ سرد عنادل نے بچایا
گلشن مین کبھی آتشِ گل سے نہ لگی آگ

دوزخ سے لپکتے نظر آتے نہین شعلے
ہی ہے گنہگارون کے لینے کو بڑھی آگ

اک صلِ علے جبکہ محمد ہوے پیدا
روشن تھے جو آتشکدے اُن سب کی بجھی آگ

دوزخ مین نہ آیا تھا جو مجھ سا کوئی عاصی
رکھا جو قدم مینے بہت تیز ہوئی آگ

آرام ملا ہجر مین کب سوز درون سے
جب بجھہ گئی دل مین تو کلیجے مین لگی آگ

مین سوختہ تن حشر کو دوزخ مین جو پہنچا
مالک تو نکل آیا مصیبت مین پڑی آگ

یہ قلب و جگر پھنک رہے تھے سوز درون سے
اب اشک کے دریا نے بجھایا تو بجھی آگ

نالے شررِ افشان جو کیے مینے شبِ ہجر ۔۔ ہر سمت ہوا شور ارے آگ لگی آگ
میت جو گڑی قبر مین مجھہ سوختہ تن کی ۔۔ اوس شوخ نے غیرون سے کہا دفن ہوئی آگ
تم آئے بڑی خیر ہوئی جان بچی خوب ۔۔ دل اور کلیجے مین بھڑکتی تھی ابھی آگ
تن ناریون کے اور بھی پھنکتے تھے لطافت ۔۔ برساتی تھی جنگاہ مین جب تیغِ علی آگ

ردیف لام

آئے وہ سیر کو جب باغ سے جائے بلبل ۔۔ بد نگاہین کہین اس گل پہ نہ ڈالے بلبل
منہ سے ہین بولتے خوشخط مرے دیوان کے حرف ۔۔ اس گلستان مین خوش آواز ہین کالے بلبل
بینوا ہمنے سنا اوس گل تر کا قصّہ ۔۔ ہان بھلا ہو گا فقیرونکی دعا لے بلبل
گلِ تر خشک خزان مین ہوے جیتی رہی ہے ۔۔ کچھ جو غیرت ہو نہ پھر نام وفا لے بلبل
بولے وہ کوچہ مین عشاق کی روحین پاکر ۔۔ ہمنے کیا خوب ہین اس باغ مین پالے بلبل
باغ مین دیکھتے ہی اوس گلِ تر کے گیسو ۔۔ ڈس نہ لین تجکو کسی روز یہ کالے بلبل
جسم سے روح مری کی ملک الموت نے قبض ۔۔ باغ چھوٹا پڑی صیاد کے پالے بلبل
ہے یہ بازارِ محبت ہین مرے دل کی صدا ۔۔ چہچہے سنلے کوئی حور لقا لے بلبل
باغِ عالم مین موافق جو ہوا چل جائے ۔۔ خود بخود گل ہون ترے چاہنے والے بلبل
باغ سے جاتا ہے وہ سرو قد و گل اندام ۔۔ قمریان لوٹتی ہین دل ہین سنبھالے بلبل
بہرِ صید آئے جو گلشن مین وہ صیادِ حسین ۔۔ کھل کھلا کر کہے ہر گل ادہر آ لے بلبل
رفتہ رفتہ مرے گل پر ہوے عاشق کیا خوب ۔۔ پیٹ سی پالون بہت تو نے نکالے بلبل
اسقدر جلد نہ جا باغ سے اے فصلِ بہار ۔۔ حسنِ گل دیکھ لے گلزار مین آلے بلبل
پر نکلتے ہی گلستان پہ ہے قبضہ ہوتا ۔۔ تیری شہپر چمنون کے ہین قبالے بلبل

باغ مین سیر کو آتا ہے مرا پردہ نشین
پر ذرا دیدۂ نرگس پہ اوڑھا دے بلبل

باغبان خار ہی گلچین سے چمن مین کھاتا
اب تو پھوٹے دل مغموم کے چھالے بلبل

ہای شب وصل چمن مین ابھی ہونا نہ خموش
داستان سُنکے تری نیند اُسے آ لے بلبل

لے چلا باغ سے صیاد تو ہر گل نے کہا
تجکو اللہ کے کرتا ہون حوالے بلبل

کیا قیامت ہی نہین باغ سے ٹلتا صیاد
ہای طمع اور کوئی دام مین آ لے بلبل

غیرت باغ سمجھتی ہے تجھے گر پوچھون
عارض گل کی قسم باغ مین کھا لے بلبل

قدر کھلجائیگی ہم چل کے وہین بیٹھین گے
فصل گل اب کی برس باغ مین آ لے بلبل

باغ پھرتا ہی تری آنکھونمین آتی ہے خزان
دیدۂ تر شجر گل کے ہین تھالے بلبل

گل کی تو فصل بہاری مین پرستش کر لے
سرو گویا چمنون مین ہین شوالے بلبل

پھر گل سرخ گلستان مین کھلے آئی بہار
زخم دل پھر ترے ہو جائینگے آلے بلبل

بدرنگ ہے تو مرے گل کو نہین دیکھا ہے
پھول کو پھر قسم سر پہ اوٹھالے بلبل

آتش گل ہے بہت باغ مین بھڑکی ابکی
دیکھ کر چل نہ پڑین پاؤنمین چھالے بلبل

عشق گل کا جو بڑھا خون اُگلنے لگے تو
رنج کھانے نہین کچھ منہ کے نوالے بلبل

پھر گلگشت گلستان مین بلائین اُسکو
منتظر ہم ہین کہ گلزار سے جالے بلبل

چمنون مین ہین گل سرخ کی ہر سمت انگیٹھین
کیا مجسم ہوے سوزان ترے نالے بلبل

کیا چمن مین ہے یہان آئے تو دل ٹھنڈا ہو
دیکھیے گلکاریون کے اوسکے دوشالے بلبل

روضۂ شاہ مین نالان ہین لطافت زار زار
رشک فردوس وہ گلشن ہے نرالی بلبل

ہای فصل گل مین پیر مغان کی دکان پہ قفل
گویا دیا ہے بادہ کشون کے دہانے پہ قفل

کہتا ہون نشے مین مہ تابان کو دیکھ کر
کسنے لگا دیا ہے در آسمان پہ قفل

زندان کے در پہ طفل دبستان ہوے ہین جمع
ابجد کا کیا کسی نے لگایا ہے تپہ قفل

محروم سیر سے ہین ندے فصلِ گل ہین خار
اے باغبان لگا نہ درِ بوستان پہ قفل

ہونٹون مین وہ دبا کے گلوری کو چپ ہوئے
پایا عجیب رنگ کا اُنکی دہان پہ قفل

قارون کے سر پہ مال نے آکر یہ دی صدا
دوڑے نگاہبان ہوے مانع نہ یا نہ یہ قفل

بلبل ہے بندوبست جو کرتی بہار مین
غنچہ کا چاہیے ہے درِ آشیان پہ قفل

حیران ہون اُسکی ناف و کمر دیکھہ کر کمال
وسواس کا لگا دیا صانع نے یان پہ قفل

آنگیا کی گھاٹ پر سے وہ ہیرے کی دہگدگی
دیکھو جڑاؤ ہے درِ گنجِ نہان پہ قفل

کھٹکا ہوا کہ غیر اُسے لیگئے ہین ساتھ
دیکھا جو مینے جاکے صنم کے مکان پہ قفل

دیکھی ہے اُسکی ناف تو ہون دیر سے خموش
گویا لگا دیا ہے کسی نے دہان پہ قفل

ملکِ عدم پہ بھی ہے کیا اُسنے بندوبست
ہر دم ہے ڈاب کا کمرِ جانجان پہ قفل

صد شکر ہے کلید اوسی کی زبان مرے
ہای زیرِ عرش جو درِ گنجِ نہان پہ قفل

دروازہ کھول کر وہ بلانے کو تھا مجھے
طالع کا پیچ دیکھیے بگڑا کہان پہ قفل

دستِ سخی مین آکے صدا دے رہا ہی مال
کیون منعمو نہ آکے لگایا یہان پہ قفل

حبِ علی کے پاس لطافت کی ہے کلید
کیا غم جو ہوگا حشر کو بابِ جنان پہ قفل

چشمِ پروانہ مین مقتل ہے بنی ہر محفل
شمع کا ظلم سے کرتی ہے جدا سر محفل

مست ہین موسمِ گل مین ہے مقرر محفل
بادہ خواری کی رہا کرتی ہے گھر گھر محفل

کی مرے قبر پہ احباب نے مل کر محفل
روکے اشکون کی چڑہا جائیگی چادر محفل

آئے وہ شمع تو پروانہ ہو اُسپر محفل
بنکے فانوس خیالی کرے چکر محفل

مرگیا دیکھکے اوس حور کی دم بھر محفل
صف بچھائے مرے ماتم مین دلا ہر محفل

شعلہ رو کو مرے دیکھین نظرِ بد سے اگر
روسیہ غیر ہون اسپند تو مجمر محفل

خاک پر سم ہے [illegible]
کی ہے بیفائدہ احباب نے باہر محفل

متصل دیگا جو ساقی مرا بھر بھر کے شراب
باغ فردوس مین ہوگی لب کوثر محفل

ہی تماشا مرے گھر آئنہ رخسار ہین جمع
فرط حیرت ہو اگر دیکھے سکندر محفل

سرخ جوڑے کا مرے گل کے اگر عکس پڑے
ہوش اوڑے دیکھ کے ہو خون کبوتر محفل

بزم مین یار جو آیا تو بڑہی قوت روح
ہو گئی جسم کی خوشبو سے معطر محفل

عاشقان رخ و قامت ہین ترے باغ مین جمع
ہی قرین گل کے کبھی قرب صنوبر محفل

بادہ خواری مین خفا ہو کے جو اُٹھ جاوے شب
مے کے شیشون پہ لگانے لگے پتھر محفل

ہین نکیرین علیؑ اور مرے سب اعمال
قابل دید ہوئی قبر کے اندر محفل

شب معراج نبیؐ تھے جو وہان عرش نشین
دیکھتے یہان سے علیؑ تھے سر بستر محفل

بھیجا اوس بزم مین خط پر یہ پھڑکتا ہے دل
مین تو محروم رہون دیکھے کبوتر محفل

بزم مین آئے بھو و نیرہ و چھڑک کر افشان
ہی غرض نیچون کی دیکھے جو ہر محفل

کس شہید ستم و ظلم کا ماتم ہے بپا
ہی ستارون کی فلک پر جو کھلے سر محفل

ساغر مے نظر آیا ہے ہمین رات کو ماہ
جانتے نشہ مین ہین مجمع اختر محفل

نالے کیون کرتے ہین ناقوس بتون کے آگے
نہ اثر ہوگا کبھی دل کی ہی پتھر محفل

بزم مین پنجۂ مژگان پہ ہین آنسو اے یار
نذر دیتی ہے تجھے اشک کی گوہر محفل

شمع کے اشک لگن مین ہین عوض مہرون کے
خون پروانہ ہوا دیکھ لے محضر محفل

کھوتے ہین وہ اگر زلف کی ناگن سر بزم
پوچھتی چشم سے ہے سانپ کے منتر محفل

قبر صوفی پہ ہی گلدام پھنسین تا کہ امیر
جانتے دھوکے سے ہی پھولون کی چادر محفل

بڑھ گیا خضر کا سن دیکھ کے بزم جانان
کشتی عمر روان کو ہوئی لنگر محفل

بزم مین دست حنائی جو دکھائیگا وہ ترک
جان جائیگی مرے خون کی محضر محفل

بزم ہوتی ہے جو روشن ترے آجانے سے
اوٹھ کے شمعون کو لگا دیتی ہے ٹھوکر محفل

بزم مین یار پہ رومال جھلے جاتے ہین
اوڑ چلے کیون نہ کہ رکھتی ہے نئے پر محفل

حلقه حلقه هین سدا گرد سلاطین جهان ؎ | تیرے کوچه کے فقیرون کا هی بستر محفل ؎

اے لطافت یه هوا حکم خدا روز غدیر ؎
دین خلافت به علی کر کے پیمبر محفل ؎

اپنی محرم کو چهپاؤ که هے دلبر محفل ؎ | هو کے بدمست جو دیکهیگی یه ساغر محفل ؎
جمع رندون کو کیا هے تو پلا آکے شراب | ساقیا هیچ هے بے شیشه و ساغر محفل ؎
باده خواری جو کرے بزم مین وه عالی ظرف | لائے نوروز کو خورشید کا ساغر محفل ؎
بهر کے شیشه مین جو لائے مرا ساقی مے سرخ | لے کے آنکهون سے بڑهے چشم کی ساغر محفل
دل لگاتا ری آنکهون سے هے یاد آجاتا | پاس شیشه کے دکهاتی هے جو ساغر محفل ؎
آخری دور هے ساقی هے مرا جانے کو | دیکهتا دیده حسرت سے هے ساغر محفل ؎
بزم عشاق مین وه پهول پیے گر آکر | گل کهین باغ مین لے مری ساغر محفل
بزم مین منه سے لگائے جو همارا ساقی | برکت جان کے چومے لب ساغر محفل ؎
بزم مین آپنے پی ساته رقیبون کے شراب | دل مرا دیکه کیا ہنستے هے ساغر محفل ؎
مست آنکهین مرے ساقی کی اگر آئین نظر | پهینک دے باده گلرنگ کی ساغر محفل ؎
جلترنگ آکے بجاتا هے جو وه زهره جمال | جمع کر لیتے هین کیا بول کے ساغر محفل ؎
بے ثباتی کی خبر دیتی هین دریا کے حباب | اوٹه گئے چهوڑ کے اولٹے هوے ساغر محفل ؎

اے لطافت نه گرا کاسه سر کو خالی ؎
کر چکا نظم بهت طرح سے ساغر محفل ؎

کیا باغ باغ هین جو کهلے هین چمن مین گل | کر کے سفر عدم کا هین آئے وطن مین گل ؎
اندهیر دود آه سے یون هے شب فراق | جیسے هو شمع ماه فلک بر گهن مین گل
جل کر بنینگے دوست مجکو رسن تاب سے کهو | دیوانه هون گلون کا بنائے رسن مین گل
ساقین یار سے جو هٹے شب کو پائنچے | شمعین حیا سے جل کے هوئین انجمن مین گل

روئے ہین خون قبر مین آنکھون سے ہی بہا
کافور کے بنائے ہین ٹکڑے کفن مین گل

کُمھلا کے یاد کرتے ہین بلبل کے چہچہے
شب بھر جو باتین سنتے ہین دولھا دولھن مین گل

کس نوجوان کے عشق مین جلتا ہے روز و شب
تارے ہین یا کہ ہین تنِ چرخ کہن مین گل

وہ غنچہ لب جو بزم مین جاتا ہے چمن کی سیر
بنجاتے ہین آنسو شمع کے گرکر لگن مین گل

بیوجہ کب ہے بلبل تقریر یار تیز
گویا کہ رنگ پان سے زبان ہے دہن مین گل

شرمندہ رنگ رخ سے چمن مین ہین ڈوبتے
پاتے جو پانی آپ کے چاہِ ذقن مین گل

تختہ مین ہے گلاب کے سنبل کا بند و بست
جوشِ جنون سے کیا جو بند ہے ہین سن مین گل

دیوانے تیرے دشت مین طرفہ بہار ہین
تلوون مین خار خاک سر و پیرہن مین گل

پژمردہ دل ہوا ہے جو غربت مین دوستو
خط کے عوض سکھا کے ہین بھیجے وطن مین گل

ہمسر ہوے تھی رخ سے ترے پائی یہ سزا
تشہیر شہر مین ہوے بندھ کر رسن مین گل

ہنس ہنس کے کھیلتا ہے وہ رشکِ چمن شکار
ہین گولیون کے زخم کہ خندان ہرن مین گل

شب بھر گلے کا ہار ہین رہتے زہے نصیب
پاتے ہین بھینی بھینی جو خوشبو دلہن مین گل

بلبل تو کیا کسی کی نہین رفع احتیاج
زر سے ہوی ہین ہمسرِ قارون چلن مین گل

جھلا دیا ہے قہر و غضب سے جو یار نے
خورشید حشر سے ہین زیادہ جلن مین گل

دل میرا چاک ہوکے گیا ہے جو دیر مین
پیش بتان بنا ہے کفِ برہمن مین گل

ہم سے شکستہ خاطرون کا ٹکڑے دل ہوا
توڑے جو عشقِ دلبرِ پیمان شکن مین گل

دین گر اجازت آپ تو یہ باغ مین ہے شوق
پیوست تخم نکلے ہون سیبِ ذقن مین گل

تاثیر مان جائین تری اے بہار ہم
کلیون کے ساتھ نکلین جو بلبل کے تن مین گل

سرسون ہماری آنکھو مین پھولی جنون بڑہا
دیکھے جو زرد زرد بولونکے بن مین گل

اندہا ہوا ہے دیکھ کے زلفِ سیاہِ یار
دوون قربِ چشم خال سے کالے کے ہین من گل

وہ سو گئے ہین اسلیے مارون پہ رکھ کے منہ
بس جائین بوسے تازہ سیبِ ذقن مین گل

آیا وہ رشکِ باغ تو پھولے یہ ہاتھ پاؤن
ہمنے لگائے شمع کے بدلے لگن مین گُل

نکلا خطِ اُنکے رُخ پہ پڑے میرے دل مین داغ
گلزار مین ہین خار ہوے جمع بَن مین گل

بادِ خزان سے کہدو کرے دفن اوڑا کے خاک
شبنم نے مُردہ پا کے لپیٹے کفن مین گُل

کہتا ہون چشمِ یار کو آہو جو باغ مین
شاخین نکالتی ہین ہزارون ہرن مین گُل

پژمردہ ہو گئے تھے جو تیزی سے دہوپ کے
کیا باغ باغ ہوتے ہین سورج گہن مین گُل

چادر ہے میری قبر پہ پھولون کی بعد مرگ
مارا کسی نے مفت بندھے ہین رسن مین گل

عشقِ علی کی مرکے لطافت بہار ہے
کیا داغہائے دل سے کہلے ہین کفن مین گُل

بُو یار کہائے ہے آتشِ گُل سے بدن مین گُل
ہم سیر کو گئے تو یہ پھولا چمن مین گُل

اوڑ جائے رنگ دیکھین جو عاشق کی تن مین گُل
اکڑی ہین شوخیان بہت اپنے چمن مین گُل

دندان و ساعد و رخِ جانان سے ہین خجل
گوہر صدف مین بزم مین شمعین چمن مین گُل

قلیان کشی جو کی مرے رشکِ بہار نے
بلبل اُٹھا کے لیگئی اپنے چمن مین گُل

دل بلبلون کے غم سے نکل آئے ہوکے چاک
فصلِ خزان مین بھی نظر آئے چمن مین گُل

روشن رہا یونہین جو مرے داغِ دل کا نام
ہو گا چراغِ لالۂ احمر چمن مین گُل

ثابت نہین کہ عشق مین کسکے ہے چاک چاک
سینہ مین قلب زلف مین شانہ چمن مین گل

مضمون ہین جو تازہ و رنگین بہار پر
دیوان ہے مرا کہ کہلے ہین چمن مین گُل

اے تیغِ ترک خون مرا جو ہر دن مین ہو
طرفہ بہار ہو جو کہلین ہر چمن مین گل

دیتی ہین کیا بہار ہین بلبل کا خون بہا
ہین زر بکف زمین سے نکلتے چمن مین گل

مینے جو رو کے باغ کو دریا بنا دیا
ترتے ہین بلبلون کی طرح ہر چمن مین گل

کہتے ہین وہ پہنکے کرن پھول قربِ رُخ
الماس کے کہلے ہین ہمارے چمن مین گل

مدحِ عذارِ یار لطافت ہو کیا بیان

اس رنگ کے نہونگے جنان کے چمن مین پھول

دلِ رقیب نہین تیر یار کے قابل
حرام طیر کہان ہے شکار کے قابل

امام عصر نہ کیونکر ہون شاد شیعون سے
یہی گروہ ملا انتظار کے قابل

سوا نبی کے اُٹھاتا علیؑ کو دوش پہ کون
رسول ہی تھے امامت کے بار کے قابل

نہ کہیے آکے عیادت کے بار احسان کو
نہین یہ پوچھ مرے جسم زار کے قابل

مری لحد پہ چڑھائی جو اُسنے چادرِ اشک
کہا یہ تحفہ ہے ایسے مزار کے قابل

گلے لگا کے یہ کہتی ہے کربلا کی زمین
نہین حسینؑ کا زائر فشار کے قابل

گلون کو دیکھ کے لیلی سے قیس کہتا تھا
تو ایک میرے لیے یہ ہزار کے قابل

جہان مین احمدؐ و عیسی کے امتحان مین ہی فرق
ہوے یہ عرش کے لائق وہ دار کے قابل

قفس مین ہاے وہ بلبل ہون مردہ دل صیاد
خزان کا رنج نہ سیرِ بہار کے قابل

تری مژہ کے ہین مشتاق دیدۂ پُر اشک
یہ آبلے وہ نہین جو ہون خار کے قابل

پہنکے طوق یہ کہتی ہے سرو پر قمری
گناہگار محبت ہین دار کے قابل

وہ بولے اس دلِ مردہ کو مل کے تلوون سے
کہ ہیئت ایسی ہے ایسے فشار کے قابل

جھٹک کے خاک گنہگار کی وہ کہتے ہین
نہین یہ دامنِ پاک اس غبار کے قابل

وسیع ہے تری رحمت مرے گناہ کثیر
حساب اُسکا نہ یہ ہین شمار کے قابل

سوال بوسۂ دندان پہ یار کہتا ہے
نہین فقیر دُرِ شاہوار کے قابل

کفن پہنتے ہین ہم غیر کی نظر نہ لگے
کہ ہے یہ وضع عدم کے دیار کے قابل

شراب طیب و طاہر کا جام دے ساقی
نجس یہ مے نہین مجھ بادہ خوار کے قابل

منگائین ہم خبر رہروان ملک عدم
پیام بر جو ملے اُس دیار کے قابل

ہر ایک گیسوی مشکین ترا ختن کا ہی مول
ہر ایک تار خراجِ تتار کے قابل

بنا کے سُرمہ مری خاک آنکھین چھپاؤ
پسا ہوا ہو نہین ایسے فشار کے قابل

سزا ملی ہے یہ گندم کو صبر آدم سے / کہ ہے جہان مین پس پس کے نار کے قابل
مرے تڑپنے کو کافی کہان ہی عرصۂ حشر / یہ تنگ جا نہین مجھ بیقرار کے قابل
یہ رو کے صاحبِ محفل سے شمع کہتی ہے / بُجھا کہ مین رہون تیرے فرار کے قابل
کمان گرچہ خمیدہ ہے پر ہے تیر افگن / عدو کا عجز نہین اعتبار کے قابل
تمھاری آنکھ کے سرمہ مین گر گیا مین زار / نئی زمین نکالی مزار کے قابل

زہے نصیب لطافت ملے جو وہ مے خلد / بنے جو مومن و پرہیزگار کے قابل

تم ہو گلشن مین مقر ہین شان معبودی کے پھول / ملتجی ہین عارضِ رنگین سی بہبودی کے پھول
باغ کی دکھلائی ابراہیم کو تو نے بہار / بنگئے صحرا مین شعلے نار نمرودی کے پھول
فرشِ بزمِ یار پر ہے باغ کی گویا بہار / تختۂ سوسن کا بنے ہین مخمل عودی کے پھول
بعد مرنے کے یہ دولت خاک مین ملجائیگی / اے دنی نفعے نہ کھا کھا کر زرِ سودی کے پھول
بلبلین کہتی ہین سنبل سے پریشان ہوگا تو / حُسن دکھلا کر نہ اپنے گیسوی دودی کے پھول
اسقدر کیون جلد جاتی ہے تو اے فصلِ بہار / باغ مین بلبل سے شاکی ہین ترے زودی کے پھول
مات ہو بلبل سناؤ باغ مین تم زمزمے / ہین بہت مشتاق اے گل لحنِ داؤدی کے پھول
وصل مین گر چٹکیان لے ناز سے وہ گلبدن / نیل میرے جسم پر عودی ہون داؤدی کے پھول
عشق مین جلنا خلیل اللہ کا تھا طرفہ بہار / فرسخون جاتے تھے اوڑ کر نار نمرودی کے پھول
ہجر مین اُس گل کے جب اُٹھا مرا طوفانِ اشک / کیا اثر تھا سنگریزے ہوگئے جودی کے پھول
باغ مین منعم کسی کو آپنے کیون دیتا نہین / کیا ہی اشرفیان سمجھتا زرد داؤدی کے پھول
دیکھتے ہی دیکھتے آنکھون سی غائب ہوگئے / تھی بہار ابکی انارِ خاک و بارودی کے پھول
آہنین صیاد کا دل آہ سے کر دو جو نرم / عندلیبو ہون مقر اعجاز داؤدی کے پھول
وہ شگفتہ دل ہو نہین بتی اگر کی جب جلے / جابجا گر کر لحد پر بنگئے عودی کے پھول

ای لطافت اوسنے ستی ملکے جب کہین گلیان
باغ مین کیا پھولے عودی داودی کے پھول

ردیف میم

سنسان بعدِ قیس ہوا جبکہ بن تمام — آیا ہمارے حصہ مین دیوانہ پن تمام

شیرین وشون کے عشق مین مرنیکی مدعی داد — افسوس ہمسے پہلے ہوا کوہ کن تمام

چشمان یار کی جو مین وحشی کرون ثنا — آنکھین چرائین دشت مین مجھسے ہرن تمام

مینے جو ہجر یار مین کی آہِ آتشین ؎ — جلکر زمین پہ تن سے گرا پیرہن تمام

وہ گلبدن اکڑکے چلا ہے جو باغ مین — گرگر پڑے ہین شرم سے سروِ چمن تمام

جلوا مرے صنم کا اگر دیکھین اک نظر — توڑین بتون کو دیر مین خود برہمن تمام

شیرین نے کی نہ بات نہ دیکھا اٹھا کی آنکھ — آخر اسی ہوس مین ہوا کوہ کن تمام

کیا بات ہی دہان صنم کی خدا گواہ — ہین تنگ اسکے وصف مین اہلِ سخن تمام

گروہ الٹ دین چہرۂ شفاف سے نقاب — حیران مثل آئنہ ہو انجمن تمام ؎

دستِ جنون سے چھوٹے پس مرگ بھی نہ ہم — ہی چاک چاک مثل گریبان کفن تمام

ہو شاخِ آبنوس اگر شمع جلکے آئے — ایسا سیاہ ہے مرا بیت الحزن تمام

وہ گل جو بات ناز سے کرتا ہے بزم مین — ہوتے ہین تنگ دیکھکے غنچہ دہن تمام

دور فلک مین واسطے کامل کے ہی زوال ؎ — پڑتا ہے دیکھو بدر پہ اکثر گہن تمام

سوز و گداز دیکھو جو پروانہ مرگیا ؎ — جل جل کے غم سے ہو گئی شمع لگن تمام

زندہ سدا رہیگا لطافت جہان مین کون
جب آکے شش جہت مین ہوئے پنجتن تمام

جاتے ہین سوے ملکِ عدم اس جہان سے ہم — اب تنگ آگئے ستمِ آسمان سے ہم ؎

بعدِ فنا لحد بھی ہماری ہین بنی ۔ / بیٹھے تو پھر اُٹھے نہ ترے آستان سے ہم
بےاذن دُخت رز پہ نگہ ڈالین کیا مجال / باہر نہین اطاعتِ پیرِ مغان سے ہم
آئینہ دیکھنے نہین دیتا ترا جمال ۔ / گر حکم ہو ہٹا دین اسے درمیان سے ہم
سب رہروان ملک عدم آگے بڑھ گئے / ہین پیچھے پیچھے گردِ پس کاروان سے ہم
کہتے ہین میرے بعد مجھے یاد کرکے وہ / لائین اب ایسا چاہنے والا کہان سے ہم
کُھلتا کسی طرح نہین اُنکے دہن کا بھید / پوچھین گے ایکدن کسی اہل زبان سے ہم
آوازِ صور سے بھی نہ چونکین گے حشر کو ۔ / غافل ہین ایسی موت کے خوابِ گران سے ہم
دیتا ہی بےخطا ہمین ہر وقت گالیان / اے عشق عاجز آئے ہین اُس بدزبان سے ہم
ظلم اک طرف یہ سنگ حوادث بھی گر لگائے / کچھ ہو مگر دبین گے نہ اس آسمان سے ہم
کافی بس اپنی آہِ رسا لاغری مین ہے / روز اونکے گھر مین جاتے ہین اس نردبان سے ہم
یارو نہ پوچھو ہمارے تہین کیا پتا بتائین / اس دل پہ چوٹ کھاکے ہین آئے کہان سے ہم
کمبخت اوسکے در سے اوٹھاتا ہے رات کو / اب قصد ہے کہ ساز کرین پاسبان سے ہم
وہ آج مانگتے ہین اشارے سے دل مرا / مطلب یہ ہے کہینگے نہ اپنی زبان سے ہم
سینہ پہ داغ درد ہے دل مین جگر مین زخم / یہ تین تحفہ لائے ہین یارو وہان سے ہم

ناقدر سے جہان مین لطافت غرض نہین ۔
لینگے سخن کی داد کسی قدردان سے ہم ۔

ردیف نون

ہوئی قیدِ حیاتِ آفت عزیز و ہجر جانان مین / ہمارے جسم مین ہے روح یا یوسف ہے زندان مین
ہوئی اجلاف ہمسر ہے دور چرخ گردان مین / کہ جیسے سنگ ہم پلّہ جواہر کے ہو میزان مین
نہین افشان کے ذرے حسن سے اس زلف پیچان مین / تماشا ہی نظر آتے ہین جگنو سنبلستان مین

ملک مین ہی نہ پریونمین نہ حورونمین نہ غلمان مین
ادا و غمزہ و ناز و کرشمہ ہے جو انسان مین

پری رو تیرے دیوانہ کے مرنے سے ہی ویرانہ
پہاڑونمین بیابانونمین بازارونمین زندان مین

حنا بستی ہی شمشاد چمن پامال ہوتے ہین
وہ جب اٹھکھیلیون کی چال چلتی ہین گلستان مین

محبت سی قسم کھاتے ہین میرے سر کی کیون قاتل
دبا جاتا ہونمین غیرت کے مارے بار احسان مین

رخ و پیشانی و گیسو و لب کا اُنکی شہرہ ہے
حلب مین چین مین تاتار مین شہر بدخشان مین

کیا جوش جنون نے لاغری مین کیا مجھے عاجز
اولجھہ کر ہاتھہ میرا رہ گیا تار گریبان مین

نہین موے سیہ پشت لب رنگین جانان پر
دہوان اے جوہری ہے آتش لعل بدخشان مین

تری زلفون کے سودے مین نہ صحرا سے کہین نکلا
بنا زنجیر پا مجکو ہر اک جادہ بیابان مین

لپٹ کر رات بھر کیا چین سے ہم ساتھ سوتے ہین
بہت صحبت ہے گرم اوس آتشین ننھی پستان مین

پھڑک کر ہجر گل مین دم نکلجائے جو بلبل کا
تو اے صیاد اسکو دفن کر دینا گلستان مین

جو مین داغ عزیزان لے کے آیا فاتحہ پڑھنے
ہوا لطف چراغان رات کو گور غریبان مین

بنا کر قبر اپنی چین سے سوؤن قیامت تک
ملے اے آسمان دو گز زمین گر کوے جانان مین

صفت اُس چشم کے صحرا مین لکھون شاخ آہو سے
سیاہی ہے دواتونکی طرح چشم غزالان مین

دل پُرداغ مین جلوہ ہے اُسکے روی روشن کا
گل خورشید بھولا دیکھنا سرو چراغان مین

ترا احسان بعد مرگ اے باد صبا ہوگا
ہماری خاک پہنچانا اوڑا کر کوے جانان مین

گمان ہوتا ہی مجکو ہین کنوئین مین حضرت یوسف
نہایت حسن سے ہے خال اُس چاہ زنخدان مین

الٰہی خیر دیکھین آج سر کٹتا ہے کس کس کا
سحر کو اوٹھہ کے مُنہ قاتل نے دیکھا تیغ عریان مین

اُٹھائین دھوپ گر اک روز مجھ مجنون کی صحرا کی
پڑین کانٹے زبان خشک ہر خار مغیلان مین

نہ کیون یہ شش جہت تا زندگی زیر نگین رہتے
جناب پنجتن کے نام تھے مُہر سلیمان مین

جنون مین بھی مرے عزت ہے خالق کی عنایت سے
قدم لیتے ہین کس تعظیم سے کانٹے بیابان مین

قدم جوش جنون مین جانب صحرا جو بڑھتا ہے
ہمارے پاؤن پڑتی ہے ہر اک زنجیر زندان مین

دلا کیا فخر جائے سفلہ گر محفل مین اعلے ہے
ہمیشہ سے سبک بالا گران پائین ہی میزان نہین

لڑکپن مین بھی وصل عاشق و معشوق سے خوش تھا
پرِ بلبل کی رکھتا تھا نشانی مین گلستان نہین

وہ رشکِ مہر تل بیٹھا ہے صدقے ہی دلِ عاشق
منجم کہہ رہے ہین آفتاب آیا ہی میزان نہین

میسر وصل دلبر کا نہین ہوتا لطافت کو
گذرتے ہین یونہین دن ہجر کے امیدوار یا نہین

دلا صنم کی کمر کا خیال ہے کہ نہین
لگی ہے چوٹ تو شیشہ مین بال ہے کہ نہین

دکھا کے چاند کو داغی وہ فخر سے بولے
بتاؤ حسن کو میرے کمال ہے کہ نہین

دکھا کے آئنہ کہتا ہون یارِ نوخط سے
اس آفتاب کو دیکھو زوال ہے کہ نہین

وہ ترک قتل مجھے کر کے طعن سے بولا
بتاؤ بوسہ کا اب بھی سوال ہے کہ نہین

بتون کے ہجر مین برسون سے دل تڑپتا ہے
مرے نصیب مین یارب وصال ہے کہ نہین

عدم مین جاؤن گا تو شاعرون سی پوچھونگا
بتاؤ وصف کمر کا محال ہے کہ نہین

دکھا کے چاند کو اونگلی سے وہ قمر بولا
بتاؤ ہمسرِ ناخن ہلال ہے کہ نہین

کسی کے کہنے کا انکو اگر یقین نہو
خود آ کے دیکھین مرا غیر حال ہے کہ نہین

عوض مین بوسہ کے دل لے کے میرا وہ بولے
بتاؤ عاشقو ارزان یہ مال ہے کہ نہین

دکھا کے کان کی بجلی وہ مجھسے کہتے ہین
بتاؤ حلقہ بگوش اب ہلال ہے کہ نہین

مریضِ ہجر سے وہ بعدِ وصل پوچھتے ہین
فراج اب تو تمھارا بحال ہے کہ نہین

تہ زمین کوئی قارون سے پوچھ لے جا کر
وبال واسطے انسان کے مال ہے کہ نہین

ہمیشہ انکو ہے اٹکھیلیونکی چال سے کام
نہین خیال کوئی پائمال ہے کہ نہین

بشر سے نزع کے عالم مین موت کہتی ہے
گنہ سے اب بھی تجھے انفعال ہے کہ نہین

گلے لپٹ کے لطافت سے بولے وہ شبِ وصل
بتاؤ ہجر کا اب بھی ملال ہے کہ نہین

سودا کے داغ سر سے پا تک ہین میرے تن مین
مجنون سے کوئی کہدے پھولا ہے ڈھاک بن مین

ہی عشق کھبین بدلے حاضر ہر انجمن مین
پروانہ محفلون مین بلبل ہے ہر چمن مین

مژگان گھبی ہین دل پر کیا عشقِ گلبدن مین
پھولون کی بدلے کانٹے بوئے ہین اس چمن مین

باندھا ہی اس خطا پر اُسنے مجھے رسن مین
بے آبرو ہوا ہون گر کر چہِ ذقن مین

آوارہ تھے جو عشقِ گیسوے پُرشکن مین
مانند مشک آئے پھر کر نہ ہم وطن مین

مشغول ہون جو وصفِ دندانِ سیم تن مین
ہی آبرو بھرے ہین موتی مرے دہن مین

گر چشم دل ہو بینا جاؤن نہ مین چمن مین
ہی چار باغ عنصر کی خود بہار تن مین

دندان قربِ لب ہین اُس شوخ کے دہن مین
شانِ خدا ہے موتی پیدا ہوے یمن مین

دندان کا ہی تصور ہین چشم تر مین آنسو
کیا پھول موتیے کے پھولے ہین اس چمن مین

دیکر فشار جسم خاکی سے قبر بولی
کیون ہم بغل نہون مین آیا ہے تو وطن مین

کانٹے خطِ سیہ کے بڑھ کر نکالتے ہین
دل گر پڑا ہے کسکا اُس کے چہِ ذقن مین

وہ زار ہون کہ مجکو وصلِ حسین سدا ہے
بن بن کے بورہا ہون یوسف کے پیرہن مین

سر پھرتے پھرتے میرا فرقت مین تھک گیا ہے
بیٹھا رہا اوٹھائے رنجِ سفر وطن مین

کیا توسن صنم کی چالاکیون کو لکھون
چھل بل نہ یہ پری مین شوخی نہ یہ ہرن مین

چوٹی مین اوس پری کے موباف نقرئی ہے
بجلی چمک رہی ہے کس حسن سے ختن مین

کس درجہ صبح فرقت بے نور چاندنی تھی
مین مردہ دل یہ سمجھا کافور ہے کفن مین

ہی تنگ تیرا عاشق کسطرح وصف لکھے
اک نقطہ کی سمائی مشکل سے ہے دہن مین

خط رخ پہ ہے نمایان للہ بوسے دیجے
خیرات کیجیے کچھ خورشید ہے گہن مین

بولی دوات لکھا جب وصف آن لبون کا
شکر بھری ہوئی ہے گویا مرے دہن مین

گردش جو ہے ہمیشہ کہتی ہے چشم جانان
حاصل ہے ہمکو دیکھو سیر سفر وطن مین

فرہاد قیس وامق پروانہ کبک بلبل
شاگرد میرے یہ سب ہین عاشقی کے فن مین

اسلام کے ہی پردے مین کفر شیخ پنہان
تسبیح ہے پروئی زنار برہمن مین

آئینہ ہاتھ مین ہے آنکھین ہین وہ لڑتے
نرگس کی سیر ہوئی ہے حسن کے چمن مین

وابستہ کربلا سے ہے دل ترا **لطافت**
کام آئے گا یہ صرہ بعدِ فنا کفن مین

گل کی لیے ہوئی ہے فرقت جو روح و تن مین
بلبل کے پھول کر دے اے باغبان چمن مین

کیا شاد حشر کو ہی عاشق کی روح تن مین
جیسے سفر سے آئے پھر کر کوئی وطن مین

لین چٹکیان جو اُسنے تو نیل ہین بدن مین
سوسن کا تختہ پھولا ہے خوب اس چمن مین

اُف اُف غضب کی سوزش سو دی سی ہی بدن مین
صورت سے میری جلتا ہے ہر چنار بن مین

لیلی کی بو سے عاشق حسرت سے رو رہے ہین
ہی آنسوون کا پانی اُنکے چاہِ ذقن مین

عبرت کی جا ہی دیکھو وہ خاک مین پڑے ہین
مٹی کا عطر جنکو تھا بار پیرہن مین

حسرت سی ہاتھ اپنی کیونکر ملے نہ عاشق
ہیہات ہاتھ اُسکا ہو دستِ برہمن مین

ہر ایک سی صدف مین ہے یہ صدا گہر کی
بے آبرو رہیگا جب تک ہی تو وطن مین

باغِ جہان ہے فانی بلبل نہ دل لگانا
غنچہ چٹک کے ہر دم کہتے ہین یہ چمن مین

مجھ زار کو جنون ہے عشقِ بتان مین یارو
بدلے رسن کے باندھو زنار برہمن مین

پہلے پہل جو آیا صحرا مین تیرا مجنون
تعظیم کو بگولے ہر سو اُٹھے ہین بن مین

اللہ رے بعد مردن تاثیر آہِ سوزان
چنگاریون کی صورت کافور ہے کفن مین

ہی رعب دشمنون پر خاموش گو کہ مین ہون
شمشیر میان مین ہے یا ہے زبان دہن مین

عشقِ بتان مین ہم ہین بعدِ فنا بھی نالان
ہین صرف ہڈیان بھی ناقوس برہمن مین

مُنہ سے جو منہ ملایا بس ہو گیا معطر
خوشبو گلاب کی سی اُس گل کی ہی دہن مین

منعم کی کیون نہ میت ہو قبر مین برہنہ
نباش کہہ رہے ہین اک پردہ ہے کفن مین

اُس شعلہ رو کو محفل مین رات بھر دعا دی
گر شمع کی زبان ہو گلگیر کے دہن مین

دونا بنا کی پتی کا پھول اوسنے رکھے — ثمرہ ملا تو کیا کیا پھولا ہی ڈہاک بن مین
شکریہ اپنے قاتل کا کچھہ ادا کرین ہم — گر تیر کے زبان ہو ہر زخم کے دہن مین
تسبیح پاس اسکے زنار اسکا بانا — بیشبہ رشتہ داری ہی شیخ و برہمن مین
فانوس مین ہے جیسے خاموش شمع جلتی — پھکتا ہی تن ہمارا اسطرح پیرہن مین
آیا خزان کا موسم کاٹو گلون کو اپنے — یہ برگ حنا نک خنجر ہین بلبلو چمن مین
دیوانون کو ہوا ہے صحرا مین کیا تماشا — اک آگ سی لگی ہے پھولا ہی ڈہاک بن مین
رائج ہوئے ہین جیسے دینار داغ دل کے — خورشید و ماہ دونو کھوٹے ہوئے چلن مین

جی جاؤن مرکے شاد رہی روح کیا مزا ہو
دم نکلے اے **لطافت** گر عشق بچپن مین

ہوگئے صد چاک کہا دل نے کہ حیران ہون نہین — کسی دیوانے کا شاید کہ گریبان ہون نہین
لاغری جیسے بڑھی بندۂ احسان ہون نہین — ساتھہ رہتا ہون ترے سایہ مین پنہان ہون نہین
تیری بیباکیون سے بزم مین حیران ہون نہین — قہر ہے بوسے تو لے غیر پشیمان ہون مین
ہجر کی رات نہین صبح کا خواہان ہون نہین — شام سے مثل سحر چاک گریبان ہون نہین
آئینہ دیکھہ کے نیرنگ جہان کہتا ہے — آنکھہ جس روز سے کھولی یونہین حیران ہون نہین
چاندنی آکے ہر اک گھر مین ہی کہتی شب کو — زینت خانہ ہون ناخواندہ وہ مہمان ہون نہین
دست وحشت مین جو گستاخ تو کہتا ہی ہلال — کیون نہ پوشیدہ رہون شکل گریبان ہون نہین
ناز سے کہتے ہین وہ ہجر کا کیون شکوہ ہے — یہ تو ظاہر ہے کہ دل مین ترے پنہان ہون نہین
ہتکڑی سے یہ مرے طوق نے وحشت مین کہا — آستین تو ہی جنون مین تو گریبان ہون نہین
ناز سے کہتی ہی وہ تیغ مثال معشوق — کیا گلے لوگ لگاتے ہین جو عریان ہون نہین
آج تو سی لب رنگین کے لپٹ کر لون گا — وہ خفا ہونگے تو کہدونگا پشیمان ہون نہین
مومنون سے یہ صعوبت مین ہے دنیا کہتی — طالب عیش نہو مجھہ مین کہ زندان ہون نہین

شمع پر جلکے کہا بزم مین پروانے نے
جام مرے سر پہ ہے ناخواندہ وہ مہمان ہون مین

آتے جاتے اُنھین دیکھون نہ رقیب آنے پاے
کیا مزا ہو جو درِ یار کا دربان ہون مین

دانۂ خال یہ کہتا ہے نہ کیونکر ہون سیاہ
آتشِ حسن رخِ یار سے بریان ہون مین

میرے محبوب کو دیکھا تو کہا یوسف نے
نام کو خلق مین مشہور حسین ہان ہون مین

روح قالب مین جو پہلے پہل آئی تو کہا
صاحبِ خانہ ہوے آکے وہ مہمان ہون مین

استخوان ہین فقط اعضا مرے گر مر جاؤن
کیا مزا ہو دہنِ گور مین دندان ہون مین

شمع کہتی ہے ہر اک بزم مین نا محرم ہین
کیون نہ پروانے جلین دیکھ کے عریان ہون مین

چشمِ عاشق ہی عجب رشک سی کہتی شبِ وصل
لوٹتا دل ہے مزے اور نگہبان ہون مین

بعدِ وصل اونکو بھی کہکے منا لیتا ہون
تو یہ توبہ ہوئی تقصیر پشیمان ہون مین

غفلتِ عشق یہ کہتی ہے کہ ہشیار رہو
موت تعبیر ہے وہ خواب پریشان ہون مین

عشق کا راز جو تھا دل مین ہوا وہ افشا
ہاے رونا تو اسی کا ہے کہ گریان ہون مین

شرم کہتی ہے غنیمت ہے یہ نیچی نظرین
چند دن یار جو کم سن ہے تو مہمان ہون مین

شکر ہے فخر سے کہتا ہے وہ محبوب حسین
پیار کرتے ہین **لطافت** مجھے نازان ہون مین

طلب ہون بہرِ سزا حسن پر نگاہ کرین
ارادہ ہے عمداً ہم ترے گناہ کرین

دہانِ تنگ پہ اُنکے اگر نگاہ کرین
نشانِ بوسۂ عاشق کا اشتباہ کرین

تمھارے مصحفِ رخسار پر نگاہ کرین
ثواب ہو جو ہم اِسطرح کا گناہ کرین

لحد مین کاسۂ سر پر اگر نگاہ کرین
مجال کیا ہے جو فرقِ گدا و شاہ کرین

فرشتے لکھ کے عجب کیا جو واہ واہ کرین
اگر کرین بھی تو ہم عشق کا گناہ کرین

وہ زلفین آمنون کو بڑھ کے رو سیاہ کرین
سزا ملے جو رخِ یار پر نگاہ کرین

غضب ہے جان کے رزاق اُسے نہین قانع
رحیم جان کے اللہ کو گناہ کرین

نہ دوست درہم و دینار کو رکھ اے منعم | مثال کیسہ کہین دل نہ یہ سیاہ کرین
ادا سے آئے وہ خوش قد تو ملکے سب زاہد | بلند نعرۂ قد قامت الصلوٰہ کرین
یہ جل کے کہتا ہی شیطان خبیث نفسون سے | غضب ہی نام تو میرا ہو خود گناہ کرین
جفا و ظلم کے شکوے سنے تو اُسنے کہا | حضور اب کوئی معشوق خیر خواہ کرین
اشارے دیر سے ہم کر رہے ہین دلکو لیئے | ادہر وہ ناز سے کب دیکھیے نگاہ کرین
بتون کا عشق کیا دل نے شاہد آنکھین ہین | بپا نہ حشر قیامت مین یہ گواہ کرین
جو ہاتھ کھینچ کے تکیہ کرے توکل پر | درِ فقیر کا دربار پادشاہ کرین
سکھاتے بزم مین عشاق کو ہین پروانے | کہ یون خموش جلین عشق مین نہ آہ کرین
بنا ہی فقر کی دولت سے بوریا مسند | فقیر کیون نہ لقب اِس جہانمین شاہ کرین
چلے ہین دشت کو لین ساتھ مجمع اطفال | جنون مین شاہ ہین بھرتی نئی سپاہ کرین
جہان تیرہ مین ہم یون فقیر آئے ہین | گدا کا رات کو جس طرح بھیس شاہ کرین
جنون مین آبلے یہ پاؤن پڑکے کہتے ہین | کہ ہم عطا سرِ ہر خار کو کلاہ کرین
وہ بوسے یار کے لین اور مین جلون اے عشق | سزا ملی مجھے اغیار جب گناہ کرین
سمجھ کے غیر وہ میرے گلے لپٹ جائین | عجب مزا ہو کسی دن جو اشتباہ کرین
مجھے ہی خوف نہ عاشق کہین نبی سمجھین | حسین تم ہو نہ یوسف کا اشتباہ کرین
سکھا کے اشہد ان لا آلہ الا اللہ | خدا کی شان ہے بندے کو وہ گواہ کرین
خدا کے رحم پہ نازان ہون کاتبِ اعمال | ثواب چھوڑتے جائین رقم گناہ کرین
نہ بحر غم مین ہوا آہ ہون سی دل تہ و بالا | ہوا کے جھونکے نہ کشتی کہین تباہ کرین
فلک نے عشق مین اسکے دکھا کے صبح کیا | کبھی تو آٹھ پہر بعد ہم بھی آہ کرین
عدو تہ فلکِ سبز سبکی دنیا ہے | تصور اسکو سدا آبِ زیر کاہ کرین
خموش عشق مین بیٹھے ہوے ہین دل پکڑے | حضور کہیے اجازت ہی ہم بھی آہ کرین

یہ مہر کرتی ہے فریاد اہل دنیا کے
کہ اپنا نام ہو اور مجکو رو سیاہ کرین

اوٹھے گا بوجھہ نہ کاجل کا انکی آنکھون سے
قرین ہے زلف سیہ ناز سے نگاہ کرین

تمھارے چاہنے والون کو حور سے کیا کام
نہ جائین خلد مین اس قصد سے گناہ کرین

مشاعرون کا نیا رنگ اے لطافت ہے
رفیق لاتے ہین شاعر کہ واہ واہ کرین

شیشۂ مے جھک گیا اے پیر مغان ملتا نہین
جب گلے سے ساغر تشنہ دہان ملتا نہین

مین جو کہتا ہون کہ بوسہ جان جان ملتا نہین
ہنسکے کہتے ہین ڈھٹائی سے کہ ہان ملتا نہین

کیا کہین جانا کسی صورت دہان ملتا نہین
چاہتے ہین لاکھہ لیکن پاسبان ملتا نہین

ہے زبان پیری مین دندان کا نشان ملتا نہین
چاہ مین یوسف تو ہے پر کاروان ملتا نہین

غیر کے امداد کے محتاج کب ہین اہل خیر
کشتی سائل کو زور بادبان ملتا نہین

زار و لاغر تھے بنائے تیر اہی ہم وہین
کیا کہین اس پائے نازک کا نشان ملتا نہین

کون کون اسکی جفاؤن سے ہین پیوند زمین
خاک مین اے آہ کیون یہ آسمان ملتا نہین

اب کہان دندان دہن مین ہو چکا سر بھی سفید
دن کو اے غافل سرا مین کاروان ملتا نہین

عارض شفاف جانان ہین مثال آئینہ
لاکھہ بوسے لے کوئی لیکن نشان ملتا نہین

کیون تعجب ہے صف مژگان پہ آئے ہین جو اشک
راہ مین کیا کاروان کو کاروان ملتا نہین

عشق کا دل پر لگا ہے تیر ہو کیونکر علاج
زخم وہ پنہان ہے یہ جسکا نشان ملتا نہین

مانگتا ہون دل تو ہنسکر ناز سے کہتے ہین وہ
کیجیے فریاد ڈھونڈا ہمنے ہان ملتا نہین

وہ پیام وصل پر انکار کرتے ہین سدا
خبر نہین ہمکو جواب اکر زبان ملتا نہین

دل لگانیکا ہوا ہے شوق پیری مین ہمین
کیا کہین کوئی حسین نوجوان ملتا نہین

کیون تقاضا ہے کہان سے لاؤن مین تیرے لیے
خوش مزہ عزت سے لقمہ اے زبان ملتا نہین

عشق ہے نیرنگیان اپنی دکھاتا ہر جگہہ
بنکے یہ ہر رنگ مین پانی کہان ملتا نہین

عشق گل مین کسقدر بلبل ہی گم کردہ حواس
چھوٹتی ہی جب قفس سے آشیان ملتا نہین

ہجر کا جاگا ہون مانگون گر ملین اصحاب کہف
ہو گیا سوداگران خواب گران ملتا نہین

قتل کر کے مجکو اُسنے اپنے کوچہ مین کہا
ٹھنڈی ٹھنڈی جائیے رہنا یہان ملتا نہین

گر پڑینگے ایکدن چاہِ ذقن کی چاہ مین
قبر سے بہتر کوئی اندہا کنوان ملتا نہین

زار تھے ہم بام پر آئے تو حیران کیون ہو تم
سایۂ دیوار جائے نزدبان ملتا نہین

خط مرا دیکھا تو اُسنے گالیان دے کر کہا
اور کچھہ انعام اے قاصد یہان ملتا نہین

پھر گلستان مین کھلے گل پھر چلی بادِ بہار
پھر ہوا پر ہے مزاجِ باغبان ملتا نہین

پیر کی تائید سے ہین بہرہ ور ہوتے جوان
تیر کو ہرگز نشانہ بے کمان ملتا نہین

واہ چھوٹا مُنہ بڑی بات ایسی کج بحثی بری
اُس دہن سی کچھہ بھی غنچہ کا دہان ملتا نہین

چار دن کا ہی تماشا ای غافل اسکو رکھہ عزیز
روٹھہ جاتا ہے تو پھر یہ میہمان ملتا نہین

شعلہ رویون کی محبت مین ہون جلکر مثلِ شمع
اور کچھہ تن مین مرے جز استخوان ملتا نہین

اس بہانہ سی وہ کرتے ہین مرا دل چاک چاک
ڈہونڈہتا ہون تیر مین اپنا یہان ملتا نہین

ہجر کی بندہ نوازی ہی عجب احسان ہے
ناتوان ہون خواب بھی مجکو گران ملتا نہین

قبر کے اندہے کنوئین مین ڈالکر سب چل بسے
کیا کہین کر تے گلہ وہ کاروان ملتا نہین

عشق کا طرفہ اثر دیکھا کہ ہی نایاب وصل
لب سی لب اس لفظ مین بھی ای زبان ملتا نہین

پار اوترنا بحر عصیان سے ہے مشکل ای بخیل
ہاتھہ سے سائل کے جبتک ہاتھہ یان ملتا نہین

ای لطافت فکر کر اب وہ سفر در پیش ہے
کوئی جز اعمال رستے مین جہان ملتا نہین

کئی دلبر ہین کسی ہوش ہے پہچانے کون
لیگیا دل مرے پہلو سے خدا جانے کون

مہر و مہ دیکھہ کے ساقی سے کہا مستی مین
بھر گیا مئے سے یہ بلّور کے پیمانے کون

اُنکو عشاق سی نفرت ہی تو کرتے ہین تلاش
ساتھہ لے آیا مری بزم مین پروانے کون

چاہنے والے کا دیوانہ رکھا تمنے خطاب
سچ ہی ناداں کی باتونکا برا مانے کون

خوان غم بھر کے یہ عشاق سے کہتا ہی فلک
آئیگا دیکھیے الفت مین اسے کھانے کون

دشت دکھلاکے یہ مجنون سے جنون کہتا تھا
کہیے دلچسپ پسند آئے ہین ویرانے کون

آج اترائی ہوئی کیون ہے نسیم سحری
صبح کو باغ مین آیا تھا ہوا کھانے کون

سخت جان اسنے کہا مجکو کٹے دل مین رقیب
دیکھنا کسکی ندامت ہو برا مانے کون

ہاے ای شمع نہ اتنا بھی سحر کو پوچھا
مر گئے جلکے پچے بزم مین پروانے کون

کہتے ہین تیر مژہ میری کمان ابرو کے
کسکو فرصت ہے ہا چھنی دلکو ترے چھانے کون

کہا اس مست نے دیکھی لب دریا جو حباب
اوٹھہ گیا چھوڑکے اولٹے ہوے پیمانے کون

کچھہ بنائے ہوے گھر بیٹھے ہین کچھہ دشت نشین
عاقلو سوچو کہ دنیا مین ہین دیوانے کون

انتظار اسکا شب وصل یہ تھا جو آیا
بڑھکے ہر مرتبہ پوچھا دل شیدا نے کون

شمع کہتی ہے برہنہ ہین جو محفل مین ہم
جلنے والے ہین عبث بزم مین پروانے کون

صبا صبح کو چل پھر کے یہ دیتی ہے صدا
کسکی تقدیر کے ہین کھائیگا یہ دانے کون

چلو ون سی جو شراب اسنے پلائی تو کہا
شکر کر کون ہے ساقی ترا پیمانے کون

آستین چاک ہے چکن مین گریبان نہین
ایسی پوشاک کے موجد ہوی دیوانے کون

پوچھہ لون گا مین ائمہ سے لطافت دم حشر
مول لیتا گہر اشک کے ہے دانے کون

بلبلون کی نہ اسیری گئی بازارون مین
کہ لگائے گئے دام آکے خریدارون مین

جب جوانی تھی مزے اڑتے تھے دلدارون مین
جشن تھے قہقہے تھے چہچہے تھے یارون مین

شام کو انکی بہار آئی تھی گلزارون مین
چہچہے بلبلون کے رہگئے منقارون مین

چرخ کہتا ہے انھین دیکھہ کے دلدارون مین
آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگارون مین

اک نہ اک ظلم طبیعت سے ہی ہر وقت ایجاد
آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگارون مین

اک نہ اک ظلم طبیعت سی ہی ہر وقت ایجاد
آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگارون مین

وہ ستم دوست ہون یہ پوچھے کے دل دیتا ہون
آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگارون مین ؎

عشق گل کرکے ہی یون برگ خزان مین بلبل
جسطراح کوئی گنہگار ہو تلوارون مین ؎

داغ حسرت دل سوزان مین جو ہین آہ نکر
عیب کی جا ہے دہوان ہو اگر انگارون مین

کیون نہ دہارے انھین دریا شہادت کی کہون
گھاٹ بھی باڑہ بھی ہے آب بھی تلوارون مین

غیر حسرت زدہ ہین تم نہ لڑاو آنکھین ؎
نفع کیا ڈھیلے لگاتے ہو جو دیوارون مین ؎

سیکھ لی کیا ترے عاشق کی نشست و برخاست
بیٹھنے اوٹھنے کی عادت ہے جو دیوارون مین ؎

پرزے پرزے خط رنگین جو مرا اوسنے کیا
بلبلین جان سے گل لیگئین منقارون مین ؎

سرو استادہ ہین یون باغ مین گل تخت نشین
حال مفلس کا ہو جس طرح سے زردارون مین ؎

تنگ ہین فرش کی زندان ہین تری فرقت مین
قید ہون لاغری وضعف سے دیوارون مین ؎

کیا کسی بت کے ہین دیوانے برہمن سارے
جکڑے جاتے ہین لڑکپن سے جو زنارون مین

دل پہ جو کچھ کہ گذرتی ہے خبر دیتے ہین
اشک ای دیدۂ تر ہین مرے ہرکارون مین ؎

داغ الفت سے سدا ہے مرے دل کو آرام
چین ہے مثل سمندر اسے انگارون مین ؎

جذب الفت سے مری طرح جو دم گل کا بھرو
بلبلو پھول کی بو ہو ابھی منقارون مین ؎

وہ گنہگار ہین احسان نہوا قبر کا بھی ؎
دب کے ہم رہ گئے اعمال کے پشتارون مین

مٹھیان بند ہین غنچون کے کھلے دست حنا
مفلسون مین ہے کرم بخل ہے زردارون مین ؎

کیا بھرے گا اسے خون شہدا سے ای چرخ ؎
صورت کاسۂ خالی ہے جو تلوارون مین ؎

پیری آتے ہی گئے دانت ستارہ بدلا
جو کہ ثابت تھے وہ شامل ہوے سیارون مین

نظر آتا ہے پریشان جو چمن مین سنبل ؎
ہی یہ کس کشتۂ گیسو کے عزادارون مین ؎

گل فروش اوس گل تر تک ہو رسائی شاید
جسم لاغر مرا ڈورے کے ہو جا ہارون مین ؎

اوسکی دانتون کا ہنسی مین جو پڑے عکس نظر یہ
آب گوہر نظر آئے مجھے فوارون مین ؎

دل جلون کو جو سدا قتل ہین کرتے قاتل ؎
چھالے اسو جہ سے پڑ جاتے ہین تلوارونمین ؎

اوسکی مژگان کا رہا بعدِ فنا بھی مجھے عشق
ہڈیان صرف ہوئین تیر کے سوفارونمین

باغِ عالم مین بدون سے ہے ہراک کو کھٹکا
ہاتھہ ڈالا نہین گلچین نے کبھی خارونمین ؎

بوی گل دیکھہ کے برباد عنادل نے کہا
ہو بہار آکے یہ بسجاے جو منقارونمین ؎

داغ جو کھاتے ہین دنیا مین نہین انکو خلش
پھول دیکھا نہین لالے کا کبھی خارونمین

گل ہین تر مردہ خزان سے تو عنادل ہین بشور
نعشِ میت ہین اُٹھائے ہوے منقارونمین

حشر مین ہوگا نہ ہرگز وہ لطافت گریان ؎
جو حسین بن علی کے ہے عزادارون مین ؎

دلا محبتِ گیسوے مشک بو تو نہین ؎
ہزار شکر پریشان کو بکو تو نہین ؎

چمن مین ہم گل و بلبل سے پوچھتے ہین کہ آئین
وصال و ہجر کی آپسمین گفتگو تو نہین ؎

ہم اپنی جان نہایت عزیز رکھتے ہین
نہان کہین دلِ پُر آرزو مین تو تو نہین ؎

وہ بدگمان صنم آیا جو لاش پر تو کہا
یہ دیکھنا ہے کہین لاش قبلہ رو تو نہین

ہزار جان سے بلبل فدا ہے کیون انپر
گلون مین رنگ محبت وفا کی بو تو نہین

جو چننے پھولون کے ہار اُسکو بھیجے تو بولا ؎
یہ پوچھہ لو کہ محبت کی انمین بو تو نہین ؎

ہمین ہے وصل کی شب عید کا دن ایساقی ؎
بتا کہ شیشہ مے گریہ در گلو تو نہین ؎

بھرا ہی حسرت و ارمان سے یون تو دل میرا
ہزار شکر کہ دولت کی آرزو تو نہین ؎

وہ دل کو روندنے آے تو پہلے یہ پوچھا ؎
بتاؤ اسمین کہین میری آرزو تو نہین ؎

کہا یہ روند کے شیرین نے لالہ کہسار ؎
کہین یہی سرِ فرہاد کا لہو تو نہین

سنا کسی کا جو مرنا تو دل نے مجھسے کہا
خبر منگاؤ کوئی میری آرزو تو نہین ؎

جو فصد لی ترے مجنون کی ہمدمون نے کہا ؎
ٹپک رہی ہین فقط حسرتین لہو تو نہین ؎

نکل وطن سے تو ہو قدر حسب کہین دانا
کہ ہے صدف مین گہر جبتک آبرو تو نہین ؎

نشانہ کرکے مرا دل وہ دیکھنے آئے
کہ نکلی تیر کے ہمراہ آرزو تو نہیں

مری شراب کا لیتا ہے نام منبر پر
یہ پوچھ لے کوئی واعظ سے بے وضو تو نہیں

سبب یہی ہے جو مجھے نزع میں وہ دیکھنے آئے
کہ نکلی دم کے بہانے سے آرزو تو نہیں

علی کو کہیے خدائی کا مالک و مختار
لطافت اتنا سمجھ لیجئے غلو تو نہیں

زبان کب رنگِ پان سے سرخ ہے دندان دلبر میں
خدا نے کی ہے پیدا لال مچھلی آبِ گوہر میں

نمایاں ہیں رگیں اسطرح میرے جسم لاغر میں
وصال ابدال ہو جیسے صفحۂ قرطاس و مسطر میں

مزے ہیں جشن ہیں کیفیتیں ہیں دور ساغر میں
پڑی جس روز سے ہے دخت رز مجھ مست کے گھر میں

شب فرقت ہی کیا بے نور آئی چاندنی گھر میں
سفیدی جس طرح بے نور ہو مرقد کی چادر میں

تصور ہے جو ان دانتوں کا میرے دیدۂ تر میں
دُر شہوار آتے ہیں نظر سبکو سمندر میں

یہ عالم لاغری کا اب تو پہنچا ہجر دلبر میں
کہ سب احباب مجکو ڈھونڈتے ہیں بار بستر میں

نمایاں پتلیاں کب ہیں ہمارے دیدۂ تر میں
مگر ہیں آشنا و مردمِ آبی سمندر میں

ہوا ہے اب تو ایسا حال میرا ہجر دلبر میں
نہ خون تن میں نہ سینہ میں کلیجہ ہے نہ دل بر میں

بھڑکنے سے لگے دھبا لہو کا خاک شہپر میں
قفس میں خشک ہے بلبل کا خون یادِ گل تر میں

فلک سے کہدو نکلا ہے مرا خورشید رو باہر
سپند اختر کا ڈالے مجمرِ مہرِ منور میں

سمجھ کر شانہ کرنا اب کہے دیتے ہیں مشاطہ
پھنسا ہے دل ہمارا یار کی زلفِ معنبر میں

فنا ہو دم جدائی میں اگر اوس بحرِ خوبی کے
تو کفنانا مجھے سب آشنا پانی کی چادر میں

خراماں ہو کبھی اے سرو قامت باغ میں چلکر
نہیں دیکھی لڑائی ہمنے قمری و صنوبر میں

رہائی قید غم سے عاشق صادق کو ہے مشکل
سدا قمری اسیرِ طوق ہے عشق صنوبر میں

نہیں اس غنچہ لب کی سرخ آنکھیں نشۂ مے سے
مے گلگوں بھری ہے دیکھ لو نرگس کے ساغر میں

گمان مجکو ہوا کوئی پری چلمن میں بیٹھی ہے
تہ مژگاں نظر آئی جو پتلی چشم دلبر میں

مرے اشکون سی ہین لخت دل سم خوردہ واہ — زمرد کی لڑین کیا خوشنما ہین سلک گوہر مین

گلستان کی حکایت کیا کہون نادیدہ ہین بلبل — اسیر و آنکھہ ہے میری کھلی صیاد کے گہر مین

نکل باہر حسینون سے مقابل ہو کہلین جوہر — عبث حیران بیٹھا ہے مثال آئنہ گھر مین ؎

کوئی دیوانہ ہے کیا گھر بنانے کا ہوا موجد — کہ باقی اب تلک ہی سلسلہ زنجیر کا در مین ؎

نہ کر تیرہ دل شفاف اپنا حرص دولت سے — سیاہی دیکھہ آجاتی ہے فوراً کیسہ زر مین

مری تربت پہ شبنم نے ہین ٹانکے رات کو موتی — زر گل سے تہلون کا لطف ہی پھولونکی چادر مین

کفن مین دیکھہ کر مجکو فرشتے ہین بہت حیران — سمجھتے ہین گناہونکی بندہی ہے پوٹ چادر مین

بڑی دولت ہی بیکسیو ہو کے رہنا بیقرارونکا — جگہہ ہے طایر قبلہ نما کے خانہ زر مین

نہ خائف ہو جہنم سے نہ کر اندیشہ میزان ؎
معین ہونگے **لطافت** چاردہ معصوم محشر مین ؎

اب کہان ویسی تڑپ میرے دل بیتاب مین — بانٹ دی کچھہ برق مین ہے اور کچھہ سیماب مین

آتش عشق حسینان ہے دل بیتاب مین ؎ — شعبدہ ہی آگ لورکتے ہین ہم سیماب مین

چاندنی مین اوس قمر نے جب دیا جام شراب — آفتاب آیا نظر ہمکو شب مہتاب مین ؎

منعمون کی ہی لحد کو بھی زر دنیا کی چاہ — اشرفی کی بوٹیان ہین قبر کی کمخواب مین

دیکھہ تو اے جوہری سلک در دندان یار — خاک ہوگی یہ صفائی موتیون کی آب مین

مونشگافی کر رہا ہون پیچ یہ کھلتا نہین — دام مین عنقا ہے یا اسکی کمر ہے داب مین ؎

دشمن ہمجنس سے ہرگز خلش ہوتی نہین — خار چبھتا ہے کہان برگ گل شاداب مین

آرسی مین دیکھیے سلک در دندان نہ آپ — آب گوہر مل نہ جائے آئنہ کی آب مین ؎

جب مجھے آیا ہی اونکے ساتھہ سونیکا خیال ؎ — ہجر کی شب رات بھر رویا کیا ہون خواب مین

دوست گر مجھہ زار کے لاشے کو دریا مین بہائین — کھٹکے تنکا بنکے برسون دیدہ گرداب مین

دن کو یون آنے مین حیلہ ہی نزاکت کا نہین — لیکن آیا کرتے ہین راتون کو اکثر خواب مین

پڑ رہا ہی اونکے دندان مین لب رنگین کا عکس
آتشِ یاقوت دیکھو موتیون کی آب مین

چاندنی مین رات کو سویا ہون جب مین ناتوان
جسم لاغر چھپ گیا ہے چادرِ مہتاب مین

آنکھ اپنی جب دُرِ دندانِ جانان سے لڑی
نا ہم چشمون نے دیکھی موتیونکی آب مین

ہی لطافت کی دعا یہ کربلا مین موت آ گئے
صحن مین دم نکلے میرا دفن ہون سرداب مین

بنی مری آہ و چشمِ گریان فلک پہ بجلی ہے مینہ باران
نہ کس طرح ہو جہان مین حیران فلک پہ بجلی ہے مینہ باران

وہ مجکو تڑپا رہی ہی دیکھو یہ ماہی رُلوا رہا ہے یارو
فراق مین ہی غضب کا سامان فلک پہ بجلی ہی مینہ باران

وہ اپنی کوٹھی پہ ہنس رہا ہی مین اسکے کوچہ مین رو رہا ہون
ہر اک ہی کہتا کہ ہی نمایان فلک پہ بجلی ہی مینہ باران

عجیب کیفیتین ہین ہر سو صنم ہے ساون ہی میکشی ہے
ہرا بھرا ہے ہر اک گلستان فلک پہ بجلی ہی مینہ باران

ہوا یہ ثابت ہمین جہان مین ازل سے شادی و غم ہے توام
کوئی ہی خندان کوئی ہی گریان فلک پہ بجلی ہی مینہ باران

تمہارے کانون کی بجلیونکا تمہارے جھالونکا اُسنکے شہرہ
سحاب اور بحر مین ہی پنہان فلک پہ بجلی ہی مینہ باران

بلند ہی قدر دل جلونکی ہی رونیوالونکا پست رتبہ
جسے نہ باور ہو دیکھ لے ہان فلک پہ بجلی ہی مینہ باران

سنا دون اگر و زرا اپنا نالہ دکھا دون اک روز اپنا رونا
بہت ہی جوبن پہ اپنی نازان فلک پہ بجلی ہی مینہ باران

صنم ہی آنمین عذر کرتا مہینا ساون کا اک برس ہے
گھٹا ہی اُمڈی لگی ہین جھڑیان فلک پہ بجلی ہی مینہ باران

دوپٹہ زنگاری بجلی کا ہی وہ اوڑھ کر آج منہ کو دہوتا
دکھا رہا ہی عجیب سامان فلک پہ بجلی ہی مینہ باران

بخدا واللہ میری گھر سے کہ دوپہر رات آ گئی ہے
اوٹھے ہو کیون دیکھ لو مری جان فلک پہ بجلی ہی مینہ باران

زمانۂ وصل اے لطافت مجھے ہی رہ رہ کے یاد آتا
فراق مین اوسکے ہے نمایان فلک پہ بجلی ہی مینہ باران

عجب بدبخت ہین وہ جو کسی سی دل لگاتے ہین
مثل ہے دن بُرے آتے ہین تو کیا کہکے آتے ہین

سوالِ مے پہ ساقی ہر گھڑی آنکھین دکھاتے ہین
ہمارے شیشۂ دل پر نئے ڈھیلے لگاتے ہین

قدِ موزونِ جانانکا زبان پر وصف لاتے ہین
چمن مین مصرعِ شمشاد پر مصرع لگاتے ہین

ہوی مزدوری اب بوسی عوض اجرت کی پاتے ہین
حسینان جہان کے آجکل ہم ناز اٹھاتے ہین

حنائی ہاتھ سے وہ اپنی زلفونکو بناتے ہین
شب تاریک مین لطف شفق ہمکو دکھاتے ہین

جو وہ تلوار ادا سے کھینچکر مقتل مین آتے ہین
تو ہم بھی جان کے محراب کعبہ سر جھکاتے ہین

محبت ترک کرکے زلف کے دل رخنیہ لاتے ہین
کلیسا چھوڑتے ہین ہم تو کعبہ کو جاتے ہین

ہوا ہی شمع فانوس اور پروانی سے یہ روشن
حسینان جہان در پردہ عاشق کو جلاتے ہین

دل بیتاب ہمکو آپ کے گھر مین ہے لے آیا
ہوئی تقصیر جانے دیجیے جاتے ہین جاتے ہین

مچل جاتا ہے جب کوچہ مین اس بیرحم کے جاکر
ہم اپنے دل کو بہلا کر بڑی مشکل سے لاتے ہین

جو مینے وعدۂ وصل اونکو آکر یاد دلوایا
تو شرما کر کہا مجبور ہین ہم بھول جاتے ہین

شب وصلت گذر جاتی ہے ان جھگڑے بکھیڑون مین
ذرا سی بات پر وہ روٹھتے ہین ہم مناتے ہین

رہا ہم ہوش گم کردہ کو جب صیاد کرتا ہے
قفس سے چھوٹ کر راہ گلستان بھولجاتے ہین

ہماری ذات سے کیا عاشقون کا نام روشن ہے
زر گل کی چراغی قبر بلبل پر چڑھاتے ہین

لگاتے ہین لب رنگین پہ وہ گلزار مین مسی
نیا ہی شعبدہ لاے کو نافرمان بناتے ہین

ہمین ثابت ہوئی یہ بات عالم مین مہ نو سے
کمال ابدل جنہین منظور ہے وہ سر جھکاتے ہین

لگاتے ہین صنم کی چشم خواب آلود مین سرمہ
ہم اکثر چھیڑ کر سوتا ہوا فتنہ جگاتے ہین

اونہین بعد فنا بھی عاشق شیدا سے نفرت ہے
کبھی آتے بھی ہین تو قبر پہ تیوری چڑھاتے ہین

مثال شمع مین لاغر ہوا ہون جیسے عالم مین
یہ شعلہ رو جلاتے ہین کھلاتے ہین رلاتے ہین

ہماری بے ثباتی بعد مرنے کے بھی ظاہر ہے
لحد پر آکے احباب اشک کی چادر چڑھاتے ہین

حسینون کی محبت مین ہوئی ہے بیخودی ایسی
دیا ہے کون سے دلبر کو دل ہم بھول جاتے ہین

ہمین اس ناتوانی نے گل بازی بنایا ہے
کبھی گرتے ہین تو معشوق آنکھون سے اٹھاتے ہین

قد موزون جو اوسکا اے لطافت یاد آتا ہے
گلستان مین صنوبر کو گلے سے ہم لگاتے ہین

دل جو کہتا ہی محبت مین ضرر کچھہ بھی نہین
اشک کیون آنکھوں سے بہتے ہین اگر کچھہ بھی نہین

آگے اُن دانتون کے الماس و گہر کچھہ بہی نہین
جوہری چھوٹے ہین خود اُنکی نظر کچھہ بھی نہین

غم یار آئیگا مہمان مرے گھر کچھہ بھی نہین
پاس عاشق کے دل و جان و جگر کچھہ بھی نہین

زلف بڑھ بڑھ کے ہی لو موے کمر سے اُلجھی
حسن پر ایسے ہو مغرور خبر کچھہ بھی نہین

شور عالم مین سمندر کی ہے طغیانی کا
آگے اس دیدۂ گریان کے مگر کچھہ بھی نہین

انکھڑیون نے ترے بیجان ہی کیا عاشق کو
ہم سمجھتے تھے کہ جادو مین اثر کچھہ بھی نہین

راتدن یونہین بسر کرتے ہین ہم فرقت مین
شغل رونے کے سوا آٹھہ پہر کچھہ بھی نہین

قبر کا دھیان جب آتا ہی تو کہتا ہون نہین
ہاے منزل ہے کڑی زاد سفر کچھہ بھی نہین

منفعل ہوئے جو روئینگے تو بجھہ جائیگی آگ
زاہد و عاصیون کو خوف سقر کچھہ بھی نہین

ہی عبث خاک کے پتلے کو غرور و نخوت
اصل خلقت کو جو دیکھو تو بشر کچھہ بھی نہین

آج ہم خوب سی دلبر ترے بوسے لینگے
جان دینے کا ہوا قصد تو ڈر کچھہ بھی نہین

ہین شب زلف پہ مغرور حسینان جہان
جس گھڑی آگئی پیری کی سحر کچھہ بھی نہین

احتیاج اور خریدار جہان مین جو نہو
بدتر از خاک ہے پھر رتبۂ زر کچھہ بھی نہین

یونتو ظلم و ستم و جور ہین اونکے بیحد
سامنے وصل کی لذت کی مگر کچھہ بھی نہین

یون تو ہے رنج و ملال و غم و اندوہ و الم
آگئی جبکہ تری شکل نظر کچھہ بھی نہین

کعبہ و دیر کلیسا مین نہ ڈہونڈہ اُس بت کو
اے دل گم شدہ جاتا ہے کدہر کچھہ بھی نہین

اسقدر چرخ ہے کیون نور قمر پر نازان
چاندنی چھپ گئی جب وقت سحر کچھہ بھی نہین

جام پر جام تو غیرون کو ہے دیتا ساقی
واے محرومی تقدیر ادہر کچھہ بھی نہین

سامنے میرے رقیبون سے گلے ملتے ہو
ایسے بیباک ہوے تم مرا ڈر کچھہ بھی نہین

بات کی اُسنے تو ہنستے کا ہوا اشک دل کو
دہن یار تو کچھہ ہے پہ کمر کچھہ بھی نہین

ہمسے اُس بت سی ہوا معرکہ دیکھین کیا ہو
اُوس طرف ساری خدائی ہے ادہر کچھہ بھی نہین

خواب مین دیکھتے تھے رات کو اُس مہ کا وصال — کھل گئی آنکھہ جو ہین وقت سحر کچھہ بھی نہین
تجھسے شرمندہ ہون اے پلۂ میزان عمل — ہای ادہر بار گنہ اور ادہر کچھہ بھی نہین

اے لطافت شب فرقت کو گذر جانے دے
رات ہی بھر کا یہ صدمہ ہے سحر کچھہ بھی نہین

ذرا تجھہ سے یوسف کو نسبت نہین — یہ شوکت یہ صورت یہ سیرت نہین
کسی سے سوا تیرے الفت نہین — مجھے جھوٹ کہنے کی عادت نہین
جو برہم ہو وہ زلف ہے آپ کی — جو بدلی وہ میری طبیعت نہین
نہین عشق جسمین وہ دل سنگ ہے — جو الفت نہین آدمیت نہین
گئے ہین مزے سب جوانی کے ساتھہ — وہ دن وہ سن اور وہ طبیعت نہین
گل تر کو مل دل کے پھینکین نہ آپ — مرادل یہ حضرت سلامت نہین
ہین دیر و حرم مین بھی اے عشق آپ — کہان آپ کا دخل حضرت نہین
اشارہ یہی چشم نرگس کا ہے — ترے دید کی کسکو حسرت نہین
جو اوڑتی ہے ہر ایک کے ہاتھہ سے — یہ پردار ہے چیز دولت نہین
بدن سے نکلتی ہے کیا جلد روح — مروت نہین کچھہ محبت نہین
خجل ہوکے پریان چھپین قاف مین — کہان حسن کی تیری شہرت نہین
یہ دنیا ہے مومن کو دار المحن — سوا رنج و ایذا کے راحت نہین
فشار و سوال نکیرین ہے — ہمین تو لحد مین بھی راحت نہین
خدایا میسر ہو وصل بتان — سوا اسکے اب کوئی حسرت نہین
وہ بولے سُنا ذکر فرہاد جب — مرے عاشقون مین یہ ہمت نہین

مزا شعر گوئی کا جاتا رہا
لطافت جہان مین امانت نہین

ہمارے گھر مین جو مہمان رات بھر کے ہین
طریقے آپنے پیدا کیے قمر کے ہین

شبِ فراق عجب اضطراب ہی دلکو
غضب ہی شام ہی سے منتظر سحر کے ہین

شبِ وصال بھی عاشق سی اونکو نفرت ہے
جو سوئے بھی ہین تو پہلو سے میرے سرکے ہین

جو مین جہان مین آیا تو بولی جنت و نار
کہان کا قصد ارادے کہو کدہر کے ہین

عیان ہی سر مین سفیدی عدم کا قصد کرو
اوٹھو مسافرو آثار یہ سحر کے ہین

سدا ہی موت پہ تکیہ ترے فقیرون کا
ہمیشہ سوتے کفن کو سرہانے دہر کے ہین

خمارِ خواب ہی انگڑائیان وہ لیتے ہین
گئے تھے غیر کی گھر جاگے رات بھر کے ہین

عدم کا حال سناتا ہے کیون ہمین زاہد
بندہے ہوے یہ مضامین کسی کمر کے ہین

نکال دو انھین جائین یہ دیر و کعبہ مین
تمھارے کوچہ مین جو لوگ ادہر ادہر کے ہین

نہ دو شراب و کباب اپنی بزم مین ہمکو
امیدوار فقط لطف کی نظر کے ہین

حضور دیکھیے تو کون ہی سوا خوش رنگ
وہ لعل اور یہ ٹکڑے مرے جگر کے ہین

وہ ذی وقار زمانے مین ہے مرا محبوب
فرشتے سیکڑون دربان جسکے در کے ہین

تمھارے گھر پہ وہ آتے ہین یہ کہے کوئی
ہمارے کان تو مشتاق اسی خبر کے ہین

ہی آج رنگ زمانے کا اور کل کچھہ اور
یہ شعبدے فقط اُس چشم فتنہ گر کے ہین

لطافت اشک بھرے ہین جو میری آنکھون مین
ہر ایک کہتا ہے دو لکے ابر تر کے ہین

اومنڈتا ہی اگر دل اشک آنکھون سے ٹپکتے ہین
جو خالی شیشہ ہو جاتا ہی تو ساغر چھلکتے ہین

دمِ تزئین سیہ زلفون پہ وہ افشان چھڑکتے ہین
تماشا ہی شبِ تاریک مین جگنو چمکتے ہین

معاذ اللہ جمالِ یار عاشق دیکھ سکتے ہین
سنی ہی لن ترانی جب سے غش آئے ہین سکتے ہین

وہان گلزار مین رہنا مبارک ہو صفیرون کو
اکیلے ہائے ہم کنجِ قفس مین یان پھڑکتے ہین

ارے قاصد پتہ یہ یاد رکھنا کوے قاتل کا
ہزارون ہین وہان دم توڑتے لاکھون سسکتے ہین

بھڑکتی ہی ہماری تن سے ایسی آتشِ فرقت — جگر اور دل مین پہلو مین کہ انگارے دہکتے ہین
کسی کے ہجر مین ہی بال سی باریک جسم اپنا — یہ باعث ہی کہ چشمِ غیر مین ہر پل کھٹکتے ہین
تری مژگان کے سودے مین یہ کی ہی دشت پیمائی — ہمارے پاؤن کی چھالون سی کانٹے بھی کھٹکتے ہین
سمجھتے ہین جسی تیرِ شہابِ آسمان مردم — یہ میری آہ کے شعلے سوئے گردون لپکتے ہین
گذر جس راہ سے ہوتا ہے میرے غیرتِ گل کا — بسی رہتی ہین گلیان تین دن کوچہ مہکتے ہین
بیابان مین پہنچتا ہی جو وحشی چشمِ جانان کا — تو استقبال کو آنکھون سی سب آہو لپکتے ہین
انا الحق کہتے کہتے مر گیا منصور سولی پر — مئے عرفان کو پیکر رند مشرب یون بہکتے ہین
دلِ عشاق کھا کر داغِ فرقت کرتے ہین نالے — شگفتہ جب یہ گل ہوتے ہین تب بلبل چہکتے ہین
کیا تھا حسنِ روئے یار سے بل تو سزا پائی — کہ پیچ و تاب اب تک گیسوؤنکو ہی لٹکتے ہین
رخِ شفاف کسکا اے سکندر دیکھ پایا ہے — کہ آئینون کو اب تک حیرتین ہین اور سکتے ہین
وہ پتلا آگ کا ہین دل جلا ہون بعدِ مرنیکے — جہنم دور ہی سے دیکھ کر مجکو بھڑکتے ہین
مخل ہین کاتبِ اعمال دونو اپنی خلوت کے — نہین دم بھر مثالِ سایہ پہلو سے سرکتے ہین

مجھے گریان جو دیکھا اے لطافت دوست یہ بولے
جھڑی ساون کی ہے یا آنکھ سے آنسو ٹپکتے ہین

پڑا ہی قالبِ خاکی جو روح تن مین نہین — اجاڑ شہر ہوا بادشاہ وطن مین نہین
مرا نظیر کوئی عاشقی کے فن مین نہین — یہ وہ کمال ہے جو قیس و کوہکن مین نہین
لیا ہی کون سی دلبر نے دل جو تن مین نہین — چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین
بیان یہ دوستون کا ہی جو مین وطن مین نہین — چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین
ستم جو کرتے ہین گلچین تمام اور گلگیر — چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین
ہوا ہی بلبل و پروانہ پر جو ظلم فلک — چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین
ہرا ہی سبزۂ رخسارِ یار پھر کیونکر — نشان ہی نام کو پانی چہ ذقن مین نہین

مثال شمع کے جلتا ہون شب بھر استادہ
جو بیٹھنے کی اجازت اُس انجمن مین نہین

فشار دے کے ملا ای زمین نہ خاک مین تو
ابھی تلک کوئی دہا مرے کفن مین نہین

جہان مین خاتمہ تجھپر ہے بیوفائی کا
یہ وجہ ہے جو صنم چاہ بھی ذقن مین نہین

خجل یہ کر کے تری چشم نے کیا ناپید
کہ نرگس انکھہ لگاتے کو بھی چمن مین نہین

گدز ہوا چمن کو ہے یار مین شاید
سماتی آج ہوا گل کے پیرہن مین نہین

ہماری دل مین ہی بلبل ہجوم داغون کا
سو اگلون کے کوئی خار اِس چمن مین نہین

خدا کے سامنے جائے ہر ایک خالی ہاتھہ
یہی ہے وجہ کہ جو آستین کفن مین نہین

جلی کٹی کہین پروانہ سے نہ بزم مین ہو
زبان اسلیے گلگیر کے دہن مین نہین

گہر صدف سے نکل کر صدا یہ دیتا ہے
کہ آبرو پئے دانا کبھی وطن مین نہین

کبھی گئے جو لطافت کمال شوق مین ہم
وہ بولے تیری جگہہ میری انجمن مین نہین

پہلو سے وہ اُٹھے ہین کسیطرح کل نہین
کہتا ہی درد تھام کے دل کو سنبھل نہین

کہتا ہی میری قالب بیجان سے یہ کفن
دم مین ملین گے خاک مین کپڑے بدل نہین

پیری مین بھی ہی الفت گیسو سے پیچ و تاب
رسی تو جل گئی یہ گیا اسکا بل نہین

لینگے بلائین زلف کی ہوگا جو دسترس
شانے کی طرح شکر خدا ہاتھہ شل نہین

دنیا مین اغنیا ہین مگس کی طرح پھنسے
لیتا ہے جان زہر سے کم یہ عسل نہین

نیرنگ باغ دہر تو قابل ہنسی کے ہے
گلزار مین خندۂ گل بے محل نہین

حاضر ہین کھیلیے دل عشاق کا شکار
زلف سیاہ تاب سے بڑھ کر رفل نہین

اُس آفتاب حسن کو برگشتہ یون نکر
ای دہر رنگ صورت حربا بدل نہین

فرہاد و قیس عالم فانی کو چل بسے
افسوس کیا نصیب مین میرے اجل نہین

عاشق ہوئے ہین دست حنائی پہ کئی خطا
مہندی کی طرح یون دل عشاق کل نہین

پتھر بتِ حسین نہ لگائینگے جب تلک
سودا مرا جہان مین ضرب المثل نہین

جو ہر ہی زلفِ یار کا خم اور پیچ و تاب
بیکار بحط ہی وہ رسن جسمین بل نہین

بھڑکی ہوئی ہے آتش رخسار ہے یہ پیچ
بیوجہ روئے یار پہ زلفون مین بل نہین

عاشق ترا ہے ضعف و نقاہت مین پائمال
پڑتی ہے چوٹ طاقتِ ضرب المثل نہین

عشاق سخت جان ہین کیئے قتل سیکڑون
اسپر بھی تیغ یار کی ابرو پہ بل نہین

دل لیچلے ہو تیر تو پہلو پہ اِک لگاؤ
کیا شکر ہم کرینگے کہ نعم البدل نہین

تلوار کھینچکر جو وہ آئے ہین بہرِ قتل
سر شوق سے جھکائے ہون ابرو پہ بل نہین

بولے وہ عین نزع مین عاشق کو دیکھ کر
بے دید میرے سامنے آنکھین بدل نہین

مشکل کشا کا نام **لطافت** زبان سے لے
مشکل وہ کون سی ہے جو دم بھر مین حل نہین

سمت میخانہ چلو سرد ہوا ئین آئین
میکشو مژدہ وہ ساون کی گھٹائین آئین

مئے جو پی اُسنے ہنسا کی صدائین آئین
بنکے موجین لبِ ساغر پہ دعائین آئین

عجب انداز سے آج اُسنے بنائین زلفین
قاف سے لینے کو پریان بھی بلائین آئین

باغ مین پھر مئے گلرنگ کا مینہ برسے گا
شوق مستون کا بڑھانے کو گھٹائین آئین

مرگیا کیا دلِ بیمار مرا سینے مین
کئی دن سے نہین آہ ہونکی صدائین آئین

قتلِ عشاق پہ جب حسن ہوا آمادہ
کھیلنے سر پہ پری بنکے قضائین آئین

پھر خدا خیر کرے عشق کا پھر جوش ہوا
پھر جنون خیز بیابان کی ہوائین آئین

زلفِ جانان شبِ فرقت لحدِ تیرہ و تار
سر پہ عشاق کے کیا کیا نہ بلائین آئین

نہین معلوم کہ ہے کون سکھانے والا
تمکو کسطرح مریجان پہ جفائین آئین

غل مچاتے ہوے میخوار گھرون سے نکلے
جھوم کر باغ مین مستانہ گھٹائین آئین

حالِ دل مجھسے جو پوچھا مرے ساقی نے کبھی
دہنِ شیشہ سے قلقل کی صدائین آئین

آمدِ فصلِ زمستان ہی سینون سے ہو وصل
ہان بغل گرم رہے سرد ہوائین آئین

تم جو اٹھلا کے چلے ہو گئی عاشق پامال
تمنے سیکھین جو ادائین تو قضائین آئین

ہم ہین روتے وہ لگاتے ہین لبو نپر مسّی
مینہ برستا ہی بدخشان مین گھٹائین آئین

ہاتھ اٹھاتے ہین جو مظلوم تو کہتے ہین ملک
کھولدو بابِ اجابت کہ دعائین آئین

نکلے وہ گورِ غریبان کی طرف سی جو کبھی
اسطرف آؤ یہ قبرون سے صدائین آئین

باغ مین چلیے لطافت وہین می آج پئین
مینہ برستا ہی دہوان دہار گھٹائین آئین

ہم اس نگاہ سے ہر شعرِ تر کو دیکھتے ہین
کہ جیسے پیار سے لختِ جگر کو دیکھتے ہین

وہ کس طرح چلے جاتے ہین گھر کو دیکھتے ہین
ہم آج آہِ رسا کے اثر کو دیکھتے ہین

کمال عیب کو ہو تو ہنر سے ہے بڑھ کر
بشوق لوگ گہن مین قمر کو دیکھتے ہین

نظر ہمین نہین آتی جو یار کی صورت
مثالِ آئنہ حیرت سے گھر کو دیکھتے ہین

یہی نہین ہی شب ہجر یا کہ جان نہین
ہم آج شدتِ دردِ جگر کو دیکھتے ہین

قفس سمیت اوڑینگے اسیرے صیاد
کچھ آج تول کے سب بال و پر کو دیکھتے ہین

خدا کا شکر صفائی سے دن گذرتا ہے
بجاے آئنہ وہ رخِ سحر کو دیکھتے ہین

وہ ترک دیکھ کے لالے کی سیر کہتا ہے
ہم آج باغ کے زخمِ جگر کو دیکھتے ہین

یہ سیم تن ہین فقط زر کے آشنا سچ ہے
گلے مین ڈال کے باہین کمر کو دیکھتے ہین

اوٹھائین شوق سے اب آپ اپنے رخ سے نقاب
کہ ہمنے تھام لیا ہے جگر کو دیکھتے ہین

ذقن پہ اونکی نہ کسطرح ہاتھ دوڑا ہین
کہ مول لینے سے پہلے ثمر کو دیکھتے ہین

مجھے یہ خوف ہی کم سن ہین ڈر نجائین وہ
بغور کیون مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہین

ضرور اسنے ہے خنجر پہ باڑھ رکھوائی
خمیدہ ہم کئی دن سے جو سر کو دیکھتے ہین

بھلا مقابلِ عشاق ہونگے کیا حجاج
یہ اسکو دیکھتے ہین اور وہ گھر کو دیکھتے ہین

ہمیشہ عالم پیری مین گرد ہین دلسوز
پتنگ یاس سے شمع سحر کو دیکھتے ہین

دکھا کے حسن وہ ہین لوٹ ہین پڑے کیسے
کہ دل تو چھین چکے اب جگر کو دیکھتے ہین

لحد مین شانہ ہلاتے ہین جب عزیز احباب
سنا ہی کھول کے آنکھہ اپنے گھر کو دیکھتے ہین

بچشم یار کی فرمائش اے غم فرقت
ہم اپنے سینے مین دل کو جگر کو دیکھتے ہین

شب فراق لطافت یہ شوق صبح کا ہے
کہ آدھی رات سے نجم سحر کو دیکھتے ہین

رقم آنکھون سے کرتے چشم جانانکی مثالونمین
نہوتی شاعرو گر شاخ وحشت کی غزالونمین

دور نگی اک طلسم تازہ ہی ان خوشجمالونمین
نہایت کالے کالے تل ہین گوری گوری گالونمین

بلاکے پیچ پھندی قہر کے حلقہ ہین آفت کے
اولجھکر رہ گیا حسن اونکے گھونگھر والے بالونمین

قیامت کا نمونہ دہوپ ہی صحرای وحشت کی
چھپے آ آکے کانٹے بھی مرے تلوونکے چھالونمین

تصور مین کسی عاشق نے شاید لے لیے بوسے
نہین بیوجہ سرخی نازکی سے انکے گالونمین

کلیجہ منہ کو آیا دل گیا اس زلف کیجانب
جدائی عشق نے ڈالی مرے نازونکے پالونمین

برہمن کو مبارک دیر یہ پتھر کی تصویرین
ہمارے بت ہین وہ رہتی ہین جو دلکے شوالونمین

جلانے کو کہا گلگیر نے گل شمع کی لیکر
عجب لذت ہی پروانو مرے منہ کے نوالونمین

لگا جوبن مین دہبا اور بوسے غیر کو دیجے
نہین خط سیہ ہی اسکے رخ کا عکس گالونمین

جنون نے دشت گردی مین خمیدہ کردیا اتنا
کہ بنکر خار پلکین چبھ گئین تلوونکے چھالونمین

دم زینت وہ حسن آئینہ اور مہندی سی کہتا ہے
کہ تو منہ دیکھنے والونمین ہی یہ پائمالونمین

تمھاری ابروونمین چاند ٹیکی جب نظر آئی
ہوا ثابت کہ فرق اک ماہ کا ہی دو ہلالونمین

حباب بحر کہتے ہین کہ آؤ غافلو دیکھو
بھری ہی بے ثباتی بہر عبرت ان پیالونمین

مرے محبوب پر ہین جان دیتے زندگیات اپنی
خضر ہین زہر کھانے والے عیسی نیوالونمین

خلاف قاعدہ ہین اس غزل مین قافیے موزون

لطافت کیا کرین یہ رسم ہے صاحب کمالونمین

ہاجر کی شب بھر گئے روئے سحر دیکھا نہین
طول ایسا ہمنے قصہ مختصر دیکھا نہین

برہمن کعبہ کے در پر کہہ رہا ہے شیخ سے
ہمکو بھی دکھلا دو کیسا ہے یہ گھر دیکھا نہین

کہتی ہین آئینہ مین پریان حسن انکا دیکھہ کر
ہم سے بھی اچھا ہی ایسا تو بشر دیکھا نہین

اونکو یکتائی کے دعوی پر نہایت ہی غرور
اس نظر سے آئنہ بھی بھول کر دیکھا نہین

تو دکہا دے نوح کے طوفان کا ہی اشتیاق
سنتے آتے ہین مگر اے چشم تر دیکھا نہین

آہ ای دل تو نکرنا شاید آئیگا وہ یار
استخارہ اشک کی دانونپہ گر دیکھا نہین

اہل عزت کے لیے ہی شرط ناسور جگر
آبرو سے ہمنے بن بیدا گہر دیکھا نہین

ڈر گئے ہو اک مری بیتابی دل دیکھہ کر
شکر ہی تمنے مرا زخم جگر دیکھا نہین

اپنی دولت سی بخیلان جہان ہین بی نصیب
نخل کہتا ہی کسی جا جمع کر دے کھا نہین

ہاجر کی شب بے سحر اسواسطے مشہور ہے
زندہ رہتے کوئی عاشق رات بھر دیکھا نہین

تو وہان سی آتے ہی انعام کا طالب ہوا
مینے خط بھی کھولکر اے نامہ بر دیکھا نہین

جب ڈوپٹہ ہٹ گیا سینہ سی پوچھا یارنے
کھا قسم آنکھون کی تونے تو ادہر دیکھا نہین

طعن سے وہ عاشقونمین اپنی فرماتے ہین آج
سنتے ہین پر عشق صادق کا اثر دیکھا نہین

زاہد انکو دیکھہ کر رہتا بھلا پابند شرع
آگیا غش اسلیے بار دگر دیکھا نہین

ای لطافت دیکھیے تدبیر لینے کی ذرا
کہتے ہین وہ دیکھہ کر دل کو جگر دیکھا نہین

وہ کمسن ہین تو اٹھہ کر نیند سی آنکھونکو ملتی ہین
نگہ کے نیچے عاشق پہ صیقل ہو کے چلتے ہین

چلے ہین غیر کے گھر آج وہ کپڑے بدلتی ہین
بہانہ ہو گیا ہم عطر لیکر ہاتھہ ملتے ہین

محبت مین ہی ایسا زخم کھانے سی مزہ پایا
تمھاری تیر کی پیکان سی عاشق دل بدلتی ہین

زیادہ ہاجر سی ہی وصل مین پروانونکو ایذا
تڑپتے دن کو یا د شمع مین ہین شبکو جلتے ہین

نہین معلوم جلوہ کس حسین کا ہے نظر آتا
جو مرنے والے عین نزع مین آنکھین بدلتے ہین

وہ ذکر غیر کرتے ہین گلے مین ڈال کے باہین
بظاہر دل تو ٹھنڈا ہی مگر باطن مین جلتے ہین

مقام رشک ہی کیا دیکھتا ہی یار کا جوبن
ہم آئینہ سی اپنا دیدۂ حیران بدلتے ہین

ہماری عشق صادق سے ہی پروانی کو کیا نسبت
جو وہ ظاہر مین جلتا ہی تو ہم باطن مین جلتے ہین

کہان ثابت گریبان وحشیونکے موسم گل مین
رفو ہوتے ہین اک جا سی تو سو جا سی نکلتے ہین

ہوائے گلشن آفاق مین سمیت ایسی ہے
شجر ہین سبز ہوجاتے زمین سی جب نکلتے ہین

نکلتے ہین جو باری باری مہر و ماہ اب سمجھے
ہمارے زخم دل کا آسمان پھاہا بدلتے ہین

مرے دل مین جناب عشق آتے ہین مبارک ہو
بھر آہین لے کے استقبال کو آنسو نکلتے ہین

خجل مجھکو کیا ہی ذبح مین اس سخت جانی نے
کٹا جاتا ہون مین ہر بار وہ خنجر بدلتے ہین

پریشان کیون نہو عاشق بلا ہی طول زلفونکا
شب فرقت سی بھی کچھ آپ کے گیسو نکلتے ہین

فلک ہی وصل کا دشمن بڑا کر ضعف کہتا ہی
حسد کی جا ہی کیون عاشق کف افسوس ملتے ہین

جو کم سن ہین کسی کے جھانکنے کا شبہہ ہوتا ہے
مکدر ہوکے وہ ہر بار آئینہ بدلتے ہین

حنا کہتی ہے یاد آتی ہی جب پیری جوانونکی
کبھی سر پر چڑھا ئینگے ابھی پاؤنمین ملتے ہین

کبھی محفل مین پروانہ کبھی بلبل گلستان مین
جناب عشق ہر جا بھیس اک طرفہ بدلتے ہین

غضب کی شوخ ہین چالاک ہین عیار ہین مست ہین
الگ بیٹھے ہین چپکے دل مگر سینہ مین ملتے ہین

ستم ہی مین جو روتا ہون تو وہ کہتی ہین ہنس ہنس کر
دھوان ہی آہ کا اس وجہ سی آنسو نکلتے ہین

ترا تیر نگہ دل توڑ کر نکلا جو پہلو سے
کہا فوارۂ خون نے ٹھہریے ہم بھی چلتے ہین

ابھی ہوجائے ثابت بی ثباتی ہی سو اسمین ہے
حباب بحر سے ہم زندگانی اپنی بدلتے ہین

چبا کر پان پھینکا جب اگال اسنے کہا مجھسے
تماشا ہی زمرد کھا کے یاقوت اگلتے ہین

اشارہ وصل کا ہین جوڑ کر ہاتھ انسے ہم کرتے
کوئی دیکھے گا کہدیجئے کف افسوس ملتے ہین

لطافت ہون جو مہمل اعتراض اشعار خوش ہو

برستے ہین اُنھین پہ سنگ جو اشجار پھلتے ہین

مصرعہا بر مصرع مشہور حسب فرمایش جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر

اعلی اللہ مقامہ

دل سی بڑہ کر لوح کوئی آجتک پائی نہین — اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

آنکھین دیکھین حسن دل نے تاب یہ پائی نہین — اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

مانی و بہزاد کی منظور رسوائی نہین ؎ — اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

عشق صادق ہی جنہین ہرگز تماشائی نہین — اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

وصل ہو کاغذ سے دیکھین ایسی سودائی نہین — اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین ؎

ہمتو کیا موسیٰ کو نظّارے کی تاب آئی نہین — اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

ناز و غمزہ اور بن سکتے خود آرائی نہین — اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

آنکھ اُٹھائین ضعف مین اتنی توانائی نہین — اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

وہ تلون سی بری ہی اور ہرجائی نہین — اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

بوسی لین گی بے ادب ہو کر شکیبائی نہین — اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

وصل ہی ہر وقت نوبت ہجر کی آئی نہین — اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین ؎

غیر کی تقلید بیجا یہ پسند آئی نہین ؎ — اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

روح کی ماہیت انسان نے کبھی پائی نہین — اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین ؎

ای مصوّر ہی عدم موئے کمر عنقا دہن ؎ — اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

خود تصوّر ہی مصوّر ہے کرین کیون التجا — اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

بے قلم ہوسے مصوّر حسن دیکھے قہر ہے — اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

نازنین ہی وہ کشش کا نام بھی ہے ناگوار — اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

دل تو کہو بیٹھے کرینگے حسنِ رُخ پر کیا نثار — اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

جب نظر ٹھہری نہ دم بھر حسن پر کیا فائدا — اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

ہجر کا سامان کرنا وصل مین ہے فالِ بد — اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

بیخبر ابتک ہی جوبن پر کہین نازان نہو — اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

بعد مرنے کے نہین معلوم آئے کسکے ہاتھ — اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

برہمن پوجینگے بوسے غیر لینگے رشک ہے — اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

شوخ ہی چالاک ہی دم بھر ٹھہرنا ہی محال — اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

مردمِ دیدہ سی کہدو رشک ہی دیکھین نہ حسن — اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

ای لطافت خود ہو جو بے مثل کیا اُسکی مثال ٭
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین ٭

ردیف واو

بناؤ آئینہ مین زلف پیچان دیکھتے جاؤ — حلب کی سیر لطفِ سنبلستان دیکھتے جاؤ

ادہر آؤ مرا وحشت کدہ ہان دیکھتے جاؤ — ہای یہ دلچسپ چھوٹا سا بیابان دیکھتے جاؤ

خیالِ زلف مین اُلجھن ہے جانان دیکھتے جاؤ — ذرا اٹھ رو مرا حالِ پریشان دیکھتے جاؤ

مثالِ چشم جوہر آئنون کے پاکے کہتا ہون — زہی قسمت جمالِ مہ جبینان دیکھتے جاؤ

نقابِ رُخ اُلٹکر عاشقون سے یار کہتا ہی — نکالو آج اپنے دل کے ارمان دیکھتے جاؤ

مرے ہمدم ہین کہتے دیکھ کر اُس رشکِ عیسی کو — قریبِ مرگ ہای بیمارِ ہجران دیکھتے جاؤ

تلاشِ کوی جانان مین جو مین نکلا قیامت کو — کہا رضوان نے جنت کا گلستان دیکھتے جاؤ

تمھاری چشم کا عاشق ہوا ہون در پہ بیٹھا ہون — مجھے آنکھین دکھاتے ہین نگہبان دیکھتے جاؤ

ہماری لختِ دل آنکھو مین آکر اُنسے کہتے ہین — بہت سے اور ہین لعلِ بدخشان دیکھتے جاؤ

ہوئی صبح شبِ وصلت ٹھہر جاؤ کوئی لحظہ
کریںگے چاک اب ہم بھی گریبان دیکھتے جاؤ

جنون مین چشم بنکر آبلے تلووںسے کہتے ہین
ذرا کیفیت و سیرِ بیابان دیکھتے جاؤ

شبِ وصل آتے ہی بنی لگین آئینہ مین زلفین
نکالا پھر وہی جنجالِ جانان دیکھتے جاؤ

دمِ تزئین یہ اُنسے جوہرِ آئینہ کہتے ہین
بڑہاؤ آبرو میری جو دندان دیکھتے جاؤ

لڑا کر غیر سے آنکھین مرا خوش چشم کہتا ہے
دکھائے گردشین جو چرخ گردان دیکھتے جاؤ

بدن پر داغِ سودا چشم بنکر مجھسے کہتا ہے
تماشا رہگذر کا حُسنِ طفلان دیکھتے جاؤ

کیا ہے لعل کو ہمسر لبِ رنگین جانان سے
تم اپنی شوخیان اہلِ بدخشان دیکھتے جاؤ

مرا دل آرزو و حسرتِ مُردہ کا مدفن ہے
ادہر آؤ ذرا گورِ غریبان دیکھتے جاؤ

رقیبون سے مخاطب اسقدر رہتے ہو محفل مین
گنہگارون کو بھی مُڑ مُڑ کے جانان دیکھتے جاؤ

بلایا پھر رقیبون کو اشارہ کر کے مژگان کا
لگاتے ہو دلِ عاشق پہ چھریان دیکھتے جاؤ

نقابِ رخ اُلٹ کر حُسن جانان ہے صدا دیتا
خریدارو چلو سیبِ زنخدان دیکھتے جاؤ

سیاہی اور سفیدی چشم کی ہر وقت کہتی ہے
دو رنگی اپنی اے گبر و مسلمان دیکھتے جاؤ

اشارہ وقت پیری ہے یہی قدِّ خمیدہ کا
مقامِ قبر بالائے زمین ہان دیکھتے جاؤ

دمِ جامہ دری ہین شاعرو اشعار کہتا ہون
ہر اک مصرع مرا دست و گریبان دیکھتے جاؤ

مری زنجیر کہتی ہے جنون طرفہ تماشا ہے
ہمہ تن اسلیے ہون چشم زندان دیکھتے جاؤ

نکل کر گھر سے شوقِ دید مین آئینہ کہتا ہے
ہوے جوشِ جنون مین ہم بھی عریان دیکھتے جاؤ

عدم کے جانیوالون سے اجل کہتی ہے دنیا مین
یہ دلچسپ اک سرا ہے رہ کے مہمان دیکھتے جاؤ

شبِ قدر اُنکے گیسو کی دکھا کر رخ کو کہتی ہے
دعائین عاشقو مانگو یہ قرآن دیکھتے جاؤ

ترا دیوانہ ہے مشہور ایسا حُسن بینی مین
بلاتے ہین کھلونے والے پریان دیکھتے جاؤ

مہِ نو کا ہر اک سے اے لطافت یہ اشارہ ہے
فلک کھینچے ہوے ہے تیغ عریان دیکھتے جاؤ

مژده دیتی ہی صبا آکے یہ مینخوارون کو
فصل گل آئی چلو جہومتے گلزارون کو

خط سے کیا حسن ملا یار کے رخسارون کو
لطف ہے گہیر لیا سبزه نے گلزارون کو

آج بازار مین آیا ہی وه رشک یوسف
حسن سے کہدو کہ لے آئے خریدارون کو

برہمن حسن خداداد کی عاشق ہوکر
کلمہ پڑہتے ہین ترا توڑکے زنارون کو

صدمۂ ہجر مین مرتے ہین تو جی جاتے ہین
موت ہے مثل مسیحا ترے بیمارون کو

آنکھین اسطرح سے جلتی ہین ترے گریہ کی
جیسے پانی مین بجہائے کوئی انگارون کو

سنکے تعریف ان آنکھون کی کہا نرگس نے
واه کیا چشم نمائی ہوئی بیمارون کو

پاؤن کے آبلون کی خوب ہی رکھی ہی سبیل
تر زبان ہمنے بیابان مین کیا خارون کو

یون مکدر دل عاشق مین ہین داغ فرقت
راکھ مین جیسے دبائے کوئی انگارون کو

ناتوان ہجر مین اسدرجہ ہوا ہون ابتو
توڑ سکتا نہین مین آنسوؤن کے تارون کو

سر پہ ہی آبلۂ پا کی پنہائی دستار
خلعت سرخ لہو کا جو دیا خارون کو

جوش سودا سے بیابان مین قضا کی افسوس
میرے مرنے کی خبر بھی نہوئی یارون کو

چمن دہر نے سبکو بدون سے کہٹکا
نہ چنا باغ مین گلچین نے کبہی خارون کو

نکہت گل سی قفس مین ہے عنادل کہتے
شاد کر آکے کسی روز گرفتارون کو

عشق مژگان کا ہوا تھا نہین کیا ای قاتل
تیر باران جو کیا اپنے گنہگارون کو

آتش گل پہ بہار آتی ہی بھڑکی ابکی
کردیا مات گل سرخ نے انگارون کو

دوش پر لے گئے تا قبر جنازه افسوس
مجہپہ احسان ہوا تکلیف ہوئی یارون کو

گل کو نظرون پہ چڑہائے نہ کبہی پھر بلبل
آکے سونگہے جو ترے اترے ہوے ہارون کو

قتل کرکے کسے بشاش ہین یہ اے قاتل
خنده لب دیکہتے ابتک ہین جو سوفارون کو

پائے پر آبلہ صحرا مین سرون پر رکہے
میری تعظیم جو منظور ہوئی خارون کو

گردش چشم سے ابرو ہین ترے برق بنے
تیز یہ سنگ فسان کرتی ہے تلوارون کو

عشق ابروی حسینان ہے دل شیدا ہین ۔۔۔ ہے اک میان مین دیکھا کسی تلوارون کو

مختلف قافیہ تو نظم لطافت سی ہوے
اب سنائے نئے عنوان سے منقارون کو

کباب پاتی ہین جو گرم آپ کی رفتارونکو ۔۔۔ آگ کھاتے ہین مزا ملتا ہے منقارون کو
بلبلین نام تو لیتی ہین ہمارے گل کا ۔۔۔ پہلے پھولون ہین بسالین کہو منقارونکو
دست صلنع کو بھی تھا عشق عنادل کا خیال ۔۔۔ صورت غنچہ بنایا ہے جو منقارون کو
شام سی چیختی ہین مرغ سحر وصل کی شب ۔۔۔ لطف ہو موت کرے بند جو منقارون کو
بلبلین گل کے لیے سوکھہ کے کانٹا یہ ہوئین ۔۔۔ کر دیا خار خزان آتے ہی منقارون کو
تن لاغر مرا تنکا سا چمن مین پا کر ۔۔۔ بلبلین دوڑتی ہین کھول کے منقارونکو
مانتے ہم تری تاثیر جب اے فصل بہار ۔۔۔ سبز کر دیتے عنادل کی جو منقارون کو
استخوان کھاتی ہین مجھہ سوختہ تن کی ناحق ۔۔۔ کیون جلاتی ہی ہما مفت مین منقارون کو
بلبلین سجتین گی کیا اُنسے نہین مُنہ ایسا ۔۔۔ دیکھہ لین آئنۂ آب مین منقارون کو
بلبلین کہتی ہین کچھ راز دل اپنا شاید ۔۔۔ گوش ہر گل سے ملائے ہین جو منقارون کو
فصل گل باغ سے کیا جلد گئی ہی ابکی ۔۔۔ بلبلین کھولنے پائین بھی نہ منقارون کو
بلبلو شاخون کی شمعو نپہ ہین گل کے شعلے ۔۔۔ تم بھی گلگیر صفت کھولو و منقارون کو
بلبلین چیختی ہین باغ مین سوتا ہی وہ یار ۔۔۔ رگ گل لے کے کوئی باندہ دی منقارونکو

بلبل طبع لطافت نہ کر اب گل ریزی
کر چکا نظم بہت طرح سے منقارون کو

للہ الحمد اولو العزم ہین دلبر گیسو ۔۔۔ لائے ہین مصحف خط بنکے پیمبر گیسو
ساتھہ سوتا ہے وہ گل جبکہ بنا کر گیسو ۔۔۔ تختہ سنبل کا بنا دیتے ہین بستر گیسو
خوف آتا ہی بہت رکھتے ہین گھونگھر گیسو ۔۔۔ اُلجھین مشاطہ نہ آئینہ کے جوہر گیسو

پاؤن مین یار کے مہندی ہے تو سر پر گیسو
آتش رنگِ حنا کا ہے دہوان ہر گیسو

ہاتھ دُکھنے لگے اُنکے جو بنا کر گیسو
پاؤن پڑنے کے لیے بڑھ کے گیا ہر گیسو

بل کی لیتی ہین اُلجھ پڑتے ہین اکثر گیسو
چڑھ گئے ہین بہت اُس حور کے سر پر گیسو

زندگی مین نظر آئے ترے دلبر گیسو
سنبلِ باغ جنان سے بھی ہین بڑھکر گیسو

حورین کہتی ہین ترے پا کے معطر گیسو
سنبلِ باغ جنان سے بھی ہین بڑھکر گیسو

رات کو یار نے بالونپہ ہی افشان چہڑکی
شبِ یلدا کی طرح رکھتے ہین اختر گیسو

زلفِ جانان کی ہین پیچیدہ مضامین خطِ نز
بدلے چوٹی کے نکالے گا کبوتر گیسو

بال کھولے جو وہ گلِ فاتحہ پڑھنے آیا
قبر عاشق پہ بنی پھولون کی چادر گیسو

قطعہ

حسن کا دونون کو دعوی ہی لڑائی ہی نئی
بحث آپسمین ہی کرتے رخ دلبر گیسو

روی زیبا کی طرف فوج نگاہ نکلی ہے
ساتھ لائے دلِ عشاق کا لشکر گیسو

سیر ظلمات کی خواہش نہ سرِ مو رہتی
دیکھتا گر مرے دلبر کے سکندر گیسو

فرصتِ وصل اُنھین آئنہ شانہ سے نہین
سارے دن ہین نظر رخ ہی تو شب بھر گیسو

جوبن اوڑ چلتا ہی جب بال بناتے ہین وہ
طائرِ حسن کے بنجاتے ہین شہپر گیسو

پھنس گیا دام مین پاس اُنکے جو خط لیکر گیا
پھندے بالون کے بنے پھر کبوتر گیسو

داغ دینا دلِ عاشق کو جو ہوتا ہے پسند
بندے یاقوت کے کردیتے ہین اخگر گیسو

ربط دل نے مرے صد شکر دکھائی تاثیر
سر چڑھا اُنکے دہوان آہ کا بنکر گیسو

کاکل و زلف سے بال اُنکے جو بیچ رہتے ہین
کنگھی کر دیتی ہے مشاطہ بنا کر گیسو

کشتیان ابروے جانان کی تلاطم سے بچین
بنگئے حسن کے دریا مین جو لنگر گیسو

کھینچکر آہ ترے حسن کو ہم دیکھتے ہین
روے روشن سی ہٹا دیگی یہ صرصر گیسو

کسِ شہیدِ ستم و ظلم کا غم ہے قاتل
جوہرون کے ہین جو کھولے ہوے خنجر گیسو

دیکھ کر جلوہ جو اُس رخ کا غش آجاتا ہے
لخلخہ محب کو سونگھا دیتے ہین بڑھکر گیسو

کج ادائی مری معشوق کی ہی طرفہ سمان
بل بھوین رکھتی ہین خم زلف تو گھونگھر گیسو

دلِ عاشق کی شکایت ہی مگر مشاطہؐ
کان مین یار کے کچھ کہتے ہین جھک کر گیسو

کان گوہر وہ دہن معدنِ جادو آئینہ
رخ مکان حسن کا خوشبو کے ہین گھر گیسو

پیچ وتاب اپنا جو موجون نی دکھایا مجکو
یاد اس حور کی آئی لبِ کوثر گیسوؐ

حسن دلدار نے رکھی ہی دکانِ عطار
صندلی رنگ ہی رخ کا تو معنبر گیسوؐ

مثلِ عاشق کے کیا حسن نے انکو بھی اسیر
خوب زنجیر ہنی پاؤن کی بڑہ کر گیسو

عشق کا کل مین سراسر ہین سیہ اور طویلؐ
بنگئے کیا مرے اعمال کے دفتر گیسوؐ

میرے مینخانہ کی افتاد بھی ہی حسن کے ساتھ
بال پڑ جائین تو پیدا کرے ساغر گیسو

ای لطافت وہی سر شمرنے کاٹا افسوسؐ
جسکے دہو یا کیے جبریل و پیمبر گیسوؐ

دکھاؤن اے مصور وصل کی کیفیت اس گل کو
گل تر کے ورق پر کھینچ دے تصویر بلبل کو

جگہہ گلزار مین کیون باغبان نے دی ہی سنبل کو
دہوان درکار تھا کیا عندلیبو آتشِ گل کو

سمجھ کر فرض کہہ دیتے ہین ساقی کے تغافل کو
ادہر جاتے ہین بادہ کش شیشونکی قلقل کو

قلم ای باغبان کرتا ہی شاخِ سنبل و گل کو
یہ تیری کاٹ چھانٹ اکدن کریگی ذبح بلبل کو

قناعت مین غنی ہوکر بڑہایا ہے تجمل کو
بنایا ہمنے مسند صبر کو تکیہ توکل کو

ہوی عشاق مین بدنام غیرت آئی بلبل کو
خوشی سے دیکھتی شب بھر ہی وصل شبنم و گل کو

بلا کی پیچ و عوی بل بی آرائش کا کاکل کو
پریشان کر دیا تمنے چمن مین جاکے سنبل کو

عروسانِ چمن نے جب سے دیکھا اونکے کاکل کو
دہوان کہہ کے اوڑایا چٹکیو نمین حسن سنبل کو

محبت عارضی ہی ظاہری ہی گل سے بلبل کو
نہ کیون منقار مین اکدن اُٹھایا شمع کے گل کو

چمن مین کچھہ تو باقی رکھہ کہ ہو تسکین بلبل کو
اوٹھا سر پر نہ قارون کی طرح گلچین زرِ گل کو

چمن کی ہجر مین موت آئی اتو وصل حاصل ہو
کفن دے دامن گل کا ارے صیاد بلبل کو

ترا دل چھین کر وہ پوچھتے ہین کیون تڑپتے ہو
کیا ہی حسن نے تعلیم اس طرفہ تجاہل کو

نگاہون پر چڑہا کا ہی گرا ہین اونکی نظرون سے
بہت جھیلی ہوئے ہون اس ترقی اس تنزل کو

تری چاہ ذقن کے معجزے جان بخش ہوتے ہین
فسونگر بھول جائین کیون نہ سحر چاہ بابل کو

گذرگاہ نگاہ عاشقان صانع نے ٹھرائی
جگہہ آنکھون پہ دی ہے ابروے دلدار کے پل کو

شب وصل اسنے پوچھا شام ہی سے رات کتنی ہے
کوئی دیکھے تو عیاری کو شوخی کو تجاہل کو

جنون کا داغ سر پر تاج تن پر ریگ کا خلعت
کدہر ہے قیس دیکھے دشت مین میرے تجمل کو

ترا انکار کرنا ذبح کرتا ہے ارے ساقی
رگ گردن سے میرے باندہ اپنے شیشہ مل کو

نکالی روح عزرائیل نے تن سے جوانی مین
چمن سے لیچلا صیاد فصل گل مین بلبل کو

نگاہین مٹھی بیٹھی بزم مین پڑتی ہین لیساقی
پیے جاتے ہین آنکھون مین شرابی ساغر مل کو

شکار اسنے کیا جو مرغ مضمون سامنے آیا
قلم سے میرے کچھہ نسبت نہین شاہین کی چنگل کو

کہین گے حشر کو عاشق ابھی تربت مین سوئے تھے
ہرے بیچین سنکر صور اسرافیل کے غل کو

غریق بحر عصیان ہر کے واماندون سے کہتے ہین
سمجھہ کر طے کرو دنیاے ناہموار کے پل کو

ہوئی ہے شرط حسن و عشق مین طرفہ تماشا ہے
بڑہاتے ہم ہین دود آہ کو وہ اپنی کاکل کو

کبھی گہوارہ مسکن تھا زمین مین گاہ مدفن تھا
جہان مین آئے تھے ہم اس ترقی اس تنزل کو

کمان کی پشت ہے سمت عدو لیکن ہے تیر افگن
خطا ہے جانتا بیکار دشمن کے تغافل کو

ہوا کیسی چلی ہے بخل کے گلزار عالم مین
کہ ہر غنچہ نے مٹھی مین دبایا ہے زر گل کو

دوئی معشوق و عاشق سے اٹھی بس ایک ہو جائین
ملی مانند غنچہ اپنے منقار بلبل کو

کنارے گور کے پہنچے اگر رہ شہادت ہے
اری سفاک طے کر کے تری تلوار کے پل کو

دو عملے مین پھنسا ہون ہائے مین کسکا کہا مانون
بڑہاتے ہین طمع کو چاہتین غیرت توکل کو

شراب حوض کوثر کا فقط خواہان لطافت ہو
لگائے گا نہ منہ اس تلخ و بد بو بدمزہ مل کو

نہ چھوڑا غم نے مجکو آشنا گر ہو تو ایسا ہو
جو مونس ہو تو ایسا ہو جو یاور ہو تو ایسا ہو

نبی دلجو نبی کا مہ لقا گر ہو تو ایسا ہو
خضر سے چھین لے دل کو جو دلبر ہو تو ایسا ہو

لحد مین پاؤن پھیلائے عجب راحت سے سوتے ہین
نہ نکلے مر کے انسان حشر تک گھر ہو تو ایسا ہو

مری تقدیر کی کھا کر قسم عشاق کہتے ہین
کیا معشوق کو عاشق مقدر ہو تو ایسا ہو

سنا کر حال دل اپنا رجوع اسکو کیا ہمنے
جو جادو ہو تو ایسا ہو جو منتر ہو تو ایسا ہو

کہی ناقوس نے ہر چند نالے دیر مین لیکن
نہ پگھلا ان بتون کا دل جو پتھر ہو تو ایسا ہو

شب فرقت صدائے پاسبان تکبیر مین سمجھا
اذان کا اشتیاق اللہ اکبر ہو تو ایسا ہو

کیا منہ پھیر کر قاتل نے مجکو ذبح خنجر سے
دم آخر بھی برگشتہ مقدر ہو تو ایسا ہو

پلا دی دل لگا کر مجکو چلو سے شراب اسنے
جو شیشہ ہو تو ایسا ہو جو ساغر ہو تو ایسا ہو

در مضمون ترے دندان کا میرے دلمین پنہان ہے
صدف گر ہو تو ایسی ہو جو گوہر ہو تو ایسا ہو

بنا مسجود خلق اللہ سنگ آستان تیرا
بتون نے بھی کیا سجدہ جو پتھر ہو تو ایسا ہو

نہ وقت ذبح بھی منہ سے کہی تکبیر او قاتل
غرور و کفر و کبر اللہ اکبر ہو تو ایسا ہو

مری اوسکی محبت دیکھکر اغیار کہتے ہین
جو قسمت ہو تو ایسی ہو مقدر ہو تو ایسا ہو

کسی گل کے ہین عاشق دل شگفتہ ہوتے تربت
ہماری قبر پر پھولون کی چادر ہو تو ایسا ہو

جگہہ اب فضل خالق سے ہی اوس دلدار کے دل مین
اگر ہم خانمان برباد کا گھر ہو تو ایسا ہو

ہوا ہین ذبح ابرو کا اشارہ جب کیا تمنے
چھری گر ہو تو ایسی ہو جو خنجر ہو تو ایسا ہو

مژہ نے اسکے چبھہ کر دلمین یہ تاثیر دکھلائی
ہوا سودا ہمارا تیز نشتر ہو تو ایسا ہو

بلا گردان پری پیکر و پیرو رہا خط دیکے عاشق کا
پھڑکنے کی یہ باتین ہین کبوتر ہو تو ایسا ہو

لطافت کا دکھا کر حال وہ غیرون سے کہتے ہین
مقام رشک ہی عاشق جو ہمسر ہو تو ایسا ہو

آرزو تھی صید ہونے کی تری نخچیر کو
قسمین دے دے کے لہو کی ہی بلایا تیر کو

قتل کا مژدہ دیا جب عاشقِ دلگیر کو
توڑ کر کہتے ہین قلبِ عاشقِ دلگیر کو
دو اجازت بوسہ لینی کی مجھہ دلگیر کو
جذب دل آہن ربا سے چھین کرتا تیر کو
ناز سی بولے وہ بسمل دیکھہ کر نخچیر کو
دیکھنے آتے ہین تیر انداز مجہ نخچیر کو
نوجوانو چاہیے سمجھو غنیمت پیر کو
چشم عاشق پر نہین ہوجبہ مژگانکی صفین
نوجوانو موت کچھہ موقوف پیری پر نہین
چھد کے میرا دل نکل آیا تو قاتل نے کہا
نوجوانو اپنے قدِ راست پر نازان نہو
دل کو لیکر ناتوانی مین لبون تک آئی آہ
آہ سنتی ہی نگاہِ تیز سے دیکھا مجھے
نیچی نیچی اونکی نظرون کا اشارہ ہی یہی
وہ اگر پوچھے گیا کیونکر دلِ عاشق سے صبر
پوچھتے کیا ہو جوانی کے گذر جانیکا حال
سخت جانی سی مرے ہے بدگمانی اسقدر
صید گہہ مین قاتل و مقتول دونون ہین خجل
لین بلائین کشتۂ مژگان کی نکالو سبکے نام
صید ہوکر مین تمھاری رعب سے تڑپا نہین
چشم قاتل مین ستم ہے سرمۂ و نبالہ دار

نامہ بر شوخی سے قاتل نے بنایا تیر کو
آشیان درکار تھا مدت سے مرغِ تیر کو
گر سکھاتے ہو لبِ معشوق ہونا تیر کو
کھینچ لاتا غیر کیجانب سے اونکے تیر کو
توڑ دے گا دم کے دہوکے سی نہ میرے تیر کو
خوف ہے پہنچے نہ چشم زخم اونکے تیر کو
ہی کمان کی وجہ سے قوت زیادہ تیر کو
دی ہے آنکھو نیر جگہہ قاتل کے ہر اک تیر کو
دوڑتے آگے کمان سی دیکھتے ہین تیر کو
مل گیا لو اور اک پیکان ہمارے تیر کو
ایکدن پیری بنائیگی کمان اس تیر کو
مل گیا سوفار و پیکان دیکھنا اس تیر کو
تیر پر روکا مری ابرو کمان نے تیر کو
ہان جبھی جانین کہ دل بر ردکیے اس تیر کو
چھوڑ کر قاصد دکھا دینا کمان سے تیر کو
چھوٹتے دیکھا کمانِ سخت سے ہے تیر کو
یار نے کہہ کر خدا حافظ ہے چھوڑا تیر کو
ہم ہین اپنی جان کو روتے وہ اپنے تیر کو
ہاتھہ عاشق کا پکڑ لے حکم ہو گر تیر کو
پوچھہ لو وہ حکم گویائی زبانِ تیر کو
دیکھہ لو گوشے سے چلتے اس کمان مین تیر کو

ای لطافت کیسی تکلیف اور راحت پڑ گئی
جانتا ہون جان تازہ دل مین اونکے تیر کو

غیر پر ضایع نہ کیجے آپ اپنے تیر کو
مانگ لیجے مجھسے آگر آہ بے تاثیر کو

چھان کر خاک ای مصور حسن یوسف ہو گیا
چاہیے گرد ہ مرے محبوب کی تصویر کو

بے ثباتی کہہ رہی ہی سبکو دکھلا کر حباب
غافلو دیکھو تم اپنی زیست کی تصویر کو

گھر بنانے کا یہان موجد کوئی دیوانہ ہے
دیکھہ لو ہر ایک در پر غافلو زنجیر کو

گر لپٹ کر خواب مین عارض کے بوسے لیے
آپ منصف ہین سزا دیجے مری تصویر کو

دشت کو جاتا ہو نہین دیوانہ زندان مین علی
پاؤن پڑتی ہی مرے الفت ہی کیا زنجیر کو

ردیف ہاے ہوز

ہین قرین سیندور کے ٹیکے سی وہ ابرو سیاہ
یا مرے دل کے لیے لڑتے ہین دو بچھو سیاہ

عکس عارض سے ہوی ہین دیدۂ مہرو سیاہ
تھی جو نازک چاندنی مین ہوگئے آہو سیاہ

حسن سی بنتا ہی رخ پر خال اے مہرو سیاہ
سرمہ دیکر جب نکلتا ہی ترا آنسو سیاہ

یاد کرتا ہی بتون کے ابرو و گیسو سیاہ
نامۂ اعمال کیون کرتا ہی اے دل تو سیاہ

ہی عجب پر نور ہر خال رخ مہرو سیاہ
جسکے آگے ہی زحل گردو نپہ اک جگنو سیاہ

ہین مقابل ابروے قاتل سے جو آفاق مین
زہر رکھتے ہین سوا اسو جہ سے بچھو سیاہ

دود آہ دل ہمارا روز فرقت ہی بلند
عارض خورشید پر بنجائے گا گیسو سیاہ

دود آہ دل نے عاشق کے دکھایا ہے یہ رنگ
بخت تیرہ کی طرح سے ہی سدا پہلو سیاہ

صحبت بد کا نہین آتا شگفتہ دلمین رنگ
ہوگئی تاثیر شب سی کب گل شبو سیاہ

تیرہ بختون نے جو برسون آکے سر ٹکرائے ہین
ہو گیا ہی تیرے دروازے کا ہر بازو سیاہ

روز اول وصف کسکی چشم کا لکھا گیا
ہین دوا تین جو مثال دیدۂ آہو سیاہ

تیرہ بختی الفت گیسو مین ہی حد سے بڑھی
کیا عجب میرے چمن مین ہون گل شبو سیاہ

جسکو خط سبز دہوکے سے ہین عاشق جانتے
زہر کالے کا اوگلتے ہین ترے گیسو سیاہ

یار کو خط لکھکے رویا تیرہ بختی پر جو مین
بنگئے حرفونپہ نقطے جابجا آنسو سیاہ

برہنہ ہوکر نہ زلفین کھولیے خلوتمین آپ
ہو بنجائے عکس سے آئینۂ زانو سیاہ

نقص ہوگا ماہِ کامل ہین لگاتے گہن
چاند سے منہ پر ہے منہ رکہتا رقیب روسیاہ

دلمین الفت درہم و دینار کی ہرگز نرکھ
دیکھ لے کیسہ کو کر دیتے ہین یہ بدخو سیاہ

سو رہے تھی لپٹی اس خورشید سی ہم صبح وصل
قہر ہے آیا اندہیرے منہ رقیب روسیاہ

زلف ساقی کے جو پھندے دیکھکر پی لی شراب
میکدے مین غیر کے منہ کو کرے اچھو سیاہ

غیر اپنے ہاتھہ سے تمکو پلاتا ہے شراب
چاند سے منہ کے قرین لاؤ نہ یہ چلو سیاہ

تیرہ بختون کا فلک چاہیگا جب اوج و فروغ
بعد مردن ہونگے پیدا خاک سی جگنو سیاہ

حسن روئے یار ہی نیرنگ دکھلاتا عجیب
سرخ عارض سبز خط دندان سفید ابرو سیاہ

یکزبان یہ حرف کہتے آئے ہین اہل سواد
دو زبانین جسکی ہین مثل قلم ہے روسیاہ

بال کھلائے بجائو بام پر ایجان جان
آندہیان لائین کہین کالی نہ یہ گیسو سیاہ

قتل کرنا روکنا میرا نیا لایا ہے رنگ
سرخرو شمشیر قاتل کی سپر ہے روسیاہ

شاہد مضمون کا ہرجا حسن دونا ہو گیا
بنگئے مصرع مرے دیوان کے گیسو سیاہ

ہائے پروانون کو تھا شب بھر جلایا بیقصور
صبح ہوتے ہی ہوئی کیا شمع محفل روسیاہ

عارض جانان سکندر ہین تو خط سبز خضر
چشمۂ حیوان وہان ظلمات ہین گیسو سیاہ

بہر نفع غیر رسوا آدمی اتنا تو ہو
نام کر دیتی ہے روشن مہر ہوکر روسیاہ

ظلم سے مہر و مہ زہرا ہوئے پیوند خاک
اے لطافت ہی نظر مین یہ جہان ہرسو سیاہ

اوس رخ شفاف کے آگے جو آئے آئنہ
کیا عجب حیران ہوکر منہ کی کہائے آئنہ

پہلے ایسے غمزہ و انداز و نازم نہین تھے
اور کون آگر سکھاتا ہے سوائے آئنہ

ہاتھہ سے گرکر جو ٹوٹا ہی مکدر کیون ہو تم
یہ دلِ شفاف حاضر ہے بجائے آئنہ

وقت زینت غیض آتا ہے جو اُس سفاک کو
سامنے جاتا نہین کوئی سوائے آئنہ

عاشقو بوجہ زنگ آلودہ رہتا نہین
اُنکے خط سبز پر ہے زہر کھائے آئنہ

آجکل جو شوق آرائش کا اُس کمسن کو ہے
ہی نرالی ہاٹ سکندر لے کے آئے آئنہ

دیکھنے والا ہو نہین اُنکے رخِ شفاف کا
میری نظرو نہین بھلا کیونکر سمائے آئنہ

بعد آرائش کرینگے قتل وہ عشاق کو
سامنے تلوار رکھی ہے بجائے آئنہ

صاف اگر پوچھو تو اُس چہرے کی آگے کچھہ نہین
نازکی گل ضیائے مہ صفائے آئنہ

آتی ہے پیہم لبِ گورِ سکندر سے صدا
قبر پر پتھر کی جا کوئی لگائے آئنہ

ہم سے پوچھو اسطرح بھیکو جو بیدردی سے تم
یہ دلِ نازک تو کیا ہے ٹوٹ جائے آئنہ

عاشقو نکلا نہین خط اُس رخِ شفاف پر
دیکھو آئینہ پہ لکھی ہے ثنائے آئنہ

شاہد گل دیکھتے ہین باغ مین ہر صبح منہ
نہر کا شفاف پانی ہے بجائے آئنہ

ذرّے افشان کے ہین جیسے اوس جبینِ صاف پر
ایسے دو چار اپنے بھی جوہر دکھائے آئنہ

بولے وہ اپنا رخ شفاف دکھلا کر مجھے
آئنہ گر سے کہو ایسا بنائے آئنہ

ای لطافت جب نظر آتا ہے گردون پر ہلال
دیکھتا ہون نقشِ پا اونکا بجائے آئنہ

گر دیکھہ پائین اوس صنمِ دلربا کے ہاتھ
نکلین حسینِ جہان کے بغل مین چھپا کے ہاتھہ

ای شاہِ حسن سمجھون مین اکسیر سے سوا
آ جائے خاکِ پا جو تری مجھہ گدا کے ہاتھہ

پایا جو مینے بل کبھی ابروے یار مین
جانِ حزین پہ پڑگئی تیغِ قضا کے ہاتھہ

مینے بلائین لین جو بھو ونکی تو کیا ہوا
کراتنی بات پر نہ قلم بخطا کے ہاتھہ

ہمسر ہوا جو گل رخِ رنگین یار سے
گلچین نے مارا منہ پہ طپانچہ بڑہا کے ہاتھہ

کب ہاتھہ مین لکیرین ہین اُس شوخ کے دلا
باندہے ہین ریسمان سے یہ دزدِ حنا کے ہاتھہ

عاشق سمجھہ گئے کہ اشارہ ہے قتل کا
اُس شوخ نے دکھائے جو مہندی لگاکے ہاتھہ

کیا رنگ ہی حنا کا جما باغ دہر مین
پابند اِسکے رہتے ہین ہر دلربا کے ہاتھہ

لی ہین بلائین آپ کی محفل مین غیر نے
لازم ہی قطع کیجے اسی بیحیا کے ہاتھہ

پیچھے قدم ہٹے ہین جو مقتل مین غیر کے
تیغ دودم کا وار لگاؤ بڑہا کے ہاتھہ

قاصد نے میرا نامہ و پیغام جب دیا
سنتا ہون اوسنے قطع زبان کی جلا کے ہاتھہ

تنکے فراقِ یار مین چنتا ہون رات دن
اللہ نے دیے ہین مجھے کہربا کے ہاتھہ

صحبت ہی غیر جنس کی وحشت مین ناپسند
کرتے ہین ٹکرے جوش جنون مین قبا کے ہاتھہ

اُس شاہ حسن کا ہے دماغ آسمان پر
بھیجون گا اپنے شوق کا نامہ ہما کے ہاتھہ

لیجائے کوے یار مین یا جانبِ چمن
عزت ہے اپنی خاک کی بادِ صبا کے ہاتھہ

پھولی شفق زمین پہ مانند آسمان
دہوئی جو میرے شوخ نے مہندی چھڑا کے ہاتھہ

دستِ خدا کے عشق مین ثابت رہین قدم
کر یہ دعا خدا سے لطافت اوٹھا کے ہاتھہ

ردیف یائے تحتانیہ

گُل کھلے بادہ فروشون کی صدا بھی آئی
میکشو مژدہ بہار آئی گھٹا بھی آئی

سر جھکا کھینچ کے تری تیغ جفا بھی آئی
ہم تو مرجانے پہ راضی تھے قضا بھی آئی

ہائے اِن دونون نے کیا وصل سے محروم رکھا
قہر ہے نیند کے ساتھ اُنکو حیا بھی آئی

میری قاتل کی یہ تاکید ہے دربانون کو
سر اوڑادو نگاتون سے جو ہوا بھی آئی

یان تکلم ہے نہ دیدار مگر غش ہین ہم
دیکھی موسیٰ نے تجلی بھی صدا بھی آئی

دل لگاتا چمنِ دہر مین کیا اے بلبل
یان کسی گل سے مجھے بوے وفا بھی آئی

جمع حجاج ہوے دہوم ہوئی کعبہ کی / مین جو اُس در پہ گیا خلق خدا بھی آئی
دل جلایا جو بتون نے ہوئین آہین پیدا / جب لگی آگ مرے گھر مین ہوا بھی آئی
نہین پامال فقط مین قدمِ جانان کا / بہر پابوس ہی پس پس کے حنا بھی آئی
دن کٹے عمر کے اب قبر ہے اور تاریکی / لو مسافر ہوئی شام اور سرا بھی آئی
آہ کہتی ترے مظلوم کی ہی نالون سے / تم تو لب تک گئی مین عرش ہلا بھی آئی
دردِ سر ہمکو ملا رنگ اُنھین صندل سا / عارضہ جب کوئی آیا تو دوا بھی آئی
دل نے شب بھر یہی کہہ کہہ کے مجھے بہلایا / لو وہ خود آئے وہ چھاگل کی صدا بھی آئی
اُنکی کنگھی نے شبِ وصل کہا حسن ہی اب / تم بگڑتے رہے مین زلف بنا بھی آئی
بلبلے دیکھ کے صیاد مرا کہتا ہے / دیکھنا دام مین پانی کی ہوا بھی آئی
دلربائی مین ہین مشاق وہ ہوتے جاتے / ناز کیا کم تھی ہوا قہر ادا بھی آئی
ہو گیا خلق مین مشہور جمالِ یوسف / چھاؤن جب آئے جوبن کی ذرا بھی آئی
کم لیاقت کی تعلی ہی ہلاکت کا سبب / پر کسی چونٹی کے نکلے تو قضا بھی آئی
چار دشمن جو ہوے جمع بنی شکل بشر / خاک بھی آگ بھی پانی بھی ہوا بھی آئی
ہنسکے وہ کہتے ہین کیون بیخبری کا ہے گلا / کہین مجھ تک ترے نالون کی صدا بھی آئی
حسن مین رنج پسند الفتِ گیسو مین ہین ہم / ہم پری سمجھے اگر سر پہ بلا بھی آئی
کیا اسی یار کی تقلید ہوئی ہجر کی شب / کثرتِ ناز و ادا سے نہ قضا بھی آئی
یا خدا ہی ترے بندے کو بہت شرم سوال / تو ہی معبود تو لب تک ہی دعا بھی آئی
رات بھر اُنکو یہ تھا عاشق گستاخ کا ڈر / چونک اُٹھے خوف سے گر نیند ذرا بھی آئی
لاکھ روٹھی ہوئی لیلی تھی منا لینا تھا / بات بگڑی تجھے ای قیس بنا بھی آئی

دشمن اعدا کا لطافت ہی ائمہ کا دوست
ایک ہی دلمین عداوت ہی ولا بھی آئی

شگفتہ وصل سے دل ہو تو آرزو نکلے — نسیمِ لطف سے غنچہ کھلے تو بو نکلے

بدن سے روح اگر اُنکے روبرو نکلے — بخیر ہو مرا انجام آرزو نکلے

گھرون سے عید کو یونتو ہین خوبرو نکلے — گلے سے یار جو لپٹے تو آرزو نکلے

پھنسا دیا مجھے پھندے مین عشق کی ایدل — خدا کرے کہین پہلو سے میرے تو نکلے

خیال یار کی آمد ہے بدگمان ہون مین — کوئی کہے دلِ شیدا سے آرزو نکلے

دکھا کے حسن پھنسایا مرا دل شیدا — یہ دونون دیدۂ مشتاق دو عدو نکلے

دلِ حزین سے محبت مین تنگ آئے ہین — ہمارے سینہ سے یہ لے کے آرزو نکلے

کھلا یہ ہمپہ کہ دنیا مقام ہے نازک — گرہ مین لے کے گہر اپنی آبرو نکلے

گلے لگا کے بتون کو خجل ہین حشر کے دن — لحد سے غرق پسینے مین تا گلو نکلے

خیال زلف ہے دلمین مگر بسا ہے دماغ — عجب ہی مشک ہو نافے مین اور بو نکلے

جگر کہین ہے کہین دل کہین مری آنکھین — یہ چار تھے مرے ہمدرد چار سو نکلے

وہ بہر وصل جو آئین تو مین ہون شادی مرگ — ادہر مری تو ادہر انکی آرزو نکلے

شگفتہ دل ہین نہ روکے سے باغبان رکے — بہار بنکے گئے باغ مثل بو نکلے

تو اب جان کے پیر مغان ہمین دینا — زکوۃ میکدہ کوئی اگر سبو نکلے

وہ آج گھر سے چلے یون مری عیادت کو — کہ جس طرح دلِ عاشق سے آرزو نکلے

صبیح رنگ جو قاتل کا عکس افگن ہو — سفید ہو کے ہر اک زخم سے لہو نکلے

پھنسا کے عشق مین برباد کر دیا مجکو — دل و جگر مرے پہلو مین دو عدو نکلے

جو نکلے متصل آنسو دعا یہ رشک سے کی — خدا کرے یونہین دل کی ہر آرزو نکلے

اجل نے آکے پریشان کیا عناصر کو — ہم یہ چار مسافر تھے چار سو نکلے

ہوئی نہ تار کی حاجت مرے گریبان مین — یہ اشک دیدہ سوزن دمِ رفو نکلے

وہ مست ہون درِ میخانہ پر اگر پہنچا — تو ہاتھون ہاتھ مجھے لینے کو سبو نکلے

نشانہ ہونگی ایسی ہی میرے دلکو ہوس — جو تیر آئے ترا لیکے آرزو نکلے
لکھین جو ہم دلِ خون گشتہ کا اُنھین احوال — دوات سے بھی سیاہی کی جا لہو نکلے
پیام یار کو اسطرح نامہ بر دینا — کہ بات بات مین ارمان ہو آرزو نکلے
تمھارے کعبہ ابرو مین ہم کرین سجدے — جو آب چاہِ ذقن سے پئے وضو نکلے
بنا کے باغ نہ شداد سیر دیکھہ سکا — خدا ہی چاہے تو بندہ کی آرزو نکلے
جو بجھ کے شمع چلی بزم یار سے تو کہا — کہ سرخرو تو ہم آئے سیاہ رو نکلے
وہ ہم ہین بحر شہادت کے پیرنے والے — جو آب تیغ کی لین تھاہ تا گلو نکلے

فرشتے سونگھکے محظوظ اے لطافت ہون
لحد مین دل سے جو عشق علی کی بو نکلے

ہم سے سکتے تھے سدا یاد مین مقتول پڑے — آج کیا تھا کدھر آپ آئے کہان بھول پڑے
گر گیا شرم سے مین اُسنے جو غیرون نہین کہا — ایسی مرنے پہ تری خاک پڑے دھول پڑے
سر فروشی کو ہین بازار محبت مین چلے — دل بھی دین گر تری سرکار مین محصول پڑے
ای پری بزم مین لیتی ہین بلائین تیری غیر — ایسا اک وار لگا ہاتھ ابھی جھول پڑے
یاد دندان مین جو رویا تو وہ ہنسکر بولے — نہین آنسو ترے ہین موتی کے پھول پڑے
یار سے وصل کا وعدہ تھا قضا ٹھیرنے کی — خار دینے کو اسی روز تو ہین پھول پڑے
نوجوانی مین مرا خرمن دل سے طیار — لی اوڑھی آتش الفت کا جو اک پھول پڑے
بوسے گن کے وہ دیتے ہین دعا کرتا ہون — لیکے ہر بار مگر جاؤن اگر بھول پڑے
ہای کیا قہر ہین میرے لیے صبح شب وصل — شکنین فرش کی مرجھائے ہوئے پھول پڑے

کشتہ چشم گل اندام لطافت جو تھا
قبر پر نرگس شہلا کے ہین کچھ پھول پڑے

مرے پر بھی ہمارا ظاہر و باطن برابر ہے — لحد مین داغ دل ہین قبر پر پھولونکی چادر ہے

ترقی پر نہایت شعلۂ رخسار دلبر ہے
کہ جوہر نبگئی چنگاریان آئینہ مجمر ہے

گلستان مین عجب سامان مستونکی لحد پر ہے
چھنی ہی دھوپ سایۂ تاک کا پھولونکی چادر ہے

زر اگلگیر کو دیکھو گنہ سے عذر بدتر ہے
کہ خود ہی سر سے کاٹا اور پائے شمع پر سر ہے

بہار تازہ عکس عارض رنگین دلبر ہے
دم تزئین سراسر آئینہ پھولونکی چادر ہے

وہ قاتل ذبح کرکے میرے قاصد کو یہ کہتا ہے
جواب نامہ لکھنے کو رواخون کبوتر ہے

زوال آیا تو ساری سرکشی ہی خاک اے منعم
نظر کر اپنا سایہ دوپہر کو پاؤن پر سر ہے

بدلنا وضع آپس مین عداوت مول لینا ہی
کہ پیدا ہی اسی سے یہ عدد شیشہ کا پتھر ہے

شب فرقت جو چٹکی چاندنی مین وہ دل سمجھا
کہ یہ شہر خموشان مین کسی تربت کی چادر ہے

وفاداری کا مجھہ مہجور کے وہ ذکر کرتے ہین
زبان تک انکی پھونچا نام میرا مجھسے بہتر ہے

مضامین ہین بندھے اشعار مین اس گل کی نکہت کے
مرا ہر صفحۂ دیوان نہین پھولون کی چادر ہے

اری غافل زیادہ قوت کی خواہش سے کیا حاصل
ملے گا رزق اُتنا ہی تجھے جتنا مقرر ہے

عبادت کو جو آیا ہی تو پیتا جا صبوحی بھی
ہمارا میکدہ اے شیخ مسجد کے برابر ہے

لحد پر صوفیون کے کیون نہ منعم آکے کھینچا ہین
بچھا ہی قبر پر گلدام یا پھولونکی چادر ہے

فرشتون سے کہین گے اے لطافت قبر مین جاکر
زرا سونگھو ہمارے دل مین بوئے حب حیدر ہے

کسی کے عشق کا ہین تیر جب سے کھائے ہوے
ہم اپنے دل کو کلیجہ سے ہین لگائے ہوے

ہوا تھا روز ولادت ہی موت کا سامان
جبھی سے ہین کفنی پہنے اور نہائے ہوے

بفخر کہتے ہین جبریل سب فرشتونمین
کہ ہم علی سے ہین اُستاد کے پڑھائے ہوے

جو پھول توڑ کے بلبل کا دل دکھایا ہے
چمن مین غنچے ہین گلچین سے منہ پھلائے ہوے

چمن مین نغمۂ بلبل وہ سنکے کہتے ہین
یہ طرز ہین مری تقریر کے اوڑائے ہوے

یہ مکر شیخ حمائل کیئے ہے قرآن کو
سدا بغل مین ہے ایمان یہ دبائے ہوے

تمھاری زلف کی خوشبو سی ہین خجل آہو ہمیشہ مشک کو نافونمین ہین چھپائے ہوے

کیے تھے جمع خزانے سدا جو قارون نے وہ تیرے بادہ کشونکے ہین سب لٹائے ہوے

محل مین یار کے مزدور بنکے جا پہنچے سمبھالے بوجھ محبت کا ناز اٹھائے ہوے

سمجھہ کے قبر مین اے منکر و نکیر آنا علی مدد کے لیے ہین لحد مین آئے ہوے

ہوی ہین فصل بہاری مین رند خود رفتہ کلام بہکے ہوے پاؤن لڑکھڑائے ہوے

نکل کے کوچۂ جانان سے جاؤن کیا مین زار کہ مجکو سایۂ دیوار ہے دبائے ہوے

دکھا کے دست حنائی وہ شوخ کہتا ہے ہین اسنے پنجۂ مرجان شکست کھائے ہوے

کرو خیال بخیلو مآل قارون پر زمین مین غرق ہوا سر پہ گنج اٹھائے ہوے

دکھا کے تم قدِ موزون غرور کم کردو چمن مین سرو ہی نخوت سے سر اٹھائے ہوے

کہین نہ حال کہے محتسب سے مستی کا گلا ہی شیشہ کا ہر بادہ کش دبائے ہوے

اتارتے ہین وہ احسان ناز اٹھانیکا کہ دوش پر ہین جنازہ مرا اٹھائے ہوے

فلک نے پیس کے گو ہمکو کر دیا سرمہ مگر حسینونکی آنکھونمین ہین سمائے ہوے

عجیب وقت ملا ہی لپٹ کے بوسے لین کہ ہاتھ پاؤن مین مہندی ہین وہ لگائے ہوے

قریب شمع مرے ٹھنڈے دل سے پروانے رہی نصیب ہین معشوق کے جلائے ہوے

جو کوہ و دشت مین فرہاد و قیس جا بیٹھے یہ دونو کوچۂ جانان سے ہین اٹھائے ہوے

جدا جدا ہی ترا اپنے عاشقون سے ڈھنگ رہا خلیل کلیم آگ سے جلائے ہوے

گہر ثنا ترے دانتون کی سنکے کہتے ہین صدف مین ہم ہین پڑے آبرو بچائے ہوے

خدا کرے وہ دن آئین کبھی ہر اک زائر
کہ آج کل ہین لطافت نجف مین آئے ہوے

زلفِ شبگون قرب گوش نازکِ جانانہ ہے مجھہ پریشان کی سیہ بختی کا اک افسانہ ہے

غمکدہ صبحِ شبِ وصلت مرا کاشانہ ہے مردہ دل مین شمع کشتہ میتِ پروانہ ہے

ای نہالِ رحمت وہ باغِ کوچۂ جانانہ ہے | آسمانِ سبز جسکا سبزۂ بیگانہ ہے
جب جوانی بنکے جاتی ہی دلہن کرتی ہے طعن | روک لے مجکو کسی مین ہمتِ مردانہ ہے
یا علی مین ہین شرابِ حوضِ کوثر کا حریص | سر پہ خُم شیشہ بغل مین ہاتھہ مین پیمانہ ہے
زالِ دنیا سے کرونمین مال و زر کی التجا | شرم آتی ہے خلافِ ہمتِ مردانہ ہے
فصلِ گُل مین باغبان کنگھی کیے بھی چپ ہون | زلفِ سنبل کو چمن مین احتیاجِ شانہ ہے
لیکے دل عشاق کے کس ناز سے کہتے ہین وہ | ابتدا مین یہ گناہِ عشق کا جرمانہ ہے
عاشق و معشوق دونون چال سے خالی نہین | وان خرامِ ناز ہے یان لغزشِ مستانہ ہے
لکھدیا رونا مری تقدیر مین رزاق نے | اشک پر موقوف مجھہ گریان کا آب و دانہ ہے
زالِ دُنیا تین بار آئی مگر پوچھی نہ بات | جز شۂ مردان یہ کس مین ہمتِ مردانہ ہے
ظلم جو کرتا ہو کر آیا ہی گر اے روزِ ہجر | ایک تو مین دل جلا ہون دوسرا پروانہ ہے
چلتا ہی رگ رگ کے گردن پر ہماری وقتِ ذبح | خنجرِ قاتل مین بالکل نازِ معشوقانہ ہے
خوب گذریگی جو مل بیٹھین گے دو اہلِ جنون | تم اگر ہو شوخ حالت یان بھی بیتابانہ ہے
ہم بغل ہوکر عروسِ مرگ سے ہین سو رہے | قبر ہم عاشق تنون کا ایک خلوتخانہ ہے
فرض ادا کرتا ہونمین محرابِ تیغِ یار مین | کٹ گئے سر گر نا قدم پر سجدۂ شکرانہ ہے
وصل کے بدلے جو مین دل بیچتا ہون انکے ہات | بوسہ دے کر ناز سے کہتے ہین یہ بیعانہ ہے
نفع ثمرۂ خیر کا ہی سب سے کہتی ہے زمین | خوشے مین دیتے ہون جو دیتا مجھے اک دانہ ہے
ہم اشارون سی ہین محفل مین بناتی انکے بال | پنجۂ مژگان نہین زلفِ سیہ کا شانہ ہے
کیا خریداری کرے گا کوئی اُس محبوب کی | حُسنِ یوسف جس حسین کا کم سے کم بیعانہ ہے
احسان پر کیا کوئی محبوب کرتا ہے بناو | ماہِ کامل آئنہ ہے اور ناقص شانہ ہے
گر سبو میخانے مین اے محتسب توڑی تو کیا | بڑھ گئی بادہ کشی ٹکڑا ہر اک پیمانہ ہے
نشہ مین بہکے ہین تو لب پر ہی ساقی کی ثنا | پاؤن کو لغزش بھی ہے تو لغزشِ مستانہ ہے

آبرو ہو ناز سے گروہ پری پیکر کہے
ہان لطافت بھی ہمارے حسن کا دیوانہ ہے

آئنہ خانہ مین محو بہ مست کو حیرانی ہے / ڈوب مرنے کے لیے چار طرف پانی ہے
سچ ہے قسمت سے سوا مانگنا نادانی ہے / بوند بھر بہر صدف بحر مین بھی پانی ہے
سرمہ گین چشم صنم قتل مین لاثانی ہے / دست سفاک مین شمشیر صفاہانی ہے
کسقدر بخل کی دنیا مین مخالف ہے ہوا / آج کل کشتی درویش بھی طوفانی ہے
پھر وہ زلفون کو بناتے ہین خدا خیر کرے / جمع ہوتی مری خاطر یہ پریشانی ہے
قبر مجنون پہ چڑہائینگے جنونمین زنجیر / منت امسال یہی وحشیون نے مانی ہے
ڈبڈبا آئی جو اشک آنکھ مین مشکل ہوا ضبط / پی گئے جب تو یہ معلوم ہوا پانی ہے
آکے دنیا مین پیا خون جگر غم کہایا / نئی دعوت نئی خاطر نئی مہمانی ہے
کی رسائی در محبوب پہ سجدے کرکے / پاؤن کی جا پہ رہ عشق مین پیشانی ہے
نہ ملین وہ کف افسوس مرے ذبح کے بعد / اب تو بیکار ندامت ہے پشیمانی ہے
سرگذشت شب فرقت جو کہی وہ بولے / کہ بلا میری سنے قصہ طولانی ہے
ہوکے مشتاق جو دیکھا ہے ہلال ابرو / آئنہ مجکو دکھاتی تری پیشانی ہے
عیب کیا صاحب جوہر جو ہے محتاج لباس / تیغ کا حسن سر معرکہ عریانی ہے
کھوٹے دامون ہین بکے جیسے جناب یوسف / حسن کی عشق کی بازار مین ارزانی ہے
نزع مین پوچھتے ہین آپ عبث عشق کا حال / مختصر قصہ کہانی مری طولانی ہے
جل مرے کیون نہ سر بزم کہ ہے جا حجاب / بہر پروانہ ستم شمع کی عریانی ہے
تھک گئے کاتب اعمال بھی لکھتے لکھتے / کسقدر نامہ عصیان مرا طولانی ہے
دخت رز شیشہ مین ہے پر نظر آتا ہے جسم / پردہ بھی اس زن بیباک کا عریانی ہے
رو دیا یاد دہائین جو مری یاد آئین / مرکے اب زندہ دلو مجکو پشیمانی ہے

جمع ہو جاتین وہ زلفین تو ستم کیا کرتین
دل عاشق کو بلا جنکی پریشانی ہے

حسن آئینہ سے ہے شعلہ رخون کا بڑھتا
مشتعل آگ کو کرتا ہی یہ وہ پانی ہے

قدر شاعر نہین دنیا مین لطافت باقی
ورنہ اب بھی کوئی عرفی کوئی خاقانی ہے

حب حیدر مرے عصیان یونہین کہا جاتی ہے
آگ جس طرح کہ ہیزم کو جلا جاتی ہے

یاد ان گیسوے مشکین کی جو آجاتی ہے
دل کی اجڑی ہوئی بستی کو بسا جاتی ہے

اچھی صورت جو کسی جا نظر آجاتی ہے
دل پہ اک تیر محبت کا لگا جاتی ہے

حسن ہوتا ہی جوانی جو ہین آجاتی ہے
جیسے انسان مین پری کوئی سما جاتی ہے

چند دن فصل جوانی کی جو آجاتی ہے
روگ انسان کو محبت کا لگا جاتی ہے

ان حسینون پہ طبیعت مری آجاتی ہے
نہین معلوم وہ کیا شی ہے جو بھا جاتی ہے

عشق موقوف نہین اچھی بری صورت پر
نہین معلوم وہ کیا شی ہے جو بھا جاتی ہے

ہوکے بیچین وہ راتون کو کہا کرتے ہین
کسکی یہ آہ ہے جو دل کو ہلا جاتی ہے

قہر ہوتا ہے تجاہل سے جو وہ پوچھتے ہین
کیسے جان آپ کی بھی حسن پہ کیا جاتی ہے

ہیچ ہر گل کو سمجھتا ہے مشام عاشق
بھینی بھینی تری خوشبو جو سما جاتی ہے

عطر مٹی کا حسینون کے لیے بنتا ہون
خاک ہو کر بھی نہین بوے وفا جاتی ہے

ہم بھی دل تک تری پہونچا ئینگے اپنی آہین
عرش تک سنتے ہین بیکس کی دعا جاتی ہے

وصل کی شب جو وہ کہتے ہین کہ آتی ہی حیا
مین یہ کہتا ہون حیا آتی ہے یا جاتی ہے

اس بہانے سے نہین اب وہ ستم بھی کرتے
سخت جان آپ ہین بیکار جفا جاتی ہے

رنگ بڑھنے کے لیے خون مرا ہوگا ترپاک
مژدہ اے موت کہ پاس آ نکے حنا جاتی ہے

ہمرہ روح پس مرگ چلا قبر مین تن
دیکھنا ساتھ مسافر کے سرا جاتی ہے

ہاتھ سائل کا جو بڑہتا ہے تو کہتی ہے طمع
ذلت اس راہ سے آتی ہی حیا جاتی ہے

ای لطافت جو وہ ملجائین تو اتنا پوچھون
آپ تک بھی مرے نالونکی صدا جاتی ہے

ابھی ہون ذبح اگر وہ بعید ہوجائے
گلے پہ تیغ یہ حبل الورید ہوجائے

عجب خوشی ہو جو عاشق شہید ہوجائے
گلے ملے ترا خنجر تو عید ہوجائے

یہ عید ابکی ہمین بھی سعید ہوجائے
گلے ملے وہ خوشی سے تو عید ہوجائے

سبب یہ ہی جو دعا مانگتا ہون مرنیکی
کہ نزع مین ترے چہرے کی دید ہوجائے

لیا ہی دل مرا تمنے سمجھ کے مال اپنا
ملے جو بوسہ عنایت رسید ہوجائے

پھنسا ہی زلف مین دل جب ستی بلبلاتا ہون
سدا قریب ہو جو یون بعید ہوجائے

وہ زلف غیر بناتا ہے خیر ہو یارب
کہین نہ شام کا حاکم یزید ہوجائے

قلم شراب کی دے ساقیا کھلے روزہ
ہمارے قفل دہن کی کلید ہوجائے

ہلال نکلے اگر خم ہو فاقہ کش عاشق
حسین گلے ملین خوش ہو کے عید ہوجائے

ہوا تو ہی مرا شاگرد فن عشق مین قیس
جو دل لگا کے پڑھے تو رشید ہوجائے

شراب پیتی ہی آجاے راہ پر صوفی
جو میرے پیر مغان کا مرید ہوجائے

وہ بدگمان مجھے قتل اسلیے نہین کرتا
نہ پائے حور نہ عاشق شہید ہوجائے

دکھائے بلبل شیدا کو کیا بہار اے گل
غلام کیون نہ ترا زر خرید ہوجائے

غضب ہی دیکھین وہ آئینہ آئینہ مُنہ انکو
ادہر ہو دید اودہر باز دید ہوجائے

کئے بہار نے یکجا چمن مین بلبل و گل
کہ کچھ تو عشق کی گفت و شنید ہوجائے

وہ توڑ کر مرا دل جوڑتے ہین یہ کہکے
کہ ہی قدیم عمارت جدید ہوجائے

کلام اہل سخن کا ہے اے لطافت شوق
مشاعرہ بھی کوئی بعد عید ہوجائے

باغ سے جاتا ہی وہ گل پھول جسدم توڑ کے
غنچے ہین بوسہ دہن کا مانگتے مُنہ پھوڑ کے

ذبح خنجر سے کیا بیرحم نے منہ موڑ کے — کام عاشق کا کیا سفاک نے دل توڑ کے
قہر برپا کر دیا چہرے پہ زلفین چھوڑ کے — لیگیا پہلو سے وہ دلبر کلیجہ توڑ کے
یاد آتا ہی جو انگورات کا بوس و کنار — مسکراتے ہین وہ کیا کیا شرم سی منہ موڑ کے
دل تو کیا ہی یار کا ہم عرش تک پہنچائینگے — ایکدن تیر دعا لب کی کمان مین جوڑ کے
کرکے آزردہ ہمین پچھتائیے گا دیکھیے — جوڑنا مشکل پڑے گا آپ کو دل توڑ کے
ذبح بلبل ہو گئی نقش قدم پر باغ مین — سیر کو آئے چلی طرفہ شگوفہ چھوڑ کے
مہربانی بھی تمھاری قہر سے کچھ کم نہین — پاس اپنے ہو بلاتے بھی تو پردہ چھوڑ کے
ہو چمک زیور کی دونی آپ اگر ہنس دیجیے — مانگتے ہین آب دانتون سی گہر منہ پھوڑ کے
دیکھ لی بس اس جہان کی دوستونکی دوستی — قبر تنہا مین گئے مجکو اکیلا چھوڑ کے
بیچو دو بی شرم ایسا جو سن سودا نے لیا — مانگتی ہر رگ ہی نشتر کی زبان منہ پھوڑ کے
تکیہ زربفت سی اپنی ہوئی ثابت یہ بات — بیٹھتے ہین مال دنیا سی سدا منہ موڑ کے
اپنی کوچہ مین ہین لیتے عاشقون کا جائزہ — وائے قسمت گنتے ہین ہر بار مجکو چھوڑ کے
کھیل سی وہ توڑ کر کہتے ہین دریا کی حباب — دید بازون کو فنا کرتے ہین آنکھین پھوڑ کے
جڑ تو جائیگا صنم لیکن گرہ پڑ جائیگی — دیکھنا پچتاوگے الفت کا رشتہ توڑ کے
دل پہ وہ چھریان لگا کر ناز سے کہنے لگے — بوئینگے تخم محبت اس زمین کو گوڑ کے

ہائے بی پرواہیون نے انکی مارا بے اجل
گھر گئے اپنے لطافت کو تڑپتا چھوڑ کے

میرے پہلو سے دل مضطر تو لیتے جائیے — ساتھ اپنے کوئی تحفہ گھر تو لیتے جائیے
سخت جان کو ذبح کرنے گھر سے جاتے ہین جو آپ — احتیاطاً دوسرا خنجر تو لیتے جائیے
حشر کو قدسی کہین گے ہوگی طی راہ صراط — نام پاک حضرت حیدر تو لیتے جائیے
مال مردے سی یہ کہتا جمع کرنے کا صلا — ہان کفن کی مجھ سے اک چادر تو لیتے جائیے

اپنی دیوانے کا سودا دیکھنے جب وہ چلے
دی تون نے بھی صدا پتھر تو لیتے جائیے

دیکھا مجھہ وحشی کو جب فصّاد نے تو یہ کہا
پاس میرے آئیے نشتر تو لیتے جائیے

وہ مری تربت پہ آنیکو ہین یہ کہدے کوئی
ساتھہ اپنے پھولون کی چادر تو لیتے جائیے

بابلبلین بولین چمن سے جب چلا وہ رشک گل
باغ کا تحفہ بہشت پر تو لیتے جائیے

نزع مین حسرت سی کہتا ہی ہر اک منعم بخیل
قبر مین ہمراہ مال و زر تو لیتے جائیے

حسن کہتا ہی بناتا ہون جو زلفین یار کی
بوسہ رخسارۂ دلبر تو لیتے جائیے

زلفِ جانان پر جو دل آیا تو آنکھون نے کہا
ہے سفر ظلمات کا رہبر تو لیتے جائیے

حضرتِ دل سامنا اُنکے تغافل سے ہے آج
ساتھہ اپنے آہ کا لشکر تو لیتے جائیے

باغ مین آتا ہی جب تو دل مین کہتا ہی حریص
ہاتھہ آجائے گلون کا زر تو لیتے جائیے

عاشقون سے حشر کو حورین کہینگی دے کی جام
اجر حبِّ ساقی کوثر تو لیتے جائیے

ای لطافت حشر ہو گا جب کہینگے سب ملک
قبر سے عصیان کا یہ دفتر تو لیتے جائیے

امتحان عشق مین تقدیر کا کر دیکھین گے
زندگی ہی تو کسی یار پہ مر دیکھین گے

نہین ہو جاتی ہی کس طرح سحر دیکھینگے
آہ کا ہم شبِ فرقت مین اثر دیکھین گے

روی روشن سی اُلٹ دیجیے ای یار نقاب
اپنا منہ آئنہ مین شمس و قمر دیکھین گے

کمرِ یار تو ملتی نہین ہین طالبِ دید
شعرا باندہ کے مضمون کمر دیکھین گے

نازنین نے مرے اس پیچ سی ٹپکا باندھا
ناتوان مین ہین بہت لوگ کمر دیکھین گے

لینگے شبنم سی کفن صبح سے تھوڑا کافور
دم تو نکلے شبِ فرقت کی سحر دیکھین گے

چشم آئینہ بنے گا جو ہمارا دل صاف
دشمن و دوست کو پھر ایک نظر دیکھین گے

ہی مرے یار کا وہ حسن کہ سب زاہد بھی
شرع سے کہکے حلال ایک نظر دیکھین گے

گھر کرین میری دلِ صاف مین وہ خود بین ہین
جلوہ اپنا نظر آئیگا جدہر دیکھین گے

صبح کی قوت کی ہی شام سی بیکار ہی فکر ۔ کیا خبر زندہ پھر اُٹھینگے سحر دیکھین گے

آئے ہین عاشق لاغر کی عیادت کیلیے ۔ وہ سُنا کرتے تھے آج اپنی کمر دیکھین گے

سبکو پروانے یہی سوچ کے جلجاتے ہین ۔ کسطرح شمع کو گل وقت سحر دیکھین گے

فرط حیرت ہی مجھے آئے ہین وہ کرکے بناؤ ۔ بنگیا آئنہ مین ابتو ادہر دیکھین گے

آپ کل صبح کو کرتے ہین عبث وعدۂ وصل ۔ شب کٹیگی نہ جئین گے نہ سحر دیکھین گے

ہم وہ عاشق ہین کہ ہی بخت سیہ جانکی ساتھ ۔ یہ وہ ہی شام کہ جسکی نہ سحر دیکھین گے

دونون دل ایک ہوی جب تو کہا نکارہ وہ ۔ آپ ادہر دیکھین گے تو ہم بھی اودہر دیکھینگے

جان دینے کو جو کہتا ہون وہ فرماتے ہین ۔ یان نہ مرنا کہ فرشتے مرا گھر دیکھین گے

شاعری کا جو رہا شوق لطافت یونہین ؎
شعرا روز بروز اوج قمر دیکھین گے ؎

تمہارے دان تلک منہ کو لا نہین سکتی ۔ گذر رہی ہے جو دل پر سُنا نہین سکتے

[illegible] قتل تو ہو دفن کی اجازت بھی ۔ عزیز میرا جنازہ اُٹھا نہین سکتے

وہ آئے پھر عیادت یہ وہم آتا ہے ۔ مریض ہم ہین گلے سے لگا نہین سکتے

نہین تجھی دیکھہ لیا ہمنے خوب دیدۂ تر ۔ لکھا نصیب کا رو کر مٹا نہین سکتے

[illegible] ضعف اودہر ناز کی وصال کہجا ۔ ہم اُٹھہ کے جا نہین سکتے وہ آ نہین سکتے

[illegible] ضعف کہ صدمون کا تو بھلا کیا ذکر ۔ فراق وصال کا بھی ہم اُٹھا نہین سکتے

تمہاری تیر جو ترکش مین دیکھے رشک ہوا ۔ کہ میرے دل مین یہ سب کیا سما نہین سکتے

وبال کسکا پڑا گیسوے حسینان پر ؎ ۔ کہ جس سے آج تلک سر اُٹھا نہین سکتے

عجب طرح کے محرر ہین کاتب اعمال ؎ ۔ کہ لکھہ تو لیتے ہین لیکن مٹا نہین سکتے

شب وصال مین شرماتے ہین وہ عاشق سی ۔ نہ روٹھہ جائین گلے ہم لگا نہین سکتے

فلک نے ہمکو زمین پر کیا ہی یہ پامال ؎ ۔ کہ مثل نقش قدم سر نہین اُٹھا سکتے

مثال شیشہ کے نازک ہی خوف آتا ہے — ہم اپنے دل کو بتون سے لگا نہین سکتے
بتون سی خاک کسی کی بر آئیگی امید — یہ اپنے کام تو بگڑے بنا نہین سکتے
مرے گناہ یہ کثرت سی ہین کہ حشر کے دن — میان پلۂ میزان سما نہین سکتے
بخیل لوگ بھی اورونکے ہین امانت دار — کہ جمع کرتے ہین دولت اُٹھا نہین سکتے
ٹپک کی اشک یہ کہتے ہین رونیوالون سے — گرا کے آنکھ سے ہمکو اُٹھا نہین سکتے
نکل کے جسم سے دم بلبلونکے کہتے ہین — گلون مین صورتِ نکہت سما نہین سکتے
یہی تو لطف ہے ای ضعف واہ کیا کہنا — قدم پہ اُنکے گرے سر اُٹھا نہین سکتے

ہم اپنے دل سے **لطافت** ہوے ہین کیا مجبور
بگڑ کے یار سے کچھہ بھی بنا نہین سکتے

ستم ہے آپ کا جوبن عجیب صورت ہے — حضور مین تو ہون کیا آپکو بھی رغبت ہے
خیالِ یار نہ جا اس دلِ پُر ارمان سے — یہ تھوڑی دیر کی صحبت بہت غنیمت ہے
نشانِ پاے صنم لاغری مین پایا ہے — خرام ناز کے عاشق کو فرش راحت ہے
گئے جو کوچۂ جانان سی خلد مین عاشق — کہا قصور معاف اسکا نام جنت ہے
صبیح حضرت یوسف مرا حبیب ملیح — حسین دونون ہین پر اپنی اپنی صورت ہے
وہ پوچھتے ہین تجاہل سے قبر عاشق پر — کہ بیکسی ہے برستی یہ کسکی تربت ہے
وہ مجھسی پوچھتے ہین آئنہ مین دیکھکے حسن — تمہین بتاؤ کہ ایسی کسی کی صورت ہے
اُجاڑ کر مجھے بستی بسائی عشق نے خوب — جگر مین درد فغان لب پہ دلمین حسرت ہے
جو دیکھا تول کے خوف و رجا کی میزان مین — کہین غضب سے زیادہ خدا کی رحمت ہے
جو ینہ وعدۂ وصل اُنکو یاد دلوایا — تو ہنسکے بولے ہمین بھولنے کی عادت ہے
ہمارے گھر مین ہو آزردہ کر نہین سکتے — گلے لگا مین تمہین بوسے لین اجازت ہے
ادہر نیاز ادہر ناز وہ خدا مین عبد — ادہر گناہ مرے ہین اودہر کو رحمت ہے

قمر کی طرح چمکتی ہے آپ کی تلوار
رہی ہے ڈاب مین برسون یہ فیض صحبت ہے

کہان ہین خضر کو زمانہ آکے دیکھین لطف
گناہ ڈھونڈھتے پھرتے خدا کی رحمت ہے

چلے وہ صبح شب وصل جب تو یہ پوچھا
ہمارے تن سے نکلجائے دم اجازت ہے

جمال وحسن کی تعریف کی اگر مینے
تو ہنسکے بولے تمہین کیا جو اچھی صورت ہے

کلیجہ کانپ رہا ہے نہ ملیے تلوؤن سے
حضور دل مین مرے آپکی محبت ہے

چھپائین نزع مین آنکھین جو مینے اسنے کہا
ہماری طرح سے کیا تو بھی بیمروت ہے

سنا جو قصۂ یوسف بگڑکے وہ بولے
کہ اور مجھسی کوئی معشوق خوبصورت ہے

کھلی ہے آنکھہ مگر ہاے سو رہے ہین ہم
جہان مین نام کو ہشیار ہین یہ غفلت ہے

جہان مین دولت دنیا ہے چلتی پھرتی چھاون
کبھی ہے یان تو کبھی وان یہ بیمروت ہے

سوال وصل پہ کہتی ہے مجھسے انکی شرم
سنا نہین کہ خموشی بھی اک اجازت ہے

جو مثل آئنہ ہے مجھہ مین جوہر ذاتی
غرض حسینون کو بدصورتون کو نفرت ہے

جو دیکھا خواب مین یوسف کو اسنے تو یہ کہا
صبیح رنگ ہے ہان خیر اچھی صورت ہے

جہان مین کوئی معشوق ہے جوانی بھی
گئی تو آئی نہ پھر کیسی بیمروت ہے

علی امام من است و منم غلام علی
یہی جواب نکیرین اے لطافت ہے

بہار آئی ٹپکتا ہے یہ مضمون باغ مین گل سے
کہ سرخی مانگ لی ہے چند دنکو خون بلبل سے

اگر تھا عشق صادق ہے تعجب مجکو بلبل سے
برائے نام ہے کرتی محبت شمع کی گل سے

عجب ہے اتحاد اسطرح کا تو عشق ہو گل سے
کہ اوڑنیکو ہین کلیان چھوٹین بازوی بلبل سے

جوانی کی بہار آئی لگائین دل کسی گل سے
ارادہ ہے کرین شوری چمن مین جا بلبل سے

تمہارے پھول سی عارض ہین نکہت مین سوا گل سے
بناوٹ گر سمجھتے ہو تو پوچھو چلکے بلبل سے

جو ایکی آمد فصل خزان مین رنگ اوڑا گل سے
چمن مین اشک خونین ٹپکا چشم بلبل سے

اجازت چہچہونکی باغ مین گر لینگے اُس گل سے
یقین ہے آبجو کے بلبلے بخشین گے بلبل سے

لڑائے کیون نہ آنکھین مست ہو کر رات بھر گل سے
چمن مین روشنی ہے شعلۂ آواز بلبل سے

دکھا کر سرخیِ گل باغ مین گلچین یہ کہتا ہے
بہت صیاد نازان ہے لڑائی خون بلبل سے

رقیبِ روسیہ نے ہاتھ دوڑائے جو گیسو پر
تو مشکین باندھ لین رعبِ صنم نے ٹہنے کا گل سے

مین وہ ہون جس مین عاشق کبھی آیا جو گلشن مین
گل تر کو بصد انصاف دیکھا چشم بلبل سے

ادھر ہے گو کہ پشتِ مہر اوڑی لیکن دُرِ شبنم
نہ ہرگز مطمئن ہو دانا ہو دشمن کے تغافل سے

بہار آئی ہے پیہم باغ مین نالے نکلتے ہین
روان اک کاروان ہے کوچۂ منقار بلبل سے

مہِ نو سے بڑھے کٹ کر تمھارے پاؤن کے ناخن
اسے اقبال کہتے ہین ترقی کے تنزل سے

حسین بھی ہین ہمارے خوش گلو معشوق ہر عاشق
عجب اُلٹا زمانہ ہے گلون کو عشق بلبل سے

بہے تو قتل گہہ مین خون کا دریا ارے قاتل
اُتر جائیگی سر دے کر تری تلوار کی پل سے

خدا جانے صبا نے کان مین کیا آکے پھونکا ہے
جو چھوٹے مُنہ گل تر آج تک بولی نہ بلبل سے

نہین معلوم کیا کیا راز الفت جھک کے کہتی ہے
عبث سرگوشیان بلبل کیا کرتے نہین گل سے

مری تصویر اُسنے پشتِ آئینہ پہ بنوائی
نجات اس شکل مین بھی تو نہین اُسکے تغافل سے

دکھا کر حسن کا جلوہ بنا کر ہمکو دیوانہ
کہو عاشق ہو کسپر پوچھتے ہین وہ تجاہل سے

ہماری روح جنت مین گئی چھوڑا جو قالب کو
چمن مین اوڑ کے جا پہنچی قفس چھوٹا جو بلبل سے

مرے محبوب نے پایا ہے ایسا رتبہ عالی
بچایا عرش کو نعلین اقدس نے تزلزل سے

مبارک ہو بہار آئی ہولی پھر عید مستونکو
گلے ملتے ہین میخانہ مین ساغر شیشۂ مُل سے

مرے غنچہ دہن کو بد نگہہ سے تو نہین دیکھا
گلِ تر کی قسم لونگا چمن مین جا کے بلبل سے

گئی جنت مین سوتے خفتہ گان کوچۂ جانان
نہ چونکے حشر کو بھی صورِ اسرافیل کے غل سے

بچھا کر جال یہ صیاد نے کی قید گلشن مین
جو ٹوٹا ایک بھی پھندا ابھرونگا دام بلبل سے

ہزارون حسرتین تھین گرد ارمانونکا لشکر تھا
ترے ناشاد کا اُٹھا جنازہ کس تجمل سے

بچے گا کیا تمھاری چشم و مژگان سی دل مضطر
کبوتر چھوٹ کر آتا نہین شاہین کے چنگل سے

جنون سی ٹکرے ٹکرے ہوگریبان گر گلستان مین
کھلے فصد رگ گل نشتر منقار بلبل سے

لیے تھی فوج طفلان گرد پتھر اپنے ہاتھون مین
سواری آپ کے مجنون کی نکلی کس تجمل سے

ہم ایسے عندلیب زار ہین گلزار عالم مین
بنایا دام صیادون نے تار رشتۂ کاکل سے

ہوا ثابت سو معشوق سے ہے قدر عاشق کی
ہزار ادنی ہو بلبل بیش قیمت ہے سدا گل سے

چمن مین چہچہے ہین زمزمے ہین فصل گل آئے
اوڑی تازہ خبر یہ کوچۂ منقار بلبل سے

لطافت حشر کا دن آئے تو ہم گو کہ عاصی ہین
پہنچ ہی جائینگے جنت مین حیدر کے توسل سے

نہ نکلتے دل شیدا سے مرے کیا ہوتے
آرزو تھی کہ وہ عاشق کی تمنا ہوتے

دونون شاگرد مرے دیکھہ کے سودا ہوتے
قیس و فرہاد جو اس عہد مین زندا ہوتے

تم خرامان اگر اے رشک مسیحا ہوتے
زندہ ہو ہو کے فدا نقش کف پا ہوتے

تیز ہے خال رخ یار کا سودا ہر وقت
ہمنے دیکھا نہین اس جنس کو سستا ہوتے

دیکھتے حسن سدا دیدۂ مشتاق مرے
لطف ہوتا جو در یار کا پردا ہوتے

دل دیا گیسوے جانانکو جگر مژگان کو
دونون بیکار تھے پہلو مین مرے کیا ہوتے

دشمن وصل زمین بھی ہے گلا چرخ کا کیا
دفن مر کر ہین بستر قبر مین تنہا ہوتے

توڑ کر آئینۂ دل عجب احسان کیا
اب بہت آپ سی جب آپ ہی تنہا ہوتے

گردشین چشم کی دکھلا کے وہ رخ کہتا ہے
دیکھہ لو تپلیون کا دن کو تماشا ہوتے

دیکھہ لیتے انھین جی بھر کے ہم اے حیرانی
بنتے آئینہ تو وہ محو تماشا ہوتے

غیر ذی روح بھی مشتاق جوانون کے ہین
تیر کے شوق مین ہین دست کمان وا ہوتے

مدد اے سہو کہ بوسون کا وہ کرتے ہین شمار
بھول جاتے کہین گنتی تو مزے کیا ہوتے

وصل کا عذر ہے گردن کو کہ سایہ ہے ساتھہ
تم اندھیرے مین تو ہو رات کو تنہا ہوتے

مرکے جاتی نہ لگاوٹ کبھی خوش چشموں سے
خاک ہو جاتے اگر جل کے تو سرما ہوتے

ٹوٹتا اس دل نازک کا ہی یاد آجاتا
دیکھتا ہوں کبھی شیشا جو شکستا ہوتے

قبر میں آتے ہی کیا خاک میں سب بنتے تو پا
نہ ہوئی دیر کفن کو مرے میلا ہوتے

غیر کے گھر کو بچا تو مرے دل میں آؤ
کیوں خرابی میں چلے عرش معلّی ہوتے

عاشقو قصہ معراج سے یہ حال کھلا
آئے محبوب تو در پردہ ہیں گویا ہوتے

رکھ لیے کھینچ کے تو وہی سے دل شیدا ہیں
آپ کے تیر ترے رنگئے تھے کیا ہوتے

بے ثباتی کا جو دریا پہ ہے لشکر اترا
جا بجا خیمے حبابوں کے ہیں برپا ہوتے

تیرہ بختی جو بتاتی ہمیں میل سرمہ
لیتے آغوش میں وہ چشم مرے کیا ہوتے

اندھے ہیں اسپہ حسینوں کے یہ نظارے کرنے
قہر کر دیتے اگر آئینے بینا ہوتے

رشک بلبل کو ہی صیاد سے آنکھیں نہ لڑا
کچھ اشارے ہیں برے نرگس شہلا ہوتے

آئینہ خانے میں جا بیٹھتے ہیں تا کہ ہو عذر
وصل سے ڈرتے ہیں وہ جبکہ ہیں تنہا ہوتے

زار ہیں غیر جو کوچہ میں ترے آجاتا
ہم نہاں اوڑھ کے دیوار کا سایا ہوتے

ہجر میں دیکھ کے کہتے ہیں لطافت مجھی لوگ
ایسے بیمار کو دیکھا نہیں اچھا ہوتے

جو ہی منظور بولی منہ سے تصویر اس گل تر کی
برائے موقلم حاجت ہوئی بلبل کے شہپر کی

روانی خلق میں مشہور ہو جائے سمندر کی
جو شاگردی کرے اگر ہمارے دیدۂ تر کی

نکیونکر ظلم سہہ کر مناؤں خیر دلبر کی
سنا ہے مستجاب اکثر دعا ہوتی ہے مضطر کی

پڑی چھوٹ آئینہ میں جب ز دندان دلبر کی
ہوئی شہر حلب میں نہر جاری آب گوہر کی

کمینہ کو شرف کیا ہمسری سے اہل جوہر کی
جواہر تول کر بٹتے نہ دیکھی قدر پتھر کی

غرض ہویا نہ اوروں کو مالک سے جھکا دینا
عجب تاثیر دیکھی منعمو اس دولت وزر کی

نکلتے ہی بدن سے روح بحبس ہو گئے اعضا
رہی حیران امت ہو گئی غیبت پیمبر کی

جوانی تک صنم ہی حسن گورے گورے گالونکا | مہِ کامل ہے رخ یہ چاندنی مہمان ہی شب کی
جو دیکھو فکر کرکے دیدۂ انصاف و عبرت سے | خبر دیتا ہی آئینہ کہ تربت ہون سکندر کی
سمجھ کر ہمکو دیوانہ بہانے خون آیا ہے | ارادہ ہی کہ لین تیری مژہ سی فصد نشتر کی
بخیلون کو نہین دولت سی کچھ بھی جز گنہ حاصل | سیاہی ہی فقط کیسون کو ملتے دیکھو زر کی
نہا کر کیا کفن پایا ترے کشتہ نے مقتل مین | دیا غسل آبِ خنجر نے عنایت خون نے چادر کی
شبِ فرقت کی سختی سہہ کے دل میرا کھرا اٹھا | کسوٹی پر کسا مینے تو خوبی کھل گئی زر کی
شبِ وصلت وہ مجھسی پوچھتے رہتی ہین تیرا گر | مرے سینے سی سوتے مین دولائی تو نہین سر کی
صدا ہی مرنیوالون کی یہی بازارِ دنیا مین | عدم سے لائی ہی عریان ہمین فکر ایک چادر کی
دل حیرت زدہ عاشق لگا کر اُس سے کہتے ہین | مناسب ہی ان آئینون سی ہو زینت تری گھر کی
دلِ مفلس ہوا جب بخل سے حد بڑھ گیا دل مین | ہو کیسہ تو خالی پر سیاہی رہ گئی زر کی
کبوتر نامہ بر ہدہد کی کیا طاقت جو وان جائے | مرا پیغام پہنچائے ضرورت ہے پیمبر کی
نسب کو پوچھتا ہی کون ہی علم و ہنر کیا شی | زمانہ یہ وہ آیا ہے کہ عزت ہی فقط زر کی
غرور اتنا عبث ہی کھوٹے دامون ہین حسین بکتے | سنی تو ہو گی قیمت آپ نے یوسف پیمبر کی
عدوئے صاحبِ جوہر پسندِ اہلِ دنیا ہے | جواہر پیسنے سے قدر بڑھ جاتی ہی پتھر کی
تماشا ہو حسینو صنعت و صانع کی یکجائی | اگر تصویر پشتِ آئنہ پر ہو سکندر کی
ارادہ ہی مذمت کچھ سوال و بخل کی لکھون | قلم دستِ طبع کا ہو سیاہی کیسۂ زر کی
ہم ایسے ہجر و وصلِ یار کے جھگڑون سے گذرے | گوارا کسکو ہی برسون کا غم لذت گھڑی بھر کی
گنہ بڑھتے گئے افسوس جون جون سن بڑھا میرا | فرشتون نے لکھی عصیان سیاہی مانگ کر سر کی
سراپا ہم جو عصیان ہین کفن کا اک بہانہ ہے | گنہ کے پوٹ باندھین ایسی حاجت ہی چادر کی
بخیلونکو بہت افسوس ہی ضایع نہو یہ بھی | خضابِ سر ہو پیری مین سیاہی کیسۂ زر کی
ہراک کو ہمنے ظالم دوست دیکھا بزمِ دنیا مین | رہے گلگیر برسون شمع ہو مہمان شب بھر کی

تڑپتا ہون شبِ فرقت جو اُن زلفون کے سودے مین
مجھے مارِ سیہ ہر اک شکن ہوتی ہے بستر کی

نگہہ تیری نہ کیونکر تیزِ مژگان کی صفین رکھے
اگر سردار ہو جرات سوا ہوتی ہی لشکر کی

تڑپنا عاشقون کا مچھلیون نے اُنکو دکھلایا
بنائی شکل موجون نے کسی مضطر کے بستر کی

ہما کے پر سے کیون رغبت نہو فرقِ سلاطین کو
کہ آخر مر کے کھائے گا یہی تو ہڈیان سر کی

یہ دولت اے لطافت مر کے بھی سینہ پہ رکھونگا
مجھے اکسیر سے بہتر ہے مٹی یار کے در کی

دکھائین غیر اُنھین آئینہ دو پھر زندگانی ہے
مرینگے ڈوب کر ہم قدِ آدم اسمین پانی ہے

وہ میرے قتل پر ہین مستعد تیغ آزمانی ہے
سنا یہ مژدۂ جان بخش پیکان کی بانی ہے

وفورِ کیف مے سی سرخ چشمِ یار جانی ہے
بھری نرگس کے ساغر مین شرابِ ارغوانی ہے

تری رنگینیون کا غل فلک تک یار جانی ہے
دوپٹہ آسمانی اک بلائے آسمانی ہے

قریبِ سبزۂ خط صاد چشمِ یار جانی ہے
کسی استاد کی یہ فرد عارض پر نشانی ہے

دلا ضعف و نقاہت مین ہمارا کون ثانی ہے
حسینون کے بھی ناز اُٹھتے نہین یہ ناتوانی ہے

ترا خنجر بھی اک دم مارا ہی دریائے شہادت کا
جو دیکھا تھاہ لیکر تو گلے تک سے پانی ہے

چمن مین کون ہے مجھہ عندلیبِ زار کا ثانی
غش آیا برگِ گل کے سایہ سی یہ ناتوانی ہے

بہت ہین تیز کانٹو نکی زبانین دشت وحشت مین
بھر آیا دیکھہ کر کیا آبلون کے منہ مین پانی ہے

بہا اشکِ ندامت جب کہا عصیان کے دفتر نے
ڈبونے کو مرے کافی ہی اک بوند پانی ہے

فقط گوشہ نشینی سے ہوئی یہ آبرو حاصل
وگرنہ فی الحقیقت ہم گہر ایک بوند پانی ہے

گلا کٹتا ہی فرطِ ضعف سی قاتل کی فرقت مین
نفس کی آمد و شد ہے کہ خنجر کی روانی ہے

کمر کو دیکھہ کر ہی چشمِ بیمارِ صنم کہتی
سوا ہی نازکی تیری کہ میری ناتوانی ہے

پہنچ جاتے ہین اہلِ خیر ہاتھون ہاتھہ منزل تک
بخیلو کشتی سائل کو کب درکار پانی ہے

ترے اک خال کے دانے پہ عاشق سیکڑون دل ہین
یہ وہ ہی جنس ہر اک فصل مین جسکی گرانی ہے

بخیلون سی یہ چلتے چلتے ہر فوارہ کہتا ہے
لٹاتا ہون خزانے مین مرے جو کچھ کہ پانی ہے

جو داغ دل کو پیری مین کلیجہ سے لگاتے ہین
کسی کے ہم بھی عاشق تھے جوانی کی نشانی ہے

پھڑکتا ہی کبوتر خط مرا اوس شوخ کو دیکر
اشارہ بیزبان کا ہے کہ پیغام زبانی ہے

رخ دلدار پر دونون نگاہین ملکے پڑتی ہین
مری آنکھونکو آپسمین بھی کیسی بدگمانی ہے

لطافت آجکل ہے یہ سخن کی سرد بازاری
غنیمت شاعرون کا جمع ہونا شعر خوانی ہے

مرا دل دید کے قابل سدا ہے یار جانی ہے
کہ یکسان اسکی مثل آئینہ پیری جوانی ہے

ہوس اسکو عبادت کی تو حسرت اسکو عصیان کی
نحیف و زار کی پیری ہی مفلس کی جوانی ہے

کسی معشوق کا ہنسی بھی کیا انداز سکہتا ہے
نہ آئی پھر کے کیسی بیوفا اپنی جوانی ہے

یہی کہہ کہکے ہم دیتی ہین تسکین دلکو پیری مین
پھر آئیگی گئی ملنے جوانون سے جوانی ہے

ہوئی پیر آکے اس کوچہ مین یہ الٹا اثر دیکھا
سنا تھا ہمنے سن سب اہل جنت کا جوانی ہے

غرور اس عارضی جوبن پہ کیا رخ چاند کے تو کیا
حسینو چار دن کی چاندنی فصل جوانی ہے

ملین گر حضرت یوسف تو پوچھون انسے پیری مین
کدھر بازار ہے اسکا کہان بکتی جوانی ہے

بہت مشہور ہے قصہ زلیخا اور یوسف کا
حسین معشوق ہو تو عود کر آتی جوانی ہے

شب وصلت نہ کیونکر حوصلے دونو طرف نکلین
ادہر میری جوانی ہے اودہر انکی جوانی ہے

سفیدی و سیاہی آنکھ کی کہتی ہے ای غافل
کہ یہ تصویر پیری ہے وہ تصویر جوانی ہے

چہ ہردم ہاتھ ہون سینہ پہ رکھے فاتحہ پڑھیا
مکدر وقت پیری دل نہین قبر جوانی ہے

جوانی جب ہماری تھی تو اس بت کا لڑکپن تھا
ہوے ہین ہم اب پیر تو اسکی جوانی ہے

زن دنیا ہی یون پیر و جوان کو دام مین لاتی
جو نکلا دن تو پیری ہی جب آئی شب جوانی ہے

زبان کلک کہتی ہے جو رنگین شعر لکھتا ہون
لطافت تیری پیری ہی طبیعت کی جوانی ہے

ہین دلربا کئی ہمین مشکل یہی تو ہے / دین کسکو اور کسکو ندین دل یہی تو ہے

بوسہ کا اذن لے گئے جو لپٹا تو بولے وہ / عاشق کو منہ لگاتے مین مشکل یہی تو ہے

دریائے عشق پہ کے کہتے ہین دل سے ہم / دم بھر مین پار اُترتے ہین ساحل یہی تو ہے

جب پوچھتا ہون اُنسے کہ مرجاؤن کہا کی زہر / کہتے ہین منسکے آرزوے دل یہی تو ہے

آنکھین دکھا کے دلکو یہ کہتے ہین یار سے / بدنام ہم ہین حُسن پہ مائل یہی تو ہے

سچ ہای مرے حسین پہ نہ کیونکر مرین رقیب / معشوق پیار کرنے کے قابل یہی تو ہے

چمکا جو بدر طعن سے اُس رُخ نے یہ کہا / گویا کہ نور و حسن مین کامل یہی تو ہے

دلکو دکھا کے قیس سے کہتا ہے اشتیاق / لیلی نہان ہے جسمین وہ محمل یہی تو ہے

زنجیر عشق یار مین پہنی تو یہ کہا / ہان جھیل جا کڑی تجھے منزل یہی تو ہے

مطلب نہین حسینون سے گر آسمان ملا / کہدونگا حشر کو مرا قاتل یہی تو ہے

احباب جمع ہون تو چلے ساغر شراب / لطف شباب و زینت محفل یہی تو ہے

ای آہ پڑ چکے رُخ سے ولٹ دے نقاب کو / اب مجھمین اور یار مین حائل یہی تو ہے

کیا جانے کیا فراق مین ہو جاتی ہے تڑپ / جب بھی یہی جگر ہے مرا دل یہی تو ہے

عاشق ہوے جو گور کنارے تو یہ کہا / دریائے عشق یار کا ساحل یہی تو ہے

پیغام وصل سُنکے خفا مجھسے کیون ہین آپ / تعزیر دل کو دیجیے سائل یہی تو ہے

لیکر جنازہ آئے تو یہ قبر نے کہا / مرد و رو بوجھہ اُتارو کہ منزل یہی تو ہے

تلوون سے مل کے دلکو مرے یار نے کہا / بوسے جو مانگتا تھا وہ سائل یہی تو ہے

لاتے ہین ہم اُنھین یہی کہہ کہکے اپنے گھر / وہ سامنے ہای حور شمائل یہی تو ہے

کیونکر نہ شعلہ پردہ فانوس کو جلائے / پروانہ اور شمع مین حائل یہی تو ہے

پیکان ہوا جو گم نہ کرو قتل ڈھونڈہ لو / سینہ یہی جگر ہے یہی دل یہی تو ہے

پیر فلک نے صبر مرا مان کر کہا / میری جفاؤن کا متحمل یہی تو ہے

منعم کے ہاتھہ بیچتے ہین آج آبرو
بڑہ بڑہ کے کہہ رہا کفِ سائل یہی تو ہے

وہ چارون ہاتھہ پاؤن مین مہندی لگائیے
گستاخیون کا وقت ارے دل یہی تو ہے

ابروے اپنے کہتے ہین دکہلا کے وہ ہلال
کردے خجل کہ مدِ مقابل یہی تو ہے

پھیرا جو یار نے تو یہ پہچان کر کہا
کمبخت بدنصیب مرادل یہی تو ہے

احسان ہو دی جگہہ جو لطافت کو قبر کی
ای خاکِ کربلا ہوس دل یہی تو ہے

گیا شباب دلِ داغدار باقی ہے
خزان مین سیر کو یہ لالہ زار باقی ہے

سدہارا حسن خطِ روے یار باقی ہے
ہوا سوار تو راہی غبار باقی ہے

اگر وہ پوچھین گے کچھہ اور پیار باقی ہے
زبان سے نکلے گا بے اختیار باقی ہے

کہیگی رحمت حق عاصیون سے حشر کے دن
کہ بخشدون کوئی امیدوار باقی ہے

قریب دل کے جگر دیکھہ کر وہ کہتے ہین
اوسے تو صید کیا یہ شکار باقی ہے

وہ جائین گورِ غریبان کو روند کر نہ ابھی
ادہر بھی آئین ہمارا مزار باقی ہے

شراب و شیشہ و ساقی ہی توبہ ٹوٹیگی
اب ایک آنے کو فصلِ بہار باقی ہے

شبِ وصال ابھی سے ہین آپ گھبرائے
فقط گلے سے لگایا ہی پیار باقی ہے

غمِ فراق مین مدت سے بھولے بیٹھے تھے
کہ دل بغل مین ترا یادگار باقی ہے

شرف ہی عاشقِ صادق کے خط کا پہنچانا
کہ ہدہد آج تلک تاجدار باقی ہے

ہوی ہین عشق مین رخصت قرار و ہوش و حواس
بس ایک تن مین مری جان زار باقی ہے

سبو کا باندہ نہ منہ بزم مین ابھی ساقی
کہ اور بھی کوئی امیدوار باقی ہے

خزان بہار جوانی ہوئی جو دل ہے تو کیا
وہ رنگ ہی نہین بلبل ہزار باقی ہے

نکلکے سینہ سے دل کوے یار مین پہنچا
گیا بہشت مین مومن مزار باقی ہے

لطافت اسنے بنایا ہر ایک کو عاشق

نہ رند کوئی نہ پرہیزگار باقی ہے

بیں منعم جو بڑہا دیتی ہے حاجت میری
کھینچ لیتی ہے مرے ہاتھہ کو ہمت میری

کاش آئینہ بنا دے مجھے حیرت میری
دیکھون مین اُسکا جمال اور وہ صورت میری

پھر گنہ کرنے پہ مائل ہے طبیعت میری
آبرو رکھہ لے اب اے اشک ندامت میری

ہجر مین اُسنے سنی غیر جو حالت میری
تو کہا یہ بھی ہے در پردہ شکایت میری

ہے یہ داد و ستد الفت کی بدولت میری
دل گیا ہاتھہ سے آئی جو طبیعت میری

طرفہ دستار سے اے چرخ ہے زینت میری
پیچ پر پیچ دکھانے لگی قسمت میری

کالے کالے ترے گیسو ہین جو اے یار طویل
ہوئی سر چڑہ کے مجسم شب فرقت میری

حشر کے روز گنہگار سے پوچھے گا کریم
دیکھہ عصیان ترے بڑہ کر ہین کہ رحمت میری

طرفہ احسان ہے وہ ناز سے فرماتے ہین
شکر کر شکر کہ تو اور محبت میری

زلف کا طول بلا خال کی کوتاہی قہر
وہ شب ہجر تو یہ ہے شب وصلت میری

دونون ایذا مین بلا طول مین ہین دونون فرد
دن ہے اے حشر ترا یا شب فرقت میری

شکوہ ہجر جو کرتا ہون تو وہ کہتے ہین
دل کے بہلانے کو کافی ہے محبت میری

مر گئے ہم تو کہا طعن سے اُس کافر نے
لو چلے کرنے خدا سے ہین شکایت میری

سُنکے مرنا مرا اگڑ نامراد وہ کہتے ہین
وہم آتا ہے رہے دل مین محبت میری

شیشہ جھک جھک کے جو ساغر سے ہی کرتا ہین
کہین اے پیر مغان ہو نہ شکایت میری

صبح ہوتی ہی نہین ساز ہے کیا دونون مین
کیا ملی بخت سیہ سے شب فرقت میری

کھینچکر کوچہ جانان مین نشان کہتا ہون
فاتحہ پڑہیئے کہ فرضی ہے یہ تربت میری

حسن کی مدح جو کرتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ
آپکو کیا بہت اچھی ہے جو صورت میری

تارے چھٹکے ہوے دیکھے تو کہا عاشق نے
میرے رونے پہ ہے ہنستی شب فرقت میری

غافلو پیش نظر موت ہے دل سے دیکھو
عکس کہتا ہے کہ آئینہ ہے تربت میری

زندہ جب تھا تو وہ کہتے تھے کہاں مرتے ہو
مرگیا جب تو کہا چھوڑی محبت میری

نیند سے صبح شبِ وصل جو کھلتی ہے آنکھ
اُنکا مُنہ دیکھتا ہون نہین تو وہ صورت میری

اوسنے شیدا مجھے کر کے یہ کہا روزِ ازل
دل ترا کعبہ تو ایمان ہو محبت میری

رشک آتا ہے دل یار مین پائی ہے جگہہ
مجھسے تقدیر مین بہتر ہے عداوت میری

حسن اودہر عشق ادہر وہ بھی جوان مین بھی جوان
وصل کہتا ہے فقط ایک ہے حاجت میری

توبۂ عشق بتان لاکھہ ہون کرتا لیکن
دیکھہ کر حسن بدل جاتی ہے نیت میری

آکے بازار جہان مین یہ کفن کہتا ہے
مرنے والے ہین کہ ہر جان ہی قیمت میری

شکوہ کرتا ہون تو وہ ناز سے فرماتے ہین
بھولنا وصل کے وعدے کو ہے عادت میری

دلِ عاشق یہ حسینونمین صدا دیتا ہے
مول لو مجھکو کہ اِک بوسہ ہے قیمت میری

سنکے وہ کہتے ہین کیا خوب خدا کی قدرت
آپ کے پیار کے قابل ہے یہ صورت میری

نزع کے وقت جو دیکھونگا جمالِ جانان
روح کے ساتھہ نکل جائیگی حسرت میری

سب فلک پھرنے لگے دور کواکب کا ہوا
کچھہ جو تقسیم ہوئی گردشِ قسمت میری

وصل کی رات ہی کیا آئے چلے کیا اے یار
ایک بھی تو ابھی نکلی نہین حسرت میری

یاد آتی ہین جو گذری ہوئی شب کی باتین
مُسکرا دیتے ہین وہ دیکھہ کے صورت میری

وہ جو پہلو سے شبِ وصل سرک جاتے ہین
اشک بن بنکے ٹپک پڑتی ہے حسرت میری

پُتلیان دیکھہ کے مردم کی وہ فرماتے ہین
سبکی آنکھونمین پھرا کرتی ہے صورت میری

دیکھتا ہون تری مژگان جو سدا برگشتہ
جانتا ہون کہ مجسم ہوئی قسمت میری

ماہِ کامل سے وہ یہ بحث کیا کرتے ہین
سچ کہو اچھی تری صورت ہی کہ صورت میری

مرنے والے جیسے تا حشر ہین سمجھے شبِ قبر
تھوڑی تھوڑی ہے بنٹی اِک شبِ فرقت میری

لطف ہے ناز سے کہتا ہے حسینونمین وہ شوخ
پیار کرتے ہین لطافت وہ ہی صورت میری

مزا ہوا آکے سینہ مین رہین پیکان جو قاتل کے
نہین گنجایش ارمانون کے تھا مان ہین کئی دل کے

جو دیکھے ظلم وقتِ ذبح مجھپر میرے قاتل کے
لہو کے آنسوون رویا بہت خنجر گلے مل کے

قریبِ چشم جلوے تھے ہین مژگان قاتل کے
بجھائے ہین یہ سارے تیر اسی نے ہر ہلاہل کے

شگفتہ دیکھکر گل ہین یہی نالے عنادل کے
کہ ٹکڑے ہین چمن مین یہ ہمارے خونشدہ دل کے

گیا جب محتسب ساقی سے پوچھا یہ گلے مل کے
شکستہ شیشہ مے ہے کہ ٹکڑے ہین مرے دل کے

نہایت رشک ہی کیونکر نہ ٹکڑے ہون مرے دل کے
کہ بوسے لے ترے یون طوق ہیری کا گلے مل کے

نجاتِ آخرت کی ہے طلب تو دیکھے کچھہ لے لے
خدا کا ہاتھ بھی تو ہاتھہ پر رکھا ہی سائل کے

پھر آنے کی نہین امید آمد محتسب کی ہے
چلا ہے جامِ مے محفل مین شیشہ سے گلے مل کے

گہن پڑتے جو دیکھا بدر پر عبرت ہوئی دلکو
ہوا ثابت ہمین ناقص عدد ہوتے ہین کامل کے

دہن مین ہے زبان باقی سدا مارے دانت پیر میں
رہا اک صاحبِ خانہ گئے سب لوگ محفل کے

وصالِ یار سے راحت ہوئی تھی ہجر پھر آیا
یہ تڑپا دل کہ آلی ہوگئے پھر زخم چھل چھل کے

تمھاری چشم نے شاید کہ اسکو بھی جلایا ہے
نہین گوہر دکھائے ہین صدف نے آبلے دل کے

گلوری عطر مستی پھول کاجل آئینہ شانہ
نیا انداز ہے یہ اسلحہ ہین میرے قاتل کے

نجیلو کیا ہو بیڑا یار کیونکر بڑھ سکے آگے
جوابِ سخت لنگر بنگئے کشتی سائل کے

کمان ابرو مرا تیرِ نگہہ کی مشق کرتا ہے
ابھی ہی ابتدا تودے بنائے جاتے ہین دل کے

وہ مسکین ہون کہ خشکی و تری کی سیر ہی گھر مین
جو میلِ دشت شیشے ہین تو چشمے جام محفل کے

جلایا تھا نہایت قحطِ مے نے شوق مستی مین
جو کچھہ انگور ٹوٹے آبلے پھوٹے مرے دل کے

عجب ہی عشق صادق جتنے جلجاتے ہین پروانے
تو اُٹھتے ہی ٹپک پڑتے ہین آنسو شمع محفل کے

ملی ہی حد کی شیرینی کوئی تعریف کیا لکھے
ہوے وہ بیدہن مشہور آخر لب سے لب مل کے

گہر کے واسطے سینہ صدف کا چاک کرتے ہین
نہین طمّاع دنیا آبلے بھی چھوڑتے دل کے

لطافت یہ نہین ہین پھول لالہ کے گلستان مین

مجسم ہو گئے ہین ہم نشین نالے عنادل کے

جو داغ تیرہ اہل جہان کی نظر مین ہے
یہ عکس میرے بخت سیہ کا قمر مین ہے

عاشق حلال ہوتے ہین بس تیغ ہر قدم
تلوار کی لچک تری نازک کمر مین ہے

ہمسر ہوا تھا ایکدن اُس رُخ سے آفتاب
اسو جہ سے زوال اسی دوپہر مین ہے

ہی آنکھہ دوڑتی ترے دندان صاف پر
کشتی مری روان اسی آب گہر مین ہے

دنیا مین چین زر کی بدولت کبھی نہین
رہزن کا خوف اہل دول کو سفر مین ہے

دندان نے تیرے رخنے نکالے ہین اسقدر
ناسور آبرو کے لیے ہر گہر مین ہے

کھینچون گا صبح کو تری تصویر اے پری
سُرخی شفق مین ہے تو سفید ا سحر مین ہے

ثابت ہوا ہمین مہ نو سے جہان مین
کامل اگر ہے عیب تو داخل ہنر مین ہے

جویاے مال ہین یہ حسین ظاہری سے چاہ
اک ہاتھہ سے گلے مین پڑا اک کمر مین ہے

پھندا ہی مرغ دل کے پھنسانے کو بال کا
حلقہ جو ناف کا تری نازک کمر مین ہے

کس کیفیت سے پھرتے ہین امسال مےفروش
خم سر پہ شیشہ ہاتھہ مین ساغر کمر مین ہے

ہر جا شگفتہ دل ہین دکھا دیتے اپنا رنگ
ہین چار پھول بھی تو بہار اک سپر مین ہے

رہزن ہی چشم دل ہی چلا کوے زلف مین
ہو خیر یا خدا کہ مسافر سفر مین ہے

کہتی ہے تیغ یار گلے کیون ملون نہ مین
دیکھو وہ چاند عید کا طالع سپر مین ہے

موے میان یار سے وابستہ ہے ہر آنکھہ
تار نظر ہین جمع کہ پٹکا کمر مین ہے

دل کو نہ حب مال سے غافل سیاہ کر
کیسے کا رنگ دیکھہ یہ تاثیر زر مین ہے

کیونکر بسر فراق مین ہوتی ہے کیا کہین
تھا دل مین درد رات کو دن کو جگر مین ہے

کیا اے لطافت اُس رُخ روشن سے دین مثال
زردی سے آفتاب مین دھبا قمر مین ہے

کوچہ عشق مین جب پاؤن بمشکل اوٹھے
یا علی کہہ کہ بخوبی قدم اے دل اٹھے

سیر کر کے جو کنارے سے وہ قاتل اُٹھے
شور موجون کی زبان سی لب ساحل اُٹھے

ایکدم روکے اگر عاشق بیدل اُٹھے
جوش دریا کو ہو طوفان لب ساحل اُٹھے

دیکھنا دور ہی سے راہ مین آکر تو بھی
جب جنازہ مرا اے حور شمائل اُوٹھے

تیرے دیوانہ کی آمد جو بیابان مین ہوئی
بہر تعظیم بگولے کی منزل اُوٹھے

ہائی عجب شور وشغب لائیے صاحب تشریف
کہ زمانے سے نزاع حق و باطل اُٹھے

مینے تھوکا جو لہو ہجر بتان کے غم مین
کر کے تشخیص اطبا مرض سل اُٹھے

ہم وہ ہین مست کہ ہو بادہ کشی مین صرف
ہو جو قارون خزانہ ہمین حاصل اُٹھے

سلسلہ وحشیون کو زلف بتان سے کیا تھا
حشر کو پاؤن مین پہنے جو سلاسل اُٹھے

بوسہ کب اُس یم خوبی کا نہانے مین لیا
مجھپہ طوفان نہ کیا کیا لب ساحل اُٹھے

صاف اس آئینے مین آئی نظر شکل اُسکی
پردہ غفلت کا ترے دل سے جو غافل اُٹھے

ہم وہ ہین مست کہ ہر حال مین ہین بادہ کشی
حشر کو ساغر کوثر کے ہین سائل اُٹھے

بیچ ڈالین ابھی اک بوسہ پہ محبوب کی ہاتھ
اسطرح کی تری قیمت اگر اے دل اُٹھے

چہچہے تم بھی کرو بادہ کشی ہم بھی کرین
باغ مین جب کہ گھٹا خوب عنادل اُٹھے

سر پہ ہے بار گنہ راہ عدم دور و دراز
پاؤن کسطرح نہ عاصی کا بہ مشکل اُٹھے

آج نظارہ کسی چاند سے رخ کا ہوگا
خواب مین دیکھ کے ہم ہین مہ کامل اُٹھے

چشم جادوئے صنم کا جو کوئی پوچھے وصف
مدح کا شور میان چہ بابل اُٹھے

ناتوان عشق نے اسدرجہ کیا عاشق کو
ناز بھی تیرے نہ اے حور شمائل اُٹھے

جلوۂ قدرت حق حشر کو دیکھا سب نے
آسمانون کے جو ہین پردہ حائل اُٹھے

میری عصیانکی ہین ہنیر انمین بھری بار عظیم
پلہ کیا بوجھ سے اے خالق عادل اُٹھے

بیٹھے بیٹھے ترا لو آٹھ پہر دیکھین ہم
چار دیوار عناصر جو نہ حائل اُٹھے

عشق مین غیرت لیلےٰ کے ہوا ہون ہیجان
کیون جنازہ نہ مرا صورت محمل اُٹھے

رخ صاف آئینہ کی شکل دکھا دیتا تم
صبح کو سوکے اگر عاشق مائل اُٹھے

ہے مرے دل مین کسی غیرت لیلی کی جگہ
مرکب جسم سے کسطرح یہ محمل اُٹھے

ہجر مین دہیان ہے اُس زلف کی زنجیر کا
کیون نہ آہونکا دہوان بنکے سلاسل اُٹھے

سخت جان ہون مین لطافت وہ کرین کیا مجھکو قتل
جبکہ تلوار نزاکت سے بمشکل اُٹھے

ہمپر جہان مین ضعف کا بس اختتام ہے
اُٹھتی نہین ہے پھر بھی جو اپنا نام ہے

ساقی تری شراب سے کیا ہمکو کام ہے
جاری زبانپہ ساقی کوثر کا نام ہے

دل مین ہمارے یاد خط سبز فام ہے
کعبہ مین جا بجا خضر علیہ السلام ہے

اُس خط سبز کا جو دہن پر مقام ہے
کہتے ہین پختہ کار کہ یہ سیب خام ہے

اے گل ترا مطیع ہر اک خاص و عام ہے
لالہ چمن مین فخر سے داغی غلام ہے

صانع کا تذکرہ ہے تو صنعت کا نام ہے
انجام دیکھنا کہ نہ خم ہے نہ جام ہے

دل مین مرے خیال بتون کا مدام ہے
شان خدا حرم مین بتون کا مقام ہے

آزادگی ہے اپنی نئی عشق زلف مین
کھینچا جبین پہ جاے الف ہمنے لام ہے

میخانہ جہان مین ہے الٹی ہوا چلی
معکوس ہر حباب کا دریا مین جام ہے

ہے شغل میکشی مین تعلی ہمین پسند
شیشہ فلک کا مہر درخشان کا جام ہے

اسدرجہ مختصر شب وصل صنم ہوئی
نوبت بجی جو صبح کی سمجھا مین شام ہے

کشتہ نہ حسرتون کو کرو میرے دل مین تم
بیت الحرم مین خون بہانا حرام ہے

رخ اُسکا زلف مین ہے لب سرخ پر مسی
صبح ختن وہ ہے یہ بدخشان کی شام ہے

قرب جبین صاف عیان ہے جو زلف کی مانگ
دیکھو ملی حلب سے رہ ملک شام ہے

ساقی کا ابکی سال تکلف تو دیکھیے
زرین ہین جام شیشونپہ مینی کا کام ہے

مستون سے خوب اُٹھ گئی تکلیف شرع کی
دیکھو نماز نشہ مے مین حرام ہے

مشکل اگر پڑی ہے لطافت تو غم نہین
مشکلکشا جہان مین تیرا امام ہے

کسقدر نفرت ہی اپنے عاشقِ مہجور سے — دور دور اُسنے کہا دیکھا جو مجکو دور سے
وصف ہو تحریر اُسکی عارضِ پُر نور کا — روشنائی گر بنی دودِ چراغِ طور سے
ترش رو ہوکر لگائی مجکو تیغ اُس ترک نے — جائے خون نکلے گا سرکہ زخم کے انگور سے
وصل کی شب وہ گئے پچھلے پہر مین مرگیا — غسلِ میت چاہیے ہے صبح کے کافور سے
کوچہ گردی کی تلاشِ مے مین ہمنے ہے اسقدر — پاؤن مین چھالے پڑے ہین خوشۂ انگور سے
پان کی سرخی گلے سے اُسکے یون آئی نظر — رنگِ مے ظاہر ہو جیسے شیشۂ بلور سے
دھوم سی جاتا ہی صاحب وہ جنازہ غیر کا — فائدہ کیا پاس جانے سے ہے دیکھو دور سے
نازبرداری کرون یا مین اُٹھاؤن سیرِ ظلم — بوجھ اُتنا دے کہ جتنا اُٹھ سکے مزدور سے
نیش ہین تارِ شعاع اُس مہروش کے ہجر مین — ماہِ کامل کم نہین ہے خانۂ زنبور سے
فیض دانا مین ہی سب طالب ہو جسکا جو کوئی — سرکہ و بادہ ہین بنتے دونون اِک انگور سے
ایکبار اِس گھر مین آئے تھے پر اب آتے نہین — ڈر گئی کالی بلا میری شبِ دیجور سے
مے سے چڑھاتے ہی گلابی اُسکی آنکھین ہوگئین — یہ کٹوری کم نہین ہین ساغرِ بلور سے
سامنے میرے پلائی غیر کو ساقی نے مے — روتے روتے دیدۂ گریان ہوئے انگور سے
ہوکے گھائل بھی نہ چھوٹی مسکشی مجہ مست سے — بھر دیا حق نے دہانِ زخم کو انگور سے

اے لطافت جنکے دل تیرہ ہین وہ سمجھین جدا
احمد و حیدر کی ہی خلقت ہوئی اِک نور سے

ہمسر ہے قامتِ صنمِ خود پسند سے — ہی پست عقل سرو کے قدِ بلند سے
کیا خوف چشمِ زخم و نظر کی گزند سے — اُس آنکھ کے قرین ہین سیہ تل سپند سے
اُٹھی جو آہ میرے دلِ دردمند سے — جل جائین آسمان پہ ستارے سپند سے

ہر ہر گھڑی نہ جھاڑ اسے اے سئیس یار
لپٹی کسی کی خاک ہے پائے سمند سے

کیا صدقے ہوکے یار پہ گرتا ہے آگ مین
آتا ہی رشک ہمکو ہین جلتے سپند سے

جائینگے بام یار پہ ہم لاغر و نحیف
پہنچین گے دودِ آہِ رسا کی کمند سے

عشق لبِ صنم مین جو مرنے کا قصد ہے
اے موت مجکو زہر بھی شیرین ہو قند سے

اس غیرتِ چمن کی محبت مین ہون یہ زار
گرتا ہون موجِ نکہتِ گل کے گزند سے

ہے چاندنی مین وصل کی شب عکسِ روئے یار
معمور نور گھر ہے ضیائے دوچند سے

حیران ہو نہین کہ آگ پہ ٹھہرے ہین کسطرح
اس روئے آتشین پہ جو تل ہین سپند سے

عقدہ ترے دہان و کمر کا کرے گی حل
امید ہے طبیعتِ دقت پسند سے

آنسو بہاکے یار کو لاتے ہین دام مین
کم اپنے تارِ اشک نہین ہین کمند سے

خالی نہ پھیرے ہاتھ دعا کے مرے قبول
آئی حیا کریم کو دستِ بلند سے

او شہسوار روک لے گھوڑا نہ گھر کو جا
لپٹا ہون اضطراب مین پائے سمند سے

سینہ سی چشمِ یار نے دل کو چرا لیا
آیا یہ چور گھر مین نگہ کی کمند سے

رکھی یہ اسنے عاشقِ دندان کی آبرو
باندھے ہین ہاتھ موتیونکے دست بند سے

ہوکر نثار شعلۂ رخ پر ہون پھک رہا
سیکھا ہے مینے عشق مین جلنا سپند سے

داڑھی ہی شیخ جی نے بڑھائی ہنسینگے سب
باز آئینگے نہ رند کبھی ریشخند سے

آنکھین دکھاکے زلف کو بکھرا کے یار نے
دل میرا لے لیا ہے عجب مکر و فند سے

دیوانہ ہاے زلف ہین کھنچ کھنچ کے آرہے
پھیلے ہوے ہین جادۂ صحرا کمند سے

لے آئے جاکے عرش سے مضمونِ بام یار
کہدون ابھی جو طبع تعلی پسند سے

نالان ہین عشقِ خال مین جل جلکے یون رقیب
آواز جیسے آگ مین نکلے سپند سے

دندان ترے بنے لبِ شیرین سے آبدار
نکلی نبات یہ اسی شکر سے قند سے

بن بن کے گردباد ہوے دشت مین بلند
گردِ ملال اٹھی دلِ رفعت پسند سے

آنکھین تپ فراق مین جلتی ہین کسقدر / مجمر ہر ایک چشم ہی تل ہین سپند سے
گو ایک جنس ہون پہ صفائی مین ہی مزا / دیکھو سوا نبات کی قیمت ہی قند سے
ہین دل مین داغِ عشق تو مغرور ہی رقیب / دعوی تونگری کا ہی دینار چند سے
فرہاد اور قیس کو ترجیح مجہہ دی / حیران ہون خلائق مردہ پسند سے

گھر کر لیا ہے قلب لطافت مین عشق نے / ہوگا نہ فائدہ کبھی ناصح کی پند سے

جائے اس کوچہ مین کیا طاقت دل بیمار کی / کالے کوسون راہ ہی زلفِ سیاہ یار کی
ناتوانی حد سے گذری اپنے جسمِ زار کی / پھبتیان ہونے لگین موئے میانِ یار کی
داستان سنکر ہمارے دیدۂ بیدار کی / اوڑ گئی ہے نیند چشمِ نرگسِ بیمار کی
رو رہا ہون عشق مین طفلِ برہمن کے جو مین / شکل ہے ہر ایک تارِ اشک مین زنار کی
اہلِ جوہر جو کہ ہین خاموش رہتے ہین سدا / کسنے دیکھی ہے زبان گویا کسی تلوار کی
عشقِ زلفِ یار مین ہون دل لگا کیا پر ملال / پوچھنا اچھا نہین شب کو خبر بیمار کی
ناتوانون کی ہی باغِ دہر مین مٹی خراب / کون کرتا ہی عیادت نرگسِ بیمار کی
پھر اٹھا ابرِ بہاری پھر ہوئی مے کی ہوس / فصلِ گل پھر آئی پھر بدلی ہوا گلزار کی
اہلِ جوہر دشمنِ ہمسایہ سے ہین بے خطر / آب سے بجھتی ہے ایدل آنچ کب تلوار کی
حلقۂ گیسو کے سودے مین جو رویا مین خفیف / پڑ گئی پھانسی گلے مین آنسوؤن کے تار کی
میرے زخمون مین اٹھا کرتی ہی رہ رہکر چمک / کر گئی تاثیر کیا صحبت ترے تلوار کی
دشت مین بھی فیض مجہہ وحشی کا جاری ہوگیا / آبلون سے تر ہوئین سوکھی زبانین خار کی
عاشقون کے دل جلاتی ہی بنا گوشِ صنم / حسن سے کیا لو اٹھی ہی آتشِ رخسار کی
ہی ہمارے رشکِ عیسی کا چمن مین انتظار / آجتک آنکھین کھلی ہین نرگسِ بیمار کی
بارہ کا دور آ ہے اے طفلِ برہمن آمین کیا / عاشقون کو قتل کرتی ہے پھبن زنار کی

بحیطا کیسکا بہایا خون تیرے تیر نے
کہہ رہی ہی صاف خاموشی لب سوفار کی

کوچہ اوس رشک سلیمان کا پرستان بنگیا
ہوگئین پریان بھی عاشق سایۂ دیوار کی

سقف چرخ پیر مین تارے ہین یا سوراخ ہین
نقل اوتاری کسی گھر کے روزن دیوار کی

دام صیادون نے آ آکر لگائے باغ مین
مین وہ بلبل ہون نہ دیکھی شکل بھی بازار کی

چشم آہو کا جو کوئے یار مین ہوتا ہے ذکر
چشمکین کرتی ہین آنکھین روزن دیوار کی

ای لطافت روح نکلی صدقے ہونے کے لیے
نزع مین دیکھی جو صورت حیدر کرار کی

کیا کہون مین شان خط سبز روئے یار کی
حسن قرآن کا پڑھا جدول کھنچے زنگار کی

تاب ہی دل کو نہین دیدار چشم یار کی
کیا عیادت ہو سکے بیمار سے بیمار کی

دھجیان اوڑ جائینگی زاہد تری دستار کی
آگے رندون کے نہین کچھ اصل نو دس تار کی

گھر بناتے وقت آیا قبر کا ہمکو خیال
گورکن یاد آئے صورت دیکھ کر معمار کی

باغ مین شبنم نہین یہ انتظار یار مین
ڈبڈبا آئی ہین آنکھین نرگس بیمار کی

رات کو بھی کوچۂ دلدار مین رہتا ہی دن
دہوپ عاشق ہوگئی ہے سایۂ دیوار کی

صحبت شعر و سخن مین ہے مری تقریر تیز
معرکہ مین جیسے چلتی ہے زبان تلوار کی

زلف و خط یار کا جب نزع مین آیا خیال
نبض دودی اور نیلی ہوگئی بیمار کی

دشمن ہمجنس سے ہوتا ہی عالم مین فروغ
آب سی ہی آنچ بڑہ جاتی ہی اک تلوار کی

عاشقون کی جان لیتا ہی نظربازی کا شوق
زہر ہوتی ہین تری میٹھی نگاہین پیار کی

قطعه

بادہ خواری سے جو مین ہوتا ہون تائب نشے مین
مدح کرتی ہے زبان موج مے گلنار کی

جای قلقل توبہ توبہ کرتے ہین شیشے تمام
جام کے لب سے صدا آتی ہے استغفار کی

بوسہ بازی یار سے ٹھہری ہوئی جو شرط
جیت سے بھی ہے زیادہ آج لذت ہار کی

عاشقون سے چین بابرو ہو نہ ای قاتل سدا
آبرو جاتی ہے بل سے مغربی تلوار کی

آہ کر کے اور سینہ تھام کے ہم رہ گئے
اوس نکیلی گات نے برچھی جو دل کے پار کی

رو رہا ہون میکشی کے دہیان مین ساقی مدام
اشک میرے ہین لڑی ہوتی صراحی دار کی

ہی زمانے مین تواضع جو ہر ذاتی مرا
دوست دشمن سے ہے ملنا جھک کے خو تلوار کی

اے لطافت ہوسکے کسطرح تجھسے فکر شعر
روز و شب رہتی ہے کثرت دل مین اوافکار کی

وحشت ہر عاشق دلگیر آدھی رہگئی
چھٹ کے جب اوس زلف کی زنجیر آدھی رہگئی

تن مین جان عاشق دلگیر آدھی رہگئی
جب شب وصل ای بت بے پیر آدھی رہگئی

بام پر شب کو اولٹ دی اسنے کیا سارے نقاب
دفعتہ لو ماہ کی تنویر آدھی رہگئی

یار کے آتے ہی شادی مرگ عاشق ہوگیا
موت آئی وصل کی تدبیر آدھی رہگئی

میرے ہوتے غیر کو قاتل نے مار ا ہیچ ہے
آبروئے عاشق دلگیر آدھی رہگئی

ہاتھ جسدم آگئی اُس سیمتن کی خاک پا
دل مین میرے خواہش اکسیر آدھی رہگئی

لی عدم کی راہ مانی نے پہنچکر تا کمر
کھنچتے کھنچتے یار کی تصویر آدھی رہگئی

آہ ساری عمر ہمنے عشق کا دفتر لکھا
یکقلم باقی مگر تحریر آدھی رہگئی

گرمیان دیکھین جو میری شعلہ رو کے بزم مین
گھلتے گھلتے شمع اے گلگیر آدھی رہگئی

کہہ سکا سارا نہ اوس سے حال دل مین ناتوان
ضعف سے غش آگیا تقریر آدھی رہگئی

ہل گئین قاتل کی پلکین جب دم صید افگنی
سہم کر چالاکی ہر تیر آدھی رہگئی

غیر سے لڑکر وہ طفل جنگجو پھر ہل گیا
راہ پر آکر مری تقدیر آدھی رہگئی

سر جو کاٹا شمع کا محفل مین تونے ظلم سے
جان پروانے کی ای گلگیر آدھی رہگئی

ہوسکی مجھسے نہ شرح مصحف عارض تمام
آخر اس قرآن کی تفسیر آدھی رہگئی

بن سکے بہزاد و مانی سے نہ اُس گل کی کمر
درمیان مین آئی جب تصویر آدھی رہگئی

قصد جب اُسنے کیا مجھ نیمجان کے قتل کا
خود اُگل کر میان سے شمشیر آدھی رہگئی

کوے جانان مین لطافت غیر بھی داخل ہوا
پاس اپنے خلد کی جاگیر آدھی رہگئی

عاشق کی ہی اسی پہ مدارات رہگئی
جب بوسہ اُسنے لب کا دیا بات رہگئی

زلفین بنا چکے ہیں یہ جان چل کے سو رہو
تھوڑی سی اب تو وصل کی ہی رات رہگئی

پردہ ہوا نہ فاش عدم کا کیا سفر
عشق دہن مین آئی اجل بات رہگئی

گذری جوانی آہ پہ رونا نہ کم ہوا
گرمی کے دن گئے پہ یہ برسات رہگئی

مانند شب سیاہ ہی بیت الحزن مین دن
مہمان آکے گھر مین مرے رات رہگئی

سرخی ہمارے خون کی چھٹی دست یار سے
مہندی نہ بنکے ہاتھ مین ہیہات رہگئی

ہونے دیا نہ وصل کا وعدہ رقیب نے
آکر کلام قطع کیا بات رہگئی

سائل ہون مین خدا کے لیے اب کرو نہ بخل
اک بوسہ پر ہی حسن کی خیرات رہگئی

ہیسے کیا ہے وعدۂ فردا حضور نے
اب حشر پر امید ملاقات رہگئی

بیچارہ دل تو عشق مین پہلے ہی چھن گیا
تھی آنکھ جو بنائے فسادات رہگئی

محراب کعبہ کا تری ابرو پہ شک ہوا
آکے میرے لب پہ مناجات رہگئی

مین زار قبر مین نہ نکیرین کو ملا
کیا دل مین آرزوے سوالات رہگئی

موت آگئی نہ وصل ہوا یار سے نصیب
امید استجابت دعوات رہگئی

چھایا یہ رعب حسن صنم ہو سکی نہ بات
کیا آرزوے حرف وحکایات رہگئی

کیا عشق مین ذلیل ہوے احباب دل
کیا بات کہیئے قبلۂ حاجات رہگئی

دیتی دہان تنگ صنم کا جواب کیا
غنچہ چمن مین منہ نہ لگے بات رہگئی

غافل اخیر عمر ہے اعمال نیک کر
ہشیار اب ہو نیند سے کم رات رہگئی

دل کھو کے اپنی جان بچی عشق مین تو کیا
یہ کون سی بڑی ہی کرامات رہگئی

عیاریون سے دل مرا اُس شوخ نے لیا
چھوٹی نہ چال اور نہ کوئی گھات رہگئی

تعریف کی جگھہ یہ ہین بیہودہ اعتراض | افسوس اب یہ قدر کمالات رہگئی
لیلی و قیس عالم فانی سے چل بسے | گذرا وہ حسن و عشق مگر بات رہگئی

ہمکو بلاتے ہین نہ لطافت وہ آتے ہین
رستے گلی کی اونسے ملاقات رہگئی

حسب فرمایش جناب نواب مرزا محمد مہدی علیخان بہادر دام اقبالہ

پری کی اور پرستان کی آرزو کم ہے | حسین لاکھہ ہین کیا شہر لکھنؤ کم ہے
ستم ہے خنجر سفاک سرخرو کم ہے | غضب یہ ہے کہ مرے جسم مین لہو کم ہے
گہر ہو کیا ترے دندان صاف سے ہمسر | نہ کیون صدف مین نہان ہو کہ آبرو کم ہے
کہون مین کیا تری زلف سیہ کو سنبل و مشک | چمن مین ہے یہ پریشان تو آہو مین بو کم ہے
عبث ہین ڈھونڈھتے آب کثیر زاہد خشک | بہار مین خم مے کیا پیے وضو کم ہے
چمن مین سنکے ترانہ ہوئی ہے بلبل مست | ترا کمال یہ کیا میرے خوش گلو کم ہے
خم شراب لگا میرے منہ سے ایساقی | خمار بھی تو نہوگا مجھے سبو کم ہے
مرے لہو کا نہین داغ بدلے تیغ کے | اسی سے خنجر قاتل کی آبرو کم ہے
عبث رقیب پلاتے ہین مے نزاکت مین | شراب تند کی کیا اوس حسین کو بو کم ہے
خیال زلف مین پھانسی لگا کے دون کیون جان | گلا دبانے کو کیا ہر رگ گلو کم ہے
ہم اپنے دل کو سنبھالے ہوے ہین الفت مین | بیان کرنے کی تم جانتے ہو خو کم ہے
بنا دیا ہے مرے دل کو مقتل او قاتل | بشر کے قتل سے کچھہ خون آرزو کم ہے
جو تنگدل ہین نہین خلق انمین مثل غنچہ | نظیر دیکھہ لو غنچہ مین گل سے بو کم ہے
ہم آنسوون سے ہین منہ دھوتے سجدہ کرنیکو | گناہگار رہین کیا اسقدر وضو کم ہے
لگائے کیون نہ ہر اک عندلیب اشک کا تار | قفس کے چاک بہت سے ہین کیا رفو کم ہے

ہر ایک پھول پہ ہوتی ہی عاشق اے بلبل — اسی سے قدر ترے گل کی روبرو کم ہے

کہے کوئی غم و رنج والم سے دل مین آئین — ہجوم حسرت و اندوہ و آرزو کم ہے

ابھی تو چاک ہی پھر ٹکڑے ٹکڑے دل ہوگا — نگہ کی تار بھر و حاجت رفو کم ہے

کھنچے ہین دار پہ منصور کی طرح لاکھون — بشر کے حق مین زبان اسکی کیا عدو کم ہے

صدائے شیشۂ مے ہے بغیر ساقی کے — ہمارے شل کوئی گریہ در گلو کم ہے

رقیب مکر سے روتا ہی سامنے اسکے — گھر مین اشک کی چھوٹی تو آبرو کم ہے

پکارتی ہے یہ بلبل لگا کے اشک کے تار — ہر اک قبائے گل تر مین کیا رفو کم ہے

دیا جو گوہر دندان کا بوسہ اسنے کہا — اب اور چاہتے ہو کیا یہ آبرو کم ہے

لپٹ کے وصل مین عاشق سی پوچھتا ہی وہ شوخ — بتا کچھ اب تو ترے دل کی آرزو کم ہے

علی کا رتبہ احادیث کی مطابق جان
کہ دشمنی سے لطافت نہین غلو کم ہے

بلند ہین علم آہ شور ماتم ہے — غم فراق سے گھر مین مرے محرّم ہے

خیال مہندی لگانے کا انکو ہر دم ہے — غضب یہ ہے کہ مرے جسم مین لہو کم ہے

ہوئی ہی تشنۂ خون تیغ ترک کے غم ہے — غضب یہ ہے کہ مرے جسم مین لہو کم ہے

جنون مین نشتر فصاد تیز ہر دم ہے — غضب یہ ہے کہ مرے جسم مین لہو کم ہے

لیا جو وصل کی شب جھک کی بوسۂ دندان — تڑپ کے بولے کہ الماس زیب خاتم ہے

پسند کیون نہ بشر کو حسین ہو گندم گون — یہ رغبت ارث قدیم جناب آدم ہے

ہوس سی زر کی طرف دوڑتا ہی نفس خبیث — طمع بنی ہے معلم یہ سگ معلّم ہے

مرے محب ہین مجھے دیکھتے ہی رو دیتے — قد خمیدہ ہلال مہ محرّم ہے

جو سرفراز ہین مفلس سے جھک کے ملتے ہین — کہ شیشہ ساغر خالی کے روبرو خم ہے

سوال وصل کا در پردہ ہی وہ سمجھے گا — رقم کیا اوسی نامہ مین خط توام ہے

ہر اک کو جھک کے تواضع سے کر لیا تسخیر / ہمارے پاس سلیمان کے مثل خاتم ہے

عیان ہے کیا ثمرِ خاکساری و رفعت / سرِ زمین ہے بلند اور آسمان خم ہے

بس ایک دل ہی بضاعت تھا دیدیا تجکو / تمھارا عاشقِ نادار رشکِ حاتم ہے

ہلاک کرتی ہے افراط اچھی شئ کی بھی / زیادہ کھائیے جو اکسیر بھی کوئی سم ہے

فلک ہے وصل کا دشمن نہ کسطرح پیسے / حسد ہوا کوئی بادام بھی جو توام ہے

ہوا ہے صبح شبِ ہجر کیا خنک سینہ / سفیدۂ سحری زخمِ دل کو مرہم ہے

مقامِ حسرت و عبرت ہے یہ ہوا انجام / کہ ٹھوکرون مین سدا کاسۂ سرِ جم ہے

حضور لاکھ کہین مرگِ غیر سے خوش ہون / مگر ہے چہرے سے ظاہر کہ آپکو غم ہے

سوالِ وصل نہ کیجے گا اے لطافت آج / وہ جب سے سوکے اوٹھے ہین مزاج برہم ہے

وعدہ یونہین وہ روز ٹالین گے / کب تلک دل کو ہم سنبھالین گے

جان و دل کو تو کر چکے ہم نذر / حضرتِ عشق اور کیا لین گے

خیر غیرون کا دم بھرین صاحب / اور سے ہم بھی دل لگا لین گے

مرتے مرتے نہ چھوڑینگے ہم عشق / نام اوسی کا دمِ فنا لین گے

بخت جاگین گے میرے طالع کے / ساتھ اپنے جو وہ سُلا لین گے

یاد آئیگا باغ مین جو وہ رُخ / ہاتھ ہر بارِ گل پہ ڈالین گے

خیر روٹھین وہ بوسہ لینے پر / منتین کرکے ہم منا لین گے

اون سے مانگین گے بوسۂ لب ہم / اور کیا گالیان سنا لین گے

بامِ جانان پہ بار پاکے رقیب / ٹوپیان عرش پر اوچھالین گے

کب لیا بوسہ مصحفِ رُخ کا / سر پہ قرآن ہم اوٹھا لین گے

یاد آئیگی باغ مین جو وہ چشم / آنکھ نرگس سے ہم لڑا لین گے

قطعہ

ہمکو الفت مین وہ ملی ہے سزا
کہ کسی پر نہ آنکھہ ڈالین گے

دل لگانے کی اب قسم کھاکر
نام ہرگز نہ عشق کا لین گے

چشم جانانہ پہ صدقے کرنے کو
آنکھین آہو کی ہم نکالین گے

کنگھی اُس زلف مین کرینگے جو ہم
شاخسانے عدو نکالین گے

در نجیرین کا لطافت کیا
قبر مین نام مرتضےٰ لین گے

حسین جب دیکھہ لیتا ہون محبت آہی جاتی ہے
پھڑک جاتا ہے دل میرا طبیعت آہی جاتی ہے

جب اُنکے پاؤن پڑکر مین سوالِ وصل کرتا ہون
تو چُپ ہوتے ہین شرما کر مروت آہی جاتی ہے

سمجھتے ہین حسین کیا مال و سیم و زر کو اے منعم
مقدم حسن ہے خود کھنچکے دولت آہی جاتی ہے

پڑی رہتی ہین اُنکے در پہ برسون وصل کے طالب
کبھی مدت کے بعد اکرِ وز نوبت آہی جاتی ہے

ٹپک پڑتے ہین آنسو جلکے پروانہ جو مرتا ہے
تو فوراً شمع کو محفل مین رقت آہی جاتی ہے

ہزار انسان بھاگے حسن سے ان سبزہ رنگون سے
مگر دیکھے سے آنکھون مین طراوت آہی جاتی ہے

ذرا بھی حسن جس معشوق کو ملتا ہے عالم مین
ادا غمزہ بھی شوخی شرارت آہی جاتی ہے

نہین کم نشۂ مے سے جہان مین نشہ دولت کا
عجب بد چیز ہے انسان مین نخوت آہی جاتی ہے

بظاہر لاکھہ حسن و عشق سے ہین بھاگتے زاہد
پسند انکو بھی لیکن اچھی صورت آہی جاتی ہے

قریب ابروے پرخم تری مژگان ہین گشتہ
مثل یہ راست ہے تاثیر صحبت آہی جاتی ہے

گنہ کرکے کبھی دل مین پشیمان مین جو ہوتا ہون
تو فوراً جوش پر خالق کی رحمت آہی جاتی ہے

بچاتا ہون ہزار اُس آفتِ جان کی محبت مین
مگر کوئی نہ کوئی دل پہ آفت آہی جاتی ہے

وہ تھوڑی دیر بھی منہ رکھکے مارونیر جو سوتے ہین
گلِ رخسار کی پھولون مین رنگت آہی جاتی ہے

کبھی گر صحبتِ اہل ادب مین بیٹھہ جاتا ہے
ہزار انسان ہو وحشی آدمیت آہی جاتی ہے

گلے مین ڈال کر باہین جو وہ دلبر مناتا ہے

ہنسی رونے مین تمکو اسے لطافت آ ہی جاتی ہے

قرب لب ہے بینی شفاف دلبر دیکھیے — آب حیوان پر ہین استادہ سکندر دیکھیے

بطرح بل ہین کسی کے ابرو و نیر دیکھیے — حلق پر کس کس کے پھرتے ہین یہ خنجر دیکھیے

بے کے دل حاضر ہوا ہون بندہ پرور دیکھیے — مین بھی ہون مشتاق میرے ہمت دلبر دیکھیے

جو ہمیشہ تاجدار و سرکش و سرتاج تھے — ٹھوکرون مین ہین انھین کے کاسۂ سر دیکھیے

اسکی آنکھین دیکھ کر نکلے یہ کہتے طفل اشک — پتلیون کا ہے تماشا جمع ہوکر دیکھیے

دے کے گالی یار نے اک بوسۂ دندان دیا — آبرو کھو کر ملی ہمکو یہ گوہر دیکھیے

بدمزاجی کیون ہے تھم تھم کے جو چلتا ہے فرس — پای توسن سے کوئی لپٹا ہے جھک کر دیکھیے

آن لب و دندان کا ایما اپنے مشتاقون سے ہے — دو مہ نو دیکھ کر یہ سلک گوہر دیکھیے

ہے تپ فرقت کی شدت مجکو کہتے ہین طبیب — تاب چھونے کی نہین ہے نبض کیونکر دیکھیے

زلف دکھلا کر وہ باتین سخت کہتے ہین ہمین — ابر سے پانی کی جا پڑتے ہین پتھر دیکھیے

آپ کے چہرے پہ فرط حسن سے گر ہے نقاب — ہے ہمارے منہ پہ بھی اشکونکی چادر دیکھیے

طرفہ دکھلائی ہے عکس روے گلگون نے بہار — بنگیا ہے آئنہ پھولون کی چادر دیکھیے

تاب آنکھون مین نہین انوار جمال یار کی — مہر و مہ ملجائین تو عینک لگا کر دیکھیے

ابرو و نیر یار نے افشان چھڑک کر یہ کہا — آئیے ان تیغون کے آج جوہر دیکھیے

کہکے جوڑا آپ کی زلفونکو باندہا پیچ سے — ناگنون پر آج کیا مارا ہے منتر دیکھیے

پیش عادل ہے مساوی رتبۂ شاہ و گدا — ہین جواہر سنگ میزان مین برابر دیکھیے

عکس عارض کو نہ جذب شوق سے کرلین اسیر — جال پھیلائے ہین آئینہ کے جوہر دیکھیے

چشم انصاف آئنہ کی طرح بننا چاہیے — ہو کے صاف ادنی کو اعلی کو برابر دیکھیے

خوف عصیان مجکو ہے تمکو تماشے کی پڑی — کہتے ہو شانہ ہلا کر قبر مین گہر دیکھیے

شکل آئینہ عبث حیران پھرے خلق مین — کیا غرض اک اک کا منہ گہر سے نکلکر دیکھیے

لوگ کہتے ہین کہ لطفِ زندگی الفت مین ہے
جی مین آتا ہے کسی معشوق پر مر دیکھیے

ملکر ہے نازک وہ قاتل اور ہم ہین سخت جان
آج جی بھر کے وہ صورت زیرِ خنجر دیکھیے

قول عزرائیل ہوگا اے لطافت نزع مین
کھولیے آنکھین جمالِ روے حیدر دیکھیے

رخِ صنم کی ضیا ساغرِ شراب مین ہے
کمالِ حسن ہے مہتاب آفتاب مین ہے

سلام عکس کو کرتا برہمن آب مین ہے
ذرا سی چھاؤن تمھاری جو آفتاب مین ہے

غرورِ حسن سے افلاک کے حجاب مین ہے
ذرا سی چھاؤن تمھاری جو آفتاب مین ہے

وہ صید ہین کہ ہے مر کر بھی وحشتِ پرواز
ہمارے گوشت پہ ڈورا بندھا کباب مین ہے

تمھارے گیسوؤن کے دام مین پھنسے جیسے
بلا مین جانِ حزین ہے تو دل عذاب مین ہے

ہوئی مری دلِ بریان کو یادِ رنگ ملیح
عجب مزا ہے موافق نمک کباب مین ہے

قریب زلف کے ہین اسکے کان مین جھالے
عجب ہے موتیون کی بارش اس سحاب مین ہے

تمھارے عارضِ شفاف جب سے دیکھے ہین
حیا سے آئنہ بھی غرق اپنی آب مین ہے

تمھارے دید سے موسیٰ کو جب غش آئے ہون
بھلا نظارۂ عشاق کس حساب مین ہے

خدا نے جیسے عطا کی مرے طبیعت کو
روانی ایسی نہ خنجر مین ہے نہ آب مین ہے

زمین کوچۂ جانان کو جھک کے دیکھ آ چرخ
نہ کر غرور کہ یہ بھی ترے جواب مین ہے

ہم اونکو عالمِ رویا مین دیکھتے ہین روز
وہ لطف جاگنے مین کب ہے جو کہ خواب مین ہے

برا جو کہتا ہے واعظ تو کہنے دو رند و
وہ جانتا ہی نہین کیا مزا شراب مین ہے

کسی کے عشق مین اتنا بھی مجکو ہوش نہین
ہے بیقرار جگر یا دل اضطراب مین ہے

لطافت اپنی نظر مین ہے سیر ہر دو جہان
عجب نشہ مئی حبِ بوتراب مین ہے

وہ جو آنکھون سے اپنی اوجھل ہے
چین دل کو نہ جان کو کل ہے

کون اٹکھیلیون سے چال چلا ہے
آج ساری جہان مین ہل چل ہے

اُسکی رفتار کا جو مضمون ہے
شعر کی بھی زمین مین ہل چل ہے

رخ پہ اُس بُت کے خطِ سبز نہین
عین کعبہ مین فرشِ مخمل ہے

نقص ہے دو ن جو اُسکے رخ سے مثال
ماہِ کامل فلک پہ مہمل ہے

صبح کوکب شفق کی ہے تحریر
یہ بیاضِ سحر پہ جدول ہے

مثل بسمل کے سب تڑپتے ہین
تیری محفل ہے یہ کہ مقتل ہے

بارِ عصیان سے کس قدر محجوب
لاش بھی بعد مرگ بوجھل ہے

نہین برسات مین یہ قوس قزح
ورقِ آسمان پہ جدول ہے

دیکھنا عشقِ زلف کی تاثیر
میری تقریر بھی مسلسل ہے

اب نہ دوگالیان سمجھ گئے ہم
خوب تیغِ زبان پہ صیقل ہے

نظر بد کا خوف ہے مجھکو
آج آنکھون مین اُسکے کاجل ہے

قبر کو دیکھ کھول کر آنکھین
اے مسافر یہ منزل اول ہے

ساقیا کیا پئین گے اتنی رند
ایک شیشہ ہے ایک بوتل ہے

میرا روزِ وصال کچھ نہین دور
رات کٹ جاے تو وہ دن کل ہے

تو سہی گھر ہون سیکڑون برباد
قول اُس چشم کا یہ ہر پل ہے

دستِ رنگین مین اُسکے ہے تلوار
شاخِ مرجان مین تیغ کا پھل ہے

میری میت نہ کسطرح تڑپے
ساتھ تابوت کے وہ بیدل ہے

اے لطافت بغیر اوس گل کے
باغ میری نظر مین جنگل ہے

فروتنی سے جہان مین کمال ہوتا ہے
خمیدہ دیکھ لو پہلے ہلال ہوتا ہے

جو بوسہ کا مرے دل مین خیال ہوتا ہے
تو نازکی سے وہ رخسار لال ہوتا ہے

غضب کی جا کرم ذو الجلال ہوتا ہے / گنہ کے بعد اگر انفعال ہوتا ہے

زمانہ طالبِ حسنِ ہلال ہوتا ہے / بڑھے جو نقص تو آخر کمال ہوتا ہے

زمین پہ سر جو اٹھاتا ہے کبر و نخوت سے / مثال سبزہ وہی پائمال ہوتا ہے

ہر اک عقیق کا بنتا ہے داغ مثل شجر / ترا کرم ہو تو پتھر نہال ہوتا ہے

عجیب ہے لبِ رنگین یار کی تاثیر / کہ رشک لعل بدخشان او گال ہوتا ہے

جواب دونگا لحد مین اسی کا عاشق ہون / سنا ہے عشق کا دان بھی سوال ہوتا ہے

شبِ وصال اسی لطف مین گذرتی ہے / لبون پہ لب کبھی گالون پہ گال ہوتا ہے

پڑی ہے جان حزین ہائے کس مصیبت مین / نہ اسکا وصل نہ ممکن وصال ہوتا ہے

مقام فکر ہے قارون کا حال سن منعم / جو حبِ مال ہو تو یہ مآل ہوتا ہے

گناہگار جو مرتا ہے خوف دوزخ سے / تو غسل کو عرق انفعال ہوتا ہے

ترس کے خاک پہ گرتا ہے جو ترا ناخن / وہی تو جا کے فلک پر ہلال ہوتا ہے

جو جمع ہو تو عقاب اور خرچ ہو تو عذاب / غرض جہان مین بری چیز مال ہوتا ہے

تمھارے عارض شفاف پر ہے خال عبث / نوشت دیکھ لو بے نقطہ گال ہوتا ہے

فلک چھپائے نہ کیون مجھ نحیف کو تہ خاک / برا ہے نقص جو شیشہ مین بال ہوتا ہے

صفائے قلب کا یہ حال ہے لطافت اب / کہ بات کا بھی چھپانا محال ہوتا ہے

ہاتھ کنگھی سے کیے شل تو حیا آئی ہے / پاؤن پڑنے کو تری زلف رسا آئی ہے

جوش پر رحمتِ حق حد سے سوا آئی ہے / جب گنہ کر کے مجھے شرم و حیا آئی ہے

ہجر کی رات بصد ناز و ادا آئی ہے / مثل معشوق کے مشکل سے قضا آئی ہے

مجھسے چار آنکھ نہین کرتے چھپایا ہے منہ / لطف ہو وصل کے بعد انکو حیا آئی ہے

نہین بیمار محبت کو کسی دم فرصت / وہ گئے ہین تو عیادت کو قضا آئی ہے

عمداً وصل مین یہ کہکے وہ سوجاتے ہین
نیند بنکر مری آنکھو نمین حیا آئی ہے

نار سے تولتے ہین آج وہ ہمسر شمشیر
ہوا ادا شکر الٰہی کہ قضا آئی ہے

قبر مین شانہ ہلا کر یہی کہتے ہین عزیز
چونک غفلت سے مسافر کہ سحر آئی ہے

ہوگیا خاتمہ بیداد و جفا کا تجھ پر
میرے حصہ مین اگر مہر و وفا آئی ہے

کہتے ہین وہ کہین عاشق کی نہون سرآہین
ٹھنڈی ٹھنڈی کسی جانب سے ہوا آئی ہے

بعد مدت ترے کوچہ مین ہی بیٹھی مری خاک
کیون اوٹھانے کے لیے بادِ صبا آئی ہے

عشق کے ساتھ ہی پیدا کیا اللہ نے حسن
یہ مرض وہ ہے کہ ہمراہ دوا آئی ہے

مین وہ بلبل ہون کہ غنچہ مین نہان تنہا ہون
ٹھیک کیا تن پہ مرے گل کی قبا آئی ہے

اسطرف دوست اوٹھانیکو ہین تابوت مرا
اوسطرف ہاتھو نمین ملنے کو حنا آئی ہے

جان دینے کو جو کہتا ہون لطافت شبِ ہجر
دوست کہتے ہین یہ دلمین ترے کیا آئی ہے

غزل دو بحر مین

اوس گلِ تر کی سواری نکلی
غیرتِ بادِ بہاری نکلی

نزع مین آیا وہ رشکِ عیسےٰ
لینے کو روح ہماری نکلی

ہجر مین کھوکے دل ہم روئے
حسرتِ نالہ و زاری نکلی

بوسۂ ابرو و مژگان لے کر
کھنچ گئی تیغ کٹاری نکلی

تیز تھی الفتِ تیغِ ابرو
ہوگئی جان بھی عاری نکلی

گنجفہ یار سے غیرو نمین تھا
شکر ہے بوجھ ہماری نکلی

الفتِ زلف مین پھنسین قالین
رات یہ ہجر مین بھاری نکلی

کہتے ہین مجکو وہ عاشق اپنا
حسرتِ دل مری ساری نکلی

یار نے خوب نکالا جوبن
صورت و شکل ہے پیاری نکلی

پیوست جو جگر مین مرے تیر یار ہے
اللہ رے رشک سینہ مین دل بیقرار ہے

ہم سچ کہین یہ چال تری یادگار ہے
شاگرد جسکی ایک نسیم بہار ہے

مجھسا زمین پہ کون بھلا خاکسار ہے
گُھدوایا مُہر تک مین بھی خطِ غبار ہے

دریا ہے چاندنی ہے مے خوشگوار ہے
اوڑتے ہین جشن عیش ہے پہلو مین یار ہے

ہے یادِ زلف اور دلِ دغدار ہے
قدرت خدا کی صحبت طاؤس و مار ہے

زیر قلم جو وصف دو ابروے یار ہے
ہر شعر آبدار مرا ذوالفقار ہے

اوس پھول سے عذار پہ خط آشکار ہے
آئی خزان روانہ چمن سے بہار ہے

جب چاہتا ہون لکھتا ہون اختیار ہے
ہر وقت میرے ہاتھ مین تصویر یار ہے

پھیرے ہین تمام مرا آنا رہا ہے
جوش جنون ہے آمدِ فصل بہار ہے

اک کم سخن کے عشق مین دی جلد کی مینے جان
خاموش بعد مرگ چراغ مزار ہے

حق سے امید عفوِ جرائم ہے حشر کو
ہم ہین گناہگار وہ آمرزگار ہے

بولا جو مین کہ تجھپہ گلا کاٹتا ہون آج
ظالم نے مسکرا کے کہا اختیار ہے

ساقی بہار آئی ہے بھر بھر کے دے شراب
ساغر چڑھا ہین نشۂ مے کا اوتار ہے

مٹی ٹھکانے جسکی لگی وہ رقیب تھا
برباد جو ہوا وہ ہمارا غبار ہے

یارب کٹیگی راہِ عدم مجھسے کسطرح
جانا ہے دور سر پہ گناہونکا بار ہے

بوسہ فقط رقیب کو تمنے دیا تو کیا
منھ پھیرو اور بھی کوئی امیدوار ہے

فرمایش اوسنے کی ہے جو مٹی کے عطر کی
شاید ہماری سمت سے دلمین غبار ہے

مینے کہا جب اونسے کہ یہ دل ہے بیقرار
بولے وہ ہاتھ رکھکے کہان بیقرار ہے

کہتے ہین دوسے وہ مری قبر دیکھکر
کانٹے پڑے ہین جسپہ یہ کسکا مزار ہے

مدفن پہ میرے عنبر سے ملتے ہین وہ گلے
میت پہ میرے ہار ہے دو بار افشار ہے

کھینچی ہے تمنے تیغ تو مجکو بھی دیکھلو
دشمن سے جھجک کے ملتا ہون کیا انکسار ہے

تیر نگہ کا اوسکے لطافت غضب ہے توڑ
جو ہے کلیجہ ٹکڑے ہوے بیقرار ہے

دیکھین نہ پری کو بھی یہی دلسے لگی ہے
آنکھ اپنی کسی حور شمائل سے لگی ہے

جل جائیے اوس بزم مین جی دلسے لگی ہے
ہر شمع کو لو یار کی محفل سے لگی ہے

چونکا و لحد مین نہ مجھے شانہ ہلا کر
اے بے خبرو آنکھ ابھی مشکل سے لگی ہے

لطف شب مہتاب ہے دریا کی کرو سیر
ٹھنڈی ہی ہوا ناؤ بھی ساحل سے لگی ہے

مجنون نہین دل ہی سے فقط طالب لیلے
پردیکے جگہ آنکھ بھی محمل سے لگی ہے

اوس مصحف عارض کی ہی تصویر گلیمین
قرآنکی قسم جان حمائل سے لگی ہے

کیا داب کی تقدیر پہ آتا ہی مجھے رشک
ہر دم کمر نازک قاتل سے لگی ہے

انگارونکے مانند ہین سب پھول چمن مین
گلشن ملین یہ آگ آہ عنادل سے لگی ہے

مشکل سے گذر آپکے کوچہ مین ہوا ہے
جان اپنی ہمین ٹنگی یہی لسے لگی ہے

اے یار عدم سے ہون ترا تشنہ دیدار
یہ پیاس مجھے تو کئی منزل سے لگی ہے

ہم ہارین تو دل دینگے جو وہ ہارے تو بوسہ
چوسر مین یہ بازی بت قاتل لگی ہے

فرقت کی شب ماہ سے جلتا ہون ہمیشہ
اک آگ سی دلمین مہ کامل سے لگی ہے

ہم سر کو جھکائے ہوے مقتل مین کھڑے ہین
آس اپنی فقط خنجر قاتل سے لگی ہے

اغیار تو پہلو مین ترے صدر نشین ہین
مسند مری فرش لب محفل سے لگی ہے

شیدائے کمر ملک عدم کو ہین پہونچتے
کیا خوب رسد قبر کے منزل سے لگی ہے

پابند رہے خانہ نشینی کی کڑی مین
یہ بات ہمین ہاتھ سلاسل سے لگی ہے

نازک ہین بہت ہونٹھ جو اس غنچہ دہن کے
مسی لب خوشرنگ پہ مشکل سے لگی ہے

بیعزتی آفاق مین ہے ہاتھ بڑھانا
کاسہ نہین ذلت کف سائل سے لگی ہے

دوزخ کا سنون ذکر نہ زنہار لطافت

زاہد کو جلاؤن یہ مرے دل سے لگی ہے

ہمارے دلبر کم سن پہ خوبی ختم ساری ہے
جو بھولا بھولا مکھڑا ہے تو صورت پیاری پیاری ہے

اے صفاک کیا تیری مژہ مین آبداری ہے
چھری ہے تیر ہے خنجر ہے برچھی ہے کٹاری ہے

چمن مین آج آئی کونسے گل کی سواری ہے
جلو مین آگے آگے نکہت و باد بہاری ہے

ہمیشہ خاک کے پتلے کو زیبا خاکساری ہے
تصور اصل خلقت پر کرو جب خاکساری ہے

تصور مین ترے گیسو و رخ کی اشکباری ہے
گھٹا گھنگھور چھائی ہے چمن مین نہر جاری ہے

جوانی کا ابھی ہے بانکپن گہ چال متوالی
ادا نام خدا جو ہے ہماری ہٹ کی پیاری ہے

سلیمان نے بنایا تخت جب ہنسکر قضا بولی
عبث عمر دو روزہ کے لیے یہ پائداری ہے

دوپٹہ اوڑھ کر آپ وان کا یار کہتا ہے
کمر لچکے گی میری بوجھ سے پوشاک بھاری ہے

غلام اپنا بنا لو مجکو دیکر بوسۂ عارض
مرا دل پاس رہنے دو اگر بے اعتباری ہے

تمہارے عاشق جانباز فرقت مین ترستے ہین
کہین اختر شماری ہے کسی جا دم شماری ہے

کیا مجنون نے تو آباد جا کر کنج مرقد کو
جنون بتلا کہ دشت نجد مین اب کسکی باری ہے

پہنکر ہار پھولونکے روش پر جب وہ چلتے ہین
لچک کر نازسے کہتے ہین کیسا بوجھ بھاری ہے

رخ تابان جانان کو نہین خورشید سے نسبت
یہ اعلیٰ ہے وہ اسفل ہے یہ نوری ہے وہ ناری ہے

دیا ہے دل تمہین صاحب تو دینگے جان بھی اپنی
وہ امر اضطراری تھا یہ امر اختیاری ہے

فریب رخ نہ کیون ہو شور آمین چاہ زنخدا انکا
سنا ہے پاس کعبہ کے چہ زمزم بھی کھاری ہے

مرا منھ دیکھکر کہتا ہے وہ بت ناز سے اکثر
خدا کی شان دیکھو انکو بھی الفت ہماری ہے

علیؑ کا نام ہر دم ورد رہتا ہے لطافت کو
نہ کیون آسان ہو مشکل اسم اعظم لب پہ جاری ہے

لبین بلائین زلف دلکش کیون بنائی آپکی
سچ تو یہ ہے ہمنے اس لیے برائی آپکی

وضع کی باتین تجہین دونون ہوگئین مشہور خلق
رست بازی تو ہماری کج ادائی آپکی

آپ ہی انصاف سے کہیے نہ کیوں عاشق ہوں ہیں | شکل بھولی بھولی پیاری پیاری پیاری آپکی

حق کو تھا منظور بہلانا جو دل محبوب کا | عرش اعلیٰ پر صدا پردیسے آئی آپکی

ہنسکے فرمائے ہیں وہ ہمسے دم بوس و کنار | آج غیروں سے جو ہم بگڑے بن آئی آپکی

کیوں نہ عاشق ہوں بنایا ہی حبیب کبریا | دل تو کیا ہے عرش اعلیٰ تک رسائی آپکی

گجرے پھولوں کے ہیں پہنے ہے نہایت نازکی | غنچۂ سوسن نہ بنجائے کلائی آپکی

اشکباری بیقراری آہ و زاری لاغری | دیکھئے تجھنے ہمیں کیا کیا جدائی آپکی

دے چکے جب جان ہم فرقت میں تو بولا وہ شوخ | ہو چکی بس بس محبت آزمائی آپکی

دل نہ دینگے اب کبھی بھولے سے اپنا اے صنم | یاد ہے وہ بیرخی بے اعتنائی آپکی

ڈالکے باہیں گلے میں ناز سے کہتے ہیں وہ | کہیے امید دلی اب تو بر آئی آپکی

حضرت یوسف کا آنا بے سبب ہرگز نہ تھا | خلق میں بنکر حسین صورت دکھائی آپکی

چاہتا ہے لاکھ لیکن پھر کبھی آتی نہیں | سیکھی عاشق کی جوانی بیوفائی آپکی

مشکلیں آسان لطافت کی ہوں یا مشکلکشا
خلق میں مشہور ہے مشکلکشائی آپکی

لپے پیرو سیکڑوں ہیں قتل بھائی جسکا جی چاہے | ہمیں صورت کا دیوانہ بنائے جسکا جی چاہے

گلوری ہاتھ سے قاتل کے کھائے جسکا جی چاہے | ہمارے قتل پر بیڑا اٹھائے جسکا جی چاہے

لب سرخ اور خط سبز قاتل کو نہیں پروا | لہو اپنا بہائے زہر کھائے جسکا جی چاہے

بہائے اشک کب وسن بحر خوبی کی محبت میں | ہماری چشم پر طوفان اٹھائے جسکا جی چاہے

عبث حور و پری کو ہی غرور حسن عالم میں | ترے تلوے سے شکل اپنی ملائے جسکا جی چاہے

مرا دل ہے ہر اک ابرو کمانکی چشم پر قربان | نشانہ تیر مژگان کا بنائے جسکا جی چاہے

بہت اغیار دم بھرتے ہیں اپنی جان نثاری کا | کھینچی ہے تیغ قاتل سر جھکائے جسکا جی چاہے

کہو عشاق سے ہے قتل عام اس بت کے کوچہ میں | یہی گو اور یہی میدان ہے آئے جسکا جی چاہے

ہمارے ہوش تو تقریر مین پرواز کرتے ہین
پر پریرویونکو باتو مین اوڑاے جسکا جی چاہے

بچھا کر گیسوونکا دام چہرہ پردہ کہتے ہین
بلا مین طائر دلکو پھنسائے جسکا جی چاہے

زمین پر خاکساری ہی عجب اکسیر انسان کو
یہ نسخہ کیمیا کا آزمائے جسکا جی چاہے

کلیجہ چھن گیا الفت مین ہم تو جان کھو بیٹھے
حسینان جہان کے ناز اوٹھائے جسکا جی چاہے

مری زنجیر غل کرتی ہی دیوانونکے حلقہ مین
کڑی یہ عشق کی منزل ہی آئے جسکا جی چاہے

یہ دل ہی شعلہ رویونپر لطافت اتنو پروانہ
مثال شمع محفل مین جلائے جسکا جی چاہے

ابرو کے غم نے خم کیا ای آسمان مجھے
گوشہ نشین ہون جب سے ملی یہ کمان مجھے

رلوا رہی ہے الفت زلف بتان مجھے
آثار حشر پڑھکے ہوا یہ گمان مجھے

یادش بخیر تھا کبھی عشق بتان مجھے
کہتے تھے زیر پیر فلک جب جوان مجھے

نقش قدم دکھا کے یہ کہتی ہی مجھسے خاک
اوس مہر نے زمین سی کیا آسمان مجھے

کوچہ سے اوسکے در پہ گیا در سے بام پر
تقدیر لیلگئی ہی کہانسے کہان مجھے

ہر وقت تیر آہ چلین سوے آسمان
لب سلیے ملے ہین مثال کمان مجھے

باغ جہان مین بلبل خود رفتہ ہون گلو
ہے کس چمن مین یاد نہین آشیان مجھے

چاہ ذقن جو خط مین ہے کہتا ہی گرکے دل
سبزہ زمین تھا نہ یہ نظر آیا کنوان مجھے

چھلے جو پہنے دست حنائی مین یار نے
دزد حنا کا غل ہی ملین بیڑیان مجھے

ہر مست کر رہا ہے وضو ہو شراب سے
کرنا ہی آج بیعت پیر مغان مجھے

کہتا ہے قتل کرکے مجھے وہ عدوے وصل
ہے ناگوار وصلت جسم اور جان مجھے

ہر مست محتسب سے ہی مستی مین پوچھتا
تبلادے چلکے پیر مغانکی دوکان مجھے

بولا کلیجہ ہجر مین منھ سے نکل پڑون
دم بھر اگر نفس سے ملے نردبان مجھے

دنیاے بے ثبات مین ہون عندلیب زار
پانی کے بلبلے مین ملا آشیان مجھے

احباب چل بسے مین گنہگار رہ گیا
بھاری تھا بوجھ چھوڑ گیا کاروان مجھے

آکر چھپا لحد مین تو وان بھی ہے افشار
پیسا زمین نے بھی صفتِ آسمان مجھے

بلواؤ کربلا مین لطافت کو یا حسین
اب قہر ہے سکونتِ ہندوستان مجھے

لکھنا ہے آج یار کے وصفِ دہان مجھے
فکرِ رسا ملے پرِ عنقا کہان مجھے

ہنستے ہین زرد دیکھ کے غنچہ دہان مجھے
اے رنج کیون کیا صفتِ زعفران مجھے

تیرِ نگہ کی مدح جو کرتے ہین میرے زخم
جھک کر سلام کرتی ہے ابرونکی کمان مجھے

کشتیِ چشم کہتی ہے مجھسے کہ ہون وان
اشکونکی چادرونکی ملی بادبان مجھے

اوس زلف مین ہے طائرِ دل کی یہی صدا
سب ہم صفیر کہتے ہین عرش آشیان مجھے

مین دل جلا وہ چرب زبان ہون میانِ بزم
کہتی ہے شمع آج ملا ہم زبان مجھے

دیکر خدا نے گردِ ملال آہ کا دھوان
بخشی نئی زمین نیا آسمان مجھے

سونی ہے قبر فرش نہ تکیہ نہ روشنی
اے موت لا کے چھوڑ گئی سب کہان مجھے

اک بوسہ دیکے دل جو مرا یار نے لیا
کہنے لگا ملا ہے یہ سوداگران مجھے

پیری مین کیون نہ قدِ خمیدہ عزیز ہو
ہاتھ آئی چلّے کھینچ کے ایسی کمان مجھے

سنتے ہین دل لگا کے سدا خوش گلو حسین
مثلِ دہان نئی جو ملی ہے فغان مجھے

دریا ہے شراب کا ساقی کہ ابر اوٹھا
کشتیِ مے کا خوب ملا بادبان مجھے

قد ہو گیا جو خم تو عصا ہاتھ مین لیا
چلّا ملا عجیب برائے کمان مجھے

ساقی نے جبکہ یاد کیا وقتِ میکشی
شیشے کیطرح آنے لگین ہچکیان مجھے

کہتا ہے دل کہ رخسے چلون زلف کیطرف
اب تو ہجومِ خط کا ملا کاروان مجھے

کشتیِ تن چلے جو سوئے قبر دی صدا
چادر کفن کی دو تو ملے بادبان مجھے

ہے لطف ہر طرح کا لطافت بیان مین

کوثر سے دھو کے دی ہی خدا نے زبان مجھے

حال کھلجای اگر رنگ وہ کاکل باندھے
کہدو اتنی نہ ہوا باغ مین سنبل باندھے

آشیان کیون سر شاخ شجر گل باندھے
باغبان نی رگ گل سے پر بلبل باندھے

مین وہ عاشق ہون چمن کا کہ پس مردن بھی
دل شگفتہ ہو اگر شمع لحد گل باندھے

بعد میرے جو بنائی کبھی ان زلفون کو
کیا عجب غنچے کے ہاتھ آپکی کاکل باندھے

کب نہائی مین برہنہ تمھین دیکھا ہمنے
گھاٹ پر تمنے عجب جھوٹ کے ہین پل باندھے

قتل عاشق کو ہین ابرو کے اشارے کافی
اسلحہ تونے ہین کسواسطے ای گل باندھے

وقت نازک ہے بہت خانہ نشینی ہو پسند
چاہیے پاؤن بشر کر کے توکل باندھے

جائے گلشن مین ترے زلف کا گر سودائی
بن گئے زنجیر ابھی پاؤن کو سنبل باندھے

کہدو صیاد سے لاغر ہے نکلجاے نہ یہ
کھینچکر چاک قفس مین پر بلبل باندھے

غنچے گلشن مین تبسم نکرین لالہ پر
اپنی دستار پہ گر طرۂ سنبل باندھے

کہدو ساقی سے شب وصل ہے دے جام پہ جام
منہہ نہ شیشہ کا ابھی دیکھ ہمین مل باندھے

ہوا ابھی نافۂ آہوئے ختن آکے نثار
مثل جوڑے کے اوٹھا کر جو وہ کاکل باندھے

بلبلونکا ہو ابھی باغ کے مانند ہجوم
شمع مدفن ترے عاشق کی اگر گل باندھے

اونکی اور میری محبت کا جو شہرہ ہو جائے
شعر مین اپنے نہ شاعر گل و بلبل باندھے

ای لطافت ابھی خجلت سے ہو باران آب آب
چشم گریان اگر اشکونکا تسلسل باندھے

جنان مین جائیے یہ عاصی ترا یا نار مین آئے
حضور مین ہے حاضر جو مزاج یار مین آئے

بہار باغ جنت پر نہ بھولے اسقدر رضوان
زیارت کے لیے گر کوچۂ دلدار مین آئے

متاع حسن ہے میرے غیرت یوسف کی نادر ہے
خریدار وہ یہ سودا کسطرح بازار مین آئے

مبارک زاہدونکو خلد دوزخ مین ہین عاصی
ہماری آرزو بھی بار اوس دربار مین آئے

غضب ہو کے کی ٹھٹی شیخ نی رکھی پھنسا کر کو ہر اک کیونکر نہ دام جبہ و دستار میں آئے
خریدار و چلو ہی مال مردیکا بہت ارزان دل اپنا بیچئے ہم عشق کے بازار میں آئے
خلائق جمع ہے دیکھیں ملے کسکو وہ ہر جائی میان دیر و کعبہ ہیں تلاش یار میں آئے
نہ دیکھا جلوہ اوس پردہ نشین کا مثل موسیٰ کی ہزاروں لاکھوں یونہیں حسرت دیدار میں آئے
کتابی رو ہے جانانہ ہین کیا خال سیہ زیبا عجب ذیشان یہ آیہ مصحف رخسار میں آئے
دو رنگی پر زمانے کے ہین ہنستے عاقلو دیکھو گل تر بے سبب خندان نہین گلزار میں آئے
کبھی ہے دل کو الفت زلف کی گیسو کا کبھی سودا حلب مین ہم کبھی پہونچے کبھی تاتار میں آئے
اگر ہے عشق صادق بلبلو یوں ہم بھر و گل کا کہ خوشبوئے گل تر غنچہ منقار میں آئے
جو دیکھی عاشق صادق کبھی چشم حقیقت سی نظر معشوق کا جلوہ در و دیوار میں آئے
سنا کر لن ترانی اپنے عاشق سی وہ کہتی ہین نہیں ہے عارضی یہ حسن جو دیدار میں آئے
اگر منظور خورشید فلک کو ہے فروغ اپنا ہماری مہروش کے سایۂ دیوار میں آئے
بھلانا وعدۂ روز الست آکر نہ دنیا مین خبردار اے دل غافل نہ فرق اقرار میں آئے
کمی کیا ہے ہمین بھی خلعت رحمت عنایت ہو لگا کر آس ہم بھی ہین تری سرکار میں آئے

لطافت سی کرورون زخمی بخشی اگر ہر دم
سر مو بھی نہ نقصان رحمت غفار میں آئے

خدا کا سامنا ہو حشر کے دن کیا نظر ٹھہرے گنہ ہین بیشمار اپنے نہین معلوم کیا ٹھہرے
محبت مین تری ہی شعلہ رو کیا دل مرا ٹھہرے نکیون ہو بیقراری آگ پر سیماب کیا ٹھہرے
چرا کر مجھسے اوس گل کی چمن سے توڑ لی مہندی رقیب روسیہ بھی آج سے دزد حنا ٹھہرے
خدا کی شان ہے باتیں حسینوں کی قیامت ہین قضا عاشق کی آئی نازنینوں کی ادا ٹھہرے
مریض ہجر ہون کیا سخت جانی نے ستایا ہے اگر مین زہر بھی کھالون مرے حق مین دوا ٹھہرے
غنی ہو جاؤن ملجائے ابھی دولت قناعت کی مرا سیماب دل کشتہ اگر ہو کیمیا ٹھہرے

کمان لب سے چھٹتے ہی یہ ناوک عرش تک پہنچا
ہمارے ہاتھ اوٹھتے ہی پہ تیر دعا ٹھہرے

وہ بے پیکر تو اسکو دیکھکر عشاق جیتے ہین
لب دلدار فخر چشمۂ آب بقا ٹھہرے

مری ہونگی آندھی اوٹھی ہی صبح شب وصلت
پہ چلے جانا گھر اپنے ای صنم جب یہ ہوا ٹھہرے

دل بیمار کو ہوتی ہی صحت اسمین آتے ہی
گلی اوس رشک عیسی کی نہ کیون دار الشفا ٹھہرے

بہت ہی حسن کا بازار گرم ای غیرت یوسف
عوض بوسہ کے مین دل دون اگر بیع و شرا ٹھہرے

نہ بوسہ لب کا تم دیکر عوض مین لو دل عاشق
کہین رسوا نہ ہو جاؤ کہ یہ لینا ربوا ٹھہرے

بہرا عشق غبار آستان غیرت عیسی
دل وابستہ اپنا صرۂ خاک شفا ٹھہرے

مسافر تھے عدم کی راہ مین واقع تھی یہ منزل
جو اس دنیا مین ٹھہرے بھی سمجھکر ہم سرا ٹھہرے

چلون راہ عدم کیونکر گنہ کا بار ہی سر پہ
بھلا ہر ہر قدم پہ کسطرح سب قافلا ٹھہرے

کیا ہی ذبح گر تو نے تو ٹھوکر بھی لگاتا جا
ہمارے خون بہانیکا یہ قاتل خونبہا ٹھہرے

نکیرین آتے ہی پوچھو نہ مجھسے سرگذشت اتنی
ٹھہر جاؤ کوئی لحظہ تھکا ہون دل مرا ٹھہرے

وضو ہو منہ جو دھوؤن آنسوؤن سے یاد عصیان مین
جھکے جب سر ندامت سے نماز بے ریا ٹھہرے

روان ہی قافلہ اشکونکا ہے صبح شب وصلت
ہمارا نالۂ دل کیون نہ آواز درا ٹھہرے

تلاش قوت کو گردش مقدم ہے دل دانا
ملے لقمہ نہ دست غیر سے گر آسیا ٹھہرے

لطافت لطف ہونگی جو دم شبیر کے در پر
نجف مین روح کا مسکن ہو مدفن کربلا ٹھہرے

لکھ سکے کیا صفت کوچۂ قاتل کوئی
جان بلب ہے کوئی بیجان کوئی بسمل کوئی

دوستو پوچھو نہ کچھ میرے تڑپنے کا سبب
لیگیا چھین کے پہلو سے ابھی دل کوئی

دید دل سے اوسی دیکھتے ہین ہم ہر دم
نہین مانع نہین حاجب نہین حائل کوئی

در کا کیا ذکر یہ منعم نہین دیتے ہین جواب
کبھی دروازے پہ آتا ہی جو سائل کوئی

چھوڑ دیتے ہین صد افسوس عزیز و احباب
نہین دنیا مین گڑی قبر سے منزل کوئی

کیون نہ آغاز محبت مین کلیجا تھامین | ہاے پہلو مین سے ڈالتا ہے دل کوئی
آکے دلمین مرے کہتا ہے وہ رشک لیلے | اس سے اچھی تو جہان مین نہین محمل کوئی
ہڈیونکو مری کیون سونگھتا ہے اے سگ یار | کیا نہین انمین ترے کھانے کے قابل کوئی
ہے صدا حسن کی بازار مین مجھ عاشق کی | بیچتا ہو نہین عوض بوسے کے لے دل کوئی
قہر ہے میرے لیے چشم وخط وابروے یار | کوئی جادو ہے کوئی زہر ہے قاتل کوئی
لاکے چہرے پہ نقاب اوسنے تکبر سے کہا | عاشقو نمین نہین نظارے کے قابل کوئی
گوش گل کر ہین گلستا نمین کرین شور ہزار | دل سے سنتا نہین آواز عنادل کوئی
سر جھکاے ہوئے اک ہم ہی چلے جاتے ہین | نہین جاتا طرف کوچہ قاتل کوئی
صحبت شعر وسخن مین شعرا آگئے ہین | رونق بزم کوئی زینت محفل کوئی

کیون حسینونپہ لطافت نہ مرا دل آئے
کوئی ہے رشک پری حور شمائل کوئی

اک روز چلکے عشق کا بازار دیکھیے | یوسف سے سیکڑون مین خریدار دیکھیے
گر ساتھ سوے غیر کے دلدار دیکھیے | تقدیر جو دکھاے وہ ناچار دیکھیے
آئینہ مین نہ ابروے خمدار دیکھیے | قبضہ مین غیر کے ہو نہ تلوار دیکھیے
بکتے ہین آکے درہم ودینار دیکھیے | زر کا عجیب گرم ہے بازار دیکھیے
کی ہمسری جو آپکے رخ سے سزا ملی | گل بندھکے آئے ہین سر بازار دیکھیے
کوچہ سے آپکے ہے جنازہ مرا چلا | تکتے ہے چشم روزن دیوار دیکھیے
پہنا ہے انکو شوق سے طفلی مین آپنے | آخر گلے پڑیگا یہ زنار دیکھیے
دل دیکے بوسہ لف کا مانگا تو بولے وہ | سودا یہ ہے گران ابھی بازار دیکھیے
لاغر ہوا تو آپ کے کوچہ مین آپڑا | اکدن ہٹا کے سایہ دیوار دیکھیے
کہتا ہے دل وہ سوئے تو کام اپنا کیجیے | سو جائیے اگر اوسے ہشیار دیکھیے

بولا کفن اجل سے جو پیدا ہوا بشر   آیا مراک اور خریدار دیکھیے
دیکھا جو مجکو آپکے کوچہ سے ٹل گیا   طرفہ ہے تجلی سایہ دیوار دیکھیے
ابرو تہ آپ آئنہ مین دیکھیے حضور   آلودہ ہو نہ زنگ مین تلوار دیکھیے
مجھ ناتوان کو آپ لگاتے ہین وار کیون   کر جائے جا بجا سے نہ تلوار دیکھیے
پوچھا جو مین نے آج تو آؤ گے میرے گھر   گردن جھکا کے کہنے لگا یار دیکھیے
شکوہ کیا ستم کا تو بولے بگڑ کے وہ   کہتے تھے کیجیے نہ ہمین پیار دیکھیے
طاقت ہے کم گناہ بہت دور کا سفر   کسطرح ہمسے اوٹھیگا یہ بار دیکھیے
کاجل لگا کے آپ نے آنکھین لڑائین کیون   کسکی نظر لگی جو ہین بیمار دیکھیے
منظور اس مہینے مین گر قتل عام ہو   لازم ہے چاند دیکھکے تلوار دیکھیے
تجھ لاغر و فقیر نے کوچہ مین آ کے   اوڑھے گلیم سایہ دیوار دیکھیے
دوڑا ہی نازک آپکی گردن کا اے صنم   اولجھے کہین نہ کھیل مین زنار دیکھیے
کلمہ برہمنون نے پڑھا دلسے آپکا   ایمان لائے توڑکے زنار دیکھیے
صاحب سوال وصل پہ ہان بھی نہین بھی ہے   اقرار ہے کبھی کبھی انکار دیکھیے
جھک جھک کے دم جو دیکھتی ہین بعد فتح اب   کاٹھی سی اوگلی پڑتی ہے تلوار دیکھیے
کہتی ہے دیکے ہجر مین تسبیح اشک آنکھ   رونے پہ استخارہ پھر اکبار دیکھیے
دو دو ہی ہوئی ہے الفت گیسو مین وقت نزع   آئی یا نبض عاشق بیمار دیکھیے
اوس سیم تن حسین کو ہمیشہ یہی ہے فکر   بےخوف لوٹیے جسے زردار دیکھیے
کہتا ہے ابرو آپکا دو ٹکڑے کیجیے   بے قبضہ ہے ہلال کی تلوار دیکھیے
پتھر جنون مین کھائیے لڑکون کے قصد ہے   گھر بیٹھے سیر دامن کہسار دیکھیے
دل میرا لینے آئی ہے دنیا خدا کی شان   یوسف کی پیرزن ہے خریدار دیکھیے
کرتا ہون آہ آپ دل اپنا سنبھالیے   آگاہ ہو ہشیار خبردار دیکھیے

صف باندھی ہین جو عاشق حیرت زدہ کھڑے | دیوار ہی بنی پس دیوار دیکھیے

آک آپ ہین کہ دیتے نہین بوسہ عذار | بلبل کی روئے گل پہ ہی منقار دیکھیے

حائل ہی مجھ مین اونمین شب وصل آئنہ | ہٹتی ہی کب یہ بیچ سے دیوار دیکھیے

کہتی ہے گل سے بلبل نالان ہزار حیف | دل کی طرح دو نیم ہی منقار دیکھیے

آغوش کھولے آپکی جانب کمان ہے | چٹکی کے بوسے لیتا ہی سوفار دیکھیے

انجم ہین روزن آپکے چہرےکے عکس سے | ہے چاندنی سفید یئے دیوار دیکھیے

فاقہ جو ہو سو جہان مین تو غصہ نہ کھایئے | روزہ حرام ہے نہوا افطار دیکھیے

شانہ مرا پلا کی لحد مین یہ بولے وہ | آئے جو جور بھی تو نہ زنہار دیکھیے

لین ہین جو خون شدہ دل عاشق ہین چھلیان | کیا سرخرو ہی آپکا سوفار دیکھیے

ہوتا ہے اپنے قتل کا دزدِ حنا کو خوف | تلوار کی نہ انگلیون سے دھار دیکھیے

وہ زار و ناتوان ہین کہ زندان ہی فرش خواب | بستر کی ہر شکن ہے کہ دیوار دیکھیے

کاجل کی احتیاج رہی پھر نہ آپ کو | گر آنکھ بھر کے میری شبِ تار دیکھیے

کہتے ہین غیر سے وہ لطافت کو دیکھکر
کرتے ہین ابتو یہ بھی ہمین پیار دیکھیے

سودا کے داغ سر پہ لیے جب نکل گئے | ہم آفتاب حشر سے بگڑی بدل گئے

دنیا سے ناتوان ترے بے اجل گئے | اپنے نفس کی آمد و شد سے نکل گئے

سودا مرا دہ سخت ہی جب رگ پہ چل گئی | نشتر مثال خون جہندہ اوچھل گئے

کن طرفہ شوخیان جو وہ گلشن مین ٹہل گئے | گل روندکے پاؤن سے دل بلبل کو مل گئے

برگشتہ بخت گھاٹ پہ جسدن نکل گئے | گرداب آکے قعر سے بگڑی بدل گئے

بن بن کے تیر دل پہ رقیبونکی چل گئے | ارمان جسقدر تھے ہمارے نکل گئے

غیرونکے ساتھ دھوپ مین پھر پھر کے اے صنم | جو بن سے دوپہر کی طرح آپ ڈھل گئے

ساقی کے فیض سی جو لنڈھی شیشۂ شراب
مستونکا ذکر کیا گئے واعظ پھسل گئے

بولے پیام وصل پہ چھریان لگا کے وہ
تیری چلی زبان مرے ہاتھ چل گئے

مین نے دل رقیب لیا اوسنی دل مرا
آئی وبائے عشق تو مردی بدل گئے

آیا شراب پینے جو میخانہ مین وہ مست
آنکھون سے جام شیشۂ می سر کو چل گئے

دنیا نہین کسیکا مصیبت مین کوئی ساتھ
نالی وہین سے آنکھ سے آنسو نکل گئے

کیا کیا دبایا سایۂ دیوار یار نے
ہم ناتوان آکے جو بیٹھے کچل گئے

زلفون سے دل نکل کی پھنسا پھر غضب ہوا
گویا کہ سانپ من کو اوگل کی نگل گئے

سمجھ بخطا کو اوسنے بنایا نشانہ جب
تیر اشک نکلے چشم کمان سے نکل گئے

تھا حسن اور نور جوانی شب کے ساتھ
معشوق کیا تھے شمع کا جوبن جو ڈھل گئے

ایسی شراب پی کہ ہوا طرفہ انقلاب
غفلت بڑھی ثواب سے عصیان بدل گئے

صبح شب وصال کہا اوٹھکے یار نے
لے شمع ٹھنڈی ہوگئی پروانے جل گئے

رو کر تری نگہ سے گرا چاہتے تھے ہم
ہنسنے لگے جو تھام کے دلکو سنبھل گئے

دل میرا عشق پاک نے کعبہ بنا دیا
جب تو کمان سے تیر تری سر کو چل گئے

گرمی مین رشنی جو ہوئی اونکو ناگوار
فوراً گلون سے شمعونکی شعلے بدل گئے

کہتی ہی اونکی بینئی نازک میان چشم
دو صاد خوشخط ایک قلم سی نکل گئے

وحشت مین دامن اور گریبان کو چھوڑ سا اٹھا
دیکھا کہ عین وقت پہ دونون نکل گئے

سو بار آئے اور گئے انقلاب دہر
لیکن نہ بخت خفتہ کی کروٹ بدل گئے

سینے پہ دست شوق جو پہونچے خفا ہو
ڈالی تھے سینے ہاتھ گلی مین پھسل گئے

یہ فیض ہی جناب امانت کی روح کا
اشعار نو جو طبع لطافت سے ڈھل گئے

زلف مشکین کو اگر کھولو وہ یار اوٹھے
پھر نہ قیمت تری اے نافۂ تاتار اوٹھے

سمت میخانہ چلی جھومتی میخوار اوٹھے
مژدہ ای پیر مغان ابر وہ دھوان دھار اوٹھی

قتل کو ہان وہ کمسن وہ ستمگار اوٹھے
نہ کمان جس سی کھینچی اور نہ تلوار اوٹھے

درد اوٹھانی کو وہ ہین ہجر مین سو بار اوٹھے
ناتوان تھی نہ جہانسے سے بیمار اوٹھی

مٹ گئے نقش قدم ٹنکے نہ زنہار اوٹھے
ناتوان تھی نہ جہانسے تمہے بیمار اوٹھی

گر پڑے چلکی کبھی بار کبھی بار اوٹھے
ناتوان تھی نہ جہانسے تری بیمار اوٹھے

آہ کیون سینہ سی اس غم مین ای یار اوٹھی
ناتوان تھی نہ جہانسے ترے بیمار ٹھے

تونے اوٹھوا جو دیا بزم سے ناچار اوٹھی
ناتوان تھی نہ جہانسے تری بیمار اوٹھے

آکے کوچہ مین جو فرحت ہوئی در تک بھوٹے
ناتوان تھی نہ جہانسے تری بیمار اوٹھے

ضعف نے زینت جاوید بنایا انکو
ناتوان تھی نہ جہانسے تری بیمار اوٹھے

دن جدائی کی محرم ہین عزا خانہ دل
کیون نہ ماتم ہو علم آہ کی ای یار اوٹھے

قد موزونکی محبت نے بڑھائی عزت
سرو قد ہین مری تعظیم کو دلدار اوٹھے

تیرے ترشے ہوے ناخن سی مقابل کیا خوب
کیون نہ اونگلی مہ نو کی طرف ای یار اوٹھے

ناز معشوق اوٹھانی کی مجھی عادت ہے
ظلم کیونکر ترا او چرخ ستمگار اوٹھے

ہم ہین وہ مست خزانہ جو ملی قارون کا
بادہ خواریمین ہر اک درہم و دینار اوٹھی

گر پڑے جا کی جو ہم زار ترے کوچہ مین
نہ کبھی پھر صفت سایہ دیوار اوٹھے

ناتوان ہجر تو کرتا ہے مگر شرط یہ ہے
غمزہ و ناز و مزاج آپکا ای یار اوٹھے

خواب مین دیکھتے تھی یار سی ہم بوس و کنار
سو کی اوٹھی بھی تو ہم کرتی ہوی پیار اوٹھے

ہم وہ حیرت زدہ عاشق ہین جو صف باندھکی آئین
ہنس پڑی یار نئی قہقہہ دیوار اوٹھے

پھر لطافت تجھی کیا خوف ہی بالای صراط
دستگیری کو اگر ہاتھ مددگار اوٹھے

جدا ہین دانت پیری مین زبان سے
چھٹا ہی دیکھو یوسف کاروان سے

نہ نکلون گھر کبھی کوئے بتان سے
زمین دو گز ملے گر آسمان سے

سدا ہی چشم تر مین چادر اشک
روان رہتی ہے کشتی بادبان سے

ارادہ ہے زمین سے خاک اڑا کر
ملا دون گا زمین کو آسمان سے

جگر کر دونے دل سینے سے پوچھا
کہو چوری ہوئی گھر مین کہان سے

یہ خود سیدھا نہین ہوتا کسی دن
عجب ہے انقلاب آسمان سے

لحد کہتی ہے جب آتا ہے مردہ
وہین آیا گیا تھا یہ جہان سے

ترے سر پر ہے زنگاری دوپٹہ
مقرر بحث ہو گی آسمان سے

جوانی کو منا کر لائے مجھ تک
ملا دے کوئی روٹھے میہمان سے

مزاج یار سے سیکھے تلوّن
زمانہ بڑھ گئے کہدے آسمان سے

خموشی تا کجا منہ چڑھتے ہین آپ
نکلجائے نہ کچھ میری زبان سے

غم ابرو مین چلّے کھینچتا ہون
ہوا ہون زار یون گوشہ کمان سے

چلا سینے سے دل ان گیسوؤن مین
مکین اوٹھتا ہے آج اپنے مکان سے

وہ خوش ہین جب سے میرا رنگ ہے زرد
ہنسی آتی ہے کشت زعفران سے

نہ کیونکر میری آہین بڑھکے چلین تیر
فلک سر پر خمیدہ ہین کمان سے

ہوا پیری سے خم تار اشک کا باندھ
کبھی اوترے نہ یہ چلّہ کمان سے

ادھر تو حسن مین کامل ادھر ہم بدر
زمین ہے بحث کرتی آسمان سے

جھپک کر میری آنکھین کہہ رہی ہین
کہ فتنہ عشق کا اوٹھا یہان سے

مزا دنیا کا ہمنے کچھ نہ پایا
رہے ہم بھی چند دن تو میہمان سے

دل نالان نہین آنسو روان ہین
جرس چوری گیا اس کاروان سے

نہ چھیڑ سختی اے دنیا کر اتنی
مدارا چاہیے ہے میہمان سے

دبا کر بانہین رکھا سینہ پہ ہاتھ
شب وصلت کہان پہونچے کہان سے

جو مرنے والونکے ہین سینہ پہ ہاتھ
اشارہ ہے کہ دم نکلا یہان سے

ترا بیمار رہے دستگیری
مدد لیتا ہے نبض ناتوان سے

مرا دل ہے جو دریا سے تعلّی
حباب اسمین ہین لاکھون آسمان سے

سلیمان قدردان ہین اسکے ورنہ
لطافت کم ہے مور ناتوان سے

قتل دشمن کو نہی تیغ سے ہین ہم کرتے
اپنی گردن کو تواضع سے جو ہین خم کرتے

خوش ہین وہ تجسے بہت غیر ہین سب غم کرتے
شکر کر شکریہ احسان ہین کیا کم کرتے

مین گنہگار غضب کا ہمہ تن شعلہ ہون
میری فریاد ہین مالک سے جہنم کرتے

کسنے کی سینہ زنی جسکا سدا صدمہ ہے
نغمے کر ہاتھ سے گھڑیال ہین ماتم کرتے

طرفہ احسان ہے دل لیکے وہ فرماتے ہین
خیر رحم آگیا خاطر ہین تری ہم کرتے

کہہ رہے ہین وہ اولٹ کر رخ روشن سے نقاب
آج ہم ذرونکو ہین نیر اعظم کرتے

کم سنی مین ہے عجب مہر کا سینہ پہ ابھار
شرم آئی اونھین محرم کو بھی محرم کرتے

ٹوٹتے شانہ سے بال اونکے جو اے مشاطہ
لیکے عاشق علم آہ کا پرچم کرتے

زخم دل الفت گیسو مین تم اچھا ہوتا
لطف تھا مشک اگر داخل مرہم کرتے

زال دنیا سے لڑے زیر کیا نفس کو بھی
ہم سے وہ کام ہوا جو نہین رستم کرتے

دل جو بھولا ہوا بیٹھا تھا وہ دیکر بولے
یاد رکھنا اسے احسان ہین یہ ہم کرتے

دی ہے ساقی نے ہمین طیب و طاہر وہ شراب
ایک ہی جام مین ہین سیر دو عالم کرتے

دولت و مال کا شیطان کھاتی ہین شکار
کیا سگ نفس کی تشہیر ہین معلم کرتے

آنکھ پھرتی ہے حسینان جہان کی کیا جلد
دیر لگتی نہین ان آہو نکو رم کرتے

زال دنیا بھی نخیلونکے لئے آفت ہے
داغ دل بنتا ہے گر صرف ہین درہم کرتے

چشم جانان مین بھر آئے مری تجھسے آنسو
گل نرگس پہ ہین سب شبنم کرتے

دشت عالم مین جوانی بھی عجب وحشی ہے
ہمنے دیکھا اسے آہو کی طرح رم کرتے

داغ سودا ہین سدا سر پہ خریداری کو
کسی یوسف کے لیے جمع ہین درہم کرتے

کیا اثر ہے مری غم مین تری آنسو نکلے
ساری مژگان کی صفین درہم و برہم کرتے

نازکی حد کی تھی مہندی نہ لگائی ہوتی
سرخ بوسون سی تری ہاتھ ابھی ہم کرتے

پھینک دیتے وہ گلوری کو چبا کر جو اوگال
ہم ابھی زخم دل زار کا مرہم کرتے

غم لطافت نہین حاسد کی دراندازی کا
قدردانی ہین تری صاحب عالم کرتے

سیکڑون تیر نظر جب ترے در آئینگے
زخم فوراً دل مشتاق کے بھر آئینگے

باغ مین آپ کے دیوانے اگر آئینگے
ہر شجر سے عوض سنگ ثمر آئینگے

عکس دندان صنم پڑتے ہی بھر آئینگے
دلمین ناسور اگر لیکے گہر آئینگے

اپنے دربار مین تم حکم تو دو آنے کا
لیکے ہم نذر کو دل اور جگر آئینگے

بھیجکر مینے کبوتر جو بلایا ہے اونھین
گو وہ الفاظ نہ سمجھین گی مگر آئینگے

گر بلاونگا اونھین عب سے لکنت ہوگی
گو وہ الفاظ نہ سمجھین گے مگر آئینگے

قلقل شیشہ سے دل سی سینگے واعظ
گو وہ الفاظ نہ سمجھین گی مگر آئینگے

آپ اگر حسن دکھائینگے تو ارمان دلکے
اشک بن بن کے ابھی آنکھ مین بھر آئینگے

بزم مین منتظر اونکی ہین کہ ہون ہم پہلو
بیٹھنے کے لیے دیکھین وہ کدھر آئینگے

دل نازک مین سمائینگی حسین وقت شباب
مے سے شیشے مین پریزاد اوتر آئینگے

عشق دندان سے مری دلمین لگی جب
آپ ہی لیکے بچھانے کو گہر آئینگے

شمع مین بنکے جلون کیون نہ میان محفل
رخ مرا ہوگا اودھر آپ جدھر آئینگے

آشنا اونکو سبک آپ کرینگے جو یون
ڈوب کر بحر محبت مین اوبھر آئینگے

بوسے لینے سے ترا حسن دوچندان ہوگا
اور یہ چاند سے رخسار نکھر آئینگے

تم نکالو گی جو کوچہ سی اوٹھین گے نہ قدم
ساتھ ہی دل کے مری پاؤن بھی بھر آئینگے

بدگمان ہین جو لطافت سی کہ جو مونہ نہ بار
قبر مین شانہ ہلانی وہ اوتر آئینگے

بنی خاک شفا خاصیت اکسیر مٹی کی
خدائی کوچہ جانان مین پڑا تاثیر مٹی کی

جنون مین خاک ساری نے مری توقیر مٹی کی
مجھے پہنائی ہی جدا دنے زنجیر مٹی کی

اداے ناز سے غمزہ سی ہین عاشق بنالیتی
وگرنہ یہ حسین در اصل ہین تصویر مٹی کی

کدورت جمع کر لین ہم لمین رنج ہجر جانان سے
برائے حسرت مردہ کرین تدبیر مٹی کی

جو دیکھو فکر سی انسان ہی کھیل اوسکی قدرت کا
خدا کی شان ہی باتین کرے تصویر مٹی کی

جو بدلی حیثیت تو بھی ہنود اسفل کی تمکن
بنائین لاکھ پر ہے بے صدا زنجیر مٹی کی

اجل کہتی ہی جب جسم بشر بے روح ہوتا ہے
زمین پر آدم خاکی ہی اک تصویر مٹی کی

وہ مین آتش قدم دیوانہ ہون جن اد گر جکڑی
ابھی کشتہ ہو سب لوہا بنے زنجیر مٹی کی

رکھی تو وہ بنائی کو ہے خاک عاشق مژگان
لئی تمنے اکٹھا بہر مشق تیر مٹی کی

ترا لاغر اوڑا کر خاک پیچ و تاب کھاتا ہے
گمان ہوتا ہی دیوانونکو ہی زنجیر مٹی کی

وہ طالب وصل کا ہون خاک پروانونکی جب پائی
برائی شمعدان کیا جمع ای گلگیر مٹی کی

عجب انداز سے چھپکائین پلکین او کمان ابرو
دم صید افگنی چلا کیے ہے تیر مٹی کی

لڑکپن مین اگر وہ کھیل سی سو فلک چھیکین
چمک کر تیغ ماہ نو بنے شمشیر مٹی کی

تمہاری ناوک مژگان دل مردہ پہ چلتی ہین
تماشا ہی نیا دیکھو لڑائی تیر مٹی کی

پئے شاہ و گدا موجد ہی کوئی خاکسار اسکا
کفن پر ہے سیاہی کی عوض تحریر مٹی کی

بنایا عطر معشوقون نی الفت کی جو خوشبو تھی
ہوئی ہی خاک ہونے پر بھی یہ توقیر مٹی کی

بنایا اوس کمہار نی بر تنے میری خاک کا تودہ
ہوا ممنون ہین تونی عزیزا ای تیر مٹی کی

ہوئی خاک شفا ساری زمین کوچہ جانان
نہ کیون لکھون ثنا ہی قابل تحریر مٹی کی

مع گرد و کدورت خون عاشق کا جما ایسا — کہ تیغ ابرو اونکی بنی شمشیر مٹی کی
بتونکا عشق چھوڑا کام سنگ و خشت سے کیا ہے — ارادہ ہے کہ اک مسجد کرین تعمیر مٹی کی
بلا سے گر نشانی کے لیئے مقبرہ نما سا ہے — ابھی دوڑے ہے ہر اک دیوار مثل تیر مٹی کی
دل مغموم دیکھا ہے مکدر شب کو سوتے مین — نیا ہے خواب کوئی خاک دے تعبیر مٹی کی
غبار دل نکالا ہم نے تم سے باتین کرتا تھا — دہان غیر مین ملو دم تقریر مٹی کی
یا گل شمع کا پروانے سے باتین کرے کیونکر — دہن مین اپنے رکھتا ہے زبان گلگیر مٹی کی
تمہارا عاشق بیمار ہے اسکو نکے دریا مین — تیمم کے لیے کوشش ہے دو دو [illegible] مٹی کی
جنون مین خلعت شاہانہ ہے سارا لباس اپنا — قبا ہے گرگو کھر و صحرا کا ہے تحریر مٹی کی

لطافت کربلا مین خاک ہو جا چلکے غرّت ہو
ہے تسبیح خاک پاک ہو توقیر مٹی کی

موئے خط ہین رخ روشن پہ نکلنے والے — دھوپ کی طرح وہ جوبن سے ہین ڈھلنے والے
مر کے بھی نہین گے کفن قبر مین جلنے والے — اک نیا بھیس بدل کر ہین نکلنے والے
پھر خفا ہو کے وہ اوٹھتے ہین پہلو سے مرے — پھر مرے اشک ہین آنکھونسے نکلنے والے
نازسے اوسنے لپٹ کر شب وصلت پوچھا — ابتو نکلے ترے ارمان نکلنے والے
ہین ترے عشق مین یا تو ہوئے خشک قبا — یہ شجر وہ ہین کہ پانی سے ہین جلنے والے
واغ سودا ہمین پیسے جنون کہتا ہے — رائج الوقت یہ دینار ہین چلنے والے
غول کی غول چلے جاتے ہین اوس کوچے مین — جانے دیتے نہین کعبہ مین نکلنے والے
کوچۂ یار کہان ہے جو سمجھتے ہی نہین — ہین مہ و مہر شب و روز کے چلنے والے
موت کر دیگی جو عاجز ہے گھبرانے سے — چار کے کاندھے پہ ہم چڑھکے ہین چلنے والے
یار جانی کہو صبح شب وصلت ہے قریب — جلد نکلین جو ہین ارمان نکلنے والے
اور عالم تھا وہ طفلی کا یہ پیری کا ہے عہد — دو نکرا بکی نہین دانت نکلنے والے

ہم سا ہوگا نہ گنہگار کوئی نازک طبع / زیست مین فکرِ جہنم سے ہین جلنے والے

تنگ عشاق ہین تڑپھو اگر ابھی سن لیتے / خطِ تقدیر کسی سے نہین چلنے والے

وصل کس طرح کرکا عاشق کو ہی جنت نہین نصیب / مثل اغیار جہنم بھی ہین جلنے والے

کثرتِ حسرت و ارمان سے ہی تنگ آخر ہین / دل ہین عاشق تری پیکان سے بدلنے والے

کس طرح حسن بتان دیکھیگا ای طفل دل / میرے مٹی کے کھلونون پہ مچلنے والے

کسقدر صاف ہی وہ رخ کہ ذقن پر گئی خال / ہاین مرد دلکی طرح یہ بھی پھسلنے والے

حد کی شفاف ہین انکی تری ای آئینہ تن / ہا تجھ کیا پانے نظر بھی ہین پھسلنے والے

کوئی افتادہ ہو دنیا کی گر ہین کوہِ الم / یا علی کہکے سنبھلتے ہین سنبھلنے والے

مثل آہو کی پھرا کرتے ہین بخوف و خطر / دامن دشت مین دیوانے ہین پلنے والے

ای صراطِ الفت حیدر مین ہی ثابت قدمی
ہان نہین پاون لطافت کی پھسلنے والے

خبر بھی لی نہ سینہ سے نکلکر روح نے دل کی / یہ کیون لیلی کو نفرت ہو گئی صورت سے محمل کی

بسی ہنی ہی صورت اسمین تیری یوسف شمائل کی / عزیز و مصر کا بازار ہے بستی مرے دل کی

دکھا کر اوسکو تجھے اور شیشہ مین یہ کہتا ہون / وہ صورت ہے تری دلکی یہ صورت ہے مری دلکی

مرا پردہ نشین پیرا انکو غیرت دلاتا ہے / برہنہ آئی دیکھو بیحیائی شمع محفل کی

نہایت دور کوئے یار ہے تو غم نہین اسکا / مجھے تڑپا کی پہونچا دیگی بیتابی مرے دلکی

بڑی مشکل سے تارے گن کے کاٹی ہے شب فرقت / او وہ اسی رات بھر تھی تھر اس شبستان محفل کی

بڑھی الفت مین بیتابی تو دلبر دیکھنے آئے / نئے سیماب سے قلعی ہوئی آئینہ دلکی

سخی ہون ہائے ناداری مین کیا کیا پیچ و تاب ہو / مجھے تلوار ہوتی ہے درازی دستِ سائل کی

مسافر اس جہان مین ہین نہین ہوگے سفید بینے / یہ اوڑا وڑ کر بھی سر پہ ہمارے گرد منزل کی

بخیل افسوس گر دیتے نہین کچھ مال دنیا سے / تو اتنا ہی کرین دین خجالت روئے سائل کی

تمنائین ہزارون آرزوئین حسرتین لاکھون
بڑا اک شہر عشق آباد ہی بستی مری دل کی

جہان مین عمر طولانی ہوا ہی منعم اگر سکھیے
تری ہمت کی کوتاہی درازی دست سائل کی

زرا سینہ پہ رکھکر ہاتھ پڑھیئے فاتحہ صاحب
ہوا ہی عشق مین مردہ یہ تربت ہی مرے دل کی

مہ نو کو خجل کرنے چلا وہ یار ابرو سے
نہی ہی بحث قابل دید کے مد مقابل کی

لطافت کیا ہی پروانے ہوئی شرمندہ محفل مین
جو شب کو سوزش دل شمع سی ہی مقابل کی

رایگان ہجر کے صدمون مین ہوئی جاتی ہے
لب پہ یاس آکی جوانی مری چھپاتی ہے

اشک بہتے ہین جو ویرانون کو موت آتی ہی
شمع بیکس کی ہر اک مردہ کو نہلاتی ہے

چند ہی روز مین جو تن سے نکلجاتی ہے
روح اس خانۂ تاریک مین گھبراتی ہے

یاد کیا تیری ہنسی زیر نقاب آتی ہے
ابر مین برق چمک کر مجھے تڑپاتی ہے

زر کی دید کی طمع دام مین کیون لاتی ہے
کیا مین نادان ہون جو دنیا مجھے بہلاتی ہے

عشق ہی طرفہ بلا جان حزین جاتی ہے
دل نہین یار پہ آتا ہے قضا آتی ہے

بھیڑ پروانون کی جب گرد نظر آتی ہے
شمع محفل مین کھڑی ناز سی اٹھلاتی ہے

پہلے دنیا کفنی طفل کو پہناتی ہے
دیکھ آغاز مین انجام کو دکھلاتی ہے

بیتے زنجیر مجھے کھینچے لئیے جاتی ہے
پھر جنون خیز بیابان کی ہوا آتی ہے

ہجر کی شب جو کسی طرح نہین آتی ہے
نیند اوڑا اوڑ کے قیامت کی خبر لاتی ہے

دل سوزان پہ ہین پھولکی آتی ترے تیر
جان آتی ہی اگر سرد ہوا آتی ہے

دشت مین غش مجھے آتا ہی جو پھرتے پھرتے
نوک ہر خار کی تلوے مرے سہلاتی ہے

مین تو ہون نزع مین تم سکو ہی رونگی پڑی
دوستو غل نہ مچاؤ مجھے نیند آتی ہے

خندۂ گل پہ ہے رونا مجھے آتا بلبل
ان پھٹے کپڑون مین کسطرح ہنسی آتی ہے

شک کہتا نہ وہ محبوب گلو نے کشتہ
عارضی حسن تمھارا ہی مرا ذاتی ہے

بلبلوں میں دہن یار سے کیا نسبت دوں
سونگھ لو منھ سے ہر اک غنچہ کی بو آتی ہے

جاگتے جاگتے کٹتی ہے جو کوتہ شب وصل
بسنے کا جل وہی آنکھون مین رہجاتی ہے

بے مدد عالم پیری مین نکلتا نہیں کام
دانت بندھتی ہین زبان جب تو مزے پاتی ہے

شب وصلت مری آخر ہے تو سبکو ہے غم
صبح بھی چاک گریبان کیے آتی ہے

حسن ہوتا ہے رخ یار پہ عاشق کا غبار
یہ وہ ہے گرد کہ آئینہ کو چمکاتی ہے

شعلۂ حسن کسی کا ہے جلاتا ہر شب
سر پہ ہر شمع لگن فخر سے گل کھاتی ہے

دیکھتی دھوپ مین ہے گل کو تو ہر بلبل باغ
پھر سایہ پر پرواز کو پھیلاتی ہے

عجب آفت مین ہے انسانکو پھنساتی دنیا
دام کیا درہم و دینار کی پھیلاتی ہے

جھلملاتا نہین پروانے جلاکر شعلہ
یہ اشارہ ہے کہ سر شمع بھی ٹکراتی ہے

خاک پہچانی کوئی چند ہی دنمین اے قبر
صورت شاہ و گدا ایک نظر آتی ہے

آمد رفت نفس بھی ہے جہان مین آرہ
زکریا کیطرح عمر کٹی جاتی ہے

ہجر کی رات بسر ہوگی لطافت کیونکر
شام ہوتی ہے طبیعت مری گھبراتی ہے

لگا لیتے گلے سے اونکو ہم دلمین لگ جاتے
ذرا ہی کاتب اعمال پہلو سے سرک جاتے

ہلا کر قبر نالوں نے ہین کوئے یار تک جاتے
دفینے زلزلے مین جسطرح سے ہین سرک جاتے

نہ یون آہونکے شعلے ضبط گریہ سے بھڑک جاتے
ٹھہر جاتا دل مضطر جو دو آنسو ٹپک جاتے

کریگی زلف پیدا خط سبزاون کو ہی گانوہر
نہین کچھ دیر لگتی زہر افعی کا چھلک جاتے

نکیرین آئے تھے پھر سوال آفت تھی تربت مین
قیامت تھی جو پہلو سے مرے مولا سرک جاتے

گنہگار آپکے پھر حساب آتی جو محشر مین
تو لینے کے لئے شعلے جہنم کی لپک جاتے

وہ مسکین ہون جو زیر تاک روتا خواہش مے مین
تو آنسونکی سب انگور خوشوں سے ٹپک جاتے

نظر ہوتی جو میری بیکسی پر ذبح ہوتے مین
تو آنسونکی جو ہر چشم خنجر سے ٹپک جاتے

تماشا عشق بین ہین دیدۂ گریان رقیبونکے
کہ دو اشکونمین یہ کم ظرف باغ ہین حباب جاتے

جو میرے گھر سے جاتے شب کو وہ اندھیر ہو جاتا
کہ پہونچانی انھین سب شمعونکی شعلے لپک جاتے

مرا دل سینۂ صد چاک مین تڑپا کرے وہ بوتے
نہ دیکھا ہو تو دیکھو دام مین بلبل پھڑک جاتے

نئی صورت سی ہو کر ذبح دل قاتل کا بہلایا
تڑپنا دیکھتے میرا تو بسمل بھی پھڑک جاتے

بلا سی یہ دل مضطر تو پہلو سے نکل جاتا
بہت ہوتا لہو کی اشک آنکھونسے ٹپک جاتے

اجازت ملتی آنے کی جو ہمسی ناتوانون کو
لطافت کرتے پڑتے پھر دلدار تک جاتے

گھر ہوا خوشبو وہ گیسوئے معنبر کھل گئے
یا قرابی عطر کی صد ہا برابر کھل گئے

رو چکا جب مین تو آہونکا دھوان کم ہوگیا
ابر کے دو چار لگے تھے برس کر کھل گئے

نکلے سینونسے دل تپیا جب عشاق کے
ہنسکے وہ بولی کہ سیمابی کبوتر کھل گئے

گر یونہی ان ابروونکی تیز بانی رہین
شہر بھر کے دیکھنا اے ترک خنجر کھل گئے

دیکھنے اونکی سواری جمع کیا خلقت ہوئی
بند بازار اونکی رستے ہوگئے در کھل گئے

ابروؤن پر یار نے افشان چنی کس حسن سے
آج دونون نیمچون کے ہمپہ جوہر کھل گئے

دیکھنا ہوگا نہ سارے دمنین بھی یو احسان
گر مری عصیان کی روز حشر دفتر کھل گئے

دی گواہی آستین و دامن سفاک نے
خون عاشق کی قیامت کو یہ محضر کھل گئی

عشق ظاہر ہوگیا باندھی جو اشکونکی جھڑی
آج سارے راز دل اے دیدۂ تر کھل گئے

نشتر مگین کیون ہو جو سینہ سے دو لائی ٹھکی
کیا ہوا سونے مین گر اے ماہ پیکر کھل گئے

قبر میری بند ہوئی کو ہے اب تو آئیے
ہٹ گیا منہ سے کفن اور بند چادر کھل گئے

کھلے جوڑا مار گیسو نے باندھی تو ہین
چل گیا جسدن ہمارا کوئی منتر کھل گئے

موسم گل مین نہ قسمت نے رہا ہونے دیا
جب قفس مین بند مین بلبل ہوا پر کھل گئے

عشق کوئے یار نے کیا مرکے دکھلائی بہار
بند جب آنکھین ہوئین فردوس کے در کھل گئے

دام دانائی سے لیکر باغ میں آتا ہے تو
جعل تیرے آج اے صیاد ہم پر کھل گئے

خفتگان خاک جاگ اٹھینگے طوفان سے ابھی
چشم گریان کی جو سوتے اے سمندر کھل گئے

جب تقابل حسن قد یار سے ہمنے کیا
باغ میں سب عیب تیرے اے صنوبر کھل گئے

ہو گیا سبزہ عیان جب چہرۂ شفاف پر
آپ کے آئینہ عارض کی جوہر کھل گئے

فصد میں بھی شکر خالق کا ہے مجھ وحشی کو دھیان
منھ رگوں کے بہر مدحت کھا کے نشتر کھل گئے

مکر سے آنسو بہائے غیر نے سمجھا وہ یار
آبرو جاتی رہی جھوٹھے گوہر کھل گئے

بازی اطفال سے سختی اسیری کی گئی
قفل زندان اے جنون کھا کھا کے پتھر کھل گئے

اے لطافت حال دل سنکے مرا کہتی ہیں وہ
منھ لگایا کیا تجھے شکووں کے دفتر کھل گئے

بیداد اب اور کوئی پری زاد کیجیے
بھولے سے بیوفا نہ تجھے یاد کیجیے

گھر تو جنوں کے جوش میں برباد ہو چکا
اب چل کے قید خانہ کو آباد کیجیے

نکلے گی اپنے منہ سے نہ شکوے کی ایک بات
گو آپ لاکھ طرح سے بیداد کیجیے

ہے جوشش جنوں میں سلاسل کی احتیاج
دریافت کس سے خانۂ حداد کیجیے

مدت سے آپ کے قد موزوں کا ہے غلام
قید چمن سے سرو کو آزاد کیجیے

وحشت ہے سخت آپ کے عاشق کو اب کی سال
تیار قید خانۂ فولاد کیجیے

دہشت سے ٹکڑے چرخ پہ ہو رعد کا جگر
فرقت کی شب وہ نالہ و فریاد کیجیے

جتنی جفائیں آپ نے کیں میں نے سب سہیں
اب ظلم کوئی سونچ کے ایجاد کیجیے

مانند شمع دل پہ یہ ٹھانی ہے عشق میں
کٹ جائے سر بھی گر تو نہ فریاد کیجیے

کافی ہے نوک خار مغیلان کی بہر فصد
صحرا میں کیوں تجسس فصاد کیجیے

تدبیر بلبلوں نے رہائی کی سونچی خوب
نالوں کی بدلے مدحت صیاد کیجیے

سب اک طرف حضور کو اتنا تو چاہیے
غیروں کو بھولیے تو مجھے یاد کیجیے

آپ سمین بلبلین یہی کہتی ہین باغ مین
غنچے دل بنا تھا مین وہ فریاد کیجیے

دوڑا ہیے سمند بچا کر نشانِ قبر
ہم دل جلونکی خاک نہ برباد کیجیے

والد صاحب شفیق ہو صلاح پہ رجوع
پھر کیون لطافت اورکو اوستاد کیجیے

مثل دل غیر کے پہلو مین مری جان رہے
سے گھر رات کو بتلا ہیے مہمان رہے

بعد مرنے کے مری قبر پہ کھنچا تلوار
کشتۂ ابروے خمدار ہون پہچان رہے

باہین گردن مین مرے ڈالکے وہ کہتے ہین
لے گلے مل کہ نہ دلمین ترے ارمان رہے

آج انعام مین غیرونکو ہین بوسے ملتے
کہے دیتے ہین ہمارا بھی ذرا دھیان رہے

سر کے چہرہ پہ وہ تلوار لگا کر بولے
دل لگایا تھا کسی ترک سے پہچان رہے

عید قربان تو لوگون نے کیے طوف حرم
ہم مگر کعبۂ رخ پر ترے قربان رہے

زندگی کا نہ ہمین لطف ملا دنیا مین
ہائے دو روز کو آئے بھی تو مہمان رہے

دو قدم میرے جنازہ کو اوٹھانا آکر
کہے دیتا ہون مری جان تمھین دھیان رہے

قتل ناحق تو کیا مجکو مگر پچھتائے
دیر تک سر کو جھکائے وہ پشیمان رہے

بھاگ کر کوچۂ قاتل سے یہ کہتا ہی رقیب
آبرو جائے رہے یا نہ رہے جان رہے

ہمنوا ای دستِ جنون ہان ترے جب قائل ہون
ایک ہی جھٹکے مین دامن نہ گریبان رہے

مین وہ بلبل ہون کہ ماتم مرا عالم مین ہا
بال سنبل کے گلستان مین پریشان رہے

ہائے دل چھین لیا آپ نے عیاری سے
کیا تکلف ہے کہ نادان کے نادان رہے

بوسہ دیکر مجھے وہ ناز سے فرماتے ہین
بھول جانا نہ کہین یاد یہ احسان رہے

دشت کی اسکو دے کوہ کی بتلائی راہ
قیس و فرہاد پہ کیا کیا مرا احسان رہے

کر لو دنیا مین گناہونکی لطافت توبہ
لطف کیا مر کے ہمیشہ جو پشیمان رہے

دل حزین کا مرے ماجرا سنو تو سہی
مزے کی ہے یہ کہانی زرا سنو تو سہی

کیے جو کوچہ مین عاشق نے پیر اثر نالے
وہ بولے چپ تو رہو غل ہے کیا سنو تو سہی

شب وصال ہی رات بھر کہا کیے وہ
زرا اذان سحر کی صدا سنو تو سہی

قبول کرنے نہ کرنے پہ ہو صنم مختار
مگر براے خدا مدعا سنو تو سہی

رقیب تمسے نہین کیا عرض حال ہو مجسے
ادھر تو آؤ مرے دلربا سنو تو سہی

شب فراق یہ گھبرا کے سب سے کہتا ہون
گجر کے بجنے کی یارو صدا سنو تو سہی

اگر نہو گا یہ دلچسپ پھر نہ سننا تم
شب فراق کا قصہ زرا سنو تو سہی

ہمارے گھر مین جو کل رات کو تم آئے تھے
رقیب کرتے ہین کیونکر گلا سنو تو سہی

کہان چلے ادھر آؤ تو بوسے لے عاشق
ملی ہے ہاتھو مین تمنے حنا سنو تو سہی

لب رقیب کو کیون وقت نزع جنبش ہے
قریب کان تو لاؤ زرا سنو تو سہی

ہے آج وصل تو خوش مجکو دیکھتے ہو صنم
تمھارے ہجر مین کیا حال تھا سنو تو سہی

یہ منتظر ہون کہ گھبرا کے سب سے کہتا ہون
مرے حبیب کی آئی صدا سنو تو سہی

سوال بوسہ پہ وہ یہ جواب دیتے ہین
ہماری گالیان کچھ دن بھلا سنو تو سہی

پکارتی ہے ہر اک گوش گل مین یون بلبل
یہ زمزمہ یہ مرا چہچہا سنو تو سہی

دکھا کے شکل لطافت وہ غیب سے بولے
انھین بھی عشق ہمارا ہوا سنو تو سہی

جب اونسے کہا تمپہ مر جائینگے
کہا آکے ہم دفن کر جائینگے

غم ہجر سے ہم گذر جائینگے
یہی زندگی ہے تو مر جائینگے

جو غسال آئے ہین کھدتی ہے قبر
نہا دھو کے ہم اپنے گھر جائینگے

وہ بولے جو کوچہ مین دیکھا مجھے
کہان آپ آئے کدھر جائینگے

نہ آئین دم نزع عاشق کے پاس
ابھی تو وہ کمسن ہین ڈر جائینگے

حسینونکے فقرون مین آنا نہ تو — یہ دل لیکے دم مین مکر جاینگے
ترے در پہ بیٹھے ہین دربان تو کیا — نظر کی طرح ہم گذر جاینگے
اوٹھا دیگا جب در سے اپنے وہ یار — تو بیدست و پا ہم کدھر جاینگے
شب وصل کہتے ہین وہ شام سے — ہوئی صبح ہم اپنے گھر جاینگے
اکیلے ملے وہ بہت دنکے بعد — بھلا آج بچکر کدھر جاینگے
وہ گھر اپنے جاینگے ہم قبر مین — ولا وہ اودھر ہم ادھر جاینگے
مجھے خوف ہے خیر جوبن کی ہو — یہ ظلم اے ستمگر کدھر جاینگے
وہ سوتا ہے لین بوسہ رخسار کا — اگر جاگ اوٹھے گا مکر جاینگے
کہا ذلنے مجسے یہ کعبہ وہ دیر — حضور آپ کہیے کدھر جاینگے
سنا جب سے کشتی ہے ساحل کے پاس — تو کچھ دیکے ہم پار اوتر جاینگے
دلا جب نہ راتین رہین وصل کی — تو فرقت کے دن بھی گذر جاینگے

لطافت یہ سمجھین گے پایا بہشت — لحد مین جو پہنچ کر جو مر جاینگے

سامان دل جلون کی لحد پر شہانہ ہے — شمعین ہین نالے دود جگر شامیانہ ہے
بیگانہ کو الم ہے قلق مین یگانہ ہے — غمگین ہمارے مرنے سے سارا زمانہ ہے
الفت سے سرنگون صنم اسجاز مانہ ہے — مسجود خاص و عام ترا آستانہ ہے
عشق دہان تنگ حسین ذکیا ہی گھر — عنقا کا آج کل مرا دل آشیانہ ہے
اوس حور کا بناؤ دکھاتا ہے معجزے — دن رات ایک جا ہے کہ آئینہ شانہ ہے
آنسوا وبل رہے ہین ہوا ہی جو درد عشق — فوارہاے چشم کا یہ دل خزانہ ہے
موسلی کی طرح وجد مین ہین کیا نظر کرین — ہمکو تو لن ترانی جانان ترانہ ہے
اللہ نے کیا ہی مجھے کیا صنم عطا — یکتاے روزگار وحید زمانہ ہے

الفت مین پردہ پوش ہوا خوب دردِ دل
آنسو بہانے کا ہمین اچھا بہانہ ہے

ہشیار غافلو کہ گذرگاہ ہے جہان
چلنے کی کوئی فکر مین کوئی روانہ ہے

موجود تھے جہان مین کل جو کہ نامور
افسوس آج حال وہ کہنین کا فسانہ ہے

نوبت نہ آئی وصل کی تا صبح اے صنم
انکار دل سے ہے یہ حیا کا بہانہ ہے

کیا غم ہے عاشقونکو غنی ہین جہان مین
درہم ہین داغ عشق صنم دل خزانہ ہے

کوئی گرا نگہ سے نظر پر کوئی چڑھا
گردش تمھارے آنکھ کی شکل زمانہ ہے

دنیا مین خاکساری افتادگی کو سیکھ
سرسبز ہے زمین پہ گرا جو کہ دانہ ہے

حسن کلام کا ہے لطافت یہی تو لطف
معشوق کہتے ہین کہ غزل عاشقانہ ہے

ابن ابو طالب علی اللہ کا مطلوب ہے
کیون نہو نام خدا محبوب کا محبوب ہے

بوسہ بازی ٹھہری چوسر کھیلنا محبوب ہے
جیتنا بھی خوب ہے اور ہارنا بھی خوب ہے

دلربا میرا وہی معشوق خوش اسلوب ہے
جو حسین اللہ کے محبوب کا محبوب ہے

حسن مین یوسف زیادہ یا مرا محبوب ہے
اے زلیخا سچ بتا معشوق کسکا خوب ہے

سبزہ اوس چاہِ ذقن پہ قریب چرخ مرغوب ہے
کیا گلستانکی کنوئین پر لہلہاتی دوب ہے

ہای دلکی شورشون سے تلخ گذری زندگی
جس حسین مین ہے ذرا سا بھی نمک مرغوب ہے

بوسہ اپنے لبنی جو مانگا کیون خفا ہوتی ہین آپ
یہ بھی اک ٹہر تھی نہ غصہ کیجیے مجذوب ہے

آنکھ پڑتے ہی غضب ہے چھین لیتا ہے دل
چشم پوشی حسن خوبانِ جہانسے خوب ہے

سرد آہین ہمنے کین جب انجمن مین بولے وہ
ٹھنڈی ٹھنڈی یہ ہوا ہمکو بہت مرغوب ہے

عشق کرنیکی سزا ہے بیقراری کا مزا
تجھکو اے دل جسقدر جور و ستم ہو خوب ہے

دلکو بازارِ وفا مین بیچتے ہین ہے صدا
مال ہے گھر کا خریدی ہان کوئی محبوب ہے

اس لئے سب پوچھتے ہین بادہ کش کو محتسب
میکدہ مین دختِ رز کس مست سے منسوب ہے

سخت جانی میری وسکی نازکی نی لگیا کیا
منفعل مین ہون ادہر قاتل ادہر محجوب ہے

ای لطافت قہر ہے سیر بھی ہے بعضو نکو تجل
آج کل شاعر کا خلعت واہ وا ہ رگیا خوب ہے

سیر گل منظور قاتل کو اگر ہو جائیگی
چار پھول اپنے لیے حاضر سپر ہو جائیگی

سرمہ کی تحریر منظور اونکو گر ہو جائیگی
آنکھ پر یونہی بد نگاہو نکی نظر ہو جائیگی

دانت ٹوٹینگے عیان پیری اگر ہو جائیگی
کاروان ہوگا روان جس دم سحر ہو جائیگی

قہر ہوگا گر شب وصلت سحر ہو جائیگی
دلکی دہڑکن میری سینہ مین گجر ہو جائیگی

ہمسری دندان جانانسے اگر ہو جائیگی
آبرو ریزی تری سلک گہر ہو جائیگی

وصلکی شب آئیگی تو مختصر ہو جائیگی
گھٹکے اوس قاتل کی خاطر سے سپر ہو جائیگی

دشت مین گریان جو میری چشم تر ہو جائیگی
شاخ آہو سبز مانند شجر ہو جائیگی

آ گئے ہوگا جل لگا کر گہر اگہرا باغ مین
آنکھ پر یونہی چشم نرگس کی نظر ہو جائیگی

وصل ہونے بھی نپایا ہو گئی ہاتو نمین صبح
کیا خبر تھی شام ہوتے ہی سحر ہو جائیگی

نیمچہ اونکا لچک کر دم مین لیگا میری جان
قہر کر دیگا جو نا تیر کمر ہو جائیگی

گر یونہین تقدیر کی برگشتگی بڑھتی گئی
آہ کی صورت دعا بھی بے اثر ہو جائیگی

ہم ہین مشتاق شہادت تیغ کھینچیگا جو وہ
تیرہ بختی سامنے اگر سپر ہو جائیگی

موت کہتی ہے کہ ہو رخصت نہین نیا سے قبض
حسرت دل ساتھ لی زاد سفر ہو جائیگی

دیکھتے ہی دیکھتے گر جاؤنگا لاغر وہ ہون
دفن کو کافی تری گرد نظر ہو جائیگی

عاشق صادق ہے پروانہ جلائیگی اگر
شمع محفل روسیہ وقت سحر ہو جائیگی

عکس پڑ جائیگا جب قاتل کی روی صاف کا
دیکھنا فولاد کی آئینہ سپر ہو جائیگی

بیشمار ایسے مری عصیان ہین گر ہوگی حساب
قد سیو روز قیامت دوپہر ہو جائیگی

وصل کا سنکر تقاضا ہنسکے بولی شب کو وہ
خیر تیری بھی خوشی پچھلے پہر ہو جائیگی

آج موی سر سیہ جو ہین وہ کل ہونگے سفید
دیکھنا اس شام کی اکدن سحر ہو جائیگی

ہی قصورِ عقلِ منعم کیون بناتا ہی قصور
قبر آخر جسم کو رہنی کو گھر ہو جائیگی

گر شبِ فرقت نہ آئیگی بلانے سی مرے
سچ تو یہ ہی موت اک جھوٹی خبر ہو جائیگی

دلپہ جو گذریگی ہو جاوینگا فوراً مطلع
اشک آگے دوڑینگی ہرکاری خبر ہو جائیگی

ہم بتونکو چھوڑکر جھٹ جائینگی پیشِ خدا
عمر ساری ہی بدی کرنے مین بسر ہو جائیگی

غم نہین تیغِ بدی کی جب کرینگے وارِ غیر
میری آگے آکے ہر تیغ کی سپر ہو جائیگی

چاک ہوگا بعد مرنے کے گریبانِ کفن
کیا شبِ تاریک تربت مین سحر ہو جائیگی

شانہ بالونمین جو ہوگا اور جلی گا حسن یار
زلف ہر رخسار پر ڈھلتے ہی پر ہو جائیگی

باغمین کہتی ہین گل ہم پر تو اب کل ختم ہے
گر بچھڑتے ہین بلبل کی بسر ہو جائیگی

مر گیا عاشق بلا سے کیون ہی چرچا شہر مین
ہان یہ غم ہی حسن کو اونکی نظر ہو جائیگی

ای لطافت ہی سلیمان کا بہت لطف و کرم
اب یہین عمرِ قلیل اپنی بسر ہو جائیگی

تم جو ای غیرتِ یوسف کبھی بازار چلے
نقد جان ہاتھ مین لیکے خریدار چلے

سنگِ اطفال سی جب کم نہوا دردِ سر
ای جنون چھوڑنے سر جانبِ کہسار چلے

سامنی میرے لیا بوسہ ترے ابرو کا
مجھسے اغیار سے کسطرح نہ تلوار چلے

چشمِ ساقی کی تصور مین وہان ہون اسطرح
لڑکھڑاتا ہوا جیسے کوئی میخوار چلے

بعد مدت کی شبِ وصلِ صنم آئی ہی
صبح کی توپ کوئی کہدے نہ زنہار چلے

بند دیکھا کبھی دروازہ تو اللہ ری شوق
بادہ کش پھاندنی میخانی کی دیوار چلے

گرمِ رفتار حسینونمین ہی یون وہ شہِ حسن
فوج کی بیچ مین جیسے کوئی سردار چلے

تیرے شبدیز کے کاوے کی حقیقت جو لکھون
ابھی کاغذ پہ قلم صورتِ پرکار چلے

چشمِ دلدار نزاکت سے ہی یون گردش مین
جیسے آہستہ بمشکل کوئی بیمار چلے

ہو گیا آہ شرربار سے کار مشعل
شب کو جب ہم طرف کوچۂ دلدار چلے

عشق مین گوہر دندان لب لعلین کے
جب چلے سیر کو ہم جوہری بازار چلے

آگے دنیا مین ہوا غیر گنہ کچھ نہ حصول
یان سبکسار ہم آئے تھے گرانبار چلے

شبکو ہی بام پہ خوابیدہ مہ رشک قمر
دوڑ کر ماہ فلک پر نہ خبردار چلے

آنکھ کھلجا ہی روش پر نہ مرے گلرو کی
باغ مین زور سی صرصر نہ خبردار چلے

ہے یہ احسان سے ترے راہ رونکو نفرت
دھوپ مین بھی نہ تہ سایۂ دیوار چلے

کوئی مشکل ہوئی درپیش لطافت کو اگر
پے امداد وہین حیدر کرار چلے

خفا ہو کر جو منہ جانی سے وہ ساقی نکلجائے
تو خنجر موج مے کا گردن مینا پہ چلجائے

ہوا الٹی غضب ہے محفل الفت مین چلجائے
کہ پروانے کا دل ٹھنڈا ہو جسدم شمع جلجائے

ہمارے منھ سے فرقت مین اگر نالہ نکلجائے
تو ڈر کر برق چمکے رعد دہشت سے دہل جائے

جو ذرے دھوپ مین وہ ساتھ غیرونکے نکلجائے
یقین ہے مہر انکا دوپہر کی طرح ڈھلجائے

ابھی تو فاش ہو جائے ہماری عشق کا پردا
جو اے بیتابیٔ دل آنکھ سے آنسو نکلجائے

اگر چھوٹون وہ اپنی در پہ انکی اجازت دین
یقین تو ہی کہ عاشق سجدے کرتا سر کے بلجائے

گدای کوچۂ جانان سدا مست قناعت ہین
غرض کسکو کہ پیش منعم و اہل دول جائے

دل پرداغ عاشق لیچلا ہی اونکے کوچہ مین
ندامت ہو گی خالی ہاتھ کیا پہلے پہل جائے

پیئے گر خون غیر تلخ کام اسطرح بدخط ہو
دہن سے میانکی وہ غنچہ ہر دم اوگل جائے

جلی جاتی ہے اپنے حسن کی گرمی سے محفل مین
کیونکر شمع کو نیچا پر پروانہ جھلجائے

تعلّی کی بہت لیتی ہین آکر بادہ خوار مین
نہ عمامہ کسی دن شیخ صاحب کا اچھل جائے

تن خاکی سی روح اپنی گئی جسم مثالی مین
کوئی پوشاک میلی جیسے گرمی مین بدلجائے

برائے صبر کافی قصۂ فرعون و موسی ہے
جو تو ہو دوست انسان ہاتھ دشمن کی بلجائے

کر کو عشق مین ... و ... سو جاؤن جو مین لاغر
قضا آئے تو تاف یار کی مانند ملجائے

فقط عاشق کو دھمکائی تو ہے معشوق غصہ کا
خدا کی شان معشوق کی تو بیچین اور کوہ جلجائے

لطافت سی نکلی ملجا ور زعید و صاحب
برس دن بعد تو کچھ حوصلہ دل کا نکلجائے

ہجر کے غم سی ہی دل مشفق من دو ٹکڑے
کیجیے تیغ جفا سے سر تن دو ٹکڑے

دونون زلفین تری مشکین ہین بناؤ شانے
دیے اگر شاخ کے آہوئی ختن دو ٹکڑے

آگئی بلبل کی جو پھول بھی گلچین توڑی
کیون نہو دل سبب غنچۂ چمن دو ٹکڑے

ہو خجالت کی سبب ہر اک سرخ عقیق
جائین اس لب کی اگر سوئی یمن دو ٹکڑے

عارض یار کی دیکھی جو صفائی اک رات
آئینہ مہ کا کری چرخ کہن دو ٹکڑے

موسم گل جو گلستان سی ہوا ہو اکبار
کیون نہو غمسی دل مرغ چمن دو ٹکڑے

زور وحشت نے کسی شی کا نہ رکھا پابند
ہو گئی ایک اشارہ مین رسن دو ٹکڑے

شیشۂ مے کو نہ تو توڑ زمین پر تعجیل
دل کری محتسب شیشہ شکن دو ٹکڑے

تیرے ساعد کی صباحت پہ پڑے جا نظر
باغبان جلکی کری شاخ سمن دو ٹکڑے

امتحان تیغ نگہ کا جو کرے وہ شوخ یار
تنکے چو رنگ ہو ہر ایک ہرن دو ٹکڑے

چاہ مین اوسکی مجھے یست نہین خوش آتی
رسن عمر کری عشق ذقن دو ٹکڑے

سنگدل غیر نے منھہ یار کی لب پر رکھا
آج پتھر سے ہوا لعل یمن دو ٹکڑے

حسن مین کوئی نہین دیکھتی ہین عیب کو سب
کیون نہو غم سی دل اہل سخن دو ٹکڑے

خط کی قطین نہین اوس چاند سی چہرہ پہ پڑا
قدرت حق سی ہوا ہی یہ گہن دو ٹکڑے

آبرو کا ہون طلبگار لطافت وس سے
جسکی خاطر نے ہوا قد عدن دو ٹکڑے

جب کہ تلوون پر ہو گئے پھر کے بن مین آبلہ
پاؤن پڑ کر مجکو آئے وطن مین آبلے

ہو جو اپنی آہِ سوزان کو شبِ فرقت مین عروج
تارے بن جائین تنِ چرخِ کہن مین آبلے

فصلِ گل آئی ہی سب تھالون مین پانی بھر دیا
بلبلون نے دلکے پھوڑے ہر چمن مین آبلے

ہے یہی صحرا نوردی گر تو مر جاؤنگا مین
تفرقہ ڈالین گے اِک دن جان و تن مین آبلے

باغ مین اوس شعلہ رو کے لب سے ہمسر ہو اگر
قطرۂ شبنم ہون غنچہ کے دہن مین آبلے

ہجرِ جانان نے جلا کر یہ ہمین تحفے دیئے
دل مین سوزش داغ سینہ مین بدن مین آبلے

شمع کو دیکھے وہ رخِ روشن تو ایسا رشک ہو
جل کے پیدا ہون تنِ شمع لگن مین آبلے

کب شرارت سے ہے معشوقون کی عاشق کو ضرر
مرغِ آتشخوار کے کب ہین دہن مین آبلے

رات دن ایسی ہوئی گردش ہمارے پاؤن کو
چرخِ گردان سے ہوئے ہمسر چلن مین آبلے

شعلہ رویون کی محبت سے ہو گیا دلکو ضرر
آگ سے کب ہین سمندر کے بدن مین آبلے

چھو لیا منقار سے مجھ دل جلے کا خط اگر
ہو گئے پیدا کبوتر کے دہن مین آبلے

باغ کو کس نے جلایا ذبح کر کے بلبلین
غنچۂ گل کے ہین پر خون ہر چمن مین آبلے

زندگی بھر کی جو عریانی سے تھا دل پک رہا
مر گئے آخر دکھینا پھوٹے کفن مین آبلے

دشت پیمائی سے میرا نام روشن ہو گیا
بڑھ گئے مہرِ درخشان سے جلن مین آبلے

اے لطافتؔ نام جب مجھ دل جلے کا لے لیا
ہو گئے پیدا رقیبون کے دہن مین آبلے

خون فشانی پر ہون آمادہ جو بن مین آبلے
فرق کچھ رکھین نہ صحرا و چمن مین آبلے

آتشی رنگون کے کیون پہنے ہین کپڑے آپ نے
ہون نہ حدت سے کہین نازک بدن مین آبلے

سوختہ تن مین وہ ہون دیکھے جو آ کر میرا ہاتھ
ہے یقین پیدا ہون دستِ برہمن مین آبلے

وضع کے پابند ہین تکلیف سے رہتے بری
کب ہوئے پائے گرفتارِ رسن مین آبلے

شب کو آ کر چاندنی مین ناز سے کہتے ہین وہ
دھوپ ہے یہ تیز پڑ جائین نہ تن مین آبلے

موتیئے کے پھول گلشن مین نہین یہ جا بجا
آتشِ گل سے پڑے ہین ہر چمن مین آبلے

وحشت پیمائی سی کچھ کم تھا نہ لاناجوئی شیر
ہائی مجنون یہان تجھی دست کوہکن مین آبلے

آہ سوزان کر رہا ہون ہی تپاک دلمین مرے
ہین غم کی آبنے چاہ ذقن مین آبلے

گر مہے فرقت سی تن ہچکیا ہی دوھر ہی لباس
آگ جل جل کر لگا ئین پیرہن مین آبلے

گرم گرم آنسو بہائی اسقدر حد سی سوا
دیدہ تر بنگئے رنج و محن مین آبلے

دل جلاکر سوز فرقت نی ہے بیجان کر دیا
ہین شہادت نامہ کی مہر کی کفن مین آبلے

ہائین جل جلکر کبھی کرتا ہی غیر ونسی جو وہ
پھوٹتے ہین اپنے دلکی ہر سخن مین آبلے

لمیرے ہوتی ہاپس غیرونکی جو بیٹھی شب کو وہ
شمع سان روشن ہوئی لگی انجمن مین آبلے

کھل گیا حال دل معشوق پرانون چہپانے
شمع کی آنسو نہی گر گر لگن مین آبلے

آہ سوزان کی جو مینے قبر مین بعد فنا
بنگئے کافور کی ٹکڑے کفن مین آبلے

دل جلا عاشق ہو نمین کھاتا سمجھکر بڑیان
ای ہما پڑ جائینگے تیرے دہن مین آبلے

ہمسری کرتا ہی اوس رخسی قمر جلتا ہونمین
سچ تو یہ ہی دلکی پھوٹینگے گہن مین آبلے

ای لطافت نکتہ چینی کرتی ہین بیجا عدو
حاسد ونسی ہین دل اہل سخن مین آبلے

دیکھی جو ساتھہ غیر کے وہ حور چاندنی
نظر و نمین میرے ہو شب دیجور چاندنی

بچھوائی بام پر جو مرا حور چاندنی
ہو جا ہی صاف شرم سی بی نور چاندنی

مر جاؤن مین نحیف نہ دیکر شب فراق
ای آسمان مجھسی رہے دور چاندنی

عکس رخ صنم سے مقابل ہو ر آنکو
رکھتی نہین جہانمین یہ مقدور چاندنی

ساقی کا آتا ہی جو شب ماہ مین خیال
کرتی ہی اپنا شیشہ دل چور چاندنی

اوس رخ کا عکس کیون دل مجروح کو ہی یاد
رحمی سی چاہیے کہ رہے دور چاندنی

کھینچین شب فراق جو ہم آہ آتشین
ہو دھوپ کی طرح ابھی بی نور چاندنی

دلمین ہی اوسکے پرتو رخ کا ہمیشہ دھیان
رہتی ہی اپنے گھر مین بدستور چاندنی

پھر ہمین داغ دلکی ضیا کا یہ حال ہی
جیسے سحر کو ہوتی ہی بی نور چاندنی

بعد عروج کسکو نہین دہر مین زوال
تا حق ہی چار روز پہ پھر غرور چاندنی

مستو نکو شش جہت مین ہیچ چارون عزیز ہین
گلزار آ بجو ہی انگور چاندنی

تار شعاع ماہ ہین فرقت مین نیشتر
ہی دلکو اپنی خانۂ زنبور چاندنی

مرجای رات گو ترا وحشی جو دشت مین
شبنم کفن ہوا وہ ہوا کافور چاندنی

اور رشک ماہ گھر مین لطافت کی آ کبھی
ہو جای ایکدن شب دیجور چاندنی

کہتے ہین وہ جو ہجر مین بڑا بڑی سہی
احسان مجھپہ کیا ہی بلا سی سہی سہی

غمگین ہین جو دل لگا ئین کبھی ہی سہی
ہی عشق تو محال بہت دل لگی سہی

دنیا پڑیگا مال کا نعم سمجھے حساب
رکھی رہیگی طاق پہ مرکز بھی سہی

ہو زیست یا کہ موت پری ہو کہ حور ہو
ہی کام دل لگانے سے ہمکو کوئی سہی

جو راست باز ہین وہ نہین بندۂ عوام
آزاد کیون نہو کہ ہوا اسیر بھی سہی

اغیار کچھ دنون بھی نہ ثابت قدم رہے
مینے تو مدتون ہی حضور آپکی سہی

مسجد مین وعظ کہتا ہی واعظ جلو نشین
میخوار و تھوڑی ہی پر چلو دل لگی سہی

جو کچھ تری طرف سے ہی دلکو پسند ہے
ناز و ادا تو جھیل گئے ظلم بھی سہی

رکھیے نہ فرق بات مین کہدیجے صاف صاف
مانگ آپکی لگائی ہی کسنے سہی سہی

یہ حسن ہے وہ چیز کہ سب کو پسند ہے
عاشق تو نکا ذکر ہی کیا متقی سہی

مینے کہا جو ہنسی کہ غیر ذکر تم ہو دوست
کہنے لگے ڈھٹائی سہی اچھا ہی سہی

بوسہ ضرور لونگا لب سرخ یار کا
کام اپنی کا سہی مجھی لالچی سہی

کہتے ہو تم جو غیض مین مجھکو کروگے قتل
حاضر ہون سر جھکائی ہوئی مین بھی سہی

سلک گہر کو دیکھ کر وہ یار ہنس پڑا
لو آج آبرو گئی بالکل رہی سہی

تم ظلم وجور کرکے پشیمان نہین ہوے
مینے کیا نہ صبر وتحمل یہی سہی

مینے بلائین لینے کو ہین ہاتھ یہ بڑھاے
تم اپنے دل مین سمجھے ہو جو کچھ وہی سہی

مجکو وہ اپنے گھر مین بلاتے نہین اگر
در پر پڑا ہوا ہون لطافت یہی سہی

ایذا اوٹھائی ہمنے گھڑی پر گھڑی سہی
پر آنکھ حسن یار سے اپنی لڑی سہی

جو دل لگا کے ہمپہ مصیبت پڑی سہی
زنجیر کی بھی چوٹ جنون مین کڑی سہی

بجلی تمھارے دانتون کی ہنگام قہقہہ
کڑکی اگر تو خلق ڈری جب پڑی سہی

کیا وجہ ہے جو منہہ سے وہ بت بولتا نہین
غیرون نے بات کوئی نہ کوئی جڑی سہی

کافی ہمارے قتل کو اے نازنین ہے
تلوار گر نہین تو ہو اک چھڑی سہی

ساقی نہ ڈھونڈھ جام گلابی مین ہی شراب
ہے فصل گل جو پھول نہین پنکھڑی سہی

عاشق کا چل چلاو ہے اب دیکھہ جایئے
پہرون نہ آکے بیٹھیے کوئی گھڑی سہی

کہتا ہے کون جانکی مستی نے جان لی
کیون نیلی پیلی ہوتی ہو دھوکا دھڑی سہی

جانکو ہے وہ یار بہانا ہو کچھ نہ کچھ
گر منہ نہین تو آنسوون ہی کی جھڑی سہی

کوئی نہ کوئی سلسلہ جنبان جنون مین ہو
زنجیر پاؤن مین جو نہین ہتکڑی سہی

کہتا ہے کون اونکی رکاوٹ نے جان لی
سینہ مین آکے سانس ہماری اڑی سہی

لازم ہے دستگیر ہے دیوانہ اے جنون
احباب تو گڑی مین نہین ہتکڑی سہی

مجنون ہمارے سایہ مین گھبراکے چھپ گیا
دم بھر جو دوپشت جنون کی کڑی سہی

کہنی ہے شمع رو کی جو کرتی ہے مجکو یاد
مین بزم یار مین تو ہون آکے کھڑی سہی

باتین ہی کیجیے جو اوٹھتے نہین نقاب
مہتاب چھوڑے جو نہین پھلجھڑی سہی

بجت سے میرے نہ بجھا اے شب فراق
چل قصہ مختصر ہوا تو ہے بڑی سہی

لذت اوٹھا چکے تھے لطافت جو وصل کی

ہجر صنم مین جب کہ مصیبت پڑی سہی

ایذا صدمے جفا کشی سے ہے — کیا دل کا لگانا دلگی ہے
دانا بنتا ہے جب کہ نادان — چکی بھی دانت پیستی ہے
غفلت ہی شباب مین یہ کہتی — سو رہیئے رات ابھی پڑی ہے
دولت پہ نہ منعمو ہو مغرور — ہرتی پھرتی یہ چاندنی ہے
عاشق ہوئے خواب مین ہین ہم — سوتے مین آنکھ لگ گئی ہے
کیا کیجیے آہ کس سے کہیے — بگڑا ہے یار آ بنی ہے
پروانہ جو جلکے مر گیا ہے — شمع محفل ستی ہوئی ہے
شاخ گل تر خزان ہوئی کی خشک — بلبل سے نہی جلی کٹی ہے
اف اف تپ عشق پھنک رہا ہون — دل مین اک آگ سی لگی ہے
مر مر کے بنے ترے خریدار — بیعانہ کے بدلے جان دی ہے
جو دل نے کہا وہ کر دکھایا — کیونکر نہو بات کا دھنی ہے
الفت ترے ابروؤنکی قاتل — تلوار بنی گلے پڑی ہے
ہم عشق مین جان کو ہین روتے — ایدل تجھے اپنی ہی پڑی ہے
پیچھلے سے نہ جائیے شب وصل — نوبت کب صبح کی بجی ہے
در پر سے مجھے دیکھکر وہ بولے — دل جسکا لیا تھا تو وہی ہے
راحت سے کھلائیگا نہ غم بھی — یہ پیر فلک بڑا دنی ہے

دنیا کو نہ چاہ اے لطافت — کسبی یہ پیر زن ہوئی ہے

لیا وس مصحف عارض کا بوسہ جھکے گیسو نے — خدا کی شان کافر بھی لگی قرآن چھونے
جگہ پائی ہمارے دامن مژگان پہ آنسو نے — کیا آرام گودی مین آکر طفل بدخو نے

کیا خال سیہ پیدا تمھارے طاق ابرو نے
غضب کی جا ہے پائی ہے جگہ کعبہ مین ہندو نے

مری فریاد اپنے گھر مین تم سنکر وہ کہتے ہین
ارے کمبخت کیا کوسون مجھے رسوا کیا تو نے

بنا کر بال پہنے ہو تیونکی کا نمین جھالے
نیا منہ آج برسایا تمھارے ابر گیسو نے

تمھاری زلف مشکین کی ذرا خوشبو جو پائی ہے
کلیجے سے لگایا ہے ہر اک نافہ کو آہو نے

گلستان مین خیال آیا ہمین گلزار جنت کا
دلایا یاد کوچہ یار کا قمری کی کوکو نے

نہ ایسا حال تھا گو بیقراری بھی تھی الجھن بھی
ہماری جان لی فرقت مین اب درد جگر تو نے

نہین ہے چشم مست یار مین سرمہ کا دنبالہ
تماشا ہے نئی یہ شاخ پیدا کی ہے آہو نے

گلستان مین جو مینے قامت جانان سے نسبت دی
قد اپنا تن کے دکھا نہر مین سرو لب جو نے

برہنہ ہو کے خلوت مین جو بال اونچھی ہوئی پائی
نہ ہے ہاتھ اوسکے شانہ آئنہ دکھلایا زانو نے

دوپٹے مین لگائی آبی اطلس کی جو گوٹ اوسنے
دکھایا لطف موج آب کے میر دلکو اتو نے

دکھا کر ذہن افشانکی لیا قتل اپنے عاشق کو
نئے جوہر نکالے آب کی شمشیر ابرو نے

قرین ابرو کی اوس ماتھے پہ ہے سیندور کا ٹیکا
عجب ہے سانپ کے مانند من اوگلا ہے بچھو نے

چمن لبریز مثل نہر جب رو کر کئے مینے
دکھایا اصاف فواری کا عالم شاخ شبو نے

خدارا اگر بلا ایسی کہین جا بدہی لطافت کو
دکھائی ہمہی تو لا کے اے بخت رسا تو نے

روان جو حلق پہ اوسکی حسام ہو جائے
تمام عمر کا قصہ تمام ہو جائے

تمھارا حسن جو مشہور عام ہو جائے
تو آکے چاہ سے یوسف غلام ہو جائے

نہان یہ چہرہ روشن تمام ہو جائے
جو زلف کھولیئے دنکو تو شام ہو جائے

عدم کا قصد ہے تربت مین جھک کے آ دیکھین
یہین پہ آج کی شب اک مقام ہو جائے

دل آئی یار پہ تو آنکھ مین بھر آئین اشک
چھلکے جو شیشہ تو لبریز جام ہو جائے

نئی ہے سیر کہ لخت جگر ہین مژگان پر
نہ کیونکر آنسوؤنکا ازدحام ہو جائے

بناؤ کرکے وہ آئینہ مین جو دیکھی مانگ — عیان حلب مین وہ ملک شام ہو جائے
پڑی جو اوس رخ رنگین کا میکدہ مین عکس — ہر ایک شیشہ پہ مینے کا کام ہو جائے
خدا ہی خیر کرے سامنا عدم کا ہے روز — نہ کام عشق دہن مین تمام ہو جائے
شب فراق نہ غش آئی تو وہ نالے کرون — تمام خلق کو سونا حرام ہو جائے
جب آئے غیر کی تربت پہ وہ تو مینے کہا — نشان اسکا مٹاؤ تو نام ہو جائے
چمن مین اوڑ کے جو مین عندلیب ار جاؤن — تو موج نکہت گل مثل دام ہو جائے
خدا کرے تری آنکھونکا آئے دلمین خیال — ان آہوؤنکا حرم مین مقام ہو جائے
پڑے جو عکس خط سبز یار جوہر مین — تو صاف آئنہ طوطی کا دام ہو جائے
عمامہ سر سے اغطا اوچھالنا رندو — جب اوسکی وعظ و نصیحت تمام ہو جائے

یہ لطف جبھی تک تو لطافت آیا ہے
سفر ترے کا بھی یارب تمام ہو جائے

عشق اوسکے دہ نشین معشوق کا اس دلمین ہے — روح مجنون دیکھلی لیلی نہان محمل مین ہے
یہ فقیرونکو نظر آتا مہ کامل مین ہے — بھیک کا ٹکڑا پڑا اک کاسہ سائل مین ہے
دین و دنیا کا مزا اول سے آب و گل مین ہے — دو جہانسے بڑھکے گنجایش ہمارے دلمین ہے
جام جم مین اک جہانکی سیر تھی تو فخر کیا — دو جہانسے بڑھکے گنجائش ہماری دلمین ہے
عاشقی مین بلبل و پروانہ دونو ہین تباہ — کوئی نالان باغ مین سوزان کوئی محفل مین ہے
دار پر منصور بولا عشق صادق سے محال — عاشقو یہان امتحان یہ پہلی ہی منزل مین ہے
بھری حسن و رنگ و رعب و رخ مین صبا تعریف کہا — تل بھی رکھنے کی نہین جا اب تو اس محفل مین ہے
تیر سینہ پر لگا کر طعن سے کہتے ہین وہ — کہئے اب بھی بوسۂ مژگانکی حسرت دلمین ہے
حاجت ساز و نمایش علم ذاتی کو نہین — کسنے دیکھا رقص طاؤس چمن محفل مین ہے
سرا و ترجائیگا میر اگر بہا دریائے خون — صاف کشتی کی روانی خنجر قاتل مین ہے

بنیں منعم ہاتھ پھیلانے سے ہے بے فائدہ
بیشتر آتی ندامت ہی کفِ سائل مین ہے

ہجر مین دلسے سدھاری صبر آرام و قرار
قافلہ تو چل بسا ہو کا مکان منزلمین ہے

ابرو و مژگانِ قاتل کا مجھے یکسان ہے عشق
گر جگہ اسکی جگر مین ہے تو اوسکی دلمین ہے

پردہ غفلت کا اگر دلسے اوٹھے تو دیکھ لے
جسکا تو مجنون ہے وہ لیلی اسی محمل مین ہے

پوچھتے ہو تم کہین کیا خاک حالت دلکی ہم
حسرتِ مردہ گڑی اتنی کدورت دلمین ہے

شاد و خرم دل جوانی مین ہین پیری مین اداس
شکل بستی دلکو ویرانہ ہر اک منزل مین ہے

کیا ہمارے خون کی قطرے نے دکھلائی بہار
تازہ کونپل نکلی شاخِ خنجرِ قاتل مین ہے

قاصدونکا پوچھنا ہے اس تپے سے میرا نام
چشم مین اشک آہ لب پر بیقراری دلمین ہے

آنکھ سے جو دیکھ سچ ہے کان سے جو سن وہ جھوٹ
فرق ایدل چار انگل کا حق و باطل مین ہے

ہجر مین کس کس جگہ کا درد ای ہمدم کہون
آنکھ مین سینہ مین پہلو مین جگر مین دل مین ہے

قتل پر عشاق کی بیڑا اوٹھایا ہے ضرور
پانکی سرخی زبانِ خنجرِ قاتل مین ہے

ہو چکا جب دفن مین نالان تو بولے سب رفیق
قافلہ تو راہ مین ہے اور جرس منزل مین ہے

جب اوٹھا مجنونکا لاشا عشق نے دی یہ صدا
قیس ہے تابوت مین لیلی اگر محمل مین ہے

جسکو کہتے ہین زمین ذرہ ہے یہ اوسکا غبار
آسمانکی سمت سے جو کچھ کدورت دلمین ہے

موج مین کہتے ہین سر سے مجنونکو دکھلا کر حباب
بے ثباتی مثل لیلے دیکھ اس محمل مین ہے

دیکھ لی صحبت غنی کی ہے سدا رکھتی خراب
سب خس و خاشاک دریا دامنِ ساحل مین ہے

سر اوٹھا کر آسمانکو دیکھتا ہے کیون حباب
آبلہ ایسا ہی اک بالکل ہمارے دلمین ہے

اسطرح کی دوستی ہے ای لطافت آج کل
ہے تو ظاہر مین صفائی پر کدورت دلمین ہے

بھیڑ ارمانونکی مجمع حسرتونکا دل مین ہے
غم زدونکا قافلہ اوجڑی ہوئی منزلمین ہے

جی بھرے کسطرح شوقِ ذبح سے میرے دلمین ہے
شیر دایہ کی حلاوت خنجرِ قاتل مین ہے

حلق تک آتی ہی طاقت آئی ہے میرے دلمین ہے
شیر دایہ کی حلاوت خنجر قاتل مین ہے

ہاتھ پاؤن مارنیکی خو جو ہے بسمل مین ہے
شیر دایہ کی حلاوت خنجر قاتل مین ہے

رنج بھی ہے باعث تسکین بے دل بستہ کو
صرۂ خاک شفا ہے یاد تربت دلمین ہے

سایۂ گیسوی محبوب کا اسوجہ سے غائب ہوا
نبٹ گیا مثل تبرک حور عین کے دلمین ہے

جب نظر کی ہے تنی پیشانی پہ دل دو ہو گیا
کیا زحاف قطع بیت ابروی قاتل مین ہے

غیر شیطان نے نکالا ہے جو کوئے یار سے
آدمی ہون مثل گندم چاک میرے دلمین ہے

دل رخ و گیسو کی الفت مین مسافر بن گیا
صبح اس منزل مین ہے تو شام وسن منزل مین ہے

ذبح ہو کر ظلم پر قبضہ کیا مانع ہون مین
ہاتھ کی ہڈی کا دستہ خنجر قاتل مین ہے

جمع ہین لخت دل سہم خوردہ قمرگا تیر سے
دیکھنا کیسی طراوت سبزۂ ساحل مین ہے

حضرت موسی کہان ہین آ کے جلوہ دیکھلین
طور پر جو تھا وہ نور اوسکی جبین کے تل مین ہے

خون بسمل کی یہ چھینٹین رنگ لائین بعد ذبح
مثل گلدستے کے دستہ خنجر قاتل مین ہے

لاشین پروانونکی شمعونکی کہین کٹتی ہین سر
جائین کیا سامان مقتل کا ہر اک محفل مین ہے

پھر طلب قاتل کی ہے اللہ اکبر شوق ذبح
نعرۂ تکبیر ہر اک نعرۂ بسمل مین ہے

حلق تک آتی ہی فاف کیا بھڑک ہے پیاس کی
آگ کی تاثیر آب خنجر قاتل مین ہے

انتہا کی ہے صفائی ہے طلائی اور نکھار رنگ
کیا فقط آب گہر اکسیر آب و گل مین ہے

ناتوانی نازکی نے قہر برپا کر دیا
وہم نہ سمجھین ہے نہ قوت بازوی قاتل مین ہے

حلق کا دربان بنا ہے تا نہ عاشق دم چرائے
مستعد بیٹھے ہے گو دستہ خنجر قاتل مین ہے

حق سے پھر کر سر نوشت اپنی غلط سمجھا ہے تو
اے برہمن کفر قشقہ کی خط باطل مین ہے

جسم مین نمارتکر دین ہے ترا نفس خبیث
اے مسافر خوف رہزن ہے سنگ منزلمین ہے

لوٹ جاتا ہے پٹی کی سیری بھی دیکھکر
کیا بری عادت مچل جانیکی طفل دلمین ہے

شکل سے میم دہان یار کی ایما ہے یہ
یعنی جو عاشق ہوا اسکا بڑی مشکل مین ہے

حلقہ حلقہ شمع پر پروانے ہیں صدقے شمع پر — شکل فانوس خیالی کی ہر اک محفل میں ہے

خیر کرنے سے ہی حاصل سیر جنت شمع کو — قفل باب خلد کی کنجی کف سائل میں ہے

قیس کو مجنون جو سمجھے ہین وہ خود مجنون ہین — قدر اسکی ہی اوسیکو عشق جسکے دل میں ہی

ہمکو الفت اونکو نفرت کس سے جاکر پوچھیے — دل کسیکا ڈالتا کوئی کسیکے دل میں ہے

دل تہ و بالا کیئے شانہ نے گیسوئے زلف میں — قافلے پر اتنکو ڈاکا پڑا منزل میں ہے

ذبح ہوکر میں نہ تڑپا مر گیا اس دھیان سے — سب کہیں کیا خوب قوت بازوئے قاتل میں ہے

ملکے دو دل شیشہ ساعت بنے تو یہ ہی تھے — اک کدورت ہی کبھی اس دل کبھی اس دل میں ہے

جوہر ونکا ہم تماشا دیکھتے ہیں وقت ذبح — کشتیونکا جھرمٹ آب خنجر قاتل میں ہے

پردے غفلت کے اوٹھے تو ہم لطافت سمجھے — ڈھونڈھتی تھی جسکو مدت سے وہ اپنے دل میں ہے

برگشتہ مدتون سے یہ پیر آسمان ہے — بندے سے ہو گئی کیا تقصیر آسمان ہے

منظور ہجر کی شب تغیر آسمان ہے — لو ودِ جگر ہمارا زنجیر آسمان ہے

اوس غیرت قمر کو ہی شوق چاندنی کا — جھکی ہوئی مگر اب تقدیر آسمان ہے

جسم ہلال پر خم اور کہکشان کو دیکھا — دیوانے سمجھے طوق و زنجیر آسمان ہے

وہ ترک دیکھکر یہ کہتا ہے ماہ نو کو — کس کام کی ہی ناقص شمشیر آسمان ہے

فرقت میں پھونک دیگی اک آہ آتشین سے — سوجھی یہ ہمنے جلکر تدبیر آسمان ہے

فصل بہار میں جب ابر تنک کو دیکھا — مینخوار سمجھے دام تزویر آسمان ہے

فیروزہ گلہ کا اوسکے ہی وصف لکھا — کھینچی زمین شعر میں تصویر آسمان ہے

کوچہ میں اوسکے مرکے پائی زمین نہ ہمنے — قسمت کی یہ خطا ہی تقصیر آسمان ہے

ہی قرب ماہ تابان کب ذوذنب ستارہ — ثابت ہوا کہ شمع و گلگیر آسمان ہے

قطعہ

اونکے فراق میں ہی کیا تھر جوش باران — ہر بوند اپنے دل پر اک تیر آسمان ہے

کرتی ہی ذبح ہردم شمشیر برق ہمکو	آواز رعد گویا تکبیر آسمان ہے
دیکھا جو کہکشان کو وہ نوجوان یہ بولا	شاید عصا یہ تیرا ای پیر آسمان ہے
فرقت کی شب جو ٹوٹا تارا کوئی تو سمجھے	ہم ہین نشانہ اسکی یہ تیر آسمان ہے

کہتے ہین دیکھکر وہ سوئی فلک لطافت
ہمسا جوان کوئی ای پیر آسمان ہے

آفت کی ہیچ یار بلا کا بہانہ ہے	ڈستے ہین مار زلف قضا کا بہانہ ہے
کوچہ مین اوسکے ہم عمداً جا کی گر پڑے	مطلب ہے اور لغزش پا کا بہانہ ہے
مہندی لگا کی دیکھ رہی ہین وہ اپنے ہاتھ	تعریف کر رہے ہین دعا کا بہانہ ہے
میرے لیے ہین وہ کف افسوس مل رہے	بدنام ہونگے ڈرسے حنا کا بہانہ ہے
منظور ہی کہ بند ونکی آسان ہون مشکلین	کافی ترے کرم کو دعا کا بہانہ ہے
بندھوائی خون ناحق عاشق نے اونکی ہاتھ	پائی سزا اجل مین حنا کا بہانہ ہے
دیا شفا مریض کو اللہ کا ہے کام	ظاہر مین ای طبیب دوا کا بہانہ ہے
ہے خلق کی دکھانیکو زاہد تری نماز	بیفائدہ رضائے خدا کا بہانہ ہے
منظور ہی کہ کھائین سگ یار ہڈیان	ظاہر مین انتظار ہما کا بہانہ ہے
بولا وہ بدگمان ہے مرسکے سنکے حال	اک یہ بھی ترک عشق و وفا کا بہانہ ہے
توبہ جو توڑنی ہو چلو رند میکدے	حیلہ بہار کا ہے گھٹا کا بہانہ ہے
منظور یار کو نہین آنا ہمارے گھر	بارش کا عذر ہے تو گھٹا کا بہانہ ہے
ہے بوسہ رقیب کا اوس ہاتھ پر نشان	شوخی تو دیکھو دزد حنا کا بہانہ ہے
منظور ہی کہ ہو مرے شمع مزار گل	ظاہر مین آسمان کو ہوا کا بہانہ ہی
نظرین ہین نیچی وہ شرمائی جاتی ہین	آتا ہی یاد وصل حیا کا بہانہ ہے
سہمے ہین کم سنی سی کیا ہی جو مجکو ذبح	پھیرے ہوئی ہین منھ کو حیا کا بہانہ ہے

ہے نیند مین وہ یار لطافت ولت لقا
کرد دید حسن کی کہ ہوا کا بہانہ ہے

غزل ذو قافیتین

دل جو ہی خوف زدہ ہیچ و فن کاکل سے
باغمین ہٹکے ہون چلتا چمن سنبل سے

گرم تقریر اگر صحن چمن مین ہو وہ گل
نکلے آوازہ نہ ڈر کر دہن بلبل سے

ہمسری کی تری خوبی جو چمن مین گل نے
باندھ لین حسن نے مشکین رسن کاکل سے

باغمین وصف جو کرتی ہی کبھی اوس گل کا
پھول جھڑتے ہین ہزارون دہن بلبل سے

غنچے چٹکے نہ کوئی باغمین وہ آئی ہین
کہد و نالہ بھی نہ نکلے دہن بلبل سے

زلف جانا کی جو سودے مین چلا جانب دشت
بندھ گیا پاؤن چمن مین رسن سنبل سے

گر پڑا چاہ زنخدا مین اگر دل میرا
کیون پریشان ہونگا لو رسن کاکل سے

چل بسا جوش جوانی و لیسی عادت رہگئی
شیشہ سے ہو گیا خالی پہ نکہت رہگئی

مرتبہ دیکھو سخاوت کا حکایت رہگئی
مدتین گذرین رہا حاتم نہ ہمت رہگئی

معرکہ مین خنجر قاتل سے عزت رہگئی
خون کی چادر بدن پہ بنکے خلعت رہگئی

پھول مرجھائے خزان سے دلمین حسرت رہگئی
عندلیبونمین گلستان کی حکایت رہگئی

شب کو زاہد روز سوتے ہین رندونکی طرح
ہوشیارونکو بھی ہی تھوڑی سی غفلت رہگئی

وصل مین بھی گرم گرم آہین مری باقی رہین
آتش فرقت بجھی لیکن حرارت رہگئی

جب بہار آئی ہوئی زاہد بھی مستونمین شریک
طاق پر تسبیح دلمین سب نصیحت رہگئی

یاد عصیان نے خجل کرکے ڈبویا تھا مجھے
آبروائے چشم تر تیری بدولت رہگئی

روشنی پروانونکو بلبل کو رنگ گل پسند
اب جہانمین اپنے مطلب کی محبت رہگئی

دیکھنا تقدیر غالب آگئی تدبیر پر
مر گئے یونانیونکی ساری حکمت رہگئی

چاندنی چھٹکی جو اونکی نور سے باغ مین — سنبل بیجا مین چھپکر شب کی ظلمت رہگئی

خط سے اونکی حسن عارض کا لفافہ کھل گیا — پڑھ لیا مضمون تو عرضی کی حقیقت رہگئی

کی تھی بیعت یار کی دست حنائی سے کبھی — پنجۂ مرجان مین اک ہلکی سی نکہت رہگئی

منھ نہ زاہد کو لگایا بات رندونکی رکھی — حشر تک ای دختر رز تیری حرمت رہگئی

تیشۂ ہر کوہکن کی آج تک ہے یہ صدا — مر گیا فرہاد شیرین کی حقیقت رہگئی

اور سب صنعت مین تو حیدر نبی کی مثل تھے — باقی اک پیغمبری مہر نبوت رہگئی

تک ہستی سے عدم کو لیچلا ہی شمشیر یار — دم مین پہونچا ہاتھ بھر کی کل مسافت رہگئی

حضرت آدم سے عیسی تک سدا مہمان پھرے — آگئی ختم المرسلین کے گھر نبوت رہگئی

لطف سے خالی جلانا بھی نہین معشوق کا — بنگئے موسے کلیم اللہ جو لکنت رہگئی

اوس لب نازک پہ سب کہتے ہین مسی کی دھڑی — تیرہ بختون کی لیے بوسے تو رنگت رہگئی

کیا بہار خانہ باغ یار پر عاشق ہوئے — چاندنی کے پھول بنکر صبح وصلت رہگئی

ای لطافت قبر مین سب پھینک کر آئے ہو تم
حب آل مصطفے بہر حمایت رہگئی

سبزہ ہے اوسکی رخ پہ کہ گلشن مین پھانس ہے — ہر رونگٹا مرے دل نازک کو پھانس ہے

یعنی جو ٹھنڈی گلستان مین سانس ہے — بلبل کی انگلیون مین رگ گل کی پھانس ہے

ناخن جسے سمجھتے ہین صیاد و باغبان — بلبل کی انگلیون مین رگ گل کی پھانس ہے

کیا جا سکے بہار مین گلزار سے کہین — بلبل کی انگلیون مین رگ گل کی پھانس ہے

صیاد کچھ محال نہین اسکا اب شکار — بلبل کی انگلیون مین رگ گل کی پھانس ہے

کیونکر نہ دم بھرون رخ رنگین یار کا — غنچہ دہن ہے نکہت گل اوسکی سانس ہے

اوڑتا ہے مثل کاغذ بادی تن نحیف — لیتا ضعیف و زار ترا جبکہ سانس ہے

یون پوچھتا ہے اپنی مریضونکو وہ مسیح — کس کسکی دم نکل گئی کس کس مین سانس ہے

یارب کٹے گی ہجر کی کیونکر تمام رات
او گھڑی ہوتی تو شام ہی سے میری بس ہے

وترک قتل کر کے نہ بسمل سے منہ پھرا
آب دم حسام پلادے کہ سانس ہے

ہوی ہے مرے نازنین پہ نزاکت کا خاتمہ
چھبتی جبین صاف مین افشانکی پھانس ہے

عشق شرہ ہی کیا کسی پہلو قرار ہو
کانٹا چبھا ہی دلمین کلیجہ مین پھانس ہے

موج نسیم صبحکو گلزار مین نہین
ہر عندلیب زار کی یہ ٹھنڈی سانس ہے

چاہ ذقن پہ اوسکی ہی سبزہ قریب رخ
دیکھوا دگی کنوئین پہ گلستانکی گھانس ہے

دم عشق پنجتن کا لطافت بھر دنگا مین
جب تک تہ فلک کے مرے سینہ مین سانس ہے

ہم آہین کرتے ہین ابروی مہوشان کے لیے
یہی ہین تیر مناسب اس کمان کے لیے

جہانمین خلق ہوئے کوچہ بتان کے لیے
وہین پہونچ گئے آئے تھے ہم جہانکے لیے

خوشی کی بعد ہی اندوہ باغبانکے لیے
بہار آتی ہے گلزار مین خزان کے لیے

نشانہ گر ہی بنانا عدو کو جھک کے مل
خمیدگی سے عجب ور ہے کمانکے لیے

صدا بلند ہے کا چاک کی ہو مقتل مین
عجیب نطق ملا تیغ کی زبانکے لیے

سمجھ کے چال کا پامال قبر عاشق پر
بنایا نقش قدم یار نے نشانکے لیے

پری وشون نے جو سمجھا ہے اپنا دیوانہ
تو جان مانگتے ہین مجھسے امتحان کے لیے

جہانمین کیون نہ رہے بات تیرے گھائل کی
زبان تیغ ملی زخم کے دہان کے لیے

وہ سو گئی شب وصلت تو چونک کے پوچھا
نقاب اوٹھائی تو بوسے کہان کہانکے لیے

صدا ہے کشتی سائل کی ہین مجمع خیر
روان ہون خود نہین احسان ناوبانکے لیے

عدو بھی فیض رسان ہون خدا جو کھی بات
نہ ہین صحبت رندانمین ہر زبانکے لیے

خدا کا فضل ہے عاشق تو نے پایا ہے واعظ
حسین یہانکے لیے حور عین وہانکے لیے

یہ حال تیرے کشتہ کا ابتو ای شہ حسن
ہما بھی لاش پہ صدقے ہے استخوانکے لیے

گلونکا عشق اگر کہن سے تھا مری دلمین
سبق پڑھا تھا گلستانکا بوستانکے لیے

جو پایا ہمنے چلن اوسکے قدِ موزون کا
چمن مین جھکے قدم سروِ بوستانکے لیے

اسبیل ہمنے رکھی آبلون کی صحرا مین
ہر ایک کانٹے کی سوکھی ہوئی زبانکے لیے

قدِ خمیدہ کو پیری مین لیکے جاؤن کہان
ہوا ہون گوشہ نشین مین تو اس کمانکے لیے

نہ نیند آئے کسی شب اگر ہو گل کو
چمن سے اوڑکے ہزار آئی داستانکے لیے

جو بوسہ لبِ جان بخش سے ہین مست مدام
ہمین نہ آبِ بقا عمرِ جاودانکے لیے

اثر جنونکا دکھایا بہار نے بلبل
کہ تنکے پہلے ہی چنوائے آشیانکے لیے

نہین ہے کام لطافت کو عیب بینونسے
کہے ہین شعر یہ دو چار قدر دانکے لیے

جگر کا غم کرین یا نوبت آئی دلکی ماتم کی
بڑا تو اسکا رونا ہے کہ فرصت ہے کوئی [illegible]

سدھاری دانت سب گویا ہین تصویرِ غم کی
یہ محفل تھی مزے کی ہای کیا پیری نے برہم کی

لگا دیتا ہون لڑیان تار اشکِ چشمِ پرنم کی
علم مین آہ کی حاجت اگر ہوتی ہے پرچم کی

نکیون عادت ہو سیرِ غمزدہ وحشی کو ماتم کی
جنونکی سلسلہ جنبان ہین زنجیرین محرم کی

نئی تیاریان کین خرچ نے آمد جو تھی غم کی
سفیدی پھیر دی بیت الحزن مین صبحِ ماتم کی

رجا و خوف کی جھگڑے نے دیوانی چھٹی کیسے
خبر بھی آج تک انکو نہین جنت جہنم کی

نکیونکر گندمی رنگ کو سنے دل امانوس ہو میرا
جنانے مجھ تلک پہونچی ہے یہ میراث آدم کی

کیا جب انجمن مین خندۂ دندان نما اوسنے
تڑپ کر بیقرارون نے کہا بجلی کدھر چمکی

سدا حلقہ بگوش انگشترِ دستِ سلیمان تھی
نظر آئی تھی کیا مہرِ نبوت میرے خاتم کی

سدا اسبابِ دنیا مرتبہ کو پست کرتی ہین
حکایت یاد ہے کچھ سوزنِ عیسیٰ بن مریم کی

نبی کے جسمِ نورانی کا سایہ کسطرح ہوتا
خدا نے بخشش امتکو تھی رحمت مجسم کی

ارے غافل طمع دوڑا رہی ہے مال کی جانب
شکار آیا ہے حاجت ہے سگِ نفسِ معلم کی

محمد ہی ہوئی حدِ رسالت اول و آخر
خبر دو میم دیتی ہین موخر او تقدم کی

ملک کرو وہ پیام وصل پر اونچی تو فرمایا
بہت کچھ حال دل پوچھا چا طر آپکی کم کی

اری غافل مداوا جلد کر تریاق توبہ سے
گنہ دل مین نہ کچھ پیدا کرینگی خاصیت سم کی

نہ سمجھین آپ جو ہم رکھیار آنسو بھر آئے ہین
نہین آئینہ ہی تصویر میری چشم پر نم کی

سیہ پوش اسلیئے ہین ہو گئے ہین مردم دیدہ
صف مژگان نہین یہ صف ہے تخت و لکی ماتم کی

لحد پر میرے بھونکی اشرفی بوٹی کی ہے چادر
اشارہ ہے کہ الفت تھی کسو دینار و درہم کی

وہ عاصی ہون کہ روز حشر اپنی ہی طلب سمجھا
صدا جب کان مین آئی ہل من مزید آئی جہنم کی

اری غافل گنہ کی کثرت اور پھر خواہش جنت
ہوئی اک تیر کالی پر یہ کیا کیفیت آدم کی

غش آئی حضرت موسی کو شاہد لن ترانی ہے
علی کی روشنی تھی برق بنکر طور پر چمکی

محبت سی کہا جب یا علی مشکل ہوئی آسان
عجب تاثیر ہی نام خدا اس اسم اعظم کی

وہ ہے یاس انکا سبزۂ خط زہر قاتل ہے
اثر آب بقا کا دیکھنا بوٹی اوگی سم کی

شب معراج کہتی تھے ملک دیکھا جو احمد کو
یہی تو نور تھا محبوب پیشانی مین آدم کی

علی نی پاؤن رکھکر اسجگہ کعبہ مین بت توڑے
گواہی دیتی ہے مہر نبوت میرے خاتم کی

مرے عصیان کی دفتر مین چلے غفار کے آگے
کہو مالک سنبھل جائے عنان کھینچے جہنم کی

مرا دل دیکھکر وہ پوچھتی ہین اپنے کوچہ مین
یہ بستی مختصر کسنے بسائی رنج کی غم کی

گذر اپنا ہی اوس کوچہ مین سب اغیار جلتے ہین
جنان مین بیٹھکر ہم سیر کرتے ہین جہنم کی

چمن مین گر وہ رخ دیکھین ابھی تو ٹوٹے بھونرا ہو
گلو انکو ڈوب مرنے کو تری کافی ہو شبنم کی

وہ آئینہ مین خود اپنے دہن کے بوسے لیتے ہین
عجب ہے معما کیفیت ہے میم مدغم کی

مرے آغوش مین وہ سبزہ رنگ آیا ہوئی عزت
زمرد کی نگینہ نے بڑھا دی زیب خاتم کی

ہوئی ہین روتے روتے زخم آنکھین رنج ہجر سے
لگاؤن کیون نہ مین عینک ہے یہی تاثیر مرہم کی

زبان کرتی ہے مومن آدمی کو اور کبھی کافر
یہی کنجی ہے قفل باب فردوس و جہنم کی

کسی دن پان کھا کر پھینک دیجے آپ وہ گال اپنا
سنا ہے زخم گل کو باغ مین حاجت ہے مرہم کی

اشارہ یہ صف مژگان کا ہر اک ہی لطافت ہے
ہر اک محفل فلک نے یون مین درہم اور برہم کی

انہی شوخی وہ قد ہم زیر زمین مرا خونریز کرتا ہے
لگے مہندی ہین لہو عشاق کا آمیز کرتا ہے

الٰہی خیر کسکو قتل وہ خونریز کرتا ہے
طپنچہ بھر کے اپنا آج خنجر تیز کرتا ہے

شفا ہو کسطرح فرقت مین مجھ بیمار ہجران کو
مسیحا تو مریض عشق سے پرہیز کرتا ہی

کبھی روشن اگر میری لحد پر شمع ہوتی ہے
حسد سے آسمان جلکر ہوا کو تیز کرتا ہے

جنون اقرار نامہ مجھسے لیتا ہی جو وحشت کا
گریبان نے ترے ریزہ ریزی کر کے دست آویز کرتا ہی

بہایا خون عاشق کا گلے ملنے کی دھوکے سے
مری قاتل کا خنجر خوب فقری تیز کرتا ہے

عجب ہوتا ہے عالم آمد فصل بہاری مین
زبان سوسن کی کھلجاتی ہے بلبل ریز کرتا ہی

چمن مین بلبل نالان جو ٹھنڈی سانس بھرتی ہے
صبا کا جھوکا آکر آتش گل تیز کرتا ہے

کہانکی مست بھر آتا ہی پانی منھ مین زاہد کی
مے گلگونسے ساقی جام جب لبریز کرتا ہے

ہوا ثابت مجھے دیکھی جو گردش چشم قاتل کی
یہی سنگ فسان تیغ نگہ کو تیز کرتا ہے

لطافت پوچھتے ہین پاسبان سے اپنی وہ شب کو
مری کوچہ مین نالے کون درد آمیز کرتا ہے

ساتھ موسی کی تلاش رخ روشن مین رہے
ہم تری کوچہ مین وہ وادیٔ ایمن مین رہے

رنگ پان لب مین ہان یار کی چتون مین رہے
مست ہم عشق مین مغرور وہ جوبن مین رہے

قہقہے چھچھے احباب کے ساون مین رہے
کبھی میخانہ مین جاکر کبھی گلشن مین رہے

مستی عمر تو نے لگا کر جو وہ گلشن مین رہے
شرم سی چھپ نہ او وہ ہٹ گل سوسن مین رہے

صبح تک وصل کی شب جشن یہ گلشن مین رہے
رات بھر ہاتھ مری یار کی گردن مین رہے

غیر کے دست سیہ فام الٰہی شل ہون
رات بھر ہاتھ مرے یار کی گردن مین رہے

ہوشیار ویسی بھی تھی ہی یہ تاکید جنون
آستین چاک گریبان چکن مین رہے

ہی یہ ستار کی مژگانکی بنانے سے غرض
کہ حیا چاہتی ہر آنکھ کو چلمن مین رہے

عاشق زار جو پہونچے تری دیوار کی پاس
تو نگہ انکی نہان دیدۂ روزن مین رہے

میکدہ مین وہ صراحی سا گلا یاد آیا
دیر تک ہاتھ مرے شیشہ کی گردن مین رہے

ڈوبنے کے لیے دریا جو گیا مین وحشی
طوق گرداب کے وان بھی مری گردن مین رہے

دل جلی جو کہ ہین عاشق انھین کیا گھر سی غرض
کسنے دیکھا ہی کہ پروانے نشیمن مین رہے

قول دانتو نمین زبانکا ہی سدا نرمی کر
بول بالا ترا ہر محفل دشمن مین رہے

ہم وہ دیوانے ہین راحت سے ہوئی عمر بسر
نکلے گھر سے تو دشت کی دامن مین رہے

جب سلے جانے لگے زخم جگر بولی آنکھ
تار اسکو نگا مری دیدۂ سوزن مین رہے

زار تھی سینے مین دیکھا کیے پیراہن یار
بنکے ہم تار نگہ دیدۂ سوزن مین رہے

جوش وحشت مین ہوے سوکھ کی کانٹا جب ہم
الجھے ایسے کہ سدا دشت کی دامن مین رہے

ڈھونڈھنے جاتے تھے کعبہ کسی ہر جائی کو
پہلی منزل جو ہوئی دیر برہمن مین رہے

سیر سو یسی حسینون نے ہی سختی جھیلی
مدتون سنگ ہر اک طفل کی دامن مین رہے

تیغ قاتل مین مرے خونکی قطرے ہین جمے
پھول ہمشکل تھے تلوار کی دامن مین رہے

دوست بندہ کا خدا ہو تو مثال ہوسئے
چین سے دلکی طرح پہلوے دشمن مین رہے

بجلیان بالیو مین آپ پہنئیے تو ہو لطف
اک تماشا ہو نیا برق جو خرمن مین رہے

ہمدم ہو نور نظر سے ہین سوا طفل اشک
جب تو آنکھو نسے نکل کر مری دامن مین رہے

محفل شعر مین ہے شاعر خاموش عبث
نفخ کیا بلبل تصویر جو گلشن مین رہے

عیب چھپ جاتے ہین لطافت کی سب اے بخت نحیف
بعد مرنیکے نہان گر ترے دامن مین رہے

جو بنوائی عمارت وہ بنے پیر پتھر کی
کرین سب برہمن سجدہ بھری تقدیر پتھر کی

علی نی توڑ کر کعبہ مین ہر تصویر پتھر کی — شکست فاش ظاہر کی وہم تکبیر پتھر کی

ادا و ناز و غمزہ گر نہو بیکار ہی ہر بت — کوئی کیا سر سے مارے لیکے یہ تصویر پتھر کی

کبھی سودا بڑھا میرا کبھی سر سنگ سے پھوڑا — ہمیشہ عشق مین حاجت رہی زنجیر پتھر کی

دل پروانہ توڑا سر جو کاٹا شمع کا تونے — ستم مین تیری خاصیت ہے آئی گلگیر پتھر کی

جو وہ معجز نما محبوب آئے سمت بتخانہ — اٹھی دوڑ کے ہر اک مورت مثال تیر پتھر کی

وہ بت سنگ لحد پر نام پڑھکر ہو گیا برہم — ہوئی حق مین ہمارے زہر کیا تحریر پتھر کی

تو قسمی ملکو الفت مین دل نازک مرا ٹوٹا — بھرا خود جا کی شیشہ امین کیا تقصیر پتھر کی

ہم آہین کر رہی ہین یار یا ہین سخت کہتا ہے — اڑائی عاشق و معشوق مین ہی تیر پتھر کی

یقین دلکو ہوا فرہاد جوئی شیر لایا تھا — نظر آئی سفیدی جب مثال شیر پتھر کی

کہان ہین سنگدل دیکھین علی کی معجز اتنکا — بنے در نجف چمکی عجب تقدیر پتھر کی

حضور روئے جانان شمع سنگ فرش سے کہلون — اگر جلکر مجھے حاجت ہوائی گلگیر پتھر کی

اثر آہین کرینگی سنگدل گر یار ہے تو کیا — سمجھتے کچھ نہین ہین اصل ایسے تیر پتھر کی

لکھون ہجر بتانکی سختیان تھوڑی جو ممکن ہون — قلم فولاد کی لو چین پے تحریر پتھر کی

بتونکی مدح مین تیغ زبان کو صاف کر واعظ — اگر حاجت ہے بہر تیز ہے تقریر پتھر کی

رقیبونکی دل سخت انکی کوچہ مین نہ رہنی دو — نہ ایذا پاؤ ٹھوکر کھا کی ہر رہگیر پتھر کی

تماشا کوہ پر دیکھینگے آتش کے شرارونکا — ملاقات ای جنون ہوگی اگر زنجیر پتھر کی

سنا کر حال اپنا ہین بتونکو نرم دل کرتے — مٹا دیتے ہین ہم سختی وہم تقریر پتھر کی

اگر ہم پلہ اشراف ہون اجلاف کیا رتبہ — جواہر تول کر بڑھتی ہی کب توقیر پتھر کی

مدد سے سنگدل کی تیز رہتی ہین سدا ظالم — اصالت لاکھ ہو محتاج ہے شمشیر پتھر کی

نہ جلتا طور کیون تھا طالب دیدار کا حامل — اگر موسیٰ سمجھتے ثابت ہوئی تقصیر پتھر کی

دلون پر نقش شرح مصحف رخسار جانان ہے — نہین محتاج چھاپی والو یہ تفسیر پتھر کی

وہ مجنون سخت جان ہم ہین جو کھینچین جا کے سر آہن ابھی دریا کی موجین جسم کی ہون نخچیر پتھر کی

دکھاؤن گر اثر عشق بتا مین ٹھنڈی آہ ہو نکا تو شعلے ترالی ہون شعین مع گلگیر پتھر کی

کلیجہ چھن گیا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا میرا تری باتو مین خاصیت ہی ناصح تیر پتھر کی

بتونکی عشق کی ہی چوٹ کھائی روز اول ہی غذا دی آسمان نے مجکو جائے شیر پتھر کی

رہائی عمر بھر پائی نہ جوے شیر لانے سے پڑی تھی پاؤ مین فرہاد کے زنجیر پتھر کی

گہر این نیک کا ہوتا ہے ظاہر بد کی صحبت سے زر خالص کے حق مین ہے کشش اکسیر پتھر کی

یہ قیدی گھن کو در بدر ہونیکا ایما ہے علامت آجتک ہر در پہ ہے زنجیر پتھر کی

بتو نکو خواب مین دیکھا اوٹھائی ہجر کی سختی تناسب دیکھنا اچھی ہوئی تعبیر پتھر کی

ترا بیمار گر چاہے تیمم سجدہ کرنے کو زمین ہو خوب بنئے قسمت سے دو دو تیر پتھر کی

خدا سے ڈر خرابی کعبہ دل کی نہ چاہ اے بت برائی ابرہہ مخبر ہے ہر تفسیر پتھر کی

تلاش اعلی کی ہوتی ہے تو ادنی پوچھے جاتی ہین کہ زرگر زر سے پہلے کرتے ہین تدبیر پتھر کی

وہ دیوانہ ہون فرمایش ہے تہی بت تراشنے سو بنا و صورت مجنون مع زنجیر پتھر کی

وہ بد قسمت ہو مین گر ابر نیسان کی دعا مانگون کرے بارش عوض بارانکی چرخ پیر پتھر کی

فقط ہین استخوان مجھ سخت جان پروانہ کی باقی ہر اک کو شک ہے زندان مین کہ ہے زنجیر پتھر کی

ہوے دل خاک جلکر خواہش زر مین بخیلونکے ہوس مین کدھر دیکھین نہی اکسیر پتھر کی

جنون جب سخت ویرانہ کو ہوگا بھر کے سر اپنا بنینگے جسم کی آنسو شمع کی زنجیر پتھر کی

ارادہ ہے اوٹھا دین ہم دوئی شیخ و برہمن سے اکٹھا کر کے بت مسجد کرین تعمیر پتھر کی

گلے مین واعظو نکے سنگ کی تسبیح رہتی ہے جنون تھا سخت پہنائی گئی زنجیر پتھر کی

لطافت حیف کی جا ہے جو تھا لخت دل احمد
ہوئی بارش وہی پر کربلا مین تیر پتھر کی

تڑپتا ہون لبون پر جان ہے درد جدائی سے یہ سچ ہے یا نہین پوچھو تم اپنی بیوفائی سے

جو میری قبر پر خالی وہ آئے بیوفائی سے
گری پھولونکی چھڑی خود بخود کھلکر کلائی سے

فقیر و نسی طمع باز آؤ ایسی بیحیائی سے
گدائی تاجدار و بہتر ایسی پادشاہی سے

گھر کہتے ہین چھوڑا ہمکو کیسی بیوفائی سے
پڑے ناسور دلمین ہجر کی ناآشنائی سے

نہین خال سیاہ وس مہ گئے گوری گال پر
گرا ہی سرمہ بخود حسن پر ہوکر سلائی سے

یہ تشمن وہ ستے سے ہی قول اثبت ور وئے آئینہ
کدورت سے کدورت ہے صفائی ہے صفائی سے

تمہارا رنگ کندن سا جو وقت غسل ہیگا
کریگی بحث موج آب زنجیر طلائی سے

بے نعلین پھپھون آبلے مل ہلکے تلوونکے
ہوا کیا پاؤنکو آرام اس آرام پائی سے

وہ تیرہ بخت لاغر ہون جو خوش چشم پہ مر جاؤن
کرین سب دفن سرمہ مین بھکو دین سلائی سے

تعجب کیا جو انکو دیکھنے والے ہین نابینا
ہوئے ہین اندھے آئینے بھی جوت آشنائی سے

نہ ہے بخت سمی کسیکا کام بھی ای برہمن نکلا
یقین اسکا نہو تو پوچھ لے ساری خدائی سے

پڑا ہی میرا سر وہ اوس گلی مین جان آئیگی
لگا دینگے اگر ٹھوکر بھی وہ بی اعتنائی سے

سکندر دیکھ لین آب بقا مین لال مچھلی ہے
وہ مسی مل رہی ہین لب پہ انگشت حنائی سے

تماشا دیکھنا شاگرد و استاد آج بحثین گے
کریگا ہمسری سرمہ کا دنبالہ سلائی سے

منافق آتش رشک و حسد سے جلتے بجھ گیا گیا
لطافت احمد مختار کی معجز نمائی سے

عشق مین بستی نئی ہی ہول جو میرے پاس ہے
بھیڑ ارمانونکی رہتی ہی ہجوم یاس ہے

تہمین اعمال بد لکھتا ہون لکو پاس ہے
منھ دوات انگشت خامہ ہے کفن قرطاس ہے

دفتر عصیان کراما کاتبین کے پاس ہے
ہین مرا اعمال بد کیونکر وہ سیہ قرطاس ہے

کیا دماغ جان معطر ہی جو عاشق پاس ہے
نکلے کپڑے نہین انکی عطر کی بوباس ہے

ایسے گرتے ہین اپنے گھر مین فرماتی ہین وہ
دور سے ہمکو بلایا اسقدر تو پاس ہے

حصہ میرے سودے کا لکھا ہے اونھین احباب نے
چاک مانند گریبان نامہ یہ قرطاس ہے

اہل جوہر ہو جہان مین جانکساری تو جو سیکھ / دیکھ اے غافل کہ مٹی مین نہان الماس ہے

آبرو گر ہو تجھے لوگونکو نہ رکھ امید فیض / آب گوہر سے کہان بجھتی کسیکی پیاس ہے

ظلم صیادونکے لکھے جاتی ہین گلزار مین / خامہ ہے منقار بلبل برگ گل قرطاس ہے

شمع اٹھتی ہے زبان شعلہ دکھلا کر یہی / خون پروانونکا محفل مین ہوئیگی پیاس ہے

چھیڑ کر میرے دل مردہ کو فرماتے ہین وہ / کون اسکو لے مقام وہم ہے وسواس ہے

منتین کرتی ہین جب ہوتا ہے راضی وصل پر / سر قدم پر یار کی رکھنا ہمین تو راس ہے

کیجیے گا آپ اگر انکار مر جاؤنگا مین / وصل کی امید پر تو زندگی کی آس ہے

گھر چلا صبح شب وصل وہ کھلی منھ ہوتا ہے وہ / آفتابہ آفتاب اور ماہ کامل طاس ہے

آبرو بھی جان بھی ایمان بھی لیتا ہے یہ / آدمی کے واسطے مہلک مرض افلاس ہے

باغبان اوس گل کی آنکھونسے ملاتا ہے عبث / دیکھ چشم نرگس بیمار پر آماس ہے

ٹکڑے ٹکڑے دل ہوا غصہ کیا جب آپ نے / پیسنا دانت اپنے حق مین سودہ الماس ہے

ٹھنڈی سانسین تیری آہین بلبل بھرتی ہین اسقدر / چہرہ گل پر ہوئے آیا نہین آماس ہے

کیا صفائی کیا چمک دندان جانانہ مین ہے واہ / منفعل بجلی ہے در نجم ہے الماس ہے

انقلاب دہر پر لازم ہے ای منعم نظر / دیکھ اولٹا منھ دکھا کر کہتا الماس ہے

دین عبرت سے نہ غافل حال اسکندر کا کچھ / حرف مین جتنے ہین چہرہ آئینہ قرطاس ہے

خط لکھا کرتا ہے کسکو سمت مغرب آسمان / مہر و مہ کا جو روانہ روز و شب قرطاس ہے

حسن خوبی دیکھکر کہتے ہین یوسف تجکو غیر / مرد سے تشبیہ دیتے ہین مجھے وسواس ہے

نظر کسکی لگی جو بھر بھر آئی چشم جام / سیکڑے مین کیون شکم پر شیشہ کو آماس ہے

سینۂ نازک پہ اونکے ہے جو بستانکا ابھار / نازنین ہین ہر نگہ کی چوٹ سے آماس ہے

جب نکیرین ای لطافت آئینگی لحد مین / سونگھ لو حب علی کی قلب مین بو باس ہے

پری ہر شکل گوری بادلی معلوم ہوتی ہے ۔ جوانی جس کسی کی ہو بھلی معلوم ہوتی ہے

شب فرقت فلک پر ہین ستارے یا انگارے ۔ یہ سقف کہنہ گردون جلی معلوم ہوتی ہے

طبیعت کا عجب ہے ڈھنگ ہو معشوق کیسا ہی ۔ بری بھی ہر ادا اوسکی بھلی معلوم ہوتی ہے

خط اونکا وہین دوستی محبت مین جو پڑھتا ہون ۔ عبارت بھی خفی لکھی جلی معلوم ہوتی ہے

تجھیلو کو جو زر ملتا ہے دنیا سی تو کہتے ہین ۔ یہ عورت بھی نہایت منچلی معلوم ہوتی ہے

لگائی تیر اوسنے ہاتھ پر مہندی جو گل کھائے ۔ کہا یہ شاخ اب پھولی پھلی معلوم ہوتی ہے

رقیب روسیہ نے وصل مین منھ پر جو منھ رکھا ۔ اونکی وہ گوری رنگت سانولی معلوم ہوتی ہے

تمھارا حسن روز افزون گھٹا خط سیہ نکلا ۔ یہ رنگت کی دوپہر کو ڈھلی معلوم ہوتی ہے

نہین ہے جو لب پر خون کی لالی لگائی ہے ۔ کسی پر تیغ قاتل کی چلی معلوم ہوتی ہے

تمھاری ابرو ونکی بال ایسے نرم و نازک ہین ۔ کہ کاٹھی بچھونکی مخملی معلوم ہوتی ہے

ہوے ہے خون کی قطرے لپٹ لکی ساتھ جمتی ہین ۔ تو شاخ تیغ بھی پھولی پھلی معلوم ہوتی ہے

بتنگ آ کر جو عاشق سنکھیا کھاتی ہین قسمین ۔ مزا دیتی ہے مصری کی ڈلی معلوم ہوتی ہے

اذان مسجد کی گلدستہ پہ ہم ہین اسلیئے دیتے ۔ یہ لالچ ہے کہ اون بت کی گلی معلوم ہوتی ہے

کھچاوٹ سے بنکا رنگ ایسا پھوٹ نکلا ہے ۔ سفیدی انکے محرم صندلی معلوم ہوتی ہے

تمھاری منی نازک کی ہمسی مدح کیونکر ہو ۔ یہ شمع نور سانچے مین ڈھلی معلوم ہوتی ہے

فرشتے قبر مین کہتے ہین سیر خلد دکھلا کر ۔ نظارے کر وہ دلبر کی گلی معلوم ہوتی ہے

فراغت دفن سے پا کر جو وہ غازہ لگاتے ہین ۔ ہماری خاک چہرے پر ملی معلوم ہوتی ہے

کہا صیاد نے انداز دیکھا جبکہ بلبل کا ۔ گلون مین رہکی نازونکی پلی معلوم ہوتی ہے

دکھا کر بھولی بھولی چاند سی صورت وہ کہتے ہین ۔ بری نیت نہ کرنا کر بھلی معلوم ہوتی ہے

ہوی مہندی کی رنگت اونکی ہاتھ میرے بوسے لینے سے ۔ نزاکت دیکھنا مہندی ملی معلوم ہوتی ہے

رہائی اس سے مشکل یا علی معلوم ہوتی ہے

ہم وہ بلبل ہیں اسیری میں وطن بھول گئے — ہائے چھوٹے بھی قفس سے تو چمن بھول گئے

روی روشن پہ جو اونکی نظر آئیں زلفیں — برہمن محو ہوئے چاند گہن بھول گئے

سنکے وحشت مری احباب یہ ہوش اوڑ گئے — برہنہ دفن کیا مجکو کفن بھول گئے

دیکھکر قامت موزون صنم گلشن مین — سرکشی راست قدی سرو چمن بھول گئے

ہم وہ مجنون ہین کہ مرکر بھی اسیری نہ گئی — کھولنا قبر مین سب بند کفن بھول گئے

ہائے کیا چین سے ہم دل مین جگہ کر دیتے — تیر اپنا نہ کوئی صید فگن بھول گئے

شام کو بزم یہ روشن رخ جانانسے ہوئی — لانا احباب مری شمع لگن بھول گئے

آستان چومنے آئے تھے خطا کیجے معاف — لیلیے بوسہ رخسار و دہن بھول گئے

ہائے دن میری ولادت کا ہوا روز وفات — بدلے گفنی کے دیا سب نے کفن بھول گئے

محتسب سے کہی کیفیت مستی ساری — باندھنا نشہ مین شیشہ کا دہن بھول گئے

بیخودی نے ہمین برباد کیا الفت مین — دل کہین رہ گئے ہم آوارہ وطن بھول گئے

جب عنادل نے تری عارض و لب دیکھ لیے — گل کا رخسار تو غنچہ کا دہن بھول گئے

تجھپہ ہم ایک نظر کرتے ہی یہ محو ہوئے — حسن دیکھا جو کمر کا تو دہن بھول گئے

ہین وہ برباد و پریشان کہ نہ پھر کر آئے — صورت نکہت گل ہم جو وطن بھول گئے

لب خوشرنگ تمہاری جو کبھی دیکھ لیے — جوہری لعل تو کیا ملک یمن بھول گئی

آکے دنیا مین عدم کا کبھی آیا نہ خیال — یہ سفر بھی ہے عجب جسمین وطن بھول گئی

آج کیا تھا کدھر آنکلے کہو خیر تو ہے — راہ شاید ادھر اے مشفق من بھول گئی

وقت حاجت ہے عبث نفع کی اور ونکی امید
کیا لطافت و سلطان من بھول گئے

قریب آنکھونکے مینی احسین معلوم ہوتی ہے — دہن کی دید کو معلوم ہوتی ہے

کھینچا خنجر چڑھی وہ آستین معلوم ہوتی ہی
تڑپنے سے مرے چین بر جبین معلوم ہوتی ہی

ہوا پاتین باغ جنت ہمین معلوم ہوتی ہی
زمین کربلا عرش برین معلوم ہوتی ہی

ہمیشہ یک نقشہ تیرا حسن مین ہی دیکھکر گھٹتا
کسی محبوب کی تابان جبین معلوم ہوتی ہی

جو لپٹا مجھسے وہ آرام جان ہنس ہنس کے چھپا ہو
کہو اب درد کی ایذا کہین معلوم ہوتی ہی

شب وصلت ستارونکا جبین مین عکس پڑتا ہی
پر افشان صاف اوس مہ کی جبین معلوم ہوتی ہی

تمھارے عشق کا دریا ہی نا پیدا کنار ایسا
نہ ساحل ہی نہ اسمین تہ زمین معلوم ہوتی ہی

بنا ہی آئنہ سنگ در اونکا جبہہ سائی سی
خط تقدیر پڑھ لونگا جبین معلوم ہوتی ہی

اطبا نبض کیا دیکھین سر بیمار و لاغر کی
ہوئی گم عقل خالی آستین معلوم ہوتی ہی

کھینچی تصویر تیری کیا ہوئی گم عقل مانی کی
دہن کیسا کمر بھی تو نہین معلوم ہوتی ہی

جو درد سر مین ہلکا ہلکا وہ صندل لگاتی ہین
تو ماہ زیر ابر اونکی جبین معلوم ہوتی ہی

یہی کیونکر لوح قرآنکی ادب سی بوسے لے عاشق
کہ مصحف وہ حسین کی یہ جبین معلوم ہوتی ہی

ہری تلوونکی چھالی خون رو کے ہین جو صحرا مین
تو ہر سو تختہ لالی کا زمین معلوم ہوتی ہی

جو بہر وصل وہ آئینہ مین کی پاوں تک ناخن
تو پشت پا ہی صاف ایسی جبین معلوم ہوتی ہی

گریبان طوق ہو جاتا ہی میرے لاشکی گردن کو
جنون مین تنگ ہی ہر آستین معلوم ہوتی ہی

پسینا حشر مین آیا تو حیدر کو پکارونگا
ہوا ہون غرق تہور ایسی جبین معلوم ہوتی ہی

حباب اسکو تماشا بی ثباتی کا دکھاتا ہے
لگا ہی موج دریا دوربین معلوم ہوتی ہی

ہوئی عزت جو تیری در پہ تیری جبہہ سائی کی
یہ مہر عبدیت زیب جبین معلوم ہوتی ہی

شب وصل آئنہ زانو کا دیکھو ہنسہ ہو کر
جو افشان صفائی سی جبین معلوم ہوتی ہی

مشبک کر دیا خوبی تمھاری تیر مژگان نی
نقاب اوٹھو تم صورت یہین معلوم ہوتی ہی

نظارہ حسن کا در پردہ جب مین آنکھ کرتا ہون
تو چلمن یار کی چین بر جبین معلوم ہوتی ہی

محبت مین یہی جی چاہتا ہی مر کر گڑ جاؤن
جو کوئے یار مین خالی زمین معلوم ہوتی ہے

چلے ہین باغ سے منھ دھو کے وہ کثرت ہی جو ہوگی
ہر اک نہر چمن چین جبین معلوم ہوتی ہے

مرا خون خنجر قاتل پہ طرفہ رنگ لایا ہے
صفائی واتمک کی زیر نگین معلوم ہوتی ہے

بلندی ہے جو دود آہ کی گرد کدورت پر
نرالا آسمان طرفہ زمین معلوم ہوتی ہے

شب وصلت جوانی ہے تری مہتاب کی شاید
چھلاوے کیطرح جاتی کہین معلوم ہوتی ہے

تڑپ کر زلزلہ لاتا ہے تو کچھ چین آتا ہے
ترے مضطر کو گہوارہ زمین معلوم ہوتی ہے

لب رنگین پہ ہے پرتو تری مسّی کی ریخو نکا
عبارت کندہ بالائے نگین معلوم ہوتی ہے

کہینگے یہ فرشتے دیکھکر کرسی پہ حیدر کو
لطافت کی بحد اک شہ نشین معلوم ہوتی ہے

نہ اپنے قبر مال جہان لیکے آئے
فقط ایک مشت استخوان لیکے آئے

فرشتے میان چہان لیکے آئے
گنہگار ہونگا کہان لیکے آئے

لبے نذر دل جان جان لیکے آئے
جہان تم گئے ہم وہان لیکے آئے

وہ بوسے مین جب پھول نرگس کے لایا
پے دید آنکھین کہان لیکے آئے

وہ عالی طبیعت ہین گر ہو اشارا
زمین غزل آسمان لیکے آئے

کہا نامراد نے محروم پھر جا
کوئی التجا ہم جہان لیکے آئے

غم ہجر بہلاؤنگا میکشی سے
کہو شیشہ سے ہچکیان لیکے آئے

تبا لیے اوس روئے روشن کا نقشہ
ورق مہر کا آسمان لیکے آئے

وہ محشر کہتی ہے یہ اوسکی بخشش
کہ امید سارا جہان لیکے آئے

خجل داغ دل سے ہے خورشید محشر
جو دعوی ہو کچھ آسمان لیکے آئے

سنا قصہ فرقت اوسنے تو بولا
ابرا آنا یہ دفترا کہان لیکے آئے

نہ اک بوسہ بھی تمسے عاشق نے پایا
کوئی آرزو کیا یہان لیکے آئے

رکھی وحشت مین جب سبیل آبلون سے
تو کانٹے بھی سوکھی زبان لیکے آئے

لیا بوسۂ زلف دل دیکے اوسکو
لگے بہر نظارۂ حسن جب ہم
وہ جبہہ سائی کہا اونکے در نے
ہین اصحاب کہف اور یا بخت عاشق
دنی جب کہ دنیا کو دیکھا نہایت
یہ بیخود ہوئے دیکھکر اونکا جوبن
دکھاؤن کرامت جو عشق ذقن مین
وہ لاغر ہو مین بام پر تیرے پہنچون
نہ کیونکر کہون کوے جانان کو جنت
جنونکی نشانی یہ تھی حشر مین بہی
بخیلونکی نیت پہ ایسی ہے آفت
ترے دل جلے ہین جو زلفونکے عاشق
لگاونگا مین عشق ابرو مین پھانسی
بتادے کوئی قبر مجہ منتظر کی
جوانی کے آتے ہی خط رخ پہ نکلا
مؤذن ہو صبح شب وصل قاتل
سیہ کار تہا عاشق اون گیسوونکا
نہ یہ وفا وعدہ وصل کی ہے
وہ زلف معنبر بڑھ بڑھ کے کہتی
عزیزونکے احسان سے گر گیا مین
حرم مین طو گے کہ بیت الصنم مین

یہ سودا نہایت گران لیکے آئے
ترے بوسی ایجان جان لیکے آئے
جو تقدیر بگڑی یہان نیکے آئے
یہ وقفے خواب گران لیکے آئے
یہان رزق تنہا میہمان لیکر آئے
بمشکل ہمین مہربان لیکے آئے
وہ پیاسا ہون پانی کنوان لیکر آئے
اگر آہ دل کا دہوان لیکے آئے
گیا پیر احباب جوان لیکے آئے
کفن کی پہٹی دھجیان لیکے آئے
کہ آئے تو پچھمیہان لیکے آئے
عوض روحکے کچھ دہوان لیکر آئے
یہ منت ہی حلیہ کمان لیکے آئے
خط یار قاصد یہان لیکے آئے
وہ توام بہار و خزان لیکے آئے
چھری کہد و قبل اذان لیکے آئے
لحد مین فرشتے دہوان لیکے آئے
وہ آئے تو اک میہمان لیکے آئے
جسے دل ہو دنیا یہان لیکے آئے
لحد تک جنازہ گران لیکے آئے
کہو دل یہ عاشق کہان لیکر آئے

یہ منعم سے دنیا و عقبے ہے کہتی — وہان دیکے آئے یہان لیکے آئے

نہ سمجھے مجھے تشنہ یہ شک یوسف — زنخدا انکا اندھا کنوان لیکے آئے

دل سوختہ اونکی قلیان کو دین ہم — جو خوشبو دہنکی دھوان لیکے آئے

دل ایسا بڑھا جاکے اون گیسوؤن مین — کہ اس طفل کو ہم جوان لیکے آئے

چہ قبر مین سب عزیزون نے پھینکا — نیا ساتھ ہم کاروان لیکے آئے

ہمہ تن ہین مانند شمشیر جوہر — فقط ہم زبان ہی زبان لیکے آئے

منا لائین احباب احسان ہوگا — وہ یوسف گیا کاروان لیکے آئے

جو ہم بیچنے نکلے آئینہ دل — حسین جمع دیکھے جہان لیکے آئے

ہماری لحد کا نشان تک نہین ہے — کوئی دوست اونکو کہان لیکے آئے

مرقع ہے دنیا کا یہ جسم خاکی — ہم اس تن مین سارا جہان لیکے آئے

تری زلف اے خوش قد آئی قدم تک — قیامت نہ کیونکر دھوان لیکے آئے

غضب تو نے چرخ تیر ستم سے — غنیمت ہے اولٹی کمان لیکے آئے

کجا کوئے جانان کجا قصر یار و — بتایا کہان تھا کہان لیکے آئے

لطافت سے ہمسر ہو وہ شاعر مین
جو کوثر سے دھوئی زبان لیکے آئے

ہر چیز مین جدا تری جلوی کا ڈھنگ ہے — غنچہ مین بو ہے شمع مین شعلہ گل مین رنگ ہے

اون گوری گالون پر جو خط سبز رنگ ہے — کہتے ہین مست جام بلورین مین بنگ ہے

سرخ اٹھے یون مین عکس خط سبز رنگ ہے — ظرفہ ہین جام ظرفہ ہی مو ظرفہ بنگ ہے

ہیمش چال مین ترا اسپ زرنگ ہے — چلتے مین یہ ہوا ہے تو او زمین تنگ ہے

مدت ہوئی کہ عشق کی تمیز مین ننگ ہے — بدلا ہوا کچھ آج طبیعت کا رنگ ہے

کل تک تو وعدہ وصل کا تھا مہربان آپ — بدلا ہوا کچھ آج طبیعت کا رنگ ہے

لے بوسے دلمین کیون خطِ سبز کا خیال
پینا تو ہی حرام مگر پاک بنگ ہے

غنچہ گلونکے دیکھ کے کہتی ہین بلبلین
مملو بہارِ باغ کا شیشونمین رنگ ہے

پھولی جو صبح کو شفق افلاک نے کہا
پیریکا رنگ وہ یہ جوانیکا رنگ ہے

کہتا ہون بوسہ لیکے خطِ سبز یار کا
پاکیزہ و حلال ہے جو یہ وہ بنگ ہے

گرتا ہے تیر قتل پہ شمشیر یار کو
قاتل ہمارا فکر سے دیکھو تو سنگ ہے

یون میرے دلکی وجہ ہی ہست و بودِ عشق
جس طرح جسم غیر کا محتاج رنگ ہے

آنکھین یہ سرخ کرتی ہے وہ دست و پاے یار
اعلا حنا سے رتبہ مین ہر طرح ننگ ہے

پہنے ہین مرنیوالے کفن اسلیے سفید
انسان تو کیا پسند ملائک یہ رنگ ہے

مضمون لڑتے ہین شعرا کی نئی ہے سیر
ہر اک مشاعرہ ہے کہ میدان جنگ ہے

پیری یہ کہہ رہی ہے دکھا کر خضاب سرخ
اوڑ کر جما شباب کی مہندیکا رنگ ہے

موئے خطِ سیاہ ہین رخسارِ یار پر
ملکِ حلب مین آمدِ افواج زنگ ہے

سرو روانے سر اوٹھایا تھا کبھی
سرو سہی کا آج تلک پاؤن لنگ ہے

تبدیل وضع خلق مین ہے وجہ دشمنی
دونون ہین ایک شیشہ کوئی کوئی سنگ ہے

صبر و قرار و ہوش کا ہے قافلہ روان
نالہ فراق یار مین آواز زنگ ہے

بجلی ہے لے اوڑی ان بیتاب کی تڑپ
بالکل سحاب مین مرے رونیکا ڈھنگ ہے

باغ جہان مین پھولنی پھلنے سی ہے گزند
ہر نخل میوہ دار کو آسیب سنگ ہے

دیکھا جو ہمنے چشم حقیقت سے باغ کو
ثابت ہوا حنا سے کہ دنیا دو رنگ ہے

ہے وقت گریہ خطِ سیاہ صنم کی یاد
بارش مین دلکے آئنہ کو خوف زنگ ہے

لاغر وہ ہین کہ ہل نہین سکتے ہین قبر مین
ہمکو جواب نامہ بھی چھاتی پہ سنگ ہے

آنکھین لڑا رہا ہون حسینونسے عشق مین
باطن مین یہ ملاپ ہے ظاہر مین جنگ ہے

دل میرا لینے آئے تماشا عجیب ہے
خواہان وفا کی ہین تو حسینونمین جنگ ہے

کرتی ہی طبع طائر مضمون سدا شکار — خامہ ہمارے ہاتھ مین ہو یا تفنگ ہے
مفلس بھی شب کو فضل خدا سے ہین مالدار — سونیکا نام کو تو میسر پلنگ ہے
جھیلین فراق مین دل نازک نے سختیان — دیکھا جو غور کر کے تو شیشہ بھی سنگ ہے
فصل خزان مین جو دل بلبل ہوا تھا خون — گل سے ٹپک پڑا وہی بنکے رنگ ہے
کیا شوق شام وصل مین ہین بیقراریان — آراستہ سحر سے الگ کا پلنگ ہے
دھبا لگیگا لاکھی دوپٹہ نہ اوڑھیے — تیغ ادا مین لوگ کہینگے کہ زنگ ہے
بے طور طفل لگی ہین الفت مین شوخیان — بچہ یہ جانتا ہے مزہ پیکا ڈھنگ ہے
تصویر حسن یار ہو ہمین دل پہ کھینچتا — درکار اب جو اپنے پسینے کا رنگ ہے
عشاق مانگتے ہین مرادین مزار پر — بے شبہ کوئی آیت مری تربت سنگ ہے

تیر شہاب جسکو زمانہ ہے جانتا
یہ ہی لطافت آہ رسا کا خدنگ ہے

حسب اصرار جناب صاحب عالم مرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ

ترے روشن گلے مین کیا بھلی معلوم ہوتی ہے — کرن خورشید کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
ہنسی مین عکس پڑتا ہی جو اونکے صاف دانتونکا — گلے مین ہیرے کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
جو باہین زرد و لاغر ڈالتا ہون اونکی گردن مین — تو سونیکی عجب چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
مجھے کیا رشک ہوتا ہے لپٹ جاؤن گلے یوہین — تری گردن کی جب چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
سنہرے رنگ مین اونکی کھبی ہے ایسی گردن پر — کہ سونیکی نہین چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
جو باسی ہو ہی مرجھائی گلے سے اونکی لپٹی ہے — طلا سرخ کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
مثال آئینہ اونکا گلا ہے عکس تو دیکھو — کہ دوہری ہیرے کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
صراحی دار گردن اونکی ہے شفاف اسدرجہ — کہ سبکو پشت سے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
سنہرے رنگ سے اونکی ہے یہ رنگ طلا جھیکا — گلے مین نقرہ چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ستارے اقمر ابر تنک مین ہین نظر آتے
دوپٹہ سے ترے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

عجب انداز سے وہ دیکھتی ہین گردن و سینہ
اگر آئینہ مین چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ہے اوس تصویر مین ہالہ سنہری گرد چہرے کے
مجھے پرتو فگن چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ارادہ ہے کہ لیلوں بڑھ کے بوسے اونکی گردن کے
گلے مین کیا بھلی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ستارے صبح گردن مین نظر آتی ہین عاشق کو
مرصع جب تری چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ہٹادی جب وہ لائی اونسے پوچھا بام پر آکر
تمھین بھی دور سے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

نہ پہنو غیر کی بھیجے ہوئے زیور کو گردن مین
کہ ناگن مجکو یہ چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ترا طوق طلائی حسن پر ہوتا ہے جب نازان
گلے مین خندہ زن چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

گلے پر کھلے منہہ بوسے کبھی لینے نہین دیتی
مری دشمن تری چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

نکلتے ہین جو وقت رخصت اشک اوس گلی کے
تو مروارید کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

مرے زخم گلو مین جب لگے ٹانکے تو وہ بولے
نئی انداز کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

مرصع ہے لطافت سے غزل سب جو ہر دیکھین
نئی ہر بیت مین چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ترے گھونگرو کی ہیکل کیا بھلی معلوم ہوتی ہے
دولھن پہنے ہوئے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

تری گردن کی زینت دیکھکر ہین سب جسمین پتھرا
ہمین تو بھیا نسلی سب چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

رقیب اوس حور کو زیور پہناتا ہے تڑپتا ہون
جگر پر نیش زن چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

شب وصلت ہے گردن سے اوتارو مین گلے لپٹون
گران تمکو اگر چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

لڑکپن ہے تو وقت میکشی وہ یار کہتا ہے
کہ ساغر مین مری چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

اوچھالا معرس گل کے سینہ کا بہلا نخل قامت ہے
یہ پھل ہے پھول وہ چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

جو زر دوزی ترے کنٹھے مین موتی ہین مروڑ
جڑاؤ سونے کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

اگر وہ دست بند نعام منتی ہین مین پکڑ
گلے مین شیشہ کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

دکھا کر حسن اونکے طوق نے میرا گلا گھونٹا
تری سازش کچھ ایسی چنبا کلی معلوم ہوتی ہے

بڑھائی کیون نہ گردن ہر گھڑی طاؤس چھپکی کا
کہ ناگن آنکی چنبا کلی معلوم ہوتی ہے

محافظ ہے نہ کوئی ہاتھ ڈالی انگلی گردن مین
گلا گھیرے ہوئی چنبا کلی معلوم ہوتی ہے

گلا ہم اونکا یون ہیچ کر کے دیکھ لیتے ہین
ہمکو کیا بھلی چنبا کلی معلوم ہوتی ہے

دولائی لاؤ سینہ پر رقیب آنکھین لڑاتی ہین
کہ چنگنی دھگدھگی چنبا کلی معلوم ہوتی ہے

چھری سے میرے گلے پر رکھکے جوہر دار وہ بولی
یہان زیبا یہی چنبا کلی معلوم ہوتی ہے

مثال آفتاب و ہتا اگر چہرہ چمکتا ہے
تو ہالہ مہر کا چنبا کلی معلوم ہوتی ہے

تری لف لرفشان حسن سے لپٹی ہے گردن مین
نئی صورت کی یہ چنبا کلی معلوم ہوتی ہے

گلے مین پہنین کیا زیور کہ وہ نازک نہایت ہین
گران پھولونکی بھی چنبا کلی معلوم ہوتی ہے

جو گھبرائے ہوئے ہو گیا کسیکے ساتھ سوئے ہو
قفا کی سمت جو چنبا کلی معلوم ہوتی ہے

لطافت ہر غزل ہے صاحب عالم کی فرمائش
جو موزون حسن سے چنبا کلی معلوم ہوتی ہے

مطلعہاے متفرق

جب جوانی تھی حسین کی چال پر پامال تھا
پاس میرے بھی دل وارفتہ و از حال تھا

وله

بی بلائی گھر خدا کی بھی نہ ہم تو جائینگے
جائینگے جسوقت عزرائیل لینے آئینگے

وله

وہی ہے مصحف عارض وہی رخ میں صباحت ہے
وہ نو خط ہے تو قرآن میان یوسف کی صورت ہے

وله

دیکھکر دل لگیا عاشق حسین کی ہو گئی
حسن کا جلوا جہان دیکھا وہین کی ہو گئی

وله

وہ لب دیتے ہین بوسہ تیغ ابرو جان کھوتی ہے
دلا ہر حیلہ روزی ہے بہانہ موت ہوتی ہے

وله

کبھی اس عمر مین ہم بھی جوان حضرت سلامت تھے
حسین تھا پاس و راز حال بیمار محبت تھے

وله

کیون نہ مستونکا مجمع خانہ خمار پر
دختر رز ٹھیکی بیٹھتی ہے اک میخوار پر

وله

جو وصل مین وہ جدائی کا نام لیتے ہین
ہم اپنے دلکو کلیجہ کو تھام لیتے ہین

آسیا ہے آسمان سے رزق کی کیون آس ہے — پیتا ہے کام اسکا پاس اسکے پاس ہے

جھلک کے شیشۂ دم قلقل یہ صدا دیتا ہے — ولہ — تنبیہ مثل ہے کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے

چمن مین آج غنچون نے شکستِ فاش پائی ہے — ولہ — ہوئے ہمسر دہانِ یار سے کیا منھ کی کھائی ہے

سدا غل ہے سواری دیکھ لو منعم کی عبرت سے — ولہ — شتو سر کو سمجھا لو وہ دنیا و دولت سے

دم بھر جو آکے پاس وہ قاتل ٹھہر گیا — ولہ — تخفیف ذرہ مین ہوئی کچھ دل ٹھہر گیا

عاجز ہی آستین ریاکاری جو آستین آئیگی — ولہ — روسیاہی رند کی زاہد کی ہاتھے جائیگی

حسن و انداز ہی ہر عیب سے نقصان سے دور — ولہ — دلبری تھی ہی یوسف مین تری جانی دور

وہ قہقہے وہ مزے اور وہ صنم نہ رہے — ولہ — وہ دل وہ سن وہ جوانی وہ دل وہ ہم نہ رہے

جب نیا تھا عشق صدمے ہو چکے — ولہ — مدتین گذرین کہ دل کو رو چکے

تماشا نہین جو دیکھا رخ حسن روئے جانان کو — ولہ — کہا لو شامت آئی من لگی مہر درخشان کو

جب کھایا وسنے رخ دل سیکڑون لینے پڑے — ولہ — وقت بوسونکا جو آیا لینے کے دینے پڑے

اسوجہ سے ہی طفل کو آرام دوش پر — ولہ — آغاز دوش پر ہے تو انجام دوش پر

نہ عشق ہو نہ کسی بت کے متصل آئے — ولہ — خدا کرے نہ کسیکا کسی پہ دل آئے

نہ سہے جو کوئی وہ اونکے ستم سہتا ہون — ولہ — عشق کی مار پڑے جھوٹ اگر کہتا ہون

آئے نہ وہ نہ ہم گئے شکوے یونہین رہے — ولہ — ہم ناتوان رہے وہ سدا نازنین رہے

ذکر جل جل کے جو مرنیکا ہے کاشانون مین — ولہ — رات بھر رہتا ہے ماتم مرا پروانون مین

نہ قرار آتا ہے دلکو نہ سحر ہوتی ہے — ولہ — کس مصیبت سے شب ہجر بسر ہوتی ہے

ہمچشمون مین عزت ہوئی مجھ بے سروپا کی — ولہ — اے دیدۂ گریان تجھے رحمت ہے خدا کی

شب فرقت کہن مہتاب پر کب آشکارا ہے — ولہ — ہمارے دودِ آہِ دل نے کاجل جا کے پایا ہے

جلوہ گر بام پہ تو شب کو اگر ہوتا ہے — ولہ — چاند ہے رشکِ قمر شہر بدر ہوتا ہے

پروا نہین ہے دور رہے یا قریب رہے — ولہ — آنکھونکے سامنے ہی وہ دلبر کہین رہے

جلایا غم ہجر ہمکو لبِ رنگین جانان نے — ولہ — لگائی آگ دلمین آتشِ لعلِ بدخشان نے

مصرع بر مصرع مشہور فارسی

سودا اگر عشقم بجہان از ہمہ بیشم — من قاش فروشے دل صدپارۂ خویشم

آورده به بازار محبت دل ریشم — من قاش فروشے دل صدپارۂ خویشم

ہر چشم دو کان ست دم گریہ پیشم — من قاش فروشے دل صدپارۂ خویشم

مطلعہا بر مصاریع عسیما

شاخ گل جب بادِ خزان سوکھ گئی — چیختے چیختے بلبل کی زبان سوکھ گئی

ہمین ہے وصلکی شادی ہر اک غم کا چلن بدلے — لباس سوگون کہدو کہ اب چرخ کہن بدلے

لپٹ کر لیجیے بوسے نہ کچھ شرم و حیا کیجیے
بوقتِ وصل اگر معشوق سو جائے تو کیا کیجیے

بوسہ کا قصد نزع میں مجھ زار نے کیا
بے نیند ہو کے مرتے نہ ہم ہارنے کیا

نیند آئے ہوا سے جو نہ اوس رنگ پری کو
غنچہ میں کیا بند نسیم سحری کو

مخمس بر شعر مرزا تقی صاحب ہوس مغفور حسب فرمائش جناب نواب معتمد الدولہ بہادر اعلی اللہ مقامہ

جو روح دنیا میں تن سے نکلی تو بھولی عیش و نشاط و غم کو
نہ مال و زر کی خبر ہے بالکل نہ پوچھی حشم و خدم کو
عجب غفلت ہے طرفہ عالم ثبوت ہستی کا نہیں ہے ہمکو
کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافرانِ رہِ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے تھکے ہم اونکو جگا جگا کر

ابھی تو اچھے بھلے تھے بیٹھے اٹھا رہے تھے لطف بزم ہمکو
ایکایک آئی کچھ ایسی آفت کہ بھولے سب الفت و کرم کو
تھی خیر ہم پوچھتے کسی سے جو ہوتے ہشیار ایک دم کو
کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافرانِ رہِ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے تھکے ہم اونکو جگا جگا کر

کہاں ہے سامان کدھر ہے توشہ ہوئی روانہ جو سب ارم کو
بیان مفصل کیا تو ہوتا سمجھ تو لیتی سوا کو کم کو
چلے ہیں راہِ سفر ہی کیا کیا بتایا یہ بھی نہ حال ہم کو
کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافرانِ رہِ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے تھکے ہم اونکو جگا جگا کر

شراب پی لی قضا کی سب نے کسی نے پوچھا نہ ہائے ہمکو
پڑے ہیں میخانۂ جہاں میں بھلا کے سب لطف کو کرم کو
اجل کی ساغر چڑھا چڑھا کر سوئے ہیں سوتے اٹھو کہ دم کو
کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافرانِ رہِ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے تھکے ہم اونکو جگا جگا کر

سنا ہے سرگذشت قیصر سنا ہے افراسیاب و جم کو
دکھانے اسکندر و سلیمان پڑے ہیں جھومر ہو حشم کو
یہ راز پوشیدہ پوچھ لیتی جو ملتے اصحاب کہف ہمکو
کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافرانِ رہِ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے تھکے ہم اونکو جگا جگا کر

یہی تردد یہی تفکر یہی تفحص سدا ہے ہمکو
کہ مرنے والے عجب اٹھے ہیں کھو کھو کے اپنے غم کو
نہ بولتے ہیں نہ جانتے ہیں نہ مانتے ہیں کسی قسم کو
کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافرانِ رہِ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے تھکے ہم اونکو جگا جگا کر

دیئے دم غسل منہ پہ چھینٹے کہ وہ کھلیں اس طرح تیمم کو
کفن پنہایا لگایا کافور تا کہ زائل کرے الم کو
پکارا تلقین کی بہانے بلا ہی تماشا عجب ہے ہم کو
کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافرانِ رہِ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے تھکے ہم اونکو جگا جگا کر

ہزار نالے کریں لحد پر ہزار طرح کریں الم کو
ہزار منت کریں سبھوں کی ہزار دکھلا دیں چشم و نم کو
ہزار رو میں ہزار پیٹیں جواب دیتے نہیں ہیں ہمکو
کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافرانِ رہِ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے تھکے ہم اونکو جگا جگا کر

روانہ پہلے ہی ہو گئے سب بڑھا کے سوئے جہاں قدم کو
پھری ہیں آنکھیں خفا ہیں ہمسے نہ کیونکر و دکھائیں غم کو

خبر کسیکو نہین لطافت کیا چھوڑا ہی سینے ہمکو
کہانکی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
اٹھا دیے سویا کہ پھر نہ جونکی سکے ہم اونکو جگا جگا کر

مخمس بر غزل جناب صاحب عالم مرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ

طبیعت اپنی ہمیشہ حق پرستی کو ترستی ہے
عجب پتھر پڑے ہین عقل پر کیون جوش مستی ہے
ہوا ہون سخت حیران فکر کی کس درجہ پستی ہے
محبت ہر صنم کی مدتون سے دل مین بستی ہے
خدا کی شان کعبہ مین عجائب بت پرستی ہے

نیا سکتا عجب حیرت نرالی میری ہستی ہے
الگ بیٹھا ہون چپکا جوش وحشت ہے نہ مستی ہے
سدا ہون صورت تصویر مین حسرت برستی ہے
محبت ہر صنم کی مدتون سے دل مین بستی ہے
خدا کی شان کعبہ مین عجائب بت پرستی ہے

نرالا ولولہ دل کا میان باغ ہستی ہے
چمن ہے جمگھٹے احباب کے ہین مے پرستی ہے
بھرا ہی ہاتھ ساغر لے رہے ہین تیز دستی ہے
جوانی کی بہار آئی ہے فصل جوش مستی ہے
وصال یار کی خاطر طبیعت کیا ترستی ہے

مدد بخت رسا و دور ساغر ہے یار ہی کی
لپٹکر اونکے بوسے لین کہین ہو جلد تاریکی
کبھو شیشہ مین بھرا دین سیریان بادۂ بہاری کی
شب وصلت ہے کیفیت نہایت بادہ خواری کی
اودھر وہ نشہ مین ہے جو ادھر عاشق کو مستی ہے

جوانی مین عجب کام آئی عادت بادہ خواری کی
بغل مین ہے حسین معشوق کثرت بادہ خواری کی
کبھی ہے بوسہ بازی گاہ نوبت بادہ خواری کی
شب وصلت ہے کیفیت نہایت بادہ خوابی کی
اودھر وہ نشہ مین ہے جو ادھر عاشق کو مستی ہے

وہ قامت ہے الف نام خدا گلزار عالم مین
حسین خوش وضع زیبا خوش ادا گلزار عالم مین
ہزارون بلبلین جس پر فدا گلزار عالم مین
عجب بوٹا سا قد اونکو ملا گلزار عالم مین
نہایت خوشنما ہو رون بلندی ہے نہ پستی ہے

ہوے ہین باغبان پھر شاد گلشن مین بہار آئی
نہین کچھ رحم اے جلاد گلشن مین بہار آئی
اوٹھا شور مبارکباد گلشن مین بہار آئی
رہا کر دے ارے صیاد گلشن مین بہار آئی
قفس مین دید گل کے واسطے بلبل ترستی ہے

محبت کا اثر دیکھو طبیعت ایسی بھر آئی
محبت کی کشش اوس بیوفا کو کھینچ کر لائی
ہوا بیتاب وہ دلبر سواری جلد منگوائی
تعجب سے کہا جب قبر عاشق کی نظر آئی
یہ کس بیکس کی تربت ہے جہان حسرت برستی ہے

گلہ مین خار غم ہین گل کے دامن سے جدا ہوکر
تڑپتی ہے بہم گرتی ہے نشیمن سے جدا ہوکر
پھنسی ہے عندلیب آفت مین مسکن سے جدا ہوکر
قفس مین موت آئی ہے جو گلشن سے جدا ہوکر